اِن من الشعر لحکمۃً و اِن من البیان لسحرا

کہ کلام معجز نظام حضرت خواجہ حیدر علی آتش

کُلیّاتِ آتش

نہایت صحت سے

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

دفعہ ۱۰-

بعون خالق کون و مکان و بتوفیق آفرینندۂ زمین و آسمان

کلیات آتش

مطبع نامی منشی نولکشور میں بہ طبع مقبول جہان ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

جباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا

اسیر اے دوست تیرے عاشق و معشوق دونون ہین
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا

تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہے
زمانے مین چلن ہے چار دن کی آشنائی کا

فراق یار مین مر مر کے آخر زندگانی کی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا

ہوئی منظور محتاجی نہ تجھکو اپنے سائل کی
بنایا کاسۂ سر واژگون کاسہ گدائی کا

نظر آتی ہین ہر سو صورتین ہی صورتین مجھکو
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہے خدائی کا

نکل اے جان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
چمن کی سیر ہے انجام بلبل کو رہائی کا

وصال یار کا وعدہ ہے فردائے قیامت پر
یقین مجھکو نہین ہے گور تک اپنی رسائی کا

بھروسا آہ پر ہرگز نہین اے یار عاشق کو
شکار اب تک کہین دیکھا نہین تیر ہوائی کا

دکھایا حسن سے اعجاز موسی کلک قدرت نے
ید بیضا بنایا جوہر انگشتِ حنائی کا

نہین مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
رہے گا پائے بت پر نقش اپنی جبہہ سائی کا

شکست خاطر احباب ہوتی ہو درست ہی سے
توجہ مین تری اے یار اثر ہے مومیائی کا

دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک رکھتا ہو
تماشا دیکھتا ہے حُسن اس مین خود نمائی کا
کف افسوس ملواتی ہے تیری پاک دامانی
نچا کر شاہد عصمت کو جامہ پارسائی کا

نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہو آتش نے
بجا ہے اے صنم جو تجھکو دعویٰ ہے خدائی کا

حُسن پری اک جلوۂ مستانہ ہے اُسکا
ہشیار وہی ہو کہ جو دیوانہ ہے اُس کا
گل آتے ہین ہستی مین عدم سے ہمہ تن گوش
بلبل کا یہ نالہ نہین افسانہ ہو اُس کا
گریبان ہو اگر شمع تو سر دُھنتا ہے شعلہ
معلوم ہوا سوختہ پروانہ ہے اُس کا
وہ شوخ نہان گنج کے مانند ہو اسمین
معمورۂ عالم جو ہے ویرانہ ہے اُس کا
جو چشم کہ حیران ہوئی آئینہ ہو اُسکی
جو سینہ کہ صد چاک ہو اشانہ ہو اُس کا
دل قصر شہنشہ ہو وہ شوخ اسمین شہنشاہ
عرصہ یہ دو عالم کا جلوخانہ ہو اُس کا
وہ یاد ہے اُسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہو اُس کا
یوسف نہین جو ہاتھ لگے چند درم سے
قیمت جو دو عالم کی ہو بیعانہ ہو اُس کا
اللہ رے صفائے دو بنا گوش کا عالم
مشتاق ہر اک گوہر یکدانہ ہے اُس کا
آوارگی نکہت گل ہے یہ اشارا
جامہ سے جو باہر ہے وہ دیوانہ ہو اُس کا
یہ حال ہوا اُس کے فقیروں سے ہویدا
آلودۂ دنیا جو ہے بیگانہ ہے اُس کا

شکرانہ ساقی ازل کرتا ہو آتش
لبریز مے شوق سے پیمانہ ہو اُس کا

محبت کا تری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا
برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا
برنگ شمع جس نے دل جلایا تیری دوری مین
تو اُس نے منزل مقصود کو زیر قدم پایا
بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری
یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی سینہ خم پایا
نشانہ تیر تہمت کا ہے میرا اختر طالع
اُٹھاؤن داغ مین تو آسمان سمجھے درم پایا
ہزارون حسرتین جاوین گی میرے ساتھ دنیا سے
شرار و برق سے بھی عرصۂ ہستی کو کم پایا
سوائے رنج کچھ حاصل نہین ہے اس خرابے مین
غنیمت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا

نظر آیا تماشائے جہان جب بند کین آنکھین
صفائے قلب سے پہلو مین ہمنے جام جم پایا

جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے
کبھی برق غضب اُسکو کبھی ابر کرم پایا

فراق انجام کام آغاز وصلت کا بلاشک ہے
بہت رُویا مین روح و تن کو جب مشتاق ہم پایا

ہر اک جوہر مین اُسکا نقش پائے زنگان سمجھا
دم شمشیر قاتل جادۂ راہِ عدم پایا

ہمارا کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہے
تری چشم سیہ کو ہم نے آہوئے حرم پایا

ہوا ہرگز نہ خط شوق کا سامان درست آتش
سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہم نے قلم پایا

کیا داد خواہ ہو کوئی اُس کے قتیل کا
عاشق کے خون کو حکم ہے آب سبیل کا

طے کسطرح سے ہووے رہ عشق دیکھیے
سنگ نشان کا دخل ہوا مین نہ میل کا

راہ عدم کو جاتے ہین خاموش قافلے
پھر جرس ہے سُرمہ غبار اس سبیل کا

آوارہ ہون مین گور کی منزل کے شوق مین
رہزن سُلوک مجھسے کریگا دلیل کا

لے جائے خط شوق کبوتر غریب کیا
وان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا

محتاج خضر راہ نہین تیری راہ مین
کرتا ہے کام شوق ہمارا دلیل کا

شب کو چراغ کی نہین رہرو کو احتیاج
ہر ذرہ آفتاب ہے تیری سبیل کا

یوسف کی جستجو مین روانہ ہین قافلے
نالان جرس ہین شور ہے کوس رحیل کا

عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین
رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا

باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا

موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا

طوفان مین ناخدائی کشتی نوح کی
حقا جو اب ہی نہین تجھسے کفیل کا

بندہ ہے کس کا پوچھین گے جب منکر و نکیر
عاشق ہون مین کہون گا کہ بندہ جمیل کا

سائل ہون مجھکو قید کم و بیش کی نہین
مختار ہے کریم کثیر و قلیل کا

کوتاہ یان کمند ہے قاصر ہے نردبان
بام مراد عرش ہے رب جلیل کا

آوازہ تیرے عدل کا ہو سکے گوش زد
پشہ سے زور چل نہین سکتا ہے فیل کا

دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہے
دل توڑنا نہین تو عزیز و ذلیل کا

دی ہے جو تو نے تشنۂ عزت کو آبرو
کوثر کا پانی ایسا ہے نے سلسبیل کا

سُرمہ کیا جو برق تجلّی نے طور کو
منظور تجھکو جلوہ تھا چشم کحیل کا

آتش یہی دعا ہے خدائے کریم سے
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا

آئینہ سینۂ صاحب نظران ہے کہ جو تھا
چہرۂ شاہد مقصود عیان ہے کہ جو تھا

عشق گل مین وہی بلبل کا فغان ہے کہ جو تھا
پرتو مہ سے وہی حال کتان ہے کہ جو تھا

عالم حُسن خداداد بتان ہے کہ جو تھا
ناز و انداز بلائے دل و جان ہے کہ جو تھا

راہ مین تیری شب و روز بسر کرتا ہون
وہی میل اور وہی سنگ نشان ہے کہ جو تھا

روز کرتے ہین شب ہجر کو بیداری مین
اپنی آنکھون مین سبک خواب گران ہے کہ جو تھا

ایک عالم مین ہوئے ہر چند مسیحا مشہور
نام بیمار سے تمکو خفقان ہے کہ جو تھا

دولت عشق کا گنجینہ وہی سینہ ہے
داغ دل زخم جگر مہر و نشان ہے کہ جو تھا

ناز و انداز و ادا سے تمھین شرم آنے لگی
عارضی حُسن کا عالم وہ کہان ہے کہ جو تھا

جان کی تسکین کے لئے حالت دل کہتے ہین
بے یقینی کا تری ہمکو گمان ہے کہ جو تھا

اثر منزل مقصود نہین دنیا مین
راہ مین قافلۂ ریگ روان ہے کہ جو تھا

دہن اُس روئے کتابی مین ہے نا پیدا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا

کعبۂ مدِ نظر قبلہ نما ہے تا حال
کوئے جانان کی طرف دل نگران ہے کہ جو تھا

کوہ و صحرا و گلستان مین پھرا کرتا ہے
سلاشی وہ ترا آب روان ہے کہ جو تھا

سوزش دل سے تسلسل ہے وہی آہون کا
عود کے جلنے سے مجمر مین دھوان ہے کہ جو تھا

رات کٹ جاتی ہے باتین وہی سُنتے سُنتے
شمع محفل صنم چرب زبان ہے کہ جو تھا

پائے خم مستون کے ہے حق کا جو عالم ہے سو ہے
سر منبر وہی واعظ کا بیان ہے کہ جو تھا

کون سے دن نئی قبرین نہین اسمین بنتین
یہ خرابہ وہی عبرت کا مکان ہے کہ جو تھا

بیخبر شوق سے میرے نہین وہ نور نگاہ
قاصد اشک شب و روز روان ہے کہ جو تھا

لیلۃ القدر کنایہ نہ شب وصل سے ہو
اس کا افسانہ بیان رمضان ہو کہ جو تھا

دین و دنیا کا طلبگار ہنوز آتش ہے
یہ گدا سائل نقد دو جہان ہے کہ جو تھا

اے جنون دشت عدم کے کوچ کا سامان کیا
جسم کے جامے کو مین نے چاک تا دامان کیا

منھ چھپا اب تو نہ ستاون سے اے خورشید رو
برج گردان کی طرح برسون ہی سرگردان کیا

مرگئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین
عشق غارتگر نے میرے دل کو گورستان کیا

نالۂ جانکاہ نے پتھر کو پانی کر دیا
مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا

جلد نہلا مجھکو میرے خون سے اے تیغ یار
دامن دل سالہا آلودۂ عصیان کیا

شام سے تا صبح نیند آئی نہ اکدم تجھ بغیر
آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا

اے فلک ممنون احسان تو نہ تیرا مین ہوا
شکر ہے مجھکو خدا نے بے سر و سامان کیا

آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو
نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا

آتش دلخستہ تیرا یا الٰہی کچھ نہ تھا
قطرۂ ناچیز کو دریائے بے پایان کیا

چاندنی مین جب تجھے یاد اے مہ تابان کیا
رات بھر اختر شماری نے مجھے حیران کیا

قامت موزون تصور مین قیامت ہو گیا
چشم کی گردش نے کار فتنۂ دوران کیا

پھر گئی آنکھون مین وہ مژگان برگشتہ تو پھر
ذکر آرہ تھا جو آہ و نالہ و افغان کیا

شام سے ڈھونڈھا کیا زنجیر پھانسی کے لئے
صبح تک مین نے خیال گیسوے پیچان کیا

سلک دندان سے دل بیتاب پر بجلی گری
تلخ حسرت نے لب شیرین کی کام جان کیا

یاد ابرو و ذقن مین اڑ گئی آنکھون سے نیند
گہ کنوان جھانکا کبھی تلوار کو عریان کیا

چہرہ کو آتشکدہ سمجھا دل دیوانہ نے
گوش دینی پر گمان اخگر سوزان کیا

دھیان مین ساقونکی شمعون کے جلا پروانہ وار
زانوؤن کے آئینون نے رات بھر حیران کیا

کر دیا مدہوش گردن کی صراحی نے مجھے
ناف نے جام شراب تند سے طوفان کیا

دست و بازو کے تصور مین ہوا آتش مین قتل

پائے بوسی کی ہوس نے خاک سے یکسان کیا

غبار راہ ہو کر چشم مردم مین محل پایا
نہاں خاکساری کو لگا کر ہم نے عمل پایا

برنگ شمع ہم دل سوختون نے بزم عالم مین
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا

کشاکش دم کی مار آستین کا کام کرتی ہے
دل بیتاب کو پہلو مین اک گرگ بغل پایا

نظر آتے ہین خال عنبرین گرد لب لعلین
سیاہ زنگ نے شہر بدخشان مین عمل پایا

گھڑی بھر رو کے کوئے یار مین یون زنگ دل کھویا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھرے گھاٹ آ کے کلپایا

غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقراری مین
تری امداد سے آرام ہم نے اے اجل پایا

شکستہ دل نہ ہو انسان عوض ہر شے کا ملتا ہے
ہوا فرزند اگر تو داغ دل نعم البدل پایا

نہ جانا تھا چمن کی سیر کو ہمرہ رقیبون کے
دل عاشق کے توڑے سے بھلا کیا تمنے پھل پایا

رعونت کون سی شے پر ہے ان عزلت گزینوں کو
حصیر کہنہ دیکھا دست خشک و پائے شل پایا

غضب ہی منزل ہستی مین آسائش طلب ہونا
ہجوم خواب سے رہرو نے ہو آخر خلل پایا

حرارت ہوتی ہی سردار سے افزون سپاہی مین
زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

ہمیشہ جوش گریہ سے رہا پانی مین اے آتش
کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا

مری آنکھون کے آگے آ گیا کیا جوش مین دریا
ہمیشہ صورت ساحل ہی یان آغوش مین دریا

وہ حد کم ظرف ہین جو ایک ساغر مین بہکتے ہین
سنین قطرہ بھی یان ہنگام نوشانوش مین دریا

نکالا جا ہے اے غواص تو جلد اب نکال اس کو
خدا جانے کہ کیا پھونکے صدف کے گوش مین دریا

خموشی اور گویائی مری اک اک سے بہتر ہے
سکونت مین یہ قطرہ ہی گہر تو رہ جوش مین دریا

سرک جائے جو روئے چشم تر سے گوشہ دامن کا
نہ دیکھا ہو کسی نے ایسا اپنے ہوش مین دریا

کیا جو ضبط گریہ تو کیا دریا کو کوزے مین
کبھی دل کھول کر رویا تو آیا جوش مین دریا

اگر موتی نہ بنتے قطرہ ہائے ابر نیسان سے
تو حلقہ ڈالتا آتش صدف کے گوش مین دریا

دل چھٹ کے جان سے کور کی منزل مین آگیا
کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہ گیا

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوئے
مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہ گیا

ناقص ہو دوستداری مین کامل نہین ہو تو
دشمن سے بھی غبار اگر دل مین رہ گیا

قاتل سنبھل کے تیغ لگا جائے شرم ہے
تسمہ لگا ہو گردن بسمل مین رہ گیا

آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہے
دل مرغ روح کا قفس گل مین رہ گیا

سبقت جو زندگی مین سکندر سے کی تو کیا
اے خضر پیچھے مرگ کی منزل مین رہ گیا

مجنون برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے
لیلیٰ کا پردہ پردۂ محمل مین رہ گیا

پار اُترا جو کہ غرق ہوا بحر عشق مین
وہ داغ ہے جو دامن ساحل مین رہ گیا

کافر ہے منکر اسکی کریمی کی شان کا
خالی پیالہ کب کف سائل مین رہ گیا

آتش کو دست و تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم
بیچارہ مر کے حسرت قاتل مین رہ گیا

سن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

کیا کیا اُلجھتا ہے تری زلفون کے تار سے
بخیہ طلب ہے سینۂ صد چاک شانہ کیا

زیر زمین سے آتا ہے جو گل سو زر بکف
قارون نے راستے مین لٹایا خزانہ کیا

اُڑتا ہے شوق راحت منزل سے اسپ عمر
مہمیز کہتے ہین گے کسے تازیانہ کیا

زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہے اپنی مشت خاک
بام بلند یار کا ہے آستانہ کیا

چارون طرف سے صورت جانان ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا

صیاد اسیر دام رگ گل ہے عندلیب
دکھلا رہا ہے چھپ کے اسے دام و دانہ کیا

طبل و علم نہ پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

آتی ہے کسطرح سے مری قبض روح کو
دیکھون تو موت ڈھونڈھ رہی ہے بہانہ کیا

ہوتا ہے زرد سن کے جو نامرد مدعی
رستم کی داستان ہے ہمارا فسانہ کیا

بے یار ساز وار نہ ہوئے گا گوش کو
مطرب ہمین سناتا ہے اپنا ترانہ کیا

صیاد گلعذار دکھاتا ہے سیر باغ
بلبل قفس مین یاد کرے آشیانہ کیا

ترچھی نگہ سے طائر دل ہو چکا شکار
جب تیر کج پڑے گا اڑیگا نشانہ کیا

بیتاب ہے کمال ہمارا دل حزین
مہمان سرائے جسم کا ہوگا روانہ کیا

یون مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تونے کہی عاشقانہ کیا

بیمار عشق رنج و محن سے نکل گیا
بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا

مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے
صیاد ہاتھ ملکے چمن سے نکل گیا

لیک نگاہ چشمۂ حیوان دہن میں ہے
بچکر اگر یہ چاہ ذقن سے نکل گیا

دیکھا جو مجھ غریب کو بولے عدم کے لوگ
مدت سے تھا یہ اپنے وطن سے نکل گیا

عالم جو تھا مطیع ہمارے کلام کا
کیا اسم اعظم اپنے دہن سے نکل گیا

جوش جنون نے فصدون سے مطلق کمی نہ کی
سیرون لہو ہمارے بدن سے نکل گیا

آویزہ تیرے گوش کا ہو اس امید پر
کیا کیا عقیق کان مین سے نکل گیا

زنجیر کا وہ غل ہے زندان مین الجنون
دیوانہ قید خانۂ تن سے نکل گیا

رتبہ کو تیرے مُو کے مشک ہے کے ہر غزال
دیوانہ ہو کے دشت ختن سے نکل گیا

پھر طفل حیلہ جو کا بہانہ نہ مانیو
آتش وہ ابکی بار تو فن سے نکل گیا

جگر کو داغ مین مانند لالہ کیا کرتا
لبالب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا

ملا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی مین پھل
کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا

جریدہ مین رہ پر خون عشق سے گذرا
جرس سے قافلہ مین بحث نالہ کیا کرتا

جنون عشق مین رہتا تھا امتیاز نہ کچھ
جکوڑ طوق گلو مہ کا ہالہ کیا کرتا

بجا کیا اسے توڑا جو شیشہ دریا کے
حباب لے کے یہ خالی پیالہ کیا کرتا

نہ کھایا غصہ کبھی خوانچے سے قسمت کے
پھنسے جو حلق مین مین وہ نوالہ کیا کرتا

بلائے بد ہوئی داغون سے سردی کافور
سلوک نیک زراعت سے ژالہ کیا کرتا

دیا نوشتہ نہ اُس بت کو دل کے شوق مین
خدا کے گھر کا بھلا مین قبالہ کیا کرتا

صفا ہوا نہ ریاضت سے نفس امّارہ
کوئی نجاست سگ کا ازالہ کیا کرتا

لگی ہے آگ جو کمبل کبھی اوڑھایا ہے
ترے برہنہ سے گرمی دوشالہ کیا کرتا

نہ کرتی عقل اگر ہفت آسمان کی سیر
کوئی یہ سادہ ورق کا رسالہ کیا کرتا

مری طرف جو انھین کھینچتی کشش دل کی
بتون کو برہمنون کا حوالہ کیا کرتا

کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا
کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا

عروس دہر سے بوئے وفا نہین آتی
بھلا مین بکر کا اس کے ازالہ کیا کرتا

سبو دو ہفتہ بھی ہوتا تو لطف تھا آتش
اکیلے پی کے شراب دو سالہ کیا کرتا

ایک دن فرصت جو مین برگشتہ قسمت مانگتا
دیدۂ تر نوح سے طوفان کی رخصت مانگتا

تشنگی کرتی جو مشتاق دم خنجر مجھے
آب آہن شیرِ دایہ کی حلاوت مانگتا

تیر باران بلا سے ہو گئی کشت اپنی سبز
رہ گیا دہقان دعائے ابر رحمت مانگتا

داغ لگتا تھا جنون کو کیا وطن مین مر گئے مین
چادرِ گل شمع بالین سنگِ تربت مانگتا

دم نکلتا ہی نہین اے حسرت دیدار یار
کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا

دوسرا مجھسا زمانے مین نہین برگشتہ بخت
گور مین چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا

رخ عالم فروز یار عزرائیل تھی
شمع بالین کیا مین بیمار محبت مانگتا

آکے میری خاک پر روتے حسینان بہشت
مین اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا

روز و شب رکھتا ہون آغوش تصور مین [illegible]
سیم تن محبوب پہنے مین جو دولت مانگتا

حسن کا افسون دکھاتا معجز روح الٰہی
نقش پا تیرا ید بیضا سے بیعت مانگتا

یار کے دلمین کدورت آئی ہے ملتی تو مین
دو گھڑی دل کھولکر رونے کی رخصت مانگتا

رہ گئی عزت خموشی کے سبب سے شکر ہے
زہر دیتا آسمان مجھکو جو شربت مانگتا

کیا کہون آتش اثر اپنی زبان کمبخت کا
تنگ ملتی گور تیرہ گر فراغت مانگتا

وحشت آگین ہر فسانہ مری رسوائی کا
عاشق زار ہون اک آہوئے صحرائی کا

پانون زندان سے نہ نکلا ترے سودائی کا
داغ دل ہی مین رہا لالۂ صحرائی کا

دھیان رہتا ہے قد یار کی رعنائی کا
سامنا روز ہے یان آفت بالائی کا

کوہ غم شکل پر کاہ اُٹھا لیتا ہون
ناتوانی مین بھی عالم ہے توانائی کا

لحد تیرہ مین مجھ پر جو لگا ہونے عذاب
بھر گیا آنکھون مین عالم شب تنہائی کا

کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کی نہ ہو
شکوہ کس مُنھ سے کرون مین بت رعنائی کا

ہر دو دوش ہون تکیہ ہو توکل میرا
ہیچ ہر روز ہے یان آمد بالائی کا

بوسۂ چشم غزالان مجھے یاد آتے ہین
نہین ہوا مین مزا میوۂ صحرائی کا

زندگانی نے مجھے مردہ بنا رکھا ہے
ملک الموت سے سائل ہون مسیحائی کا

مصرع سرو مین لاکھون ہی نکالون شاخین
باندھون مضمون جو قد یار کی رعنائی کا

جب سے شیطان کا احوال سُنا ہے مین نے
پائے بت پر بھی ارادہ ہے جبین سائی کا

ہوئی حجت مجھے غنچے کے چٹکنے کی صدا
شک پڑا تھا دہن یار مین گویائی کا

وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب اے ترک
آنکھون کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا

کس طرح سے دل وحشی کا مین کہنا مانون
کوئی قائل نہین دیوانے کی دانائی کا

یہی زنجیر کے نالے سے صدا آتی ہے
قید خانے مین بُرا حال ہے سودائی کا

اک پری کو بھی نہ شیشے مین اُتارا مین نے
یاد کیا آئے گا افسوس گنبد مینائی کا

بعد شاعر کے ہو مشہور کلام شاعر
شہرہ البتہ کہ ہو مردہ کی گویائی کا

شہر مین قافیہ پیمائی بہت کی آتش
اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا

اے فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا
شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا

وعدہ وصل کہان عاشق بے صبر کہان
کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا

بل نہ نکلا تری زلفون کا صنم شانے سے
واقعی زور نہین پنجۂ شل مین ہوتا

عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتا
یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا

عرش کی سیر ریاضت نے مجھے دکھلائی
دخل مزدور ہے سلطان کے محل مین ہوتا

سخن سخت مین سُنتا ہون لب شیرین سے
عہد مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا

داغ ہین یون دل نازک مین چراغ روشن
جلوہ گر جیسے ہو شیشے کے کنول مین ہوتا

آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریز اچھی نہین
امتحان مرد کا ہو جنگ و جدل مین ہوتا

عزل و نصب اُسکو شب و روز ہے منظور آتش
لطف کیا چرخ کو ہر پھیر بدل مین ہوتا

خاک مین مل کے بھی مین اُس کو نہ دشمن سمجھا
گردشِ چرخ کو اک گردشِ دامن سمجھا

چوٹ جو دل کو لگی اُس کے سہی سے بے یار
خندۂ کبک کو مین سنگِ فلاخن سمجھا

چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دستِ جنون
کیا یہ اُس کو کسی محبوب کا دامن سمجھا

سکتہ بھی اُس سے عیان سینۂ عارف کی صفا
چہرہ یار کو مین نے دلِ روشن سمجھا

زلفین سنبل ہین تو ہین نرگس شہلا آنکھین
جس نے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا

کیا جگہ کوچۂ محبوب ہے سبحان اللہ
کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا

یاد آئی جو مجھے اپنی بیابان مرگی
گنبدِ قصرِ فلک گنبدِ مدفن سمجھا

سنگِ درِ جان کے تیرا نہ کیا سجدہ جنھین
کچھ حقیقت کو بتون کی نہ برہمن سمجھا

سینے سے شل چمن مین نے لگایا جو اُسے
داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا

موم دونون کو کیا نالۂ آتش خو نے
سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا

ہو گئی یار کے ہاتھون مین جو مہندی کالی
انگلیون کو مین زبان گل سوسن سمجھا

سنبل تر مجھے بے زلفِ صنم دود ہوا
بے رُخِ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا

محفل یار مین دیکھا جو سر اُسکا کٹتے
گردنِ شمع کو عاشق کی مین گردن سمجھا

کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش
مہ و خورشید کو نقش سمِ توسن سمجھا

رات کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا

خاک پر سنگِ درِ یار نے سونے نہ دیا
دھوپ مین سایۂ دیوار نے سونے نہ دیا

شام سے وصل کی شب آنکھ نہ جھپکی تا صبح
شادیِ دولتِ دیدار نے سونے نہ دیا

ایک شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب
پہلوے گل مین کبھی خار نے سونے نہ دیا

جب لگی آنکھ کراہا یہ کہ بدخواب کیا
نیند بھر کر دلِ بیمار نے سونے نہ دیا

درد و غم سے اُس زلف کے سودائی رہا
صبح تک مجھکو شب تار نے سونے نہ دیا

رات بھر کین دل بیتاب نے باتین مجھسے
رنج و محنت کے گرفتار نے سونے نہ دیا

سیل گریہ سے مرے نیند اُڑی مردم کی
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا

باغ عالم مین رہین خواب کی مشتاق آنکھین
گرمی آتش گلزار نے سونے نہ دیا

سچ ہے غمخواری بیمار عذاب جان ہے
تا دم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا

تکیہ تک پہلو مین اُس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا

ہوا ہے عشق ہمکو اُس کے حسن پاک سے پیدا
کیا ہے نور کے بچون کو جس نے خاک سے پیدا

کلام صاف کو اپنے جو دیکھے اُس کو حیرت ہو
یہ آئینہ ہوا ہے جوہر ادراک سے پیدا

ہمارے حلق مین دن رات ذکر ذات اقدس ہے
قضا نے کی ہے یہ تسبیح خاک پاک سے پیدا

ہر اک جانب سے اُس محبوب کو خط لکھتے ہین عاشق
عریضے ہوتے ہین چارون طرف کی ڈاک سے پیدا

اسیر آزاد ہون اے جان جان تیری محبت سے
دماغ دلکشی ہووے الف سی ناک سے پیدا

نجیبون سے موافق ہو طبیعت کیون نہ دنیا کی
حلاوت ہوتی ہر تخم کو ہے امساک سے پیدا

تری تیر نگہ پر دم نہ کس نخچیر کا پھڑکا
نہ کی وابستگی کس صید نے فتراک سے پیدا

غم اپنے قتل ہونے کا نہین غم ہے تو یہ غم ہے
نہ ہوگا کشتنی مجھ سا مرے سفاک سے پیدا

غنیمت ہو مجھے حلقہ احباب گرد اپنے
یہ دورا پھر نہ ہوگا گردش افلاک سے پیدا

دماغ حضرت یعقوب عاشق اسکو کہتے ہین
ہوئی ہے بوئے یوسف یار کی پوشاک سے پیدا

صدا یہ صیدگاہ عشق مین آتی ہے ہرسون سے
نشانہ تیر کا ہو راہ کر فتراک سے پیدا

ملائے جان عالم ہو گئین ہین تیری زلفون نے
قرابت کی ہے مار شانہ ضحاک سے پیدا

یقین ہے صبر کرتے کرتے عاجز اُن کو کردون مین
یہ کیا ہون سات سو ظالم جو ہفت افلاک سے پیدا

دل صد پارہ کے ہر پارہ پر نقش محبت ہے
کہان ہو سکتے ہین ایسے نگین حکاک سے پیدا

ترے افعی گیسو سونگھ کر کتنے ہین افیونی
یہ کیفیت نہوگی نشہ سر تاک سے پیدا

پیام مرگ سے ہوتی ہے غمگین روح کس خاطر
ملے گا خاک مین وہ جو ہوا ہے خاک سے پیدا

مرے خورشید رو کا ایک عالم ہوگا دیوانہ
ہزارون ہووین گے صبح گریبان چاک سے پیدا

مسیحا سے ہمارے عیسیٰ مریم کو کیا نسبت
شفا ہوتی ہے کس کے آستانکی خاک سے پیدا

یہ کس نخچیر ناوک خوردہ کی صورت سیہ رو کا ہے
رم آہو ہے تیرے توسنِ چالاک سے پیدا

قدم سے تیرے دیوانون کی آبادی کا عالم ہے
ہوا ہے شہر اک صحرائے وحشتناک سے پیدا

ہنر سے نیاریون کے حال یہ ظاہر ہوا ہمکو
مقدر مین جو دولت ہو تو زر ہو خاک سے پیدا

سحر تک شام سے جلتی ہین لالٹین وصل کی شب مین
محبت کی ہے کس گستاخ کس بیباک سے پیدا

کیا ہے اپنے غنچے سے دہن مین تونے جو اسکو
تبسم گل ہوئی ہر ریشۂ مسواک سے پیدا

عزیز از جان نہ رکھین داغ عشق زلف و خط کیونکر
یہ گل کیسے کئے ہین کس خس و خاشاک سے پیدا

کنارہ بحر ہستی سے نہین بے جان سے گذرے
کنارہ گور ہے اس کا جو ہو بیباک سے پیدا

دعا ہے آتش خستہ یہی ہر روز محشر کو
بہشت خاک ہوئے کربلا کی خاک سے پیدا

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا
لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا

سرو گڑ جائین گے گل خاک مین ملجاوینگے
پاؤن رکھے تو چمن مین وہ سرفراز اپنا

خندہ زن ہین کبھی گریان ہین کبھی نالان ہین
ناز خوبان سے ہوا ہے عجب انداز اپنا

یہی اللہ سے خواہش ہے ہماری او بت
کور بد بین ہو زاگنگ ہو غماز اپنا

سوزش دل سے زبان کو نہوئی آگاہی
اُف کیا منہ سے نہ ہنسے نہ کھلا راز اپنا

خوف ہوتا ہے جگر زمزمہ سنکر بے یار
دل دکھاتی ہے مغنی تری آواز اپنا

نہ سنی یار نے اک بات سخن سازون کی
رہ گئے کھول کے منہ مفسدہ پرداز اپنا

پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے
قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا

برہمن کھولے ہی گا بتکدہ کا دروازہ
بند رہنے کا نہین کار خدا ساز اپنا

یاد آتی ہین ادائین جو تری اے محبوب
بھول جاتے ہین حسینان جہان ناز اپنا

مرغ دل صید گہ عشق چلا ہے دیکھین
طعمہ کرتا ہے اسے کونسا شہباز اپنا

روٹھکر ملنے جو جاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا

خبر اول و آخر نہین مطلق آتش
نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

غم نہین گو اے فلک رتبہ ہو مجھکو خار کا
آفتاب اک زرد پتا ہو مرے گلزار کا

زلف کے حلقہ مین اُلجھا سبزہ گوش یار کا
ہو گیا سنگِ زمرد خال چشم مار کا

ناخدا ہے موت جو دم ہو سو ہو باد مراد
عزم ہو کشتی تن کو بحر ہستی پار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا اُٹھتا ہون اب
یاد آتا ہے کفِ پا مین کھٹکنا خار کا

جوش گریہ نے کیا ہے ناتوان اتنا مجھے
ٹوٹنا ممکن نہین ہو آنسوون کے تار کا

کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ سُرمگین
زورق قسمت نے کیا زنگی آدم خوار کا

سعی لاحاصل مداوائے مریض عشق ہو
تھامنا ممکن نہین گرتی ہوئی دیوار کا

ہاتھ قاتل کا گریبان تک پہونچ سکتا نہین
اور فرطِ شوق ہو یان زخم دامن دار کا

پھول جو ہو اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہو
ہر شجر اس باغ مین لاتا ہو پھل تلوار کا

خار روئے یار سے ایذا اُٹھائی ہو نہ بس
سبزہ سے ہوتا ہو صدمہ میرے دل کے غار کا

گرچہ پیشِ طاق ابروئے صنم گیسو نہین
کعبہ پر نرغہ ہوا ہے لشکر کفار کا

اے صنم تیری کرنجی آنکھ سے ثابت ہوا
رنگ اُڑ جاتا ہو روئے مردم بیمار کا

یاد مین تیری رقیب روسیہ جاگا تو کیا
مرتبہ عالی نہ ہو خفاش شب بیدار کا

اُس پری رُو کے جو کوچہ کا گذرتا ہو خیال
بن کے جن سایہ لپٹتا ہے مجھے دیوار کا

اُٹھکے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہین سر
اک قیامت ہو صنم عالم تری رفتار کا

خم ندامت سے کیا محراب مین کعبہ کے سر
گردنِ زاہد سے بوجھ اُٹھا نہ جب زنار کا

زندگی مین بے ادب ہونے نہ دے تو رعبِ حسن
خاک ہو میری پس از مرگ در دامن یار کا

اے صنم عاشق سے رو پوشی نہین لازم تجھے
پردہ موسیٰ سے نہین اللہ کو دیدار کا

بوئے گل آتش کہین ہوتی ہے محسوسِ نظر
افزا ہے روزِ محشر یار کے دیدار کا

شہر کو نالون نے مجھ مجنون کے صحرا کر دیا
جوشِ سیلِ اشک نے چشمون کو دریا کر دیا

ہنس کے بولا یار میں مارے خوشی کے مر گیا
قصۂ طولانی تھا دو باتوں میں پر چھپا کر دیا

بیشتر بھی قطعۂ گلزار تھا وہ سادہ رُو
خالِ خط نے اور بھی سبزے کو تماشا کر دیا

جنبشِ مژگاں لبوں پر کھینچ لائی جان کو
زخمِ دل کے چور کو نشتر نے پیدا کر دیا

کچھ نظر آتا نہیں اُس کے تصور کے سوا
حسرتِ دیدار نے آنکھوں کو اندھا کر دیا

کیا چمک کر نکلا تھا صورت ملانے یار سے
سامنے خورشید کے اُس نے کٹ پا کر دیا

آہ و نالہ سے سوا چرچا خوشی کا ہوا
پاسِ رسوائی نے ہم کو اور رسوا کر دیا

ایک دن بھی جا نہ دستِ یار تک مکتوبِ شوق
طالعِ بد نے کبوتر کو بھی عنقا کر دیا

خطِ مشکیں نے کیا اندھیر روئے یار پر
روئے روشن دیدۂ عاشق میں کالا کر دیا

یار کا رخسارۂ رنگیں ہے آتش رشکِ باغ
جب نقاب اُلٹا درِ گلزار کو وا کر دیا

تصور ہر نفس ہے پیشِ چشم اس روئے روشن کا
نگہبان برق کو میں نے کیا ہے اپنے خرمن کا

مجھے مقصود دل پردہ دری ہے عیب پوشی میں
گریباں پھاڑ کر کرتا ہوں میں پیوند دامن کا

تواضع دشمنِ جاں کی زیادہ قتل کرتی ہے
خمِ شمشیر معشوقوں کا توڑتا ہے گردن کا

گرایا دل نے لے جا کر مجھے قصرِ زنخداں میں
لکھا تھا ڈوبنا قسمت میں میری چاہِ گلشن کا

شبک مضموں کا احساں کھینچتا ہے داغِ پیشانی
نشاں مٹتا ہے روکھے زخم سے کب تارِ سوزن کا

کیا قتل اُس نے کینے سے رقیبِ تیرہ باطن کے
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا

چمن کا عالم آتا ہے نظر گنجِ شہیداں میں
قدم بادِ بہاری ہے مرے قاتل کے توسن کا

حبیب بے مروت سے ہے عرضِ حال لا حاصل
نہ بخشے نفع ہرگز کوٹنا کچھ سرد آہن کا

رہِ جلاد دیکھتا ہوں زبس میں میرے زنداں میں
نظر آتا ہے چشمِ منتظر ہر چشمہ روزن کا

فروغِ ظاہری کو داغِ روشن دل سمجھتے ہیں
چراغِ بادہ اے آتش نہ محتاجِ روغن کا

ادب تا چند اے دستِ ہوس قاتل کے دامن کا
سنبھل سکتا نہیں اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا

غضب ہے جان کو پہلو میں ہونا دل سے دشمن کا
محلِ خوف ہے ہمسایہ قصابِ ذبح بہن کا

جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر
ہمارے اُس کے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا

یہ خوش اسلوب جسم اُس نوجوان کا ہونا ہین تو
برابر نکلے ڈورا اُس کمر کا اور گردن کا

نے گلرنگ سے چھلکی جو سرخی پان کی اُس مین
گلو ہے یار پہ عالم ہوا شیشے کی گردن کا

بہار اک دل کی داغون نے دکھائی چشم قاتل کو
دہان زخم سینہ بن گیا دروازہ گلشن کا

جبینِ افشان جو پیشانی پر اُس نے چاندنی چھٹکی
ملی مستی تو آئینہ مین پھولا تختہ سوسن کا

اندھیری مین جو ڈر کر مجھسے وہ خورشید رُو لپٹا
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روزِ روشن کا

کڑا ہین آگے مردانِ خدا کے چل نہین سکتا
کفِ داؤد مین یکسان ہے عالم موم و آہن کا

ڈر آتا ہے کسے اے شیخ تو نارِ جہنم سے
سمندر موج مارے گر نچوڑون پاٹ دامن کا

سمجھتے تھے نہ ہم اتنا ور انداز اے جنون مجھکو
گریبان سے تعلق ہو گیا موقوف دامن کا

درِ فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہے
سمجھتا ہون مین کھیل اک پھاندنا دیوار گلشن کا

ہوئی ہو مردم دنیا کی صورت سے یہ بیزاری
گمان ہوتا ہے اپنے سایہ پر بھی مجھکو دشمن کا

اُڑایا پان کی تحریر نے اور اُس کے دانتون کو
نگین کا رنگ چمکا دے مقرر جڑ اک کندن کا

رُخ روز سیہ ہر صبح آنکھون کو نظر آیا
ہمارا کوکبِ طالع مگر چہرہ تھا دشمن کا

یقین منزل محبوب اس پر مجکو ہوتا ہے
دلِ صد چاک مین میرے ہے صاف انداز چلمن کا

نہین ہم سا گنہگار اے فلک کوئی زمانے مین
ہمارے مُردے کو درکار ہے غسل آبِ آہن کا

ستایا ہے نہایت انقلاب دہر نے ہم کو
رہا کرتا ہے چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا

مجھے بھی گر کسی نے محکمہ مین حشر کے پوچھا
تو سُن لینا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا

کیا اک آن مین تیغِ قضا نے صاف دو ٹکڑے
کمان ہی رہ گیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

آشنا گوش سے اُس گل کے سخن ہے کس کا
کچھ زبان سے کہے کوئی یہ دہن ہے کس کا

بے تغیر حشر سے ہوتی ہے قیامت برپا
جو چلن چلتے ہین خوش قد یہ چلن ہے کس کا

دستِ قدرت نے بنایا ہے تجھے اے محبوب
ایسا ڈھالا ہوا سانچے مین بدن ہے کس کا

کس طرح تمسے نہ مانگین مقتین انصاف کرو
بوسہ لینے کا سزاوار دہن ہے کس کا

شادیِ مرگ سے پھولا مین سمانے کا نہین
گور کہتے ہین کسے نام کفن ہے کس کا

دہن تنگ ہو موہوم یقین ہے کس کو
کمر یار ہے معدوم یہ ظن ہے کس کا

معتقد ہے جو کہ ہون اُس چشم سیہ سے کم ہین
فتنہ پردازی جسے کہتے ہین فن ہے کس کا

ایک عالم کو ترے عشق مین سکتا ہوگا
صاف آئینہ سے شفاف بدن ہے کس کا

حسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو
پھر یہ عناب و لب و سیب و ذقن ہے کس کا

گلشن حسن سے بہتر کوئی گلزار نہین
سنبل اسطرح کا پرپیچ و شکن ہے کس کا

باغ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت
باغبان کون ہے اس کا یہ چمن ہے کس کا

خاک مین اُس کو ملاؤن اُسے برباد کرون
جان کسکی ہے مری جان یہ تن ہے کس کا

سرو سا قد ہے نہین مدِ نظر کا میرے
گل سا رُخ کس کا ہے غنچہ سا دہن ہے کس کا

کیون نہ بے ساختہ سجدے ہون دل و جان سے نثار
قدرت اللہ کی بے ساختہ پن ہے کس کا

آج ہی چھوٹے جو چھٹتا یہ خرابہ کل ہو
ہم غریبون کو ہے کیا غم یہ وطن ہے کس کا

یار کو تم سے محبت نہین تو اے آتش
خط مین القاب یہ پھر مشفق من ہے کس کا

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا
لالہ سان داغ اٹھانے کو ہوئے ہم پیدا

ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہے
ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا

مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین
شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا

چاہنے والے ہزارون نئے موجود ہوئے
خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا

درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دل مین ہو درد
واسطے میرے ہوا ہے غم عالم پیدا

زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے
شادمانی مین ہے یان حالت ماتم پیدا

آسمان شوق سے تلوارون کا مینہ برسا دے
مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا

کام اپنا نہ ہوا جب کجی ابرو سے
گیسوئے یار ہوئے درہم و برہم پیدا

شبہہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچے پر
کہین موتی نہ کرین قطرۂ شبنم پیدا

چپ رہو دور کرو منہ نہ مرا کھلواؤ
غافلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا

قلزمِ فکر مین ہر چند لگائے غوطے
دُرِ مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوست ہی دشمنِ جان ہو گیا اپنا آتش
نوش دارو نے کیا یان اثرِ سم پیدا

توڑ کر تارِ نگہ کا سلسلہ جاتا رہا
خاک ڈال آنکھون مین میری قافلہ جاتا رہا

کون سے دن ہاتھ مین آیا مرے دامانِ یار
کب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا

خارِ صحرا پر کسی نے تہمتِ دزدی نہ کی
پانون کا مجنون کے کیا کیا آبلہ جاتا رہا

دوستون سے اِسقدر صدمے ہوئے ہین جان پر
دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

جب اُٹھایا پانون آتش مثلِ آوازِ جرس
کوسون پیچھے چھوڑ کر مین قافلہ جاتا رہا

حشر کو بھی دیکھنے کا اُس کے ارمان رہگیا
دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہگیا

بندگی حق مین بھی بھولا نہ مین یادِ صنم
توبہ مے کی ولیکن داغ دامان رہ گیا

جوشِ وحشت مین بیابان کو گیا مانندِ رُوح
جسمِ خاکی کی طرح سے میرا زندان رہ گیا

پاسِ الفت سے جنون مین بھی نہ کپڑے پھٹ سکے
طوق بنکر میری گردن مین گریبان رہ گیا

اے صبا جاوے چمن مین تو تو کہیو یار سے
باغ مین جاکر تو اے سروِ خرامان رہگیا

دوستی اچھی نہین ہرگز فرومایہ کے ساتھ
رُوح جنت کو گئی جسم گلی یان رہ گیا

سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا دل کو قلق
موت سے اب تیر کے پلّے کا میدان رہ گیا

پہلے ہی پرزے اُڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک
یار ثابت وقت بد مین اک گریبان رہگیا

حُسن مین بھی عزّت و دولت خدا کے ہاتھ ہی
گُل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا

بستیان ہی بستیان ہین گنبدِ افلاک مین
سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہگیا

بعد مدت ساتھ اُس گُلرو کے جو دیکھا مجھے
اُڑ گئے مرغِ چمن خالی گلستان رہ گیا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغِ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے یقین یان رہ گیا وان رہ گیا

کر کے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل
بند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہ گیا

راہِ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند
گر کے کب یوسف میانِ چاہِ کنعان رہ گیا

جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز
مرگ صاحب خانہ ہر فاقہ جو مہمان رہ گیا

میری وحشت نے چراغ راہ جو سمجھا اُسے
آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا

لاشہ اُٹھوا کر نکر اس کو بھی اے قاتل اُجاڑ
ہے فقط آباد اک گنج شہیدان رہ گیا

کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھ کو نہ قتل
شکر ہے گردن تک آتے آتے احسان رہ گیا

کیا بیان عالم زوالِ حسنِ خوبان کا کرون
روشنی جاتی رہی سروِ چراغان رہ گیا

کاروان نکہتِ گل کر گیا گلشن سے کوچ
صورت نقش قدم گلزار حیران رہ گیا

شام ہجر صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل
سانپ کو کچلا پر آتش گنج پنہان رہ گیا

کوئی عشق مین مجھسے افزون نہ نکلا
کبھی سامنے ہو کے مجنون نہ نکلا

بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

بجا کہتے آکے ہین ہیچ اس کو شاعر
کمر کا کوئی ہمسے مضمون نہ نکلا

ہوا کون سا روزِ روشن نہ کالا
کب افسانۂ زلف شبگون نہ نکلا

پہنچتا اُسے مصرع تازۂ تر
قدِ یار سا سروِ موزون نہ نکلا

رہا سالہا سال جنگل مین آتش
مرے سامنے بید مجنون نہ نکلا

تیری کاکل مین پھنسا ہر دل جوان و پیر کا
سیکڑون آزاد ہے پابند اک زنجیر کا

وصف چشم یار مین یار انہین تقریر کا
جائے خاموشی ہر عالم سُرمہ کی تحریر کا

کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتے ہین گلے
نقش حب‌ اے ترک جوہر ہے تری شمشیر کا

جانبِ چرخ سوس آہ ہوتی ہے روان
یہ کمان اکدن نشانہ ہے ہمارے تیر کا

اسقدر بیتاب ہون تیرے بغیر اے بحر حسن
پیرہن دیتا ہے دھوکہ دام ماہی گیر کا

دولتِ دنیا سے مستغنی طبیعت ہو گئی
خاکساری نے اثر پیدا کیا اکسیر کا

باغ مین شب باش ہو کر لالہ رُو جلوانہ شمع
داغ بلبل کو نہ دے دکھلا کے منہ گلگیر کا

جو کہ لکھا خوب سمجھا دست رس ہوتا اگر
چومتا مین ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کا

روز و شب پیش نظر چشم سیاہ یار ہے
کام لیتا ہوں تصور سے میں آہو گیر کا

عمر بھر مضمون طلائی رنگ کے بندھتے رہے
سرنوشت اپنی بھی نسخہ تھا کوئی اکسیر کا

حیف کی جا ہے نہووے نرم و چرب اسکی بات
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا

گوش گل رخسار لالہ چشم نرگس سرو قد
باغ کا تختہ بھی صفحہ ہے کوئی تصویر کا

عاشقوں کے خون سے رہتی ہے بس سرخ پوش
دیدۂ مریخ جوہر ہے تری شمشیر کا

کاروان تک رہ نوا ماندوں کو پہونچایا کیا
اے جرس شاہد ہوں تیرے نالہ کی تاثیر کا

فکر قصر چرخ میں کیا موجزن ہوتے ہیں شکل
سیل ارادہ کر رہا ہے کس کہن تعمیر کا

اُس پری رُو طفل کا دیوانہ ہوں آتش جسے
کھیل ہے اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

عالم منطق مصور ہو تری تصویر کا
منہ کتابی قطعی ہے خط حاشیہ ہے میر کا

رُتبہ پہونچا ہے خموشی سے یہ مجھ دلگیر کا
جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گلی تصویر کا

زندہ جاوید ہیں قربانیان تیغ عشق
سر کا کٹنا جانتے ہیں پھوٹنا نکسیر کا

مثل شانہ دسترس اس زلف پر ہوئے اگر
دعوت اُمی کردن بھر کر پیالہ شیر کا

جس سے لپٹا سوکھا مجنون کی طرح سے وہ درخت
عشق پیچے پہ مجھے ہوتا ہے شک زنجیر کا

ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی
زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا

سرخ باوصف سیہ کاری ہے رنگ رو مرا
سامنا ہوتا ہے کس کے عفو سے تقصیر کا

خط لکھوں گا یار سیم اندام کو میں اے قلم
روشنائی میں ہو دود وہ روغن اکسیر کا

ہر شب آدینہ آتا ہے وہ طفل شمع رُو
اپنا تعویذ لکھا بھی نقش ہے تسخیر کا

نوش بے صرفہ کرے خون گنہگاران عشق
پھول سے رنگین ہے پھاوڑا یہ تری شمشیر کا

غش کرینگے کودکان وحشت سے مجھ دیوانے کے
حلق بسمل ہے ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

خود بیان رُخ کی صباحت کا کرے شیرین دہن
قند کے کوزے سے جاری ہووے دریا شیر کا

رُو سیہ دشمن کا یوں پاپوش سے کیجئے نگار
ہے جیسے سلوٹ کے سر پر زخم ہو شمشیر کا

دیکھا بوسہ نہ اک وہ برق وش حسرت حسن
مالدار بے کرم بھی ابر ہے تصویر کا

حال مستقبل نجومی اس سے کرتے ہیں بیان
زائچہ بھی نقل ہے پیشانی کی تحریر کا

چار ابرو میں ترے حیران ہیں سارے خوشنویس
کس قلم کا قطعہ ہے یہ کاتب تقدیر کا

تو نہ ظاہر سمجھ لے سخت گیری کی دلیل
پنبہ بھی اہر شرر ہے سہرے آتش گیر کا

رتبہ ہو ہی نماز پنجگانہ نے دیا
پانچ وقت اللہ سے مرفوع رہا تقریر کا

کیسی کیسی صورتیں تھے اپنے دل میں داغ ہیں
اس مرقع میں بھی ہو گیا گیا ورق تصویر کا

کشتۂ تیر مژہ پر تیغ ابرو بھی چلے
اے شکار انداز ہو چورنگ اس نخچیر کا

روک سینہ پر وار قاتل کا سپر کی طرح سے
مرد کے چہرے کا زیور زخم ہے شمشیر کا

معرکے میں ہاتھ قاتل کی کمر میں ڈالیے
کھینچیے دامن سر میدان گریبان گیر کا

چاک ہوتا ہے کتان میرے گریباں کی طرح
یہ بھی دیوانہ ہے آتش چاندنی تصویر کا

قد صنم سا اگر آفریدہ ہونا تھا
نہ سرو باغ کو اتنا کشیدہ ہونا تھا

ہوا ہے زلف سے گستاخ کسقدر شانہ
ہمارے پاس بھی دست بریدہ ہونا تھا

نہ کھینچنا تھا زلیخا کو دامن یوسف
اسی کا پردۂ عصمت دریدہ ہونا تھا

دیا نہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا
روانہ ملک عدم کو جریدہ ہونا تھا

مٹائے سے کوئی مٹتا ہے باطلوں کے حق
کچھ اختیار سے کیا برگزیدہ ہونا تھا

نجانتا تھا غضب تیغ نگہ کا تیر اے دل
تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہونا تھا

رلاتا شام و سحر کسطرح نہ طالع پست
بلند سر سے مرے آب دیدہ ہونا تھا

گریز یار نے برباد کر دیا ہم کو
غبار راہ غزال رمیدہ ہونا تھا

نہ آئی دامن دایہ میں نیند اے آتش
درون دامن خاک آرمیدہ ہونا تھا

دکھایا آئینۂ فکر نے حسب صفائے آب گہر سخن کا
دہن کو جوہر کھلا زبان کا زبان کو عقدہ کھلا دہن کا

ہر ایک گلبن ہے نخل ماتم ہر ایک جو ہے پر آب دیدہ
جو زخم گل ہے مرے باغ کا ہے تو داغ پتہ مرے چمن کا

نظر جو آجائے بید مجنوں تو روؤں مجنوں کی یاد میں خون
جو دیکھوں تیشہ تو سر کو پھوڑوں خیال بندھ جائے کوہکن کا

برہنہ آیا تھا بابان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو
نہ بوئے کافور مین بسے سونگھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا

چھوا جو گیسوئے عنبرین کو تو سانپ کیلا فسون سے گویا
لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا

نگاہ اول مین چشم میگون یہ رنگ محفل کرے دگرگون
وہ حال ہووے جو وقت آخر شرابخوارون کی انجمن کا

خراب مٹی نہو کسی کی کوئی نہ مردود دوستان ہو
جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا

جو حال پروانہ عشق مین ہے وہی محبت مین عالم دل
وہ شمع فانوس کا ہے کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا

جو بچہ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ اُس پر
عبیر غربت حبیب کا ہو غبار خاطر نہ ہو وطن کا

نہ یہ نزاکت پری مین ہوگی نہ حور مین یہ نزاکت آتش
جو بار پھولون کا اُس نے پہنا تو بوجھ اٹھایا ہزار من کا

بلبل گلون سے دیکھکے تجھ کو بگڑ گیا
قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

چین بر جبین نہ اے بت چین بر رہ غرور سے
تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہے پسند اُسے چال یار کی
سن لیجو پاؤن کبک دری کا اکھڑ گیا

پیچھے ہٹا نہ کوچہ قاتل سے اپنا پاؤن
سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد
جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا

شیرین کے شیفتہ ہوئے پرویز و کوہکن
شاعر ہون مین یہ کہتا ہون مضمون لڑ گیا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین
اُس بت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا

درمان سے اور درد ہمارا ہوا دو چند
مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

گلدستہ بنکے رونق بزم شہان ہوا
کوڑا جو اُس فقیر کے تکیہ سے جھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل ناداں شریک روح
منزل مین رنگ ناقہ سے اپنے بچھڑ گیا

پہونچا مجاز سے جو حقیقت کی کُنہ کو
یہ جان لے کہ راستے مین پھیر پڑ گیا

فرقت کی شب مین زیست نے اپنی وفا نہ کی
قبل سحر چراغ ہمارا نہ بڑھ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کی کمی
حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

لاشون کو عاشقون کے نہ اُٹھو گلی سے یار
بسنے کا پھر یہ گاؤن نہین جب اُجڑ گیا

دیکھا تجھے جو خون شہیدان سے سُرخ پوش
ترک فلک زمین مین خجالت سے گڑ گیا

برسون کی راہ آگے عزیزان نکل گئے
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو شرح لعل لب یار کا خیال
جھنڈا اقلیم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

مین نے لیا بغل مین پری رو وصال کو
دیو فراق کشتی مین مجھسے بچھڑ گیا

آتش نپوچھ حال تو مجھ دردمند کا
سینہ مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

کرم کیا جو صنم نے ستم دیا د کیا
شب فراق مین مین نے خدا کو یاد کیا

کریمی مین تری شک ہو جسے وہ کافر ہی
مجھے ملول تو دشمن کو میرے شاد کیا

یہ دل لگانے مین مین نے مزا اٹھایا ہی
ملا نہ دوست تو دشمن سے اتحاد کیا

سہا جو نرگس فتان یار سے سرمہ
تو مین نے چہرہ پر اسکو یقین صاد کیا

ہماری آہ سے اے منکر خدا رہا نگو
ہوائے تند نے کیا حال قوم عاد کیا

بچا مین جان کو کر کے تصدق عزت
وگرنہ دل نے نہین کونسا فساد کیا

کہون جو حالت دل یار سے تو کہتا ہی
جو کچھ کہ تو نے کہا مین نے اعتماد کیا

حسد سے جل کے دبے پاؤن اڑ گئے اغیار
ہمارے نالون نے عجب کار برق و باد کیا

عوض یہی ہی زمانے مین راست بازی کا
سلوک تو نے جو اے چرخ کج نہاد کیا

یہی کہون گا خدا سے مین روز محشر کو
فراق یار نے ناشاد نامراد کیا

کرون مین شکر الٰہی کہان تلک آتش
درون صاف دیا پاک اعتقاد کیا

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا
کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا

دل اپنا خون جو بے ساقی و شراب ہوا
ہوائے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا

کنوئین مین یوسف کنعان کو پھینکا اخون نے
نہ مجھے مصر کے چلنے کا پا تراب ہوا

گرہ تھی دل مین نہ بس حسرت ہم آغوشی
فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا

شکار گاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا
بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا

بنایا جادۂ رہ مجھکو خاکساری نے
پھرا جو مجھسے زمانے مین وہ خراب ہوا

ہمارا طالع خفتہ کہین نہ بس جاوے
یہ سر یہ اس کے ہو بیدِ مصب ہجوم خواب ہوا

کیا مدام مجھے اشکِ آتشین نے تر
ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا

ملا نہ صورتِ دولاب غیر کوزۂ آب
ہزار چرخ چلے لاکھ انقلاب ہوا

دعائے وصل صنم مانگ دل شکستہ ہو
در کریم سے آتش کسے جواب ہوا

سبزہ بالائے ذقن دشمن ہے خلق اللہ کا
راہرو دون کی موت ہے خس پوش ہونا چاہ کا

تل جھانا ہے فلک منظور کس دل خواہ کا
برج میزان مین نہین بے وجہ آنا ماہ کا

بسکہ پھرتا ہے خیال آنکھون مین اُس دلخواہ کا
رنگ رو کے اُڑنے مین عالم ہے گرد راہ کا

صفحۂ دل سے اٹھاؤن کسطرح نقشِ صنم
ملک مین ہوتا کسی کے گھر نہین اللہ کا

کم بضاعت سے خیال خام ہے کثرت کو فیض
اکتفا کرتا نہین لشکر کو پانی چاہ کا

راہ ہستی مین ہے رخسار صنم سے زندگی
تازہ دم کرتا مسافر کو ہے تکیہ راہ کا

لاش بھی گلیون مین کھینچو اگر گیا ہے قتل یار
طول ہی دینا مزا ہے قصۂ کوتاہ کا

پست فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہین
پانگل کشتی کو کردیتا ہے پانی تھاہ کا

چھوڑکر عشق صنم زاہد نہ ہو مفتون حور
کب یقین لاتا ہے دانا دور کی افواہ کا

دل کو ابروئے صنم کا شیفتہ کرتی ہے آنکھ
درس دیتا ہے معلم پہلے بسم اللہ کا

اے صنم بندہ نوازی ہے صفت اللہ کی
حیف ہے خالی پھرے سائل تری درگاہ کا

مائل معشوقہ خسرو نہ ہوا ہے کوہکن
شیر کے جھوٹے کو کھانا کام ہے روباہ کا

جوش اشکِ آتشین کا باعث آہ سرد ہے
گرم کرتی ہے ہوا جاڑے کی پانی چاہ کا

نزع مین آیا نہ بالین پہ مرے یار اس لئے
آخر ہر ماہ ہے معمول چھپنا ماہ کا

ہون وہ ابتر طفل جس کو جان کھونا کھیل ہے
کنج مرقد ہے گھروندا اسیری بازیگاہ کا

آسمان روئے زمین ہے یار ماہ چاردہ
حلقۂ احباب گرد اُس کے ہے ہالہ ماہ کا

وہ دہن ہے چشمۂ شیرین تبسم موج ہے
وہ ذقن ہے چاہ خال اُس مین تواہی چاہ کا

ناتوان میری طرح سے ہو جو عشق حسن سے
کوہ سے بھاری ترازو مین ہو پلّہ کاہ کا

شعر کہتا ہون مین اے آتش خدا کی حمد مین
میری ہر اک بیت پر عالم ہے بیت اللہ کا

فرش ہو اے یار خاک دوست و دشمن زیر پا
ہم گریبان پھاڑین گے آیا جو دامن زیر پا

منکر روز قیامت ہین بہت بے اعتقاد
لا کبھی اے سرو قامت اپنا مدفن زیر پا

رنگ گل سے خون ہمارے آبلون کا شوخ ہے
نقش پا سے پھوٹتا جاتا ہے گلشن زیر پا

خار کا کھٹکا نہین رکھتے ہین ہم آتش قدم
موم ہو جاوے اگر آ جائے آہن زیر پا

انگلیان کانون مین دیتا ہے دم رفتار یار
ہر قدم پر آتی ہے آواز شیون زیر پا

بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو پھر
سنگ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمن زیر پا

شاہ راہ ہستی موہوم مین وہ چال چل
اپنی آنکھون کو بچھا دین دوست و دشمن زیر پا

سرکشی زیبا ہے ہم دیوانگان عشق کو
خم ہوئی ہے سیکڑون کامون کی گردن زیر پا

رہگذر مین دفن کرنا اے عزیزان تم مجھے
شاید آ جائے کسی کے میرا مدفن زیر پا

پا برہنہ ہی رہے ہم خاکسار اتنے لیے
گوشش زد ہوئے ہمارے تا نہ دشمن زیر پا

اس قدر تو ناگوارا ہے کڑا پن خلق کو
کفش سے رکھتے ہین مردم نعل آہن زیر پا

سرفرازیان تک تو آتش خاکساری نے کیا
صورت نقش قدم ہے اپنا مدفن زیر پا

اگرچہ پاس محبت سے ترک شیون تھا
برنگ شمع خموشی مین حال روشن تھا

جسے مین نیک سمجھتا تھا مجھ سے بدظن تھا
یقین خضر تھا جس پر مجھے وہ رہزن تھا

پناہ چشم رقیبان مین بدنگاہ ہوا
خط اُن عذارون کے اوپر بجائے جوشن تھا

خزانہ ہو جو ہوئے گال نیلے بوسون سے
چمن اُداس مری جان غیر سوسن تھا

کہان کہان تجھے ڈھونڈھا بلکے دستِ بعض اگر
جو شیخ کعبہ مین تو دیر مین برہمن تھا

ہر ایک کو مین زبس خاک عاشق اُڑتی تھی
اُسے کدورت خاطر غبار دامن تھا

زبس تھے اس کے صغیر و کبیر دیوانے
جوان کو بیڑیان لڑکون کو طوق گردن تھا

ہزار جان تصدق ہو زخم کاری پر
دعائے حرز پئے چشم زخم سوزن تھا

دل وجگر ہوئے قوت فراق یار آخر
برائے شحنۂ حاکم ہمارا خرمن تھا

نہ کھایا مین نے کڑے پیچ زخم تیغ کرم
مین اپنے جوہر ذاتی سے غرق آہن تھا

نقین مرگ جو عشق بتان مین تھا آتش
ہر اک صنم مری آنکھون مین سنگ مدفن تھا

تن سے بار سر آمادہ سودا اُترا
شکر ہے خنجر قاتل کا تقاضا اُترا

حال مجنون تو ہمین نوع دگر دیکھا کچھ
ساربان آج ہے کیون چہرۂ لیلے اترا

اسقدر اپنے ہم اشک نے کی موجزنی
آخر کار نظر سے مرے دریا اترا

کسطرح مرلیے نہ تجھ پر فلک چارم سے
تیرے کشتہ کی زیارت کو مسیحا اُترا

درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا
حلب کے حن تجھسے نہ اے آتش سودا اترا

وصل کے بعد نہ کسطرح سے ہو رنج فراق
درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اُترا

چشمۂ حسن کی موجون سے اشارہ ہے یہی
رُوتے روتے جو ہوا عشق کا دریا اترا

درد سر مین جو ہوا وان تو بدن پان ٹوٹا
تپ چڑھی مجھکو اگر یار کا چہرا اُترا

ذقن یار مین کی خط نے رسائی پیدا
چاہ یوسفؑ مین خضر بہر تماشا آترا

کیا عجب روئے جو ماتم مین ہمارے وحشت
بیشتر کوہ کے اوپر سے ہے دریا اُترا

باغ سے بادبہاری کی ہے آمد آمد
طاق میخانہ سے ہے ساغر مینا اترا

دہن یار کا رہتا ہے تصور اس مین
شیشۂ دل مین پری نکلے ہے عنقا اُترا

سیر رکھتا ہے طبیعت کو کلام شیرین
من وسلوا ہے یہ اپنے لئے گویا اُترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا ہیہات
خون تری آنکھون مین اے بلبل شیدا اُترا

جب سے کہ رسوا ہوئے انکار ہے سچ بات مین کیا
اے صنم لطف ہے پردے کی ملاقات مین کیا

کوئی اندھا ہی تجھے ماہ کہے اے خورشید
فرق ہوتا نہین انسان سے ذرات مین کیا

یار نے وعدۂ فردائے قیامت تو کیا
شک ہے اے نالۂ دل تیری کرامات مین کیا

کوئی بت خانہ کو جاتا ہے کوئی کعبہ کو
پھر رہے گبر ومسلمان ہین تری گھات مین کیا

ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازے پر
بوسہ یا گالی ملے گا مجھے خیرات مین کیا

ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے
رات اندھیری کوئی آویگی نہ برسات مین کیا

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف
ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا

پڑھکے خط اور بھی مایوس ہوئے وصل سے ہم
یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا

آتش مست جو ملجائے تو پوچھون اُس سے
تونے کیفیت اُٹھائی ہے خرابات مین کیا

دل شہید رہ داماں نہ ہوا تھا سو ہوا
ٹکڑے ٹکڑے جو گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

برق بے نور ہے اُس رخکی چمک کے آگے
عالم نور کا انسان نہوا تھا سو ہوا

رونے پر میرے ہوا ہنس کے وہ گل شرمندہ
غنچہ کسان سر بگریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

مین نے رنگین نہ کیا اُس کا تڑپ کر دامن
سر جلاد پہ احسان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہوگیا دیکھ کے قاضی بھی طرفدار اُس کا
بگینہ خون مسلمان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہے
نسخۂ شوق پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا

عرق آلودہ جبین دیکھ کے دل ڈوب گیا
شبنم باغ سے طوفان نہ ہوا تھا سو ہوا

قتل کر کے مجھے تلوار کو توڑا اُس نے
خون ناحق سے پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا

یار کے روئے کتابی کی کرون کیا تعریف
بعد قرآن کے جو قرآن نہ ہوا تھا سو ہوا

آنسو آنکھون سے نکلتا ہے سو چنگاری ہے
پردہ دل سے نمایان نہ ہوا تھا سو ہوا

آتش عشق سے ہر داغ سراپا میرا
آدمی سرو چراغان نہ ہوا تھا سو ہوا

گرد رہ بن کے ہوا صندل پیشانی یار
ذرہ خورشید درخشان نہ ہوا تھا سو ہوا

پہروں ہی مصرع سودا ہے رُلاتا آتش
مجھے اے دیدہ گریان نہ ہوا تھا سو ہوا

آگ پر رشک سے مین چاک گریبان لوٹا
خاک پر وقت خرام اُس کا جو دامان لوٹا

دل کو از بسکہ جو لاگ ابروئے خمدار سے تھی
دم شمشیر کو مین دیکھ کے عریان لوٹا

حق بجانب ہے جو موسیٰ کو نہ ہو تاب جمال
تجھکو تا دیدہ دل گبر و مسلمان لوٹا

عید قربان جو قریب آئی تو کچھ دل میں سمجھ — پاؤں پر آ گرے مرے حاجب زندان لوٹا

مرغ بسمل کی طرح تڑپے ہزاروں دل ار — ہنستے ہنستے جو کبھی وہ گل خندان لوٹا

میں نے آتش جو کیا نالہ در جانان پر — دونوں ہاتھوں سے جگر تھام کے دربان لوٹا

خیال آیا جو عشق زلف میں دل کی تباہی کا — بندھا فکر رسا سے تاب قلم مضمون سیاہی کا

ہوا ہے بسکہ دھوکہ دل پہ داغ پر میرے — شکار اکثر کیا ہے باز نے طاؤس ماہی کا

سمندر چشم تر باد مخالف آہ و نالہ ہے — یقین ہے کوئی دم میں کشتی تن کی تباہی کا

شب ہجران میں جو دم تھا وہ گویا واپسیں دم تھا — گمان تھا شام سے مجھ پر چراغ صبح گاہی کا

لحد پر یار آتا ہے مرے شرمندہ کرنے کو — نہ منہ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذر خواہی کا

اسیران سر شست کا عالم میں ہر اک مو میں ہے تار — تری زلفوں کو شانہ چاہیے دندان ماہی کا

کروں تحریر گر میں اپنے رنگ زرد کی نسبت — عجب کیا زعفرانی رنگ ہو جائے طلائی کا

خدا بھی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہے — ارادہ کون سے در پر کروں میں داد خواہی کا

غنیمت جان اے دل جنبش ابروئے قاتل کو — بڑی مشکل ہے تلوار سے مرنا سپاہی کا

مسافر کو عدم کے روکنے والا نہیں کوئی — نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا

زیادہ زخم سے انسان کو احسان اٹھانا ہے — نہ ہونا خوف ہے ظل ہمائے بادشاہی کا

دم آخر بھی بالیں پر مرے ہمراہ یار آئے — رقیبوں نے محل باقی نہ رکھا عذر خواہی کا

تری شمشیر ابرو سے مگر ہے لاگ اس کو بھی — گلا روز ازل سے کیوں کٹا رہتا ہے ماہی کا

جنوں کا لطف اٹھا صحرا کو چل زنداں سے دیوانے — نہیں کھلتا ہے بے میدان کے جوہر سپاہی کا

فرشتوں سے لحد میں گفتگو یاں کون کرتا ہے — شہادت نامہ پڑھ لیں چار مومن گر گواہی کا

مرکب ہے یہ سر تا پا خطا سے اور نسیان سے — خیال خام ہے انسان کو دعویٰ بے گناہی کا

بتان سنگدل کی صورت آتش کاٹے کھاتی ہے — ارادہ کنج عزلت میں ہے اب یاد الٰہی کا

کشتہ اے یار ہوں میں تیری جفا کاری کا — نقش ہے دل میں ترے میری وفاداری کا

کون دارفتہ نہین تیرے طرحداری کا
حوصلہ سب کو ہی یوسف کی خریداری کا

تار اُس زلف معنبر کا نہ توڑ اے شانے
سلسلہ ہی یہ مرے دل کی گرفتاری کا

لب جان بخش کے اعجاز کا عیسیٰ ہی قتیل
سامری کشتہ ہے آنکھون کی فسونکاری کا

نخل اُمید کو پہونچے نہ کہین اس سے گزند
کام کرتی ہے مری آہ سحر آری کا

رخ پر اُس زلف کے چھٹنے سے ہوا دل کو یقین
چاندنی سے ہی بڑا مرتبہ اندھیاری کا

آنکھ کیونکر مین رخ یار سے پھیرون ناصح
کچھ مداوا ہی نہین چشم کی بیماری کا

سبزہ رنگون سے بہت تنگ ہون بتلا دے کوئی
مجھکو دروازہ تو اس گنبد زنگاری کا

دل مین آتا ہے گلا کاٹیے در پر اُس کے
بوالہوس حوصلہ پھر کر نہ سکین یاری کا

اُس نے دکھلائی مجھے صورت ابر رحمت
مین تو آتش ہون غلام اپنی سیہ کاری کا

دوستی دشمن کی مژدہ ہی اجل کے خواب کا
برہمن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا

رنگ پھیکا اسقدر اس قاتل احباب کا
سند اختر کو نکلنا ہوگیا مہتاب کا

روے مژگان ہی بجا اس طاق ابرو کی طرف
چاہیے دست دعا کو سامنا محراب کا

حسرت آب دم شمشیر قاتل مین ہوا
پانی بھی مین نے نہ پایا خانہ قصاب کا

فرصت اکدم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی
پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا

عاشقون سے اپنے وہ جتنی ہوین ٹیڑھی ہو مین
اہل قبلہ سے پھرا منہ کعبہ کی محراب کا

سوسن اُن ہونٹون کی مستی دیکھکر نیلی ہوئی
رنگ پھیکا فندق پا نے کیا عناب کا

سیر کرکے دو گھڑی دل اس مین بہلاتے ہین
دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا

جامہ تن ہوگیا راہ عدم مین نذر گور
بوجھ اُٹھایا تھا مگر ٹھگ کے لئے اسباب کا

جان آنکھون مین ہی صورت دیکھنے کی دیر ہی
یار کا آنا ہے یان آنا اجل کے خواب کا

مسند شاہی کی حسرت ہم فقیرون کو نہین
فرش ہی گھر مین ہمارے چادر مہتاب کا

ساحل مقصود دیکھا مین نے جاکر گور مین
ڈوبنا کشتی تن کو مژدہ تھا پایاب کا

بے تکلف آستان یار پر مارا قدم
دور کو سون رہگیا ہم سے محل آداب کا

چشم تر سے کانپتی ہے قالب خاکی کی روح
اسطرح کشتی نشین کو ڈر نہ ہو گرداب کا

سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشان خواب کا

زلف زیبا ہے قریب رخ جانان ہونا
گنج کا سانپ کو لازم ہے نگہبان ہونا

نہ دلا مجھکو تو اے دوری کوئے مقصود
راہ مین ظلم مسافر کو ہے باران ہونا

عشق نے حال کیا مردہ بے وارث کا
مرے اوپر ہے یقین قبضۂ سلطان ہونا

آفت جان ہوئی اس روئے کتابی کی یاد
راس آیا نہ مجھے حافظ قرآن ہونا

داغ چیچک کے ہین زیبا ذقن یار کے گرد
لطف رکھتا ہے لب چاہ چراغان ہونا

بے طرح مجھکو رلاتا ہے غم دوری یار
ہو مبارک دہن گور کو خندان ہونا

آتش اس رشک پری سے تجھے اللہ ملائے
تا کجا دوری بلقیس و سلیمان ہونا

عشق مین ممکن نہین ہونا بخیر انجام کا
بدمزا کرتا ہے منہ لگنا کباب خام کا

سر اٹھا بالین سے ہے خورشید محشر کب مرا
اے خروس صبح حاصل شور بے ہنگام کا

زلف نے شانے کو پہونچایا رخ محبوب تک
زینہ رکھتا قہر ہو بیرون خانہ بام کا

ایک جا مثل ذر غلطان کہین ٹھہرا نہ پاؤن
اختر اقبال ہون مین گردش ایام کا

دل کو الجھایا گرہ پڑنے سے زلف یار مین
دانے کا دھوکہ مجھے دیتا ہے عقدہ دام کا

گوشہ گیری سے ہے محرومی مجھے مقصود دل
ٹوٹ جاتا ہے نگین کھدتے ہی میرے نام کا

ماتم دریا دلان شادی تنک ظرفون کی ہے
گریۂ مینا ہے باعث خندہائے جام کا

نشۂ مے سے ہوا بیہوش مین برگشتہ وقت
تر دماغی نے خلل پیدا کیا اسلام کا

شبرو ہے مدعی روسیہ مین آفتاب
مجھ مین اور اس مین ہے فرق اے یار صبح و شام کا

بے کمال عشق ہو دل پر نہ نقش روئے دوست
سکہ لگنا غیر ممکن ہے طلائے خام کا

چشم گریان سے گناہ عشق ثابت ہو گیا
واقعی کرتا ہے تر دامن چھلکنا جام کا

عرش سے آگے ارادہ میری خاکستر کا ہے
دل ہے پروانہ الٰہی کس چراغ بام کا

جلد سینہ سے نکل اے جان ہجر یار مین | ماہی بے آب کو تا چند صدمہ دام کا
مرگیا ہون جستجوئے کعبۂ مقصود مین | ہے کفن پر میرے عالم جامۂ احرام کا

جان جاوے پر رضاے دوست سے آتش نہ پھیر
ہے محل بندے کو مولے پر نہین الزام کا

کشتہ اک عالم ہے چشم لعبت خودکام کا | استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا
اے شب غم گور مین لے چل جوانی مین مجھے | دوپہر ہے موسم گرما مین وقت آرام کا
تختۂ میت فراق یار مین معراج ہے | وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا
بادشاہی ہے گدائی کوچۂ دلدار کی | دیر پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا
اے صنم عاشق سے ملتی ہین نہین آنکھین تری | نشہ اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا
خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہے یان | لوح محفوظ اک نگینہ ہے ہمارے نام کا
گیسوون نے کر دیا دہ چند حسن روئے یار | نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا
طوق زرین گردنون مین قمریون کی چاہیئے | سیر گلشن کو ہے عزم اس سرو سیم اندام کا
عرصۂ روئے زمین ہو جاے دشت کربلا | یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا
ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی | گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا
داخل کعبہ ہوا اکثر عدم سے برہنہ | پر وہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا
سیکڑون ہی دل ہین مثل ماہی بے آب اسیر | یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا
ہے یہ مستی مین اپنے عالم دیوانگی | حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا
سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست | ٹوٹتا ہے نخل پر انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

زخم کاری کے جو کھانیکو مرا دل دوڑا | سر کے بل مین طرف کوچۂ قاتل دوڑا
ناتوانی نے یہ حالت مری پہنچائی ہے | دو قدم مین جو چلون سیکڑون منزل دوڑا
نہ ہوئی بعد فنا بھی مجھے آفت سے نجات | پھاڑ کھانے کو سگ کوچۂ قاتل دوڑا

اے نسیم سحری دھیان کدھر ہے تیرا
دشت پر خار میں تا چند رہوں سرگردان
رونق بزم تجھے کہتے ترے لینے کو
بے خبر دل کو کیا یوں صف مژگاں نے
منزل عشق کی وہ راہ ہو رکھتے ہی قدم

تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دوڑا
بس زیادہ نہ اب اے دوری منزل دوڑا
تا در خانہ ہر اک صاحب محفل دوڑا
دوڑ جیسے کسی دد پر کوئی غافل دوڑا
نکلے قزاق ہر اک جو رشمائل دوڑا

ملک الموت نے پیری میں کرم فرمایا
کشت پختہ ہوئی آتش کہ محصل دوڑا

دوست دشمن نے کیے قتل کے ساماں کیا کیا
جان مشتاق کے پیدا ہوئے خواہاں کیا کیا
آستین ڈھاتی ہے وہ نرگس فتاں کیا کیا
داغ دیتی ہے مجھے گردش دوراں کیا کیا
پھر سکی سر سے گلے پر نہ چھری ہے ظالم
ورنہ گردوں سے ہوئے کار نمایاں کیا کیا
حسن میں پہلو ئے خورشید مگر دابے گا
دور کھینچا ہے ہمارا مہ تاباں کیا کیا
روئے دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعویٰ
سامنے ہو کے ہوا آئینہ حیراں کیا کیا
آنکھیں گیسو کے تصور میں رہا کرتی ہیں بند
لطف دکھلاتا ہے یہ خواب پریشاں کیا کیا
گردش چشم دکھاتا ہے کبھی گردش جام
میری تدبیر میں پھرتا ہے یہ دوراں کیا کیا
چشم بینا بھی عطا کی دل آگہ بھی دیا
میرے اللہ نے مجھ پر کیے احساں کیا کیا
دوست نے جب نہ دم ذبح سسکتا چھوڑا
میرے دشمن ہوئے ہنس ہنس کے پشیماں کیا کیا
گردش نرگس فتاں نے تو دیوانہ کیا
دیکھو جھنکوائے کنوئیں چاہ زنخداں کیا کیا
جل گیا آگ میں آپ اپنے میں مانند چنار
پیتے رہ گئے دانت اڑہ دسوہان کیا کیا
کچھ گیے کوئی میں منہ دیکھیے رہ جاتا ہوں
کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیراں کیا کیا
گرم ہرگز نہ ہوا پہلوئے خالی بے یار
یاد آوے گی مجھے فصل زمستاں کیا کیا

کوئی مردود خلائق نہیں مجھسا آتش
کیا کہوں کہتے ہیں ہندو و مسلماں کیا کیا

چشم باراں میں مرے بعد نہ خوناب اترا
یاد آیا نہیں پھر دھیان سے جو خواب آترا

شرط ہے رتبۂ مردانِ خدا کا انصاف
ڈوبا فرعون وہین موسیٰ جہان پایاب اترا

ہو گیا شوقِ شہادت سے حلال اپنا دل
سان پر چڑھ کے اگر دشنۂ قصاب اترا

روز روشن شبِ تاریک ہوا آنکھوں مین
بام پر سے جو وہ خورشید جہان تاب اترا

عشق اُس چاہِ زنخدان کا ہوا جس دن سے
مین نے سمجھا کہ لحد مین دلِ بیتاب اترا

قتل سینی مین کیا دوست جو سمجھا اُس نے
دشمنِ جان سے مری نشۂ احباب اترا

سامنا روئے منور سے ہوا ہے کس کے
چہرۂ ماہ سے کچھ اے شبِ مہتاب اُترا

وقتِ مشکل ہین ہین سب اہلِ کرم کے محتاج
دیکھے لشکرِ جنگی کو لبِ آب اُترا

آتشِ عشق مین ثابت دلِ بیتاب رہا
آنچ کھا کھا کے ہر قائم ہی سیماب اُترا

بوسۂ لب کا مزا نے کے پیا ہے مین نے
حلق سے میرے ہے جب شربتِ عناب اُترا

برق وش کھلکے گیسوئے سیہ کو تیرے
چشمِ انصاف سے ہو ابرِ سیہ تاب اُترا

ہولناک بحرِ محبت کے غریقون کو نہ یار
پار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اُترا

اک جا کہین مین مثلِ ریگِ روان نہ ٹھہرا
گردش سے دو گھڑی تو اے آسمان نہ ٹھہرا

اللہ رے جذبِ الفت یوسف کو چاہ مین سے
باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا

اے زلفِ یار تیری تعریف کیا کرون مین
قیمت مین مشک و عنبر تجھسے گران نہ ٹھہرا

پوشاک سرخ پہنی جس روز سے کہ تو نے
مریخ تیرے آگے اے نوجوان نہ ٹھہرا

تیرِ نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے
تو صیدگاہ مین اے ابرو کمان نہ ٹھہرا

اے چرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی
خوش تیرے گھر مین دو دن اک مہمان نہ ٹھہرا

برباد کر نہ ناحق اے بادِ صرصر اس کو
بلبل کا آشیانہ برگِ خزان نہ ٹھہرا

عزلت گزینی کا جو مین نے کیا ارادہ
کنجِ لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا

پھونک آشیان ہمارا اے برقِ آتشِ گل
رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا

میری ہی خاک بر کی منہ زوری اسنے آتش
ہر دن سمندِ قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا

غرض دن ہوتا ہے جمعیت سے زیر آسمان کھٹکا
درخت بار در مین باندھتا ہے باغبان کھٹکا

بجا ہا دالی مین ہے شب بیداری زاہد
یقین ہے نیند اڑ جاتی ہے ہوتا ہے جہان کھٹکا

نہ تم بیزار ہو ہم سے نہ ہم بیزار ہون تمسے
محبت کا مزا کیا ہے جب آیا درمیان کھٹکا

زمین کو زلزلہ آیا جو میری بیقراری سے
ستارے کیسے کیسے ٹوٹ کے کیا کیا آسمان کھٹکا

در و دیوار کو دیکھا جو دزدیدہ نگاہون سے
مری آنکھون سے اسکو مین نہایت پاسبان کھٹکا

بدی کس روز اس گلرو نے شرط دوستی مجھسے
سنو ہو آنکھون مین دشمن کے مین کانٹا سا کہان کھٹکا

رہے انسان شب بیدار دنیا کے خرابے مین
مسافر کو ہو اس ویران سرا کے درمیان کھٹکا

خدا حامی ہے اپنے بندۂ عاجز کا مشکل مین
نہ وان کھٹکا ہے کچھ ہمکو نہ کچھ ہمکو ہے یان کھٹکا

بغل مین لے کے یوسف کو اکیلا وان سے گذرے نا
قدم رکھتے ہوئے جس راستے مین کاروان کھٹکا

محبت دل نے کی کس بے یقین عیار سے آتش
جو کچھ نیکی بھی کی ہمنے کبھی وہ بدگمان کھٹکا

لب لعلین نے بدخشان دہن دکھلایا
مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا

راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے
نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا

اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفون نے
عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کئے زیر زمین بھی تو نے
جامہ زیبون کو رخ زرد کفن دکھلایا

تری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے
کبک و طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا

پاؤن شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھاتے کھاتے
ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا

یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید
گوش گل نے تجھے غنچہ نے دہن دکھلایا

تا دم مرگ نہ بیمار ہوا پھر وہ مریض
اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا

کوچۂ یار بھی مجھکو وہی دکھلا دے گا
جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا

نوجوان مہر لقا یار کے بوسے لیتے
ایسا اک ماہ نہ اے چرخ کہن دکھلایا

تا سحر مین نے شب وصل اسے عریان رکھا
آسمان کو بھی نہ جسنے بدن دکھلایا

دل کو ان آنکھون کا دیوانہ سمجھ صحرا نے
سیکڑون ہی تجھے خوش چشم ہرن دکھلایا

وہی جا ہے گا تو اس سے یہ چھٹے گی آتش
حکم اللہ نے ہے روح کو تن دکھلایا

اپنی زبان کو بلبل اندوہگین جلا
یا برق نالہ سے قفس آہنین جلا

بھڑکا یا تھا یہ کیسا نسیم بہار نے
گلچین کا ہاتھ آتش گل سے نہین جلا

تو تو بنا کے سرو چراغان نظارہ کر
تیری بلا سے مین اگر اے نازنین جلا

میرا جگر جلائے سے کیا ہاتھ آئے گا
اُس در کا پردہ اے نفس آتشین جلا

مفت آسمان ٹھنکے جو مرے دود آہ سے
کیا کیا بخار دل سے بخار زمین جلا

مین بھی تو دیکھون گرمی تری شک آتشین
مشعل کی طرح سے تو مری آستین جلا

کیا کیا پری اُتاری ہین شیشے مین آہ نے
جن کو بنا فتیلہ سے اپنے نہین جلا

دنیا مین ہم سا سوختہ قسمت کوئی نہین
دیکھا جو اپنا حال دل شانہ مین جلا

لیلیٰ کے زلف سا ہے دھوان کچھ بلند آج
مجنون کے نالے سے کوئی جنگل کہین جلا

روئے صبیح یار کا دھوکہ نہ دل کو دے
وہ نازکی کہان نہ مجھے یاسمین جلا

کس لعل آتشین کا ہو دل اپنا شگفتہ
جس پر ہمارا نام کھُدا وہ نگین جلا

آہ شرر فشان کا برا ہو شب فراق
لاکھون مکان اس سے ہزارون مکین جلا

لالہ رخون کے عشق مین گل کھا نہ جسم پر
نایاب پوستین ہے نہ یہ پوستین جلا

اندھیر ہے نہ ہووے اگر دل مین روشنی
آتش چراغ کونسے گھر مین نہین جلا

لطیف جان سے ہر اک عضو تن نظر آیا
گذر کے دل سے مرے وہ بدن نظر آیا

ہزار بوسے ہر اک لب کے گنگے لونگا مین
جو غنچہ سا کوئی گل کا دہن نظر آیا

خضر سے راہ وطن کیا سمجھ کے پوچھو مین
مجھے تو خود یہ غریب الوطن نظر آیا

جرس کی طرح سے نالے کرینگے بلبل ہائے
اگر وہ یوسف گل پیرہن نظر آیا

ہوا جو ذکر چمن مین تری نزاکت کا
سفید رنگ رخ یاسمن نظر آیا

دکھائی آنکھون نے سیر جہان رنگارنگ
قفس کے چاکون سے مجھکو چمن نظر آیا

گر گئی برق جمال اسکی بند آنکھوں کو
وہ خلوتی اگر اے انجمن نظر آیا

یقین ہوا کہ ہے ظلمت میں چشمۂ حیواں
شب وصال میں وہ دہن نظر آیا

اُڑھائی چادر آب اسکو میں نے رو رو کر
کوئی جو مردہ مجھے بے کفن نظر آیا

پیالہ پانی کے دکھلائی ونگیے کاسۂ چشم
رُلائیگا جو وہ چاہِ ذقن نظر آیا

کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے آتش نے
کمال ہمکو تو مشکل یہ فن نظر آیا

زخم دل بھرتا ہے جلوہ چہرۂ پرنور کا
چاندنی میں یاں اثر ہے مرہم کافور کا

مشتری ایام ہے میرے لئے سامان عیش
خشت بالیں کو سمجھتا ہوں میں زانو حور کا

کچھ نہ حاصل ہوئے کیسی ہی مشقت کیجئے
عشق بازی کام ہے بیگار کی مزدور کا

میں وہ سرکش ہوں چمن میں جسکی صورت دیکھکر
آب ہو جاتا ہے شیرہ دانۂ انگور کا

داغ سینے ہوتے ہیں گل کھاتے ہیں عاشق ترے
گرم بازار اندنوں ہے مرہم کافور کا

دیں نہ ارباب صفا ہرگز کسی کے دل کو رنج
گوشۂ دامن سے اُلجھا جھاڑ کب بلور کا

آکے سینے سے لبوں پر دم اٹکتا ہے عبث
ٹھہرنا اچھا نہیں جب ہو ارادہ دُور کا

پھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہوں یاد آتا ہے جب
موسم سرما گذرنا بے تکلف عور کا

تشنۂ خوں ہی گیا مجھ ناتواں کا تیر یار
گرسنہ مہمان پھرا جاتا ہے بے مقدور کا

ہو نہ اُس بیلے وحشی کا دل دیوانہ محو
سبد مجنوں سے کہاں پیوند نخلِ طور کا

کس کے داغ دل سے محشر میں ملایا جائیگا
روز اک خورشید کو ملتا ہے خلعت نور کا

رنج سے راحت نصیب طبع شیریں کار ہے
بار لاتا ہے قلم ہونے سے نخل انگور کا

دست قدرت سے بنایا ہے خدا نے قصر تن
دخل ہمارا نہیں ہونے دخل ہے مزدور کا

مال موذی سے تنفر آدمی کو چاہیئے
سونگھ کر سگ چھوڑ دیتا ہے عسل زنبور کا

عہد پیری میں کروں کیونکر میں ترک جام مے
دفع کرتی ہے صبوحی دردِ سر مخمور کا

صفحہ ہر اک میرے دیوان کا ہے آتش رشک چشم
یاں سفیدی پر سیاہی سے ہے عالم نور کا

دھیان رہنا شرط ہے اُس دلبرِ مغرور کا
فکر سے نزدیک ہو جاتا ہے مضمون دور کا

منہ نہیں دیکھا ہمارے سینے کے ناسور کا
رنگ اُڑ جائے گا روئے مرہم کافور کا

نرم ہو کچھ تو دلِ سخت اُس بُتِ مغرور کا
کہتے ہیں فریادرس اللہ ہے مجبور کا

بوسۂ لب میں دو چار تیرِ مژگان دل ہوا
نیش کھلوایا طمع نے شہد کے زنبور کا

دردِ زخمِ فرقت اتنا خون رُلاتا ہے مجھے
روزنِ دیوار بنجاتے ہیں منہ ناسور کا

سامنے اپنے تصور سے سمجھتا ہوں تجھے
دور میں نزدیک دکھلاتی ہے انسان دور کا

حوصلہ دل کو ہوا جو دردِ سر کا عشق کے
آنکھوں نے پیدا کیا انسان حُسنِ حور کا

محفلِ عشرت میں خستہ خاطروں کو جا نہیں
تاک میں خوشہ نہ دیکھا زخم کے انگور کا

بخ اُٹھا دے گو رقیبِ مبتذل محروم ہے
نعمتوں میں خوان کے حصّہ نہیں مزدور کا

کون سے دن سیکڑوں عاشق ترے مرتے نہیں
مشک سے سوداگران ہو آجکل کافور کا

بادہ کا دھوکہ دیا اُس میں پسینے نے مجھے
ناف ساقی پر ہوا شک ساغرِ بلور کا

حق تلف حقدار کا ہووے نہ دورِ نیک میں
چاندنی میں رزق ہوتا ہے عسل زنبور کا

فی سبیل اللہ ساقی نے کی ہو خیر خم
دستِ سائل میں پیالہ چاہیئے بلور کا

آمدِ خط پر تو بوسہ کا نہ کر انکار یار
شام کو ملتا ہے روزینہ ہر اک مزدور کا

میرے یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہے
خاک کا پتلا ہے یوسف یار پُتلا نور کا

یار کے دل میں کب اس سے راہ پیدا ہو سکے
آہ میں میری ہے عالم گردنِ مغرور کا

ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو
نام اک عالم میں چینی نے کیا فغفور کا

بوسۂ عناب لب کیجیے نہ عاشق سے عزیز
توڑنا اچھا نہیں ہے خاطرِ رنجور کا

غلغلہ حرفِ انا الحق کا ہے قلقل کی صدا
بادۂ وحدت کا شیشہ سینہ ہے منصور کا

اُڑ کے آتش سے کہاں مضمون عالی جا سکے
شاہ تیر انداز کب چوکا نشانہ دور کا

صاف آئینہ سے رخسار ہے اُس دلبر کا
یہ خدا کا ہے بنایا تو وہ اسکندر کا

چشم مستانہ کی گردش میں تصور ہے اجل
غفلت انجام ہے جب دور چلے ساغر کا

دل پہ چوٹ اس رخ رنگین کے انطار سے لگی / پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا
جوش وحشت ہے پئے قطع تعلق مقراض / سنگ دیوانہ کو پابند نہ دیکھا در کا
قلب ماہیت ارباب صفا کھوتی ہے قدر / عدم آب سے ارزان ہوا بہا گوہر کا
عاشقون سے طلب بوسہ کہان جاتی ہے / مور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا
آفت جان ہر فرومایہ کو طاقت ہوتا / چوب کو تیر کی ملنا ہے قیامت پر کا
چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق / سقف کو توڑتا ہے دود مرے مجمر کا
نالہ عاشق دل سوختہ ہے آفت جان / بھڑکے خوب آگ جہان ڈھیر ہے خاکستر کا
دشمن ابرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مژہ / زخم شمشیر سے ہے زخم غضب خنجر کا
عہد طفلی ہی سے ہے مشق تواضع لازم / حلقہ آسانی سے بن سکتا ہے چوب تر کا
خال رخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا / موج چشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا
کیا اثر ہو مری آہون سے بتون کے دل مین / صدمہ کھینچے نہ رگ سنگ کبھی نشتر کا
آخر کار کیا ہے اسے مستی نے خراب / ہو سکا ضبط نہ آدم سے مے کوثر کا

عبدالحی

جا بندے آتش اگر اہل جہان تجھسے پھرے
مرد یکتا نہ کرین بھاگے ہوئے لشکر کا

عبدالباقی

وہ نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا / جو پہنی پھولون کی بدھی تو درد شانہ ہوا
شہید ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا / اڑایا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا
شب اسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا / ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا
نہ زلف یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی / ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا
تونگرون کو مبارک ہو شمع کافوری / قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا
گنہگار ہین محراب تیغ کے ساجد / جھکایا سر تو ادا فرض پنجگانہ ہوا
غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے / ادھر تو آنکھ بھری دم ادھر روانہ ہوا
دکھا دے زاہد مغرور کو بھی اے صنم آنکھ / جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا
ہوا ہے شیشۂ دل کو مئے محبت سے / خدا کا گھر تھا جہان وان شرابخانہ ہوا

ہوائے تند نہ چھوڑے مرے غبار کا ساتھ
یہ گردِ راہ کہاں خاک آستانہ ہوا

خدا کے واسطے کر یار چین ابرو دور
بڑا ہی عیب لگا حسن کمان میں خانہ ہوا

ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوبِ خشک صحرا ہون
لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا

نگاہ ناز بتان سے نہ چشمِ زخم بھی رکھ
کسی کا یار رہین فتنۂ زمانہ ہوا

اثر کیا طپشِ دل نے آخر اُس کو بھی
رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا

ہوائے تند سے تپا اگر کوئی گھر کا
سمند بادِ بہاری کا تازیانہ ہوا

زبان یار خموشی نے سیری کھلوائی
مین قفل بنکے کلیدِ درِ خزانہ ہوا

کیا جو یار نے کچھ شغلِ برق اندازی
چراغ زندگی خضر تک نشانہ ہوا

رہا ہے چاہِ ذقن مین مرا دل وحشی
کنوئین مین جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا

خدا دراز کرے عمر چرخِ نیلی کو
یہ بیکسون کے مزارون کا شامیانہ ہوا

نہین ہوشل صدف مجھسا دوسرا کمبخت
نصیب غیر مرے مُنھ کا آب و دانہ ہوا

حنائی ہاتھون سے چوٹی کو کھولتا ہے یار
کہان سے پنجۂ مرجان حریف شانہ ہوا

دکھائی چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
ہمین تو گوشۂ صحرا بھی قید خانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے مر رہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

دردِ دل سے اسقدر کاہیدہ مین غمگین ہوا
جسمِ زار آخر کو تار بستر و بالین ہوا

دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب
کاہ کا سایہ بھی ہم پر کوہ سے سنگین ہوا

اپنے خونکی بو ہمین آتی ہے تجھسے اے نسیم
ہاتھ مہندی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا

دم بھی اس مہمان سرائے دہر مین لینے نہ پائے
آتے ہی یان توسن عمر رواں پر زین ہوا

مرگیا سُنتے ہی اسکے نالۂ مرغِ سحر
وصل کی شب میرے حق مین سورۂ یٰسین ہوا

دل بے بے تاثیر کر دیتا لب تیشہ کو بند
خون ہی ہونا ترا اے کوہکن شیرین ہوا

عاشقون کے مرغِ دل کے خون ناحق کے لئے
پنجۂ مژگان جانان پنجۂ شاہین ہوا

روز اول سے دل بیتاب میرے ساتھ ہی
صورت سیماب مین پیدا ہی بے تسکین ہوا

خرد نیک انسان عاقل ہو بزرگ بد نہ ہو
شور دریا سے ہے بہتر چشمۂ حب شیرین ہوا

ناز کیا کیا کچھ کئے اُس پادشاہ حُسن نے
عاشقون کے واسطے روز اک نیا آئین ہوا

عطرساز آئے جو اُس گل پیرہن کو دیکھنے
عنبر سارا وہ گیسو خال مشک چین ہوا

تول دیکھا ہمنے میزان خرد مین بارہا
کوہ سے اے نازنین بھاری ترا تمکین ہوا

آسمان تک اُڑ کے پہونچے تھے ہمارے چند اشک
کہکشان اک نصف اک نصف ہمین سے پروین ہوا

ٹاٹ بھی ملنے کا مرقد مین ہمین کل بہر فرش
خوش نہو گو آج بندہ صاحب قالین ہوا

منھ دکھا اپنا اسے اللہ رے تسکین جان
دل کی بیتابی سے عاجز آتش مسکین ہوا

خوشی ہوتے ہین نادان پہنکر کمخواب کا جوڑا
کفن ہے عاقبت اس عالم اسباب کا جوڑا

شعاع حسن سے پوشاک کا عالم دگرگون ہو
تمامی کا ہمین اُس فتنۂ احباب کا جوڑا

ہمین کچھ قدر اسکی صاحب اکسیر کے آگے
ہوس سے بنے ہر چند آب و تاب کا جوڑا

شب فرقت ہوا عنقا آلہی روز محشر تک
جدا ہووے نہ جفتک کی طرح سرخاب کا جوڑا

پھٹے کپڑے گزیے اُس سے ہم بہتر سمجھتے ہین
اگر اُترا ہوا ہوئے تن نواب کا جوڑا

فسون گر کوئی ان مطرب بچون سے کیا فزون ہو
سر مجلس اُترواتے ہین شیخ و شاب کا جوڑا

حنا کا رنگ بھی ہو بار جس نازک طبیعت پر
بھلا پہنے وہ کیونکر پاؤن مین جراب کا جوڑا

شب فرقت مین کافر ہون جو میری آنکھ جھپکی ہو
عبث بہتان غش نے آکے مجھ پر خواب کا جوڑا

لگاؤن ماہ کے سر پر اگر ہاتھ آئے ہو آتش
ستارون کا وہ پائے نہر عالمتاب کا جوڑا

آنکھین عاشق کو نہ تو اے گل رعنا دکھلا
تیلیون کا کسی نادان کو تماشا دکھلا

یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے
گردش چشم بھی اے نرگس شہلا دکھلا

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہر چند
اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

اے جنون تجھسے مری آنکھ جھپکنے کی نہین
قید خانہ تو دکھایا مجھے صحرا دکھلا

قلزم عشق میں کبتک رہوں اے حسن تباہ / لب دریا جو نہیں تو تہ دریا دکھلا
چوٹی اس حور کی ایڑی سے بھی بڑھ چلنے لگی / صبح محشر بھی برابر اے شب یلدا دکھلا
باغبان کون سی صورت مرے جی لگنے کی / ایک تو مجھکو قد یار کا بوٹا دکھلا
ایک مدت سے ہوں آفت طلب اے گردش چرخ / کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا
کالے کوسوں نظر آتی ہے وہ منزل گور / آہ کا ابلق ایام کو کوڑا دکھلا
عاشقوں سے ترے کرتا ہے نہایت گرمی / روئے خورشید قیامت کو کف پا دکھلا
دھیان آتا ہے جو چوٹی کا کسی کافر کے / کہتی ہے فکر رسا باندھ کے جوڑا دکھلا
چرخ نیلی ہے بہت اپنے شفق پر نازاں / لب بام آن کے تو بھی کفک پا دکھلا

بندۂ شاہ نجف آتش دل خستہ ہے
یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا

آنکھوں سے اس پری کے دل ناتواں گرا / شیشہ ہمارے طاق سے اے آسمان گرا
چشم پر آب نے تن خاکی کو ڈھا دیا / سیلاب کی رسائی ہوئی جب مکان گرا
منڈلا رہی ہیں کیوں یہ ہما چیل کی طرح / شاید دہان سگ سے مرا استخوان گرا
جلتا ہے کیا اکڑ کے ابھی سے دم خام / سر کس کا تیرے پاؤں پر اے نوجوان گرا
گلچیں کب اسکے بوجھ سے خم شاخ گل ہوئی / الزام رکھیے تو نہ مرا آشیان گرا
نکلی نہ جان زار فراق بتاں میں بھی / کہسار سے لپٹ کے نہیں ناتوان گرا
بجلی وہ کہو خرمن مرغ چمن بنا / جو خشک ہو کے شاخ سے برگ خزان گرا
حسرت میں خواب وصل کی یہ بیخودی رہی / بیروں ہی مجھکو ہوش نہ آیا جہان گرا

دیکھا تھا کیوں ان آنکھوں نے آتش کسی کا چاہ
لے کر مجھے کنوئیں میں دل خستہ جان گرا

منظر تھا وہ تو حسب وجو میں یہ آوارہ تھا / شیفتہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا
ہے جو حسرت تو سراپا چشم ہونگی ہیں / حاصل اس آئینہ خانہ میں فقط نظارہ تھا
جب شب مہ میں چکور اڑتا ہے مرجاتے ہیں ہم / تیلیوں کا اپنی بھی تارہ کوئی رخسارہ تھا

کھول کر دل جیب میں روتا تھا فراق یار میں
چشم تر تسبیح تھی ہر موئے مژہ فوارہ تھا

سیل گریہ نے یہ کس کے دی سمندر کو شکست
جو حباب آیا نظر اک واژگون نقارہ تھا

ایک شب تو وصل جانان کی تواضع اے فلک
چار دن مہمان تیرے گھر میں میں بیچارہ تھا

روز و شب کے حال کا لکھتا تھا پرچہ روز و شب
کاتب اعمال میری ڈیوڑھی کا ہرکارہ تھا

پیٹتا سر اپنے ماتم میں عزیز و یار کا
قلعۂ گنج لحد کی فتح کا نقارہ تھا

عہد طفلی سے جنون عشق کامل ہے شفیق
شاخ نخل بید مجنون سے مرا گہوارہ تھا

جان شیرین مزد جوئے شیر میں تیشہ کو دی
حوصلہ سے اپنے باہر کوہکن بیچارہ تھا

حالت دل کو بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
عشق میں اک مصحف رخسار کے سیپارہ تھا

یہ ہوا ظاہر انا لیلیٰ مجنون سے ہمیں
اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا

حال اپنا اے صنم اپنی جدائی میں نہ پوچھ
سینہ و سر تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا

کوچۂ قاتل میں جب شوق شہادت لے گیا
سر نہ تھا گردن پہ اپنے بار صد پشتارہ تھا

لوٹتا تھا اس میں بدخوئی سے میں مانند شک
شوخی طفلان سے جنبان مرا گہوارہ تھا

شان عشق اولیٰ ہو مجنون دودمان عشق سے
ناخلف ناقابل و نالائق و ناکارہ تھا

اہل عالم سے ہمیشہ آتش ایذا میں ہوں میں
مردم دنیا نمک تھے میں دل صدپارہ تھا

گل سے خوش رنگ ہر اک داغ بدن مجھکو دیا
آتش عشق نے بہار چمن مجھکو دیا

عاشق مردہ ہے شاید کہ چراغ مردہ
نہ تو رویا کوئی مجھکو نہ کفن مجھکو دیا

زخم کاری نے کیا بند زبان کو میری
زخم نے بند پئے زخم دہن مجھکو دیا

گردش چرخ نے غربت میں بھی بہلایا ز
جائے نان داغ عزیزان وطن مجھکو دیا

بوسۂ لب ترے وصل کی شب اے محبوب
حاصل ملک بدخشان و یمن مجھکو دیا

زلف وان افعی ہے یہان داغ جگر مہرہ ہے
حسن نے سانپ اسے عشق نے من مجھکو دیا

جا کے اس غمکدہ سے یاد کرونگا میں بھی
سات دن رہنے کو تھا قصر کہن مجھکو دیا

میوہ خورون میں ترے میں بھی ہوں اے نخل مراد
تو نے عناب لب و سیب ذقن مجھکو دیا

دے کے اک بوسۂ خال لب شیرین ای دوست
تو نے سو نافۂ آہوئے ختن مجھکو دیا

دم نکل جائے گا اُس زلف کے سودے مین مرا
سونگھنے کو جو کبھی مشک ختن مجھکو دیا

حسن نے تشنۂ دیدار بہت جب پایا
ڈوب مرنے کے لئے چاہِ ذقن مجھکو دیا

لعب بازی کی بھی حسرت نہ رہی ای آتش
میرے اللہ نے بازیچۂ تن مجھکو دیا

آئینہ رُخ کا دکھا مردم کو آنکھ اوپر اٹھا
سکہ بٹھلا یار اپنا نعش اسکندر اٹھا

کسکا دل جلتا تھا زیر خاک میری قبر سے
شب کو شعلہ بیشتر دن کو دھوان اکثر اُٹھا

سامنے ہوتی نہین اُس شمع رُو کے اپنی آنکھ
اے صبا محفل سے پروانہ کی خاکستر اُٹھا

یار نے مُنہ دیکھکر آئینہ توڑا وقتِ صبح
بدمزاج انسان ہوتا ہے جہان سوکر اُٹھا

مثل عنقا نام تو مشہور عالم مین رہا
گو کہ اس میلے سے مجھ آزاد کا بستر اُٹھا

اے دل دیوانہ صابر کو عذار رکھتا ہے دوست
اُف نکر داغ حسینان پری پیکر اُٹھا

اپنی آنکھون مین وہی گو نازنین ہے ای صنم
لعل اٹھا اب نور پیدا کرکے یا گوہر اُٹھا

جبر کر بے اختیارون پر نہ اے برق سقر
سبزہ کی گور غریبان سے نہ تو چادر اُٹھا

ہو گیا دو ایک مین گردن کشی کا انتقام
پائے قاتل پر سے جھک کر پھر نہ اپنا سر اُٹھا

کشتۂ دیدار مجسا دوسرا کوئی نہین
سب سے پہلے مجھکو اے ہنگامۂ محشر اُٹھا

دل مین قاتل کے مرے شوق شہادت کا ہے نقش
سرنگون پایا تجھے جب کھینچکر خنجر اُٹھا

چارپائی لے کے آئے یار ہنگامہ ہوا
کیا کہون مین بیٹھکر اُس کوچہ سے کیونکر اُٹھا

صدمۂ رنج خمار آتش کہانتک کھینچئے
شیشہ و ساغر برائے ساقی کوثر اُٹھا

مین نے عریان تجھے اے رشک قمر دیکھ لیا
دیدہ و دل کو جو تھا مد نظر دیکھ لیا

نزع مین یار نے صورت نہ دکھائی مجھکو
دشمن و دوست کو ہنگام سفر دیکھ لیا

لے گئی وحشت دل گور غریبان کی طرف
اپنے یاران گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا

خون کیا غیر کے دل کو مری جانبازی نے
یار نے تیر کے پہلو کو جگر دیکھ لیا

دہن یار سے اِک شعر کسی دن نہ سُنا / ہمنے اُس اپنی زبان کا بھی اثر دیکھ لیا

بھر گیا دامنِ نظارہ گل نرگس سے / آنکھ اُٹھاکر جو کبھی تو نے ادھر دیکھ لیا

روبرو رہنے لگا آئینہ آتش شب و روز / یار کو غیر سے بھی شیر و شکر دیکھ لیا

برقِ خرمن تھا کبھی نالہ دلِ ناشاد کا / حوصلہ باقی نہین ہے آسمان فریاد کا

شوقِ دیدِ رُخ نے کھلوایا جو آنکھون کا فریب / اُلفتِ گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا

عرصۂ محشر مین جانے ہی جہنم مین پڑا / اور اسلئے یان ارادہ تھا مجھے فریاد کا

دیکھکر مجھکو اکڑتے ہین بہت بالا بلند / کیا بلا ان پر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا

قتل کرتا ہے اشارے سے ترے عاشق کو ناز / حکم سلطان سے ہے خون ریزی عمل جلاد کا

مل نہین جلتے ہین کج طبعون سے ہرگز راست باز / چین پیشانی سے باہر ہے الف آزاد کا

زالِ دنیا تنگ کرتی ہے نہایت ہی مجھے / ہے مگر اس بیسوا کا کیا بدن فولاد کا

دوستی ہنستی نظر آتی نہین محبوب سے / تازیان اٹھتا نہین وان شغل ہے بیداد کا

اسقدر ایذا ہمین دی ہے بتون کے عشق نے / حوصلہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا

قامت موزون سے وقعد آگے نکل چلنے کا ہے / تارطے سے ناپین گے قد اک روز ہم شمشاد کا

دام مین لاکر کیا جب بن چھری اُسنے حلال / باغبان بھی ہوگیا عاشق مرے صیاد کا

ضبط جوشِ گریہ سے کرتا ہون اشک آنکھون مین جذب / گرد ہون دشمن ہون لیکن سیل کی بنیاد کا

یاد دورافتادگان ہے آتش اُس سے بعید / دھیان کب مولا کو آیا بندۂ آزاد کا

آشیانہ ہوگیا اپنا قفس فولاد کا / آب و دانہ نے دکھایا گھر ہمین صیاد کا

حوصلہ کیا عندلیب خانمان برباد کا / روئے گل بھولے جو مُنھ دیکھے مرے صیاد کا

گردشِ چشم بتان سے ملگیا مین خاک مین / آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا

وصفِ چشمِ حور کرتا ہے خدا قرآن مین / گلشنِ فردوس مین بھی دخل ہے صیاد کا

رہ گیا تسمہ جو گردن مین لگا تو رہ گیا / کھینچکر دامن مین کیا دل توڑنا جلاد کا

بارِ عشق اُسنے اُٹھایا اور سیلی کی نہ آنکھ
حوصلہ تو دیکھو مشتِ خاکِ بے بنیاد کا

تیغِ مہندی سے گنہگاروں کے خونکا رنگ ہو
ہاتھ ملوانا ہمیں منظور ہے جلاد کا

بے نوایانِ محبت پر گمانِ بد نہ کر
خارِ ابرو سے بھی یان دل صاف ہے آزاد کا

گردِ رہ سے گو سمجھتے ہیں مجھے آدم ذلیل
آنکھون مین گھر ہے مری خاکسترِ برباد کا

قد کشی کو باغ مین جاتا ہے وہ بالا بلند
کاٹنا منظور ہے اُس شوخ کو شمشاد کا

خاک مین ملوا دیا سکڑے پن نے مجھے
شکر ہے کشتہ ہی ہونا خوب تھا فولاد کا

چھوڑنا سر کو ہوا حجت کمالِ عشق پر
تیشۂ فولاد سے جوہر کھلا فرہاد کا

اے پری رو کون ہے تیرا جو دیوانہ نہین
شہر پر عالم ہے صحرائے جنون آباد کا

قبر پر شیرین کی لے جاوے اگر انصاف ہو
تیشہ چڑھا شاگرد ہووے کوہکن اُستاد کا

اب بھی او بت آ جو آتا ہے خدا کیو اسطے
غم کلیجہ کھا رہا ہے آتشِ ناشاد کا

نہین کچھ امتیاز اس عشق کو گمنام و نامی کا
یہ لکھواتا ہے خط مولا سے بندہ کی غلامی کا

لہو کا اپنے مثلِ کوہکن مین اب پیاسا ہون
مزا پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا

بلا سے مجھکو ایذا ہو پر اے جوشِ جنون پہونچے
زبانِ خارِ صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا

کیا محو جان سے مین نے سوزِ غم پر شکر کرتا ہون
کبابِ دل مین تو نے نقص تو رکھا نہ خامی کا

گلوئے نالہ کو کرتا ہون وقفِ تیغِ خاموشی
مبادا بارِ خاطر ہو کسی طبعِ گرامی کا

تعاقب کچھ سمجھکر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے
نہ تھا اندیشہ اے فرعون تجھے موسی کی حامی کا

حلاوت کچھ تو ہے جو دیکے اپنی جانِ شیرین کو
مزا چکھتے ہین مردم جانکنی کی تلخ کامی کا

شکارا اپنے پیارے حسن کا شاید کہ کھیلے گا
پہنتا ہے مرا صیاد پیراہن دو دامی کا

بسر ہو جائے گی کمل کے سایہ مین فقیرون کی
مبارک اہلِ دولت کو ہو نمگیرہ تمامی کا

ابھی سیفِ زبان سے لون مین کارِ ذوالفقار آتش
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

جذبۂ دل سے کمال کہربا ہو جائے گا
سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہو جائے گا

جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائے گا
بھیک کا کاسہ اُسے دستِ دعا ہو جائیگا

تیرے کشتوں سے جو صورت آشنا ہو جائیگا
زندگی سے دمِ مسیحا کا خفا ہو جائے گا

حالت اُسکی اور میرے استخوان کی ایک ہے
شمع کافوری کا پروانہ ہما ہو جائے گا

پیس ڈالا دل کو خالِ عنبرین یار نے
کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہو جائے گا

کیمیا ہے مہربانی صاحبِ تاثیر کی
مس کیا پارس سے جب آہن طلا ہو جائے گا

بحرِ غم سے پار اُتارے گی ہمین کشتی مے
بادبان ابر اور ساقی ناخدا ہو جائے گا

خون مسلمانون کے کرتے ہو بہت لیکن اُسے
دل سے کافر کے سیہ رنگِ حنا ہو جائے گا

سنگدلی سے یار کے کیونکر نہ ہو دل کو سرور
نشہ مین اُس کے ہمارا مدعا ہو جائے گا

عیبِ عریانی چھپا کر کیا قیامت کیجئے
اطلسِ ہفت آسمان صرفِ قبا ہو جائے گا

ضد دلاتا ہے عبث آنکھین چھپا کر مجھکو یار
سوزِ دل سے جسمِ خاکی توتیا ہو جائے گا

اسقدر نازان نہ ہو لے شیخ اپنے زہد پر
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہو جائے گا

یار نے وعدہ فراموشی جو ہے کی تو کی
موت کا وعدہ تو اے آتش وفا ہو جائیگا

وحشتِ دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا
سیکڑون کوس نہین صورتِ انسان پیدا

سحرِ وصل کریگی شبِ ہجران پیدا
صلبِ کافر ہی سے ہوتا ہے مسلمان پیدا

دل کے آئینہ مین کر جوہرِ پنہان پیدا
در و دیوار سے ہو صورتِ جانان پیدا

خارِ دامن سے اُلجھنے ہین بہار آئی ہے
چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا

نسبت اُس دستِ نگارین سے نہین کچھ اسکو
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا

نشۂ مے مین کھلی دشمنیِ دوست مجھے
آبِ انگور نے کی آتشِ پنہان پیدا

باغ سنسان نہ کر ان کو پکڑ کر صیاد
بعد مدت ہوئے ہین مرغِ خوش الحان پیدا

اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد
مجھکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

رو کے آنکھون سے نکالون مین بخارِ دل کو
کر چکے ابرِ مژہ بھی کہین باران پیدا

نعرہ زن کنجِ شہیدان مین ہو بلبل کی طرح
آبِ آہن نے کیا ہے یہ گلستان پیدا

نقش ان کا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا
تیرے منہ مین ہوئے تھے کس لئے دندان پیدا

خوف ناخنی مردم سے مجھے آتا ہے
گاؤ خر ہونے لگے صورتِ انسان پیدا

روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے
جسم خاکی سمجھ اسکو جو ہو زندان پیدا

بیجا ہون کا مگر شہر ہے اقلیمِ عدم
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہے وہ عریان پیدا

اک گل ایسا نہین ہو وے نہ خزان جسکی بہار
کون سے وقت ہوا تھا یہ گلستان پیدا

موجد اسکی ہے سیہ روزی ہماری آتش
ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

اُس کے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا
بے اجل وان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا

کوئے جانان مین بھی اب اُسکا پتہ ملتا نہین
دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا

جانبِ کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن
اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا

نے کشش معشوق مین پاتا ہون نے عاشق مین جذب
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا

واہ رے اندھیر بے روشنی شہر مصر
دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا

تشنہ ہی مین یا الٰہی میکشون کو موت دے
کیا گہر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا

اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا
دردِ دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا

حسن کھو کر آشنا ہے ہوا وہ نونہال
پہونچے تب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا

رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندون کو نہین
کب شپش سر سے اتری کسکا دردِ سر جاتا رہا

فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پہ نہ یار
دو ہی دن مین پاس الفت اسقدر جاتا رہا

فریبِ حسن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا
خدا کی یاد بھُولا شیخ بت سے برہمن بگڑا

قبائے گل کو پھاڑا جب مرا گُل پیرہن بگڑا
بن آئی کچھ نہ غنچہ سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا

نہین ہوتا ہے سہنا اسقدر زخم شہیدان کا
تری تلوار کا مُنہ کچھ نہ کچھ اے تیغزن بگڑا

تکلف کیا جو کھوئی جان تیشہ پھوڑ کر سر کو
جو غیرت تھی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا

کسی چشمِ سیہ کا جب ہوا ثابت مین دیوانہ
تو مجھسے مست ہاتھی کی طرح جنگلی ہرن بگڑا

اثر اکسیر کا مین قدم سے تیرے پاتا ہے
جذامی خاک رہ مل کر نہاتے ہی بدن بگڑا

تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکرین کھائین
چلا جب جانور انسان کی چال اُسکا چلن بگڑا

زوال حسن کھلواتا ہے میوے کی قسم مجھسے
لگا یا داغ خط نے آنکہ سیب ذقن بگڑا

رخ سادہ مین اُس شوخ کا نقش عداوت ہو
نظر آتے ہی آپس مین ہر اہل انجمن بگڑا

جو بد خو فصل اشک سے چشم تر مین دیکھنا اکدن
گھروندے کی طرح سے گنبد چرخ کہن بگڑا

ضعف مژگان کی جنبش کا کیا اقبال نے کشتہ
شہیدون کے ہوئے سالار جب جیسے تمن بگڑا

کسیکی جب کوئی تقلید کرتا ہے مین روتا ہون
سنا گل کی طرح غنچہ جہان اُس کا دہن بگڑا

کمال دوستی اندیشۂ دشمن نہین رکھتا
کسی بھونرے سے کسدن کوئی مار یاسمن بگڑا

رہی نفرت ہمیشہ داغ عریانی کو پھاہے سے
ہوا جب قطع جامہ پر ہمارے پیرہن بگڑا

رگڑ و دامن یہ مجھسے ایڑیان غربت مین وحشت نے
ہوا مسدود رستہ جادۂ راہ وطن بگڑا

کہا بلبل نے جب توڑا گل سوسن کو گلچین نے
الٰہی خیر کیجو نیل رخسار چمن بگڑا

ارادہ سیر سے کھانیکا نہ اے زاغ و زغن کیجو
وہ کشتہ ہون جسے سونگھے سے کتون کا بدن بگڑا

امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک
نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا

جہان خالی نہین رہتا کبھی ایذا دہندون سے
ہوا ناسور نو پیدا اگر زخم کہن بگڑا

تونگر تھا بنی تھی جبتک اُس محبوب عالم سے
مین مفلس ہو گیا جب بادزر سے وہ سیم تن بگڑا

لگے منھ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیان صنا
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

شہادت کیفیت سے کھل گئی اُس شوخ کی آتش
لگا کر منھ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

شکوے گلگون سے بے یار کے مطلب تھا
خون جگر و دل سے پیمانہ لبالب تھا

کیا کہیئے کٹی کیونکر اے بت شب تنہائی
اللہ غنی گا ہے کہ نعرۂ یارب تھا

غماز سے خلطہ ہے اس بت کو تو کیا غم ہے
درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا

سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت تھی
ہر صبح مسافر تھا مہمان مین ہر شب تھا

کیا تلخ کیا اُس نے اس عمر دو روزہ کو
زہر اپنے لیے عشق معشوق شکر لب تھا

ایذا جو ہوا اس خال و گیسو سے تعجب ہے
وہ افعی بے دندان بے نیش بہ عقرب تھا

خون شہدا سے تھی اس پر جو شفق پھولی
ہمدوش کبود چرخ اس ترک کا مرکب تھا

اس قدِ کشیدہ کی جو شرح کرون کم ہے
اک مصرعِ موزون مین سو بیت کا مطلب تھا

موقع تھا یہی قاتل تسمل جو کیا تو نے
اولیٰ تھا یہی میرے حق مین یہی انسب تھا

پہلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو
تھا داغ سفید اپنی آنکھون مین جو کوکب تھا

الفت نے مجھے مارا ہیبت نے اسے مارا
مین اور رقیب آتش یکجان و دو قالب تھا

چھوٹے گا چھڑا کر اس کو اے قاتل نہ بن لڑکا
وفاداروں کے خون کا داغ کیا دھبا ہے کیچڑ کا

شراب لالہ گون سے ساقیا جامِ صبوحی بھر
شفق اپنی مجھے دکھلا رہا ہے نور کا تڑکا

زوال حسن ہے عاشق کنارہ کرتے جاتے ہین
بہار باغ ہوتی ہے خزان موسم ہے پت جھڑ کا

عجب محبوب باشوکت ہے اے باد بہاری تو
صدائے خندۂ گل ہے سواری کا تری کڑکا

جو چاہے سینۂ روشن تو سوزِ عشق پیدا کر
شعاع مہر ہر اک تار ہے مشعل کے گودڑ کا

زلیخا کو دکھا اے آسمان تصویر یوسف کی
یہ دل دیوانہ ہے حسن کا پری پیکر ہے وہ لڑکا

بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہے
قلم ہے شاعرون کا یا کوئی ہے رہرو بیہڑ کا

سبک سمجھو نہ آہ عاشق شیدا کو بیدردو
اگر کی تو دھوان دیتا ہے اس قلیان کے گڑگڑ کا

روا رکھو کلفت ایام مین بھی قدر نیکون کی
پھٹے کپڑون مین بھی انکو سمجھ لے لعل گودڑ کا

خزان کے جور سے ایمن بہار فکر رنگین ہے
چمن کا اپنے صرصر سے کبھی پتا نہین کھڑکا

گل و بلبل کی حالت پر بجا ہے گریۂ شبنم
اسے گلچین کا اندیشہ اسے صیاد کا دھڑکا

دکھانیکو نہ زور اپنا اکھیڑین خاک کے پتلے
رگ جان زمین ریشہ ہے ہر اک پیڑ کی جڑ کا

چھپے ہین حلقۂ گیسو جو اس رخسار روشن پر
بغل مین ظلمت شب نے لیا ہے نور کا تڑکا

بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا
جوانو مین جوان بڈھو مین بڈھا لڑکو مین لڑکا

نگاہ خشمگین آگے کہان تھی دل جلانے کو
سمجھ کر عاشق شیدا مجھے وہ شعلہ رو بھڑکا

دل وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو
قفس کی تیلیان ٹوٹین گی یہ طائر اگر پھڑکا

ترے ذیل فلک رفعت سے تھا وہ لبکہ وابستہ
کمیت خانۂ مضمون سواری سے بہت بھڑکا

لئے رہتا ہے زر مٹھی مین میرے مول لینے کو
وہ بلبل ہون کہ طفل غنچہ کا مجھپر ہے دم بھڑکا

ہماری قبر سے شاید کہ بوئے شیر آتی ہے
وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہین بھڑکا

سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہو آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

ہو جب سے دست یار مین ساغر شراب کا
کوڑے کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
کنج قفس مین حوض بھرا ہی گلاب کا

دریائے خون کیا ہے تری تیغ نے رواں
حاصل ہوا ہے رتبہ سرون کو حباب کا

جو سطر ہے وہ گیسوئے حور بہشت ہے
خال پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا

نو آسمان ہین صفحۂ اول گے تو لغت
کونین اک دو ورقہ ہے اپنی کتاب کا

اے موج بے لحاظ سمجھکر مٹائیو
دریا بھی ہے اسیر طلسم حباب کا

بچھوائیے نہ چاندنی مین بام پر پلنگ
منحوس ہے قران مہ و آفتاب کا

اک ترک شہسوار کی دیوانی روح ہے
زنجیر مین ہمارے ہو لوہا رکاب کا

حسن و جمال سے ہے زمانے مین روشنی
شب ماہتاب کی ہو تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا
موج شراب جادہ تھی راہ صواب کا

انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سُنے
دم بند ہو وے طوطی حاضر جواب کا

الفت جو زلف سے ہو دل داغدار کو
طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا

معمور جو ہوا عرق رُخ سے وہ ذقن
مضمون ملگیا مجھے چاہِ گلاب کا

پاتا ہون ناف کا کمر یار مین مقام
چشمہ مگر عدم مین ہو گوہر کی آب کا

آتش شب فراق مین پوچھون گا ماہ سے
یہ داغ ہو دیا ہوا کس آفتاب کا

کہتے ہین عطر جس کو یہ مردم گلاب کا
اے ترک دیدہ ہو تری جھوٹی شراب کا

خط ذرا بھیجیو پہچے یار کے ہاتھون مین نامہ بر
پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا

دیکھا ہو تو نے سامنے رکھکر جو آئین منہ
آئینہ برج بنگیا ہے آفتاب کا

کیا کیا تارے توسن جلاد نے کئے
بوسہ لیا جو مین نے ترا پکڑ رکاب کا

مشق خرام مین عرق افشان ہے روے یار
چھڑکاؤ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا

ساقی کی دور کھینچنے سے رکتا ہو دم مرا
انگور سے خروش آتا ہو کھینچنا شراب کا

حرص و ہوا کو سینہ مین غافل جگہ نہ دے
مطلب کو فوت کرتا ہے کیڑا کتاب کا

خانہ خرابی پر کر موج خندہ جگی
باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا

زینت پسند وہ نہین جو ہین شکستہ دل
محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا

کرتے ہین سجدہ انکی طرف کیا بھلے لوگ
کعبہ ہے نام ایک کنشت خراب کا

رویا کا حال یار کے آگے کہون گا مین
یوسف کے منہ سے لطف ہو تعبیر خواب کا

دریا مین ڈال دو مرے دیکھو دوستو
آباد ہو اسیر سے زندان حباب کا

غنچے کا عقد اس کو سمجھو نہ اے صبا
ٹوٹا طلسم بند جو ٹوٹا نقاب کا

اڑتے دکھائی دینگے پرونکی طرح سے تار
کھینچے گا صدمہ دام مرے اضطراب کا

آتش کی آرزو یہی اے شہسوار ہے
انکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

ہاتھون مین یار کے نہین ساغر شراب کا
دست مسیح مین ہے قدح آفتاب کا

آنکھون مین تیرے جلنے والونکے داغ ہین
شبنم پسند ہووے گا حسن آفتاب کا

دو نعمتین یہ میری ہین مین ہون فقیر مست
اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا

اندیشہ گفتگوے نکیرین کا نہین
رد کردہ ہے سوال ہمارے جواب کا

چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر
وابستہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا

بے معنی شعر مین نے کسی کا اگر سنا
اسیر ہوا یقین مجھے بیت خراب کا

اس ترک تک نہ پہونچنے کی تدبیر ہے یہی
تعویذ خط ہے بازوے مرغ کباب کا

پروانہ سے لڑایا ہے بلبل کو رات بھر
شمعون کو عطر یار نے مل کر گلاب کا

کس ترکِ نوجوان نے کیا ہے یہ شوق تیر
کھنچتا ہے بازون سے پر اُک عقاب کا

حد سے نکل چلا ہے بہت سر سرہ پوچھیئے
لگتا ہے داغ موے مژہ کو خضاب کا

خورشید حشر کا جو کیا ہو کسی نے ذکر
دکھلا دیا ہے یار نے چہرہ عتاب کا

دیکھے جو تیرے دستِ حنائی کے رنگ کو
شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا

دریا مین غسل کے لئے اُترا جو وہ صنم
ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا

جو چاہین لکھ لین کاتبِ اعمال چاہین
دیکھون گا روز حشر مین کاغذ حساب کا

بیخود ہونگے مدعی شور و شر پسند
افسانہ اپنا شعر ہے فتنہ کے خواب کا

آتش کی التجا ہے یہی تجھسے یا علیؑ
صدمہ نہ ہو فشارِ لحد کے عذاب کا

چمن مین شب کو جو وہ شوخ بے نقاب آیا
یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا

اُن انکھڑیون مین اگر نشۂ شراب آیا
سلام جھک کے کرون گا جو پھر حجاب آیا

مین موج ہون لب ساحل ہین آسمان و زمین
کبھی جو جوش مین دریائے اضطراب آیا

اسیر ہونے کا اللہ رے شوق بلبل کو
جگایا نالون سے صیاد کو جو خواب آیا

بسر ہوئی مری اوقات آئینہ کی طرح
ملا نہ دانہ جو مجھکو میسر آب آیا

صدائے رعد سے ظاہر ہے برق اندازی
شکار کھیلنے طاؤس کا سحاب آیا

خیال صبح مین سویا تو آنکھ پھر نہ کھلی
دکھانے آئینہ جبتک نہ آفتاب آیا

شب فراق مین کار محال مجھے ہوا
اُڑی یہ نیند مری قدسیون کو خواب آیا

کسی کی محرم آب رواں تھی یاد آئی
حباب سے کے جو برابر کوئی حباب آیا

ہمیشہ بلبل و قمری سے بحث نالہ رہی
کسی کمان سے چھٹا تیر مین جواب آیا

شب فراق مین مجھکو سُلانے آیا تھا
جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا

بلا ذہین وذکی ہو وہ طفل ابجد خوان
گیا جو سامنے ملا کے سر حساب آیا

جو علم چاہے تو ہو اہل علم کا پیرو
کمر سے زلف کو انداز پیچ و تاب آیا

وہ کوہ اس بت سیمین کا کوہ تمکین ہے
ہزار ہمنے پکارا نہ کچھ جواب آیا

گمان ساقی پہ صیاد کا ہوا مجھکو
حضور یار جو لے کر لبا شراب آیا

چلو حسن سہ چاردہ کو بھول گیا
مراد پر جو ترا عالم شباب آیا

اصول دین جو سنے گوش نے زبان نے کہا
مجھے سوال نکیرین کا جواب آیا

ہماری قبر سے آویگی یہ صدا تا حشر
یہ مردہ آیا کہ مجھ کو کوئی عذاب آیا

گلال مل کے ذرا مین رخ سنوار پر
یقین ہوا یہ مجھے یار کو عتاب آیا

مقام رشک ہے الفت مین طالع طاؤس
چمن مین قلۂ کہسار سے سحاب آیا

عدم سے ہستی مین جا کر یہی کہونگا مین
ہزار دل حسرت زندہ کو گاڑ داب آیا

محبت مے و معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا

رنج و راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا
مشغل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا

گیسوؤن سا نہ کوئی رہزن ایمان ہوگا
خال سندو سے تہے خون مسلمان ہوگا

رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا

مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمہ سے سیاہ
گوشۂ چشم کوئی گوشۂ دامان ہوگا

عود کرنے کی نہین روح نکلکر تن سے
پھر نہ آباد یہ گھر ہوگا جو ویران ہوگا

نالۂ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر
دست صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا

بوئے مے رکھتی ہے اس میکدہ مین کیفیت
محتسب توڑ کے شیشے کو پشیمان ہوگا

تیری فریاد کا محتاج مین واماندہ نہین
اے جرس میرے لئے قافلہ نالان ہوگا

سایہ مین اس کے مری گور کھدیگی اللہ
ای پری رو تری دیوار کا احسان ہوگا

آتش عشق سے ہوتا ہے سراپا تن داغ
وہ گنہگار ہون جو سرو چراغان ہوگا

خط کا آغاز قیامت ہے رخ رنگین پر
خار و گل دیدۂ انصاف مین یکسان ہوگا

دست گستاخ مین قزاق کا پاتا ہون شمشیر
ایکدن یار مرے ہاتھ سے عریان ہوگا

حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون
نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا

بعد میرے نہ گرفتار ملے گا مجھسا
زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا

بے نیازی سے فریب اے بت عیار نہ دے
ہم نہ مانیں گے خدا صورت انسان ہو گا

اس کے عاشق ہیں زمیں فرش و زنگار کا فرش
رشک ہوگا مجھے گر طفل بھی گریان ہوگا

ہنگام نزع محو ہون تیرے خیال کا
مشتاق ہون فرشتۂ صاحب جمال کا

پیراہن اس جوان نے جو پہنا ہو چھال کا
ملتا نہین چمن مین مزاج اک نہال کا

آلودہ ہوگیا ہون کے خون سے ہو تیغ چرخ
نافہمون کو گمان ہو شفق مین ہلال کا

شانہ بنین گے بعد فنا اپنے استخوان
عقدہ کھلے گا گیسوون کے بال بال کا

ہیں سہیل مشتری و زہرہ گوش مین
قطب شمال حسن ہو تل تیرے گال کا

کس کس بشر کو لائی ہو دنیا فریب مین
کیا کیا جوان مرید ہو اس پیر زال کا

لاتی ہو وان قضاؤ قدر مرغ روح کو
پانی جہان قفس کا ہو دانہ ہو جال کا

امرد پرست ہو تو گلستان کی سیر کر
ہر نونہال رشک ہو یان خردسال کا

اکدم مین جا ملون گا عزیزان رفتہ سے
کیا عرصہ ہو زمانۂ ماضی سے حال کا

سرخ و سفید رنگ سے ہوتا ہو آشکار
وہ جسم نازنین ہو عبیر و گلال کا

اے دل خفا نہ آئے ادھر ٹکٹکی نہ باندھ
گولی کا سامنا ہو یہ نظارہ خال کا

بوسہ دئے سے حسن مین ہوگی کمی نہ یار
ہوتا نہین زکواۃ سے نقصان مال کا

وہ چشم ہی نہین دل وحشی کی فکر مین
ہر ترک کو ہے شوق شکار غزال کا

زنجیر و طوق ہر برس آکر پنہا گئی
دیوانہ ہون مین یاد بہاری کی چال کا

روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
پروانون کو نصیب ہو اون وصال کا

رونے کی بدلے حال پر اپنے ہنسا کئے
پروا ہوا نہ خاطر ہمارے ملال کا

دکھلا یا بے نقاب جسے بندہ ہوگیا
وہ رو ہے سادہ نقش ہو صاحب کمال کا

کرتی ہے یان زبان کر یار مین کلام
معدوم ہے جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اٹھون گا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہو نہیں یار کے حسن و جمال کا

اُس ترک کی ثنا مین جو حرف رقم ہوا — خنجر زبان شگئی نیزہ قلم ہوا

گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا — حدِ ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا

بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا — پھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا

پیدا کی رفتہ رفتہ رسائی کمر تلک — گیسوئے یار جادۂ راہ عدم ہوا

اقلیم فقر سایہ نے اسکے کیا خراب — منحوس جغد سے بھی ہما کا قدم ہوا

یاد آیا طوف کعبہ مین ہندوستان مجھے — کوئے بتان کا سایہ لباس حرم ہوا

تیرا ہمارے قتل کا کیونکر اُٹھاؤگے — کسکر کمر بندھی ہو تو دردِ شکم ہوا

تو وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لائے گا — دیکھین گے روئے یار جو آنکھوں مین دم ہوا

ٹوٹے ہین لاکھ شیشۂ تیزاب ہر قدم — کانٹوں پہ آبلوں سے ہمارے ستم ہوا

دنیا مین نیک سے ہے فزون بد کا اعتبار — کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا

شغلِ تصرف آج کس اہلِ نظر کو ہے — ہر آئینہ سکندر و ہر جام جم ہوا

نقشِ دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل — کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا

چرخِ دنی نے داغ کیا نذرِ دل مدام — دستِ تحمل سے مجھے حاصل درم ہوا

مضمون میرزا منشی کی قلم ہے بند — زرنگین فکر عراق عجم ہوا

وارستہ خاطری نے کیا داخلِ بہشت — صحرائے بے تعلقی باغ ارم ہوا

تاریخ تیسری کا مگر چاند یار ہے — جسکو نظر پڑا اُسے اندوہ و غم ہوا

ناگفتنی ہے حال بہار و خزان باغ — اک زخم ہے کہ خشک ہوا اور نم ہوا

رکھی تھی اکدن اُسکی چھڑی تو نے ہاتھ مین — ہر سال ہر گلاب کا تختہ قلم ہوا

نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ — چھوٹا کمان سے تیر تو ہمپر کرم ہوا

چرکے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز — قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا

نورانی چہرہ پر ترے ابرو کے نقش سے — محراب بیت کعبہ کا طغرا رقم ہوا

رکھا تھا پاؤن اکدن اس بدمزاج نے — چین جبین جادہ فشان قلم ہوا

ماتم کدہ ہے اپنا الٰہی کہ بتکدہ — ہر سنگ سینہ کوب تراش کر صنم ہوا

آثار عشق آنکھوں سے ہونے لگے عیان
بیداری کی ترقی ہوئی خواب کم ہوا

راحت سے اے جگر نہ ہوا عشق مین بسر
غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا

دنیا کو آتش ایک کے اوپر نہین قرار
یہ آج کل وہ صاحب طبل و علم ہوا

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا
یوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا

روئے زمین پہ ایسا مین بسمل تپان ہوا
اُڑکر مرا لہو شفق آسمان ہوا

اُس برق وش کا عشق نہانی عیان ہوا
ابر سیاہ آہون کا میرے دھوان ہوا

پیری مین مجھکو عشق حسین جوان ہوا
بار دگر کبادے مین زور کمان ہوا

اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا
کس روز بج ماہ مین فرش کتان ہوا

معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا
افسوس بے چراغ ہمارا مکان ہوا

دو ٹکڑے ایک وار مین خود حباب ہے
گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا

دیکھا جو مین نے اُس کو سمندر کی آنکھ سے
گلزار آگ ہوگئی سنبل دھوان ہوا

ملتا نہین دماغ ہی گیسوے یار کا
کچھ ان دنون مین مشک کا سودا گران ہوا

خوش چشمون کے فراق مین کھائے یہ پیچ و تاب
شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا

سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پاؤن
جوش جنون مرے لئے تخت روان ہوا

انبوہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور
کثرت سے مشتری کی یہ سودا گران ہوا

پیوند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین
پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا

چھینکا گیا نہ پیر فلک نعل کی طرح
کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا

تو دیکھنے گیا لب دریا جو چاندنی
استادہ تجھکو دیکھ کے آب روان ہوا

انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع
سمجھے سُبک اُسے جو کسی پر گران ہوا

اُس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہگئی
کانٹے پڑے زبان مین جو میل بیان ہوا

اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع
زیر نگین قلمرو ہندوستان ہوا

انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا
ہوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا

گردش نے اسکی سرمہ کیے اپنے استخوان
چکی ہمارے پیسنے کو آسمان ہوا

قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی
آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا

فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند
آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

جوہر اپنے آئینہ رخسار کا دکھلائے گا
سبزۂ خط یار کا تنکے مجھے چھوائے گا

بوسے لیتا ہون لب شیرین کے مین حس شوق سے
فاقہ کش مومن نہ اس رغبت سے حلوا کھائیگا

لالہ رو کہکر لگاتے ہین گل اندامونکے داغ
روز محشر شاعرون کا پوست کھینچا جائے گا

کشتۂ مژگان خوش چشمان مردم کش نہ ہو
شیر کے پنجہ کے زخمی کی طرح چلائے گا

ہے سزاوار اہل دولت سے فقیرون کا غرور
ہاتھ کو جو کھینچ لے گا پاؤن کو پھیلائے گا

کون چھینے بت کو توڑے برہمن کے دلکو کون
اینٹ کی خاطر کوئی کافر ہی مسجد ڈھائیگا

رہ مین دقفہ کرے گا جو نہ مثل آفتاب
پا شکستہ ذرہ ہو مشرق سے مغرب جائیگا

یہ صدا آتی ہے شور بحر ہستی سے مجھے
گوہر مقصود اس دریا سے باہر جائے گا

طفل کے مانند اس پر رال ٹپکے گی مری
باغ عالم مین مجھے شفتالو لب بھائے گا

گوشت کھا کر استخوان میری نہ اے صیاد پھینک
دام مین رکھ دیکھ انھین زندہ ہما ہاتھ آئے گا

گرمی خورشید محشر کیا جلا دے گی ہمین
ابر رحمت حال پر اپنے کرم فرمائے گا

پوست اس کا صرف کفش اے یار ہوگا بعد مرگ
آتش اپنے ہاتھ تیرے پاؤن تک پھیلائیگا

رشک کے مارے زمرد خاک مین ملجائے گا
سبزہ پر اس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا

دسترس انگشت تک اس سیم تن کے پائیگا
نقش اپنا خانہ زرین نگین بٹھلائے گا

چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹھکیلی کی چال
پاؤن مین موچ آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا

حسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین
چشم موسیٰ سے جو دیکھے گا اسے غش آئے گا

آسیا کی گردش اور اس کی سکونت ایک ہی
سیکڑون دل کو وہ تمکین سے ترے پس جائیگا

ایک عالم سے رسا سنتا ہون مین مجنون آسے
میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئے گا

سردی وے کا یہ ہنگامہ نہین رہنے کا گرم
آتش گل دامن باد صبا بھڑکائے گا

چار دیوار عناصر کی ہے وسعت کس قدر
کشمکش وحشت کو تنگ کردے گا جو دل گھبرائیگا

فرش ہے اس بادشاہ حسن کا تخت روان
وہ صنم کوتل کبود چرخ کو دوڑائے گا

بعد مردن بھی رہے گا زلف مشکین کا خیال
گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

خم لگا دے منھ سے ساقی لب تو تر ہو وین مرے
مجھسے دریا نوش تک کیا کشتی مے لائے گا

اپنی زلفون کے الجھنے سے خفا وہ شوخ ہے
جس نے سیدھی بات کی الٹا اسے لٹکائیگا

مجھ قدح کش سے بخار دل بھی ہوتا ہے شریک
اک نہ اک دن ابر آب آتشین برسائے گا

یہ صدا آتی ہے مجھ دیوانہ کی زنجیر سے
امن چاہے تو دیار بیخودی مین پائے گا

آستان یار سے اٹھنے کا قصد آتش نہ کر
چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

عیسیٰ سے نالہ درد دل کی خبر نہ کرتا
ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا

دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا
دیوار پھاند جاتا مین درگذر نہ کرتا

زرگر نگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا
اسم مبارک اس کا جو نامور نہ کرتا

تلوار کو اگر تو زیب کمر نہ کرتا
قاتل ادھر کی دنیا کوئی ادھر نہ کرتا

حسن اس کو پیش خدمت اپنا اگر نہ کرتا
خط عاشقون کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا

اے آفتاب محشر آنکھون سے گر گیا تو
منھ پھیرتا جدھر سے پھر منھ ادھر نہ کرتا

صندل کو مول لے کر کس کی بلا رگڑتی
مین درد سر کی خاطر یہ درد سر نہ کرتا

آنکھین دکھائین تو نے دیوانے ہو گئے ہم
یہ وہ فسون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا

آئینہ مین پری سے چہرے کو دیکھئے تو
کیونکر بھلا محبت تجھسے بشر نہ کرتا

شیرینی ان لبون کی رکھتا جو تو تو ہرگز
پانی سے تجھکو پتلا اے نیشکر نہ کرتا

بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران
دو روز ہفتہ اک گل ہنسکر بسر نہ کرتا

اے آسمان کفن کے دینے مین دیر کیا ہو
قسمت کے لکھے مین تو شام و سحر نہ کرتا

ملجاتے خاک مین گو سودا زدے بلا سے
زلف دراز اپنی تو مختصر نہ کرتا

جادو کسن کا اس پر چلتا جب ہے چلے گا — گرد اپنے یہ حصار ہالہ قمر نہ کرتا
بلبل کا عشق حسن گل سے نہین خوش آتا — تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا
تریاق کا ہے جوہر اس جسم سخت جان مین — کالا بھی کاٹتا تو مجھ کو اثر نہ کرتا
اُن دانتون کی صفا کا عالم جو اس مین ہوتا — کس کس کو غرق دریا شوق گہر نہ کرتا
عالم دکھا کے اپنا وہ غنچہ خندائی — میرے حواس جمعہ کو منتشر نہ کرتا
وہ تیر آہ اپنے سینہ مین ضعف سے ہے — جو خانہ کمان سے باہر گذر نہ کرتا
بخت رسا جو زلف مشکین کی طرح رکھتی — سعدم اپنی ہستی عشق کمر نہ کرتا
مرد فقیر ایذا دیتے نہین کسی کو — مین ذکر ارّہ زیر شاخ شجر نہ کرتا

لکھتا جو نامہ شوق اس سیمبر کو آتش
تحریر اُس کو خامہ بے آب زر نہ کرتا

کوچہ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا — بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا
حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق — زلفین وان منڈ گئین یان حال پریشان نہ گیا
واہ رے لوہے کبھی سان کے اوپر چڑھنے — تیغ ابرو نہ گئی غنچہ مژگان نہ گیا
ہمرہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی — ساتھ یوسفؑ کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا
صبح کی شام نظارہ مین رُخ روشن کے — رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا
اُٹھ کے پہونچا مرد جوش جنون سے وان تک — پاؤن سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا
روز و شب زلف رخ یار کا افسانہ رہا — ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا
مرغ بسمل کی طرح رقص کرین گے طاؤس — چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا
کون سے دلمین نہین یاد ترے عشق کا نقش — کس قلمرو مین شہ حسن کا فرمان نہ گیا
صادق القول نہین دوست مجھے آتش — شیشہ سے عہد تو پیمانہ سے پیمان نہ گیا
کون سے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک — کون سا آئینہ اس حسن کا حیران نہ گیا
تھا کیا تو نے نہ اُس عیسی نفس کی ہجر کی — باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا
محو سائم نہ دست نہ ہووے گا کوئی دنیا مین — کون سی مجلس ماتم مین مین مہمان نہ گیا

اے سر رہون مقر آتش قدمی کا تیری
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا

چھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین
تم سے شرمندہ مین اے خار مغیلان نگیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون اے آتش
بام تک جس کے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد و ژولیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا

مردہ سے بدتر زبس احوال مجھ مجنون کا تھا
خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا

میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے مین نے ایکدن
نکہتِ گل پر گمان بوئے پیراہن رہا

آشیان بلبل و قمری ہوا روزن ہر ایک
چار دن جس گھر مین تو اے غیرت گلشن رہا

باغ عالم مین ہوا حُسن سیہ سے مجھکو عشق
مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا

صورت عاشق سے در پردہ اُسے بھی عشق ہے
غرفہ مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا

شمع سان رو رو کے یاد گور مین شب بسر کی
جبتلک میرا چراغ زندگی روشن رہا

اسکو یرقان سیہ تو اُس کو ہے یرقان زرد
خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا

چہرہ کو اپنے سوارون مین بھی ہم لکھوا چکے
سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا

گرد رہ نے میری اُڑکر اسکی آنکھین بند کین
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیئے رہزن رہا

چند روزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی
اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا

دم مین دم جبتک رہا تیری جلو مین اے جنون
مین گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا

سختی دوران تب خار جنون نے سہل کی
موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا

دیکھکر اُس ماہرو کو غش رہے دو دو پہر
حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا

باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے
دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

ظہور آدم خاکی سے ہے یہ ہم کو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا

ہمنشین تیرے کرم سے جام شل برق اے ساقی
مبارک ہووے ہمکو ابر باران آفرین آیا

پری شیشہ مین اُتری کہیے یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون
ستارہ نیک ہے میرا تو وہ زہرہ جبین آیا

حنا دیکھی تو پیش چشم تیرے دست نازک تھے
تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا

مبارک کشتیان مے کی بتان ہند کو ہو دین
جہازون مین فرنگستان سے آب آتشین آیا

نہ گھبرا چارون کے واسطے اے روح قالب مین
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اس کا مکین آیا

نہایت تشنۂ دیدار ہین خوب اُسکو چوسین گے
اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا

یہ جنس دل بقدر اک نظر اس کو دکھادین گے
جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا

مشقت سی مشقت کی ہے راہ عشق مین ہمنے
پسینا پاؤن کا کس روز یان سر تک نہین آیا

پچھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور مین بھیجے
سمجھ زیر زمین اُس کو جو بالائے زمین آیا

سگ کو سے شکار اُس کا بتان خوش نگہ کرتے
نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوئے چین آیا

گریبان تک بھی دامن سے جنون ہو رہتا اس کا
بغل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا

مری آنکھون سے اُس آئینہ کی صورت دیکھیگا
کھلے گی حسن کی قلعی جو کوئی تیج بین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
مقام گیسوئے مشکین وخال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہو
گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا
یہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہی زین آیا

کیا شکرانہ آب بقا پی کر اُسے ہم نے
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا

غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہو اُس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ ہو نہین سکتا
وہ نادان ہے جسے خوف کراماً کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا

جگہ دشمن نے کی پہلوے یار رنگ طینت مین
الٰہی خیر کیجیو گرگ یوسف کے قرین آیا

تجلی ہے عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبان کا
دل اپنا نذر لے کر سایۂ دون کرسی نشین آیا

دکھائے جوہر اپنے آئینہ نے فکر رنگین کے
مقر سنکر ہوئے باطل گمانون کو یقین آیا

نہو گا حُسن کا نجھا بھی عاشق کوئی دنیا مین
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو ناز مین آیا

صباحت سے تری تشبیہ دی جو شعر مین اُس کو
زبان پر میرے صدقے ہونے مارا سمین آیا

نہ دیکھین گی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا ہے
غنیمت جان جو پیش نگاہ ہمارے سین آیا

کیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

حُسن کس روز ہم سے صاف ہوا
گنہ عشق کب معاف ہوا

لے لیا شکر کر کے ساقی سے
درد اس مین ہوا کہ صاف ہوا

تیغ قاتل پر اپنا خون حسبم کر
تحمل سُرخ کا غلاف ہوا

زہر پر پرہیز ہو گیا مجھکو
دردِ درمان سے المضاف ہوا

خاکساری کی ہو چکی معراج
سینہ اپنا زمین صاف ہوا

کمر یار نے دکھائی آنکھ
مردم دیدہ خال ناف ہوا

وعدہ جھوٹا لکر دہ مرد نہین
قول سے فعل جب خلاف ہوا

فاتحہ کو جو دہ پری آیا
سنگ قبر اپنا کوہ قاف ہوا

اُس کمر کے ثبوت مین عاجز
فکر کر کر کے موشگاف ہوا

رند مشرب ہون مجھکو کیا ہوتے
مذہبون مین جو اختلاف ہوا

وہ دہن ہون نہ نکلا حرف غرور
وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا

گرد اُس کوچہ کے پھرا آتش
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا

پیری نے قدِ راست کو اپنے نگون کیا
محراب قصرِ تن کا ہمارے ستون کیا

جامہ سے جسم کے بھی مین دیوانہ تنگ ہون
اب کی بہار مین اسے نذرِ جنون کیا

دلوانے تیرے یون تو ہزارون ہین اے پری
شیشہ مین جس نے تجھکو اُتارا فسون کیا

مجھ صوفی کے جو نعرے سے حال اُس کو آ گیا
مطرب نے لکڑے سر سے مرے ارغنون کیا

کس کس نگاہ ناز سے دیکھا مری طرف
کیا کیا نہ چشم یار نے مجھپر فسون کیا

گرگ بغل کو پہلو مین دل کی طرح رکھا
یوسف سے بھی عزیز اُسے ہم نے فزون کیا

آرائش اہلِ حسن کو جادو سے کم نہین
بے تیغ تیرے دستِ نگارین نے خون کیا

آئی بہار کپڑے لگا پھاڑنے جنون
عاقل نے بسالِ حال کا اپنے شگون کیا

فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے مرگیا
شیرین نے ناپسند مگر بے ستون کیا

دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر
مثلِ حباب کاسہ سے واژگون کیا

مضمون بندھا نہ ہم سے کبھی دل کے داغ کا
بیرونِ لبِ زبان سے ہوز درون کیا

جو ہر وہ کونسا ہے جو انسان مین نہین
دے کر خدا نے عقل اسے ذو فنون کیا

کیا کیا نہ داغ مجھکو دیے شوقِ بوسہ نے
کیفِ شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا

آنکھون سے جائے شک ٹپکنے لگا لہو
آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

فرطِ شوق اُس بت کے کوچہ مین لگا لیجائے گا
کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لے جائے گا

کاٹ کر پر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ
ناتوان ہون باد کا جھونکا اُڑا لے جائیگا

روتے روتے جان جاوے گی فراقِ یار مین
اشک کا دریا مرا مُردہ بہا لے جائیگا

دل مرا مٹھی مین رکھتے ہو تمھارے ہاتھ سے
چھین کر اک دن اسے وزدِ حنا لے جائیگا

مصر تک پہونچے نہ جو کنعان سے وہ یوسف ہو نہین
دستِ اخوان سے چھُٹا تو بھیڑیا لے جائیگا

ایک گُل اس باغ کا بوئے وفا رکھتا نہین
سبزۂ بیگانہ شوقِ آشنا لے جائے گا

وعدۂ صادق تو عزرائیل سے ہے دیکھیے
اس سرا سے مجھکو کبتک اس سرا لے جائیگا

باغبان گلشن کے دروازے کو کیا رکھتا ہے بند
کون غنچہ کی کلہ گُل کی قبا لے جائے گا

استخوان اجرت مین دینگے ہم فقیرِ شاہ حسن
عرضی اپنے شوق کی تجھ تک ہما لے جائیگا

کشتیٔ تن بحرِ ہستی مین رہی برسون تباہ
پار اسے اک دم مین اس کا ناخدا لیجائیگا

حسن دکھلا دیگا اے بت تجھے مین شان اللہ کی
تیرے آگے عالم اپنی التجا لے جائے گا

بوسے لیگا دستِ تیغِ قاتلِ بیباک کے
آتش مقتول اپنا خون بہا لے جائے گا

کیجیے برقِ تجلی کو اشارا اپنا
لا چکا حسنِ جہان سوز حرارا اپنا

یادِ خاطر رہی جنبش تری مژگان کو صنم
گنگ کو ہو نہ فراموش اشارا اپنا

کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بت شوخ
حق تو یہ ہے نہیں تقدیر سے چارا اپنا

رنگ زرد و لب خشک و مژہ خون آلود
گنہ عشق ہیں ہم ہے یہ کفارا اپنا

تیغ ابرو بھی چلے تیغ کے ساتھ ای قاتل
ہم بھی دو ٹکڑے ہوں دل بھی ہو دوپارا اپنا

آئینہ صاف ہوا دور سکندر آیا
خود پسندوں کو مبارک ہو نظارا اپنا

راہ دے صورت موسیٰ ہمیں بحر ہستی
کشتی و پل سے نہ ہووے گا گذارا اپنا

زیر دیوار ہیں ہم بام کے اوپر وہ ماہ
ہم زمیں پر ہیں فلک پر ہے ستارا اپنا

بحر ہستی میں یہ طوفاں ہے علم چھٹنے سے
غوطے کھلواتا ہے ساحل سے کنارا اپنا

صبح محشر بھی نہ ہوں خواب لحد سے بیدار
منہ نہ دکھلائے ہمیں عمر دوبارا اپنا

سالہا سال سے تحصیل سخن ہے آتش
اس قلمرو میں ہے مدت سے اجارا اپنا

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
صورت پیرہن تنگ نکل جاؤں گا

وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا
آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا

شام ہجراں کسی صورت سے نہیں ہوتی صبح
منہ چھپا کر میں اندھیرے میں نکل جاؤنگا

کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
تاف معشوق نہیں ہوں جو میں ٹل جاؤنگا

شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے
کچھ میں لڑکا تو نہیں ہوں کہ دہل جاؤنگا

کوچۂ یار کا سودا ہے مرے سر کے ساتھ
پاؤں تھک کے ہوں ہر چند کہ شل جاؤنگا

ضبط بیتابی دل کی نہیں طاقت باقی
کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہے ٹل جاؤنگا

طالع بد کے اثر سے یہ یقیں ہے مجھ کو
تیری حسرت ہی میں اے حسن عمل جاؤنگا

چار دن زیست کے گذرینگے تاسف میں مجھے
حال دل پر کف افسوس میں مل جاؤنگا

شعلہ رویوں کو دکھلاؤ نہ مجھے اے آنکھو
موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا

چلتے گل کھانے کو ہوتے ہیں عنایت مجھکو
گر یہاں ہیں جو یہی آپ کی چل جاؤنگا

حال پیری کسے معلوم جوانی میں تھا
کیا سمجھتا تھا میں دو دن میں بدل جاؤنگا

وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو
دیکھکر لڑکون کی صورت کو بہل جاؤنگا

شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش
مر کے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

ست خورشید رو نوروز کے دن میہمان ہوگا
خدا کے فضل سے برج شرف اپنا مکان ہوگا

کہین چھوٹ بھی سکے آلائش تن روح سے یارب
کہان تک اس خرابے مین یہ گنجینہ نہان ہوگا

دہن مین تیرے وقت ہوویگی وقت پسند و لکھو
تامل ہوشگافون کو کمر کے درمیان ہوگا

پیمبر کو وسیلہ کر جو قرب اللہ کا چاہے
گذارا بام تک کسطرح سے بے نردبان ہوگا

حواس خمسہ دوری مین کسی کے منتشر ہونگے
فراق دوستان ہمسے نصیب دشمنان ہوگا

عذاب گور سے واعظ نہایت ہی ڈراتا ہے
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

عداوت کی تو کیا حاصل نہ تھا معلوم اخوان کو
نکلکر چاہ سے یوسف عزیز کاروان ہوگا

ہوائے دہر اگر انصاف پر آئے تو سن لینا
گل و بلبل چمن مین ہون گے باہر باغبان ہوگا

نہین معشوق سا عاشق کا کوئی دوست دنیا مین
خدا سے کون بندے پر زیادہ مہربان ہوگا

فضیلت خانۂ کعبہ کو ہے سارے مکانون سے
کسی محبوب عالم کا یہ سنگ آستان ہوگا

ہز و عصہ کیا جس نے پچھاڑا دیو کو اس نے
اسے رستم کہین گے ہم جو ایسا پہلوان ہوگا

قدم بھاری ہمارا ہوگا سیر باغ عالم مین
وہ ٹہنی پھٹ پڑے گی جس پہ اپنا آشیان ہوگا

نہین اسرار سے آتش یہ پتلا خاک کا خالی
یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیان ہوگا

کمر یار سے کھنچ کر ہوئی تلوار جدا
بیگنہ ہون سے کھڑے ہووین گنہگار جدا

مرض عشق بھی ہے اور یہ آزار جدا
روٹھ کر عیسیٰ سے ہوتا ہو نہین بیمار جدا

مول لے کر ہم اُسے اپنے گلے کو کاٹین
کوئی قاتل کرے ابرو کی جو تلوار جدا

نہین گفتار ہے عالم سے نرالی اُس کی
طرز رفتار الگ بندش دستار جدا

ہاتھ گردن مین جو ڈالون تو یہ کہتا ہے وہ گل
یارب انسان کے گلے سے رہے بیمار جدا

حق تعالیٰ نے جو چاہا تو دکھا دے گی صنم
زلف سے پیچ تری شیشٹی دستار جدا

سوزش عشق سے ہووے گی نفاق انگیزی
چار عنصر کو کرے گی یہ تب چار جدا

تنگ کرتی ہے قبا تجھکو نہایت اے گل
بند بند اس کا کرے گا یہ تنگہار جدا

شش جہت میں نہیں اس بے سرِ کتابی کا نظیر
معنیٔ نو ہیں ہر اک فقرہ میں دو چار جدا

حال دل کہنے سے کٹتی ہے زبان شمع کیطرح
لب سے لب کیجیو اس بزم میں زنہار جدا

خانۂ یار کا سن رکھ یہ نشان اے قاصد
تیرے سایہ سے کھڑی ہووے گی دیوار جدا

پیشگی دل کو جو دے لے وہ اُسے تحصیلے
ساری سرکاروں سے ہے عشق کی سرکار جدا

بے بہا حسن کا اس کے نہ بنے گا سودا
میرے یوسف سے کھڑے ہوویں خریدار جدا

ہو نہ ہمسر تری زلفوں سے بنفشہ سنبل
کس کے ہر پیچ میں اکدل ہے گرفتار جدا

یہی رونا ہے جو ان خانہ خراب آنکھوں کا
بام سے در ہے جدا در سے ہے دیوار جدا

زندہ کو قتل کیا مردہ کو زندہ آتش
فتنۂ حشر سے ہے یار کی رفتار جدا

لبھاتا ہے نہایت دلکو خط رخسار جاناں کا
گھسیٹے گا مجھے کانٹوں میں سبزہ اس گلستاں کا

رواں رکھتا ہے خون آنکھوں سے ہر اک مہر تاباں کا
شفق آلودہ رہتا ہے ہلال اپنے گریباں کا

یہی جو آتش حسن بتاں کی گرم جوشی ہے
جلا ہندو کے مردہ کی طرح زندہ مسلماں کا

حسینوں کو دیا دل جس نے اپنی جان پہ کھیلا
روا رکھتے ہیں خون یہ لوگ بے تقصیر انساں کا

گریباں گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو
ہمارا محضر خون ہے ہر اک پارہ اسکے داماں کا

لب و دنداں سے تیرے لعل و گوہر کو ہے کیا نسبت
نہ وہ ہمسنگ ہے لب کا نہ وہ ہم پلہ دنداں کا

خط شبرنگ حجت ہو گیا جو اس کی ظلمت پہ
دہان یار کو سمجھا میں چشمہ آب حیواں کا

لکھے ہیں سرگذشت دل کے مضموں یک قلم آتش
تماشہ قتل گہ کا ہے مطالع میرے دیواں کا

بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اس نے
یقیں ہے سیر خوری رتبہ کھو دیتی ہے مہماں کا

چھری صیاد نے حلقوم بلبل پہ جو پھیری ہے
بنا ہے نخل ماتم ہر شجر میرے گلستاں کا

عدم کو بازگشت روح ہے اک روز ہستی سے
ارادہ بندہ رہا ہے مصر سے یوسف کو کنعاں کا

وہ جانے گا ہماری حالت دل جس نے دیکھا ہے
اشارہ ابروے پیوستہ سے برگشتہ مژگاں کا

نہیں کچھ دفتر گل ہی میں لکھی سرگذشت اسکی
شہادت نامۂ بلبل ہے ہر پتا گلستان کا

اٹھادے نرگس شہلا نہ آنکھ اوپر اگر دیکھے
مرے مرزا منش کی آنکھ میں سرمہ صفاہان کا

کیا ہے خانہ زنجیر میں جو یاد صحرا کو
ہوا ہے دور بین ہر ایک روزن سر زندان کا

چنین ہیں بسکہ دل سوداز دہ کے تیری تلخ گوئین
ہر اک ہوئے رسا پر اسکے عالم ہو رگ جان کا

عظیم الشان کوئی کوئی رفیع القدر لکھتا ہے
بلند اقبال ہو تو آستانہ تیرے ایوان کا

ہوا ہے تیری خوش چشمی کا شہرا اے صنم ہر سو
عجب کیا اڑ کے پہونچے ہند تک سرمہ صفاہان کا

قلمرو حسن عالمگیر کی یہ ربع مسکون ہے
کہ وہ مہ ہفت کشور میں ہو تابع تیرے فرمان کا

خط نو رس نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشان کا
جو آنکھیں ہوں تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

جگر خون یاں کھا کر کرچکے لعل بدخشان کا
لٹو مہندی جو پھیرا چاہتے ہو پنجہ مرجان کا

دل صد پارہ کو سودا ہو اک گیسوئے پیچان کا
نگہبان افعی سنگین ہو اس گنج شہیدان کا

خدا و پنجتن کے عشق نے اسمین جگہ کی ہے
نگین دل پر ہے اپنے نقش ہو مہر سلیمان کا

دل اس کا ہو خیال یار اگر تشریف فرما ہو
قدم آنکھوں کے اوپر سر کے اوپر ایسے مہمان کا

فتیلہ اس کا اسکی ناک میں دینا ہو نہیں مجنون
مری دیوانگی دم بند کرتی ہے پری خوان کا

خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
نشان رہتا نہیں ہو نام رہجاتا ہے انسان کا

شب مہتاب میں منھ کھولکر وہ شوخ سوتا ہے
ستارہ آجکل چمکا ہوا ہے ماہ تابان کا

کہاں جاتی ہو یہ ہر چند بھاگے شوق منزل سے
ہمیں آگے ہیں جب پیچھا کیا عمر گریزان کا

خوشا حال اس کا امداد جنون سے جو برہنہ ہے
گریبان گیر ہے کوئی نہ دامنگیر عریان کا

جمال یار نے جو نقش اپنا اسمین بٹھلایا
دل مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

معطل ہیں اطبا اس کے بیمار اچھے ہوتے ہیں
فسانہ تیرے عناب لب سیب زنخدان کا

جبین پر اپنے افشان کو جو اس محبوب نے چھڑکا
کتابی چہرے نے نقشہ دکھایا لوح قران کا

بھرے رہتے ہیں مشتاقوں سے ہنسے آنکل تھی
ان آنکھوں پر بھی سایہ پڑ گیا برگشتہ مژگان کا

ملال آیا اُدھر اُسکو فنا تھا دم ادھر اپنا
بلا ئے جان خفا ہونا ہے خوش اسلوب انسان کا

رُخ روشن ترا جو دیکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے
سحر کو کوئی منہ دیکھے تو ایسے مہر تابان کا

زبان سے اُسکے افسانہ دہان یار کا سُنتے
پیمبر سا کوئی ہوتا جو واقف رازِ پنہان کا

اسی سے عاشق اُس محبوب کی فریاد کرتے ہین
شکوہِ حسُن عالمگیر سے ہے رتبہ سلطان کا

نشان تیر اُن آنکھون کی محبت نے بتایا ہے
اُدھر پھر جاتے ہین ہم رُخ جدہر پھرتا ہے مژگان کا

کنوئین لبریز مین نے کر دیے ہین ایسا رویا ہون
خیال آیا ہے جو بے آبی چاہِ زنخدان کا

جھپک جانے سے اس کے بند جو ہو جاتی ہین آنکھین
یہ دُھوکا برق دیتی ہے تمھارے روئے خندان کا

سنا کرتا ہون اس کو پھیر کر پاؤن سے مین مجنون
مری زنجیر کا نالہ ہے افسانہ بیابان کا

کتابی چہرہ کے نظارے سے آنکھین منور ہون
دل احباب کو کھینچے شکنجہ تیرے احسان کا

وہ بوسہ یار دیتا تھا جو دن کو رات پہ ٹالا
لیا تھا صبح مین نے نام کس کنجوس انسان کا

بہار آئی ہے سائل ساغرِ مے کا ہو ساقی سے
چمن سرسبز ہین آتشؔ کرم ہے ابر باران کا

رُخ و زلف پہ جان کھو یا کیا
اندھیرے اُجالے مین رُو یا کیا

ہمیشہ لکھے وصف دندان یار
قلم اپنا موُتی پرُو یا کیا

کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر
مین جاگا کیا بخت سُو یا کیا

رہی سبز بے فکر کشت سخن
نہ جوتا کیا مین نہ بوُ یا کیا

برہمن کو باتون کی حسرت رہی
خدا نے بتون کو نہ گوُ یا کیا

مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا
وہ اشکون سے ہاتھ اپنے دھُو یا کیا

زنخدان سے آتشؔ محبت رہی
کنوئین مین مجھے دل ڈبو یا کیا

گوش زد جس کے تمھاری چشم کا افسانہ تھا
آ ہوئے مست اُسکی آنکھون مین سگ دیوانہ تھا

شب جو آنکھون کو خیال گیسوئے جانانہ تھا
پنجۂ مژگان کو حکم دست خشک شانہ تھا

خواب مین مجھکو خیال نرگس مستانہ تھا
آنکھ کھوُلی تو لبالب عمر کا پیمانہ تھا

اے پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا
یہ جو روشن ہے چراغ حسن بے پروانہ تھا

حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین
پردہ مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا

اُٹھتے ہی تیرے دگرگون ہو گیا رنگِ نشاط
جام خالی میکدے مین سنگ ماتم خانہ تھا

واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور
جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا

آجکل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین
عالم ارواح مین میرے ترے یارانہ تھا

نیند اُڑ جاتی جو سنتا یار میرا حال دل
خواب شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا

بخت علم عشق کے قابل نہ تھا دونون ایک
کوہکن بے مغز تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا

پردہاے گوش تک سننے کو آجاتی ہے جان
کسقدر دلچسپ حسن یار کا افسانہ تھا

حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دنون
آفتاب ذرہ پر در جلوۂ جانانہ تھا

جوہر جام جہان مین حسن کے یہ روشن ہوا
بادۂ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا

لعل لب دونون تھے اے محبوب لعل شب چراغ
دانت تھا جو منہ مین تیرے گوہر یکدانہ تھا

شوق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ شمع رو
سیکڑون ہی تودۂ خاکستر پروانہ تھا

مصحف روئے حقیقت کی تلاوت سے کھلا
عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا

ساقیا تعریف تیرے میکدے کی کیا کرون
ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا

سکہ رکھتا تھا ہر اک اینٹین سے بہتر یہی چمک
جوہرون سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا

واہ ری نیرنگ سازیِ طلسم زندگی
محو بت آنکھین تھین دل اللہ کا دیوانہ تھا

سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول
بادشاہ وقت زلفون مین تمھارے شانہ تھا

بھول کر تجھکو کسی مشکل مین کرتے یاد ہم
آشنا تھا تو سوا تیرے جو تھا بیگانہ تھا

روشنی دل مین تصور سے تھی حسن یار کی
گنج کی دولت سے مالا مال یہ ویرانہ تھا

حسن دلبر عاشق شیدا دیے اللہ نے
ان بتون کو لازم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

عشق کہتے ہین اسے نیمچۂ ابرو کا
صورت زخم لہو تادم آخر تھو کا

نشہ مین کرتا ہے کار دل وحشی وہ ترک
آتش مے سے لگاتا ہے کباب آہو کا

دم فنا دیکھنے والون کے کیا کرتا ہے
سیفی عامل کا اشارہ ہے تری ابرو کا

نگہ لطف کی حسرت یہ سکھاتی ہے ہمین
ڈھونڈھیے سرمہ اُن آنکھون کے لئے جادو کا

کہتے ہین سنبل فردوس بھی شاعر اس کو
سلسلہ دور تک پہونچا ہے ترے گیسو کا

رُخ پر نور کے سودے مین مسلمان ہوئے زرد
خال کافر نے لہو خشک کیا ہندو کا

اُس پری رو نے کھلایا ہے جو سرمہ اُن مین
پتلیان آنکھون کی پتلا ہوئی ہین جادو کا

کیا کہون اُس بت چینی کی صفا کا عالم
نام کو دخل نہین سارے بدن مین مو کا

جان لے گا مری اُس چشم سیہ کا سودا
ڈر بلاوے کا بھی رکھتا ہے شکار آہو کا

خط لپشت لب یار آنکھون مین پھر جاتا ہے
دل کو لہراتا ہے سبزہ جو کنار جو کا

مصرع قد مین ترے یون تو ہین معنی ملبند
اک لطیفہ ہے یہ اُس مین کہ ہے دو پہلو کا

کیا کہون آ گئی ہے نیند کس آسائش سے
تکیہ سا سر کو جو تکیہ ہے کسی زانو کا

سیر گلزار ہست کی نہ لگا دل لے یار
خار اُس خو کا نہ دیکھا نہ تو گل اس بو کا

سارے نخلون سے شرافت مین ہو بالادستی
سرو شجرہ ہے مرے گل کے قد دلجو کا

تازہ ہو باد بہاری سے نہ بلبل کا دماغ
بوئے گل پر جو پڑے سایہ تمھاری خو کا

بھی شوق آنکھون کو ہے سارے مہینے رہتا
ماہ نو دیکھ کے منھ دیکھیے اُس خوشرو کا

سر محفل نکر اُس شوخ سے گستاخ اے شوق
چاہیے خلوت اسے وقت نہین قابو کا

فکر کے زور سے باندھا نہین جاتا آتش
ہاتھ آیا ہو جو مضمون بھی کسی بازو کا

ابدال سے ہوا نہ تو اوتاد سے ہوا
اے جذب دل جو کچھ تری امداد سے ہوا

مومن سے بہتر اُس کو سمجھتے ہین اہل دل
کافر جو پیر عشق کے ارشاد سے ہوا

گل پر شرف ترا رخ خوشرنگ لیگیا
قد کا بلند مرتبہ شمشاد سے ہوا

زلفون کے دام دیکھ کے گل بھول جائیگا
بلبل کا سامنا نہین صیاد سے ہوا

تیرے الف سے قد نے کیا ہے جسے فقیر
مرشد وہی ہے فرقۂ آزاد سے ہوا

رونا بھلا دیا مجھے ابرو کے عشق مین
خندان جو زخم تیغ کی بیداد سے ہوا

کس کس طرح سے ناز کئے جب ظہور عشق
حسن و جمال یار کی ایجاد سے ہوا

تیغ قضا سے جبکہ نہ بچا کہیں بچاؤ
باہر کھڑا میں قلعۂ فولاد سے ہوا

اے موت روز حشر کرے گا نہ پھر نمود
نخل حیات قطع نہ بنیاد سے ہوا

فریاد رس جو داد نہ دے اس کی جو جفا
جس نے سنا وہ عشق مری فریاد سے ہوا

سیر اپنے باغ کی بھی سحر نے دی کفر نے
کار بہشت کوئی نہ شداد سے ہوا

عیسیٰ نفس سے میرے یہ کہیو پیام بر
نسیان کا مرض ہے تری یاد سے ہوا

تیرے ہی گنج حسن کے سودے میں خود کو
شوق خرابہ کشور آباد سے ہوا

عاشق کو جینے قتل نہ کیونکر کرے وہ شوخ
خون بگیناہ کا نہیں جلاد سے ہوا

تا کوئے یار اشک بہا کر نہ رے گئے
نیکی کا اک عمل نہ بد اولاد سے ہوا

کیا کیا گناہگار محبت کئے ہیں قتل
کس کس کا سر نگون مرے جلاد سے ہوا

آتش جو بے ستون کو بنایا تو کیا کیا
شیرین کے دل میں گھر تو نہ فرہاد سے ہوا

گشتہ ہے گرم جوشئ ہرجائی یار کا
مارا ہوا دل اپنا ہے فصلی بخار کا

نافہمی کی دلیل یہ تکیہ ہے دار کا
منصور پر یقین ہے مجھے نے سوار کا

بلبل کو ساز دار ہو موسم بہار کا
عہد شباب مجھ کو مبارک ہو یار کا

رنگ طلائی نکھتا ہے اندام یار کا
موئے کمر کو رتبہ ہے سونے کے تار کا

پہونچا دیا عدم شب تار فراق نے
دکھلا دیا سواد ہمارے دیار کا

کرتا ہے مجھسے ابلق ایام شوخیاں
پہچانتا نہیں مگر آتش سوار کا

خاموشی میں بھی باقی ہے گویائی کا نشان
طوطے کا پر ہے سبزہ ہمارے مزار کا

جلوے سے روئے یار کے ہے لحد میں روشنی
ماہ چہاردہ ہے چراغ اس دیار کا

اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی
گل چین کے ہاتھ کے لئے کھٹکا ہو خار کا

عاشق نگاہ ناز کے رہتا ہے سامنے
پھرتا نہیں ہے تیر سے منہ اس شکار کا

کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہوں میں
نازک ہے سنگ شیشہ سے میرے مزار کا

اہل صفا کی قدر نہین کرتے تیرہ روز
روشن ہر حال آئینہ سے زنگ بار کا

چلنا پڑے گا ملک عدم کو پیادہ پا
اس راہ مین نہین ہے گذارا سوار کا

مطلب نہین ہے عاشق یوسف سے یار کو
وہ ترک آشنا نہین زخمی شکار کا

آتش یہ کس کی چاہ کا دم مارتے ہو تم
وہ دلربا ہے دشمن جان دوستدار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
رہتا ہے چار فصل مین موسم بہار کا

دامان زین چھوا ہے جو اس شہسوار کا
ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا

سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا
صیدانبار رہا ہون گریبان کے تار کا

اُس بادشاہ حُسن کے در کا فقیر ہون
ظل ہما سواد ہے جس کے دیار کا

پیری مین داغ عشق نہ کیونکر عزیز ہو
بے فصل کا ثمر ہے یہ گل بے بہار کا

وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر
آنکھون کو روگ دیکئے ہو انتظار کا

آتی ہے مجھکو شہر خموشان سے یہ صدا
تاریکی لحد ہے سواد اس دیار کا

فصل بہار آئی کہین قطع ہو چکے
دامن سے سلسلہ یہ گریبان کے تار کا

دست علیؑ کی ضرب کا جنبش مین ہے اثر
اُن ابروون مین معجزہ ہے ذوالفقار کا

بعد فنا ہے کوچہ گیسو کی جستجو
سودا تو دیکھیو مرے مشت غبار کا

چلتی رہی چھری تری اے ترک صید پر
فوارہ چھوٹتا رہے خون شکار کا

گیسو نے قرب آئینہ روے یار سے
ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا

پیچھے نہ پانون معرکہ عشق سے ہٹے
تلوار کھا کے بوسہ لیا دست یار کا

باز آوین گے نہ مر کے بھی صورت عشق سے
آئینہ ہوگا سنگ ہمارے مزار کا

پھندے مین زلف یار کے جب سے پھنسا ہے دل
دیتا ہے صدمہ رُوح کو بستہ شکار کا

بے یار داغ ہوتا ہے لالہ کو دیکھکر
آتا ہے خوش کسے یہ شگوفہ بہار کا

پیکر شراب موسم گل مین ہوا ہین مست
حاصل کیا پیادہ نے رتبہ سوار کا

اُس شمع رُو کی بعد فنا بھی ہے جستجو
ہر ذرہ اک چراغ ہے اپنے غبار کا

آتش نہ پوچھ ہجر میں اک نونہال کے
سوزِ دروں سے حال ہے کہنہ چنار کا

کرینگے افترا شاعر قبائے یار پر کیا کیا
بندھیں گے باندھنوں اُس لٹ پٹی دستار پر کیا کیا

اندھیری رات میں ہوتے ہیں صدقے کبک اُڑ اُڑ کے
تمھارے چودھویں کے چاند سے رخسار پر کیا کیا

گیا ہوں بعد مدت کے جو میں دیوانہ صحرا میں
پڑی ہے آبلوں کی آنکھ نوکِ خار پر کیا کیا

شبِ فرقت میں اس کانِ ملاحت کے تصور نے
نمک چھڑکا ہے زخمِ دیدۂ بیدار پر کیا کیا

نہ طاؤسوں کو یہ طرزِ روش آئی نہ کبکوں کو
قدم مارا نہ کس کس نے تری رفتار پر کیا کیا

سُونگھا کر تو نے جو سیبِ ذقن اچھا کیا اُس کو
ہوا رشک اہلِ صحت کو ترے بیمار پر کیا کیا

گیا وہ ماہ جو صبحِ شبِ وصل اپنے گھر میں سے
اُداسی برسی ہے بام و در و دیوار پر کیا کیا

ہوا مجھسے نہ عشق اے حُسن کس کس کو زمانے میں
ستم تو نے کیے ہیں کافر و دیندار پر کیا کیا

بتوں پرستی وہاں کیسے کیسے رنگ لائے ہیں
پسا ہے سُرمہ تیری نرگسِ بیمار پر کیا کیا

صفا آئینہ کی وہ چہرۂ محبوب رکھتا ہے
پھسلتی ہیں نگاہیں یار کے رخسار پر کیا کیا

کمان سے دی کبھی تشبیہ ہمنے تیغ سے گاہے
کہی ہیں پھبتیاں اُس ابروئے خمدار پر کیا کیا

فنا کی جان مصری کے عوض میں زہر کھا کھا کر
موئے طوطی تری شیرینیِ گفتار پر کیا کیا

چمن میں جاکے رُویا میں جو یادِ روئے رنگیں میں
گری ہے اوس اشکوں سے مرے گلزار پر کیا کیا

مٹانے یادگاروں کو تری خنجر کے آیا تھا
مرے زخموں نے تھوکا مرہمِ زنگار پر کیا کیا

جلانے کو جو سنگ اے ترک اُس سے تو نے گھسیٹا ہے
شہادت خواہ پھڑکے ہیں تری تلوار پر کیا کیا

رقیبی داں بھی طبیعت بدگمانی سے محبت کی
چمن میں گُل سے کھٹکا ہوں میں قربِ خار پر کیا کیا

ہوا جو گوش زد افسانہ حُسنِ یار کا آتش
ہماری رال ٹپکی شربتِ دیدار پر کیا کیا

گلوں نے کپڑے پھاڑے ہیں قبائے یار پر کیا کیا
حنا پس پس گئی ہے دست و پائے یار پر کیا کیا

کیے ہیں شکر کے سجدے جفائے یار پر کیا کیا
رہا ہے دل مرا راضی رضائے یار پر کیا کیا

گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدانِ محبت نے
لہو کے گھونٹ گھونٹے ہیں خطائے یار پر کیا کیا

خیال آتا ہے اُس خوشرو کو جو صورت نمائی کا
ہوئے ہین آئینے حیران صفائے یار پر کیا کیا

جڑاؤ خبر نے خالق اُنھین پان اور مسی نے
دکھائے رنگ لعل بے بہائے یار پر کیا کیا

کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے آئینہ کو پیشتر ہم نے
ہوا ہے رشک صورت آشنائے یار پر کیا کیا

سمجھا رکھا ہے احوال قیامت ہمنے آنکھون کو
بندھے گی ٹکٹکی اپنی لقائے یار پر کیا کیا

رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا
اڑے مفلس در دولت سرائے یار پر کیا کیا

کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھلا کر
ملین ہین ہمنے آنکھین لپٹ پائے یار پر کیا کیا

کیا ہے اک جہان دیوانہ اُسکی جامہ زیبی نے
گریبان چاک ہوتے ہین قبائے یار پر کیا کیا

قبائے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہے
ہماری جان نکلی ہے ادائے یار پر کیا کیا

اُٹھانے دی نہ آنکھ اور شب وصل اس پری رو کو
چڑھا ہے جن مری ضد سے حیائے یار پر کیا کیا

نہین آنیکا مرے بعد شانہ کا خیال آتش
پڑینگے پیچ گیسوے رسائے یار پر کیا کیا

معاف ہووےگا جو کچھ کہ ہے قصور ہمارا
گناہ بخشنے گا اللہ ہے غفور ہمارا

ترے جمال کے نظارے سے ہوئے ہین یہ روشن
زبان جو ہو کہین آنکھین تو ہے نور ہمارا

عدم سے شوق تمھارا کشان کشان ہی لے آیا
کہو تو شب ہین رہ جائین گھر ہے دور ہمارا

اندھیری رات مین نکلے تو نور روز ہو شب مین
چراغ خانہ ہے وہ رشک شمع طور ہمارا

شراب عشق نہ اک قطرہ بھی ٹپک کے بہے گی
ہزار شیشۂ دل ہووے چور چور ہمارا

قرار کرتے ہین صورت سے تیرے دلکی جو غم ہین
نشاط و عیش ہمارا ہے تو سرور ہمارا

مآل کار کا دھیان آ گیا کمال ہی رنے
گذر ہوا جو کبھی جانب قبور ہمارا

سمایا دیدۂ مشتاق مین وہ غیرت یوسف
پسند کس کو کیا واہ رے شعور ہمارا

بھلا یہ آپ کی آرائش جمال سے صاحب
حنائی ہاتھون سے خون ہوگا بے قصور ہمارا

گئے جو ذرون مین اے رشک آفتاب تو اپنے
بہت ہے مرتبہ اتنا ترے حضور ہمارا

تمھارے تکیہ سے یہ عرش پر دماغ ہے اپنا
تمھارے لطف و کرم سے ہے یہ غرور ہمارا

بہشت مین بھی نہ بے یار کے لگے گی طبیعت
مزاج پھیر سکے گا نہ حسن حور ہمارا

یہ حسن و عشق سے رسوائے شہر ہوئے ہم تم
گناہ اس مین تمھارا نہ کچھ قصور ہمارا

جو ساتھ چلنا ہے آتش تو باندھیے کمر اپنی
سفر زیارت کعبہ کو ہے ضرور ہمارا

مزا صیاد لوٹین گے ہمارے شعر موزون کا
نشیمن ہے قفس ہے آشیان ہے مرغ مضمون کا

رفیع القدر ہر مصرع ہے اپنی بیت موزون کا
نہ ایسا طاق کسریٰ تھا نہ قصر ایسا فریدون کا

چمن آئینہ ہے گل عکس ہے رخسار گلگون کا
رہا جو سرو پر چھاوان ہے تیرے قد موزون کا

تری دیوار کے سایہ کو مین سر پر سمجھتا ہون
جو دھیان آتا ہے خوش اقبالی بخت ہمایون کا

زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھونکی وہ کرتے ہین
لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا

کہن سالی مین بھی الفت وہی ہے نوجوانون کی
وہی عشق آج تک ہے مجھکو حسن روزافزون کا

زوال حسن مین تو لوٹ لینے دیجیے کیفیت
بہار آخر ہے چلتا دور ہے صہبائے گلگون کا

لب جان بخش کی جنبش پہ ایما ہے اُن آنکھون سے
تمھارے اور اپنے فرق ہے اعجاز و افسون کا

نگہ سیری نہین منظر پہ غیر کے پڑتی
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا

قرار اس کو نہین آتا ہماری بیقراری سے
زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال دگرگون کا

سیہ شوخی سے اپنی ہو کے مقتدی اُس پریرو کی
حنا پیدا کرے گی رنگ مجھ سودائی کے خون کا

تلاش اے نوگل خندان ہے تیری اسقدر مجھکو
نہوگا اسقدر شاعر بھی جویا تازہ مضمون کا

بنایا صبح سے تا شام اُن کو آئینہ رکھکر
ملا ہے اس مین سودائی ہے کوئی زلف شبگون کا

محبت ہوتی ہے معشوق کو بھی عشق کامل سے
زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہے گنج قارون کا

نشاط و عیش کا سامان ہے تجھ بن مرگ کا سامان
صدائے چنگ گولی تیر ہے آوازہ قانون کا

چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آئے
نسیم صبح سے آگے قدم ہو اُسکے گلگون کا

نہایت دل مرا دیدار کا قاتل کے بھوکا ہے
قضا دکھلا چکی منہ مجھکو میرے تشنہ خون کا

گھلا دے ہے زبان سوز فراق یار جب چاہے
سگ لیلیٰ کا حق ہے استخوان ہے جو کہ مجنون کا

بنایا ہے زبس حکمت سے اپنی دست قدرت نے
وہ رخ جوش صفا سے رشک ہے قلب فلاطون کا

جنون لے چل عدم کو یان بھی گھبراتا ہے دم اپنا
کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا

مزا ملتا نہیں نعمت سے اپنی بدنصیبوں کو
نہ دیکھا لالۂ داغی کو اکدن نشہ افیون کا

صفا کے واسطے سخن وہ بت دانتوں میں ملتا ہے
خدا حافظ ہے آتش آبروئے درِ مکنون کا

تری زلفوں نے بل کھایا تو ہوتا
ذرا سنبل کو لہرایا تو ہوتا

رخ بے داغ دکھلایا تو ہوتا
گل لالہ کو شرمایا تو ہوتا

چلے گا کبک کیا رفتار تیری
یہ انداز قدم پایا تو ہوتا

نہ کیونکر حشر ہوتا دیکھتے ہم
قیامت قد ترا لایا تو ہوتا

بجا لاتے اُسے آنکھوں سے اے دوست
کبھی کچھ ہم سے فرمایا تو ہوتا

تری صورت سے ہنسنا تھا نہ لازم
گلوں نے منہ کو بنوایا تو ہوتا

اکڑنا بھول جاتے سرو شمشاد
یہ قد بوٹا سا دکھلایا تو ہوتا

کہے جاتے وہ سنتے یا نہ سنتے
زباں تک حال دل آیا تو ہوتا

صنوبر سے جو کرتا قد کشی تو
نہ گڑ جاتا تو پتلایا تو ہوتا

سمجھتا یا نہ اے آتش سمجھتا
دل مضطر کو سمجھایا تو ہوتا

سامنا تجھسے جو اے ناوک فگن ہو جائیگا
جو کڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا

نام تیرا حسب کو ورد اے گلبدن ہو جائیگا
غنچۂ گل کی طرح خوشبو دہن ہو جائے گا

موسم گل میں بدن کو کپڑے پھاڑے کھائیں گے
دھجیاں لینے کے قابل پیرہن ہو جائیگا

تیرے آنے کی چمن میں ہوگی ہر گل کو خوشی
سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہو جائیگا

حسن کا عالم دکھا دے گی مجھے سیر چمن
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا

عشق شیریں میں عبث دونوں کو ہے آپس میں شک
کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہو جائے گا

خلعت شاہی نہیں اے بوالہوس تشریف عشق
جسنے پہنا اس کو یہ جامہ کفن ہو جائیگا

بعد مردن بھی رہے گا شوق عریانی مجھے
روح کو جسم مثالی پیرہن ہو جائیگا

ہمکنار اکدن مری تمثال ہو کے یار سے
آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہو جائیگا

پھاڑ کر پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس
پیرہن درویش کا دلق کہن ہو جائے گا

چشم کے چشمون مین اُنکا اتفاق اچھا نہین
اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہو جائیگا

موت کے آنے کی ہوگی اسقدر شادی مجھے
پھیٹ کے اُتریگا شکنجہ پیرہن ہو جائیگا

روئے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نہ ڈال
سامنا قصاب کا اے برہمن ہو جائے گا

سکۂ داغ وفا اکدن مرے کام آئین گے
عشق کے بازار مین ان کا چلن ہو جائے گا

مدعی کیا تشنۂ دیدار ہو وین گے ترے
آب زہرہ دیکھ کر چاہ ذقن ہو جائیگا

چار دن ہو گرم بازار شباب ای نونہال
کوڑیون کے مول یہ سیب ذقن ہو جائیگا

شاعرون کے کہنے پر اترا نہ اے گیسوئے یار
عنبر سارا نہ تو مشک ختن ہو جائیگا

خط کے آنے کی خبر تھی روئے رنگین پر کسے
کیا سمجھتا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا

دختر رز ہوگی حلقے مین ہمارے بے نقاب
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا

دم فنا اپنا کرے گا کوہکن سر پھوڑ کر
غمزۂ شیرین فریب پیرزن ہو جائیگا

ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے جمال یار کو
رُوح سے بہتر لطافت مین بدن ہو جائیگا

وجد ہو گا ہر شجر کو دیکھ کر اسکی بہار
لالۂ غربت مرا داغ وطن ہو جائے گا

دم مین دم جبتک ہے چھٹنے کا نہین مین یار سے
میرے اُس کے اتفاق رُوح و تن ہو جائیگا

قفل بے مفتاح کا عالم کرے گی خامشی
مثل ماہی بے زبان اپنا دہن ہو جائیگا

منزل مقصود دکھلاویگی توفیق ازل
دوست دشمن ہون گے رہبر راہزن ہو جائیگا

یار مہمان ہوگا آتش وصل کی شب آئیگی
خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہو جائے گا

ہلال عید ہے بے یار جانی نعل ماتم کا
نہین ہے غرۂ شوال عشرہ ہے محرم کا

نہ رکھی دولت دنیا کی خواہش خاکساری نے
خدا نے کر دیا حاکم مجھے اکسیر اعظم کا

تصور یار کے دندان کا ہیرے کا نگینہ ہے
ہماری آنکھ کا حلقہ جو ہے حلقہ ہے خاتم کا

حیائے حسن کی عفت کو لعل یار سے پوچھو
مسیحا سا ہے شاید پاکدامانی مریم کا

شکستون پر شکستین چوٹ پر کھائی ہے چوٹ اے سنگ
کھلونا ہے ہمارا دل تری طفلی کے عالم کا

تصور سے اسے ایوان دل میں میں لگاؤں گا
صفا سے پیکر یار آئینہ ہے قد آدم کا

جنازہ ہو چکا تیار اے سرو رواں اپنا
شگوفہ پھولنا باقی رہا ہے نخل ماتم کا

ہوائے فصل گل بھڑکا رہی ہے آتش گل کو
چمن میں کر رہا کار روغن آب شبنم کا

خموشی قتل کرتی ہے صنم للہ گویا ہو
لب جاں بخش پہ ہوتا ہے شک عیسیٰ ہمدم کا

ہوا ہوں مو سے لاغر میں پڑے ہیں آنکھوں میں حلقے
پریشاں کر رہا ہے حال سودا زلف پرخم کا

جڑانے سے ہوگی دیو کے زیر نگیں کشور
تکلف ہے تو انگشت سلیماں میں ہے خاتم کا

تصرف

چمن میں جا نکلتا ہوں جو بے اس حور جنت کے
حرارہ آتش گل لاتی ہے نار جہنم کا

عتاب یار سے رنگ رخ مریخ اڑتا ہے
نگاہ خشمگیں کرتی ہے زہرہ آب رستم کا

بلائے جاں ہوا تیرا لگاڑا اے مایۂ شادی
بنایا کاہشوں نے ہجر کی پتلا مجھے غم کا

وہ بت بھی راہ مولا دے اگر بوسے تو بہتر ہے
سخاوت سے زمانے میں ہے ذکر خیر حاتم کا

تری ابرو کا دل اے ترک کشتہ ہو زہے طالع
خوشا حال اس کا جو چورنگ ہوا اس تیغ خوش خم کا

فقیری نے دیا ہے رتبہ اعلیٰ بادشاہی سے
دو عالم میں مرا دل ہے جہاں میں جام تھا جم کا

بھر آیا زخم دل منہ چومنے سے یار جانی کے
نہ تھا معلوم شہد لب اثر رکھتا ہے مرہم کا

نگاہ زہر آلودہ سے اس کا یہ اشارہ ہے
کہاں تریاق سے تصفیہ ہو سکتا ہے اس سم کا

ترے در کی فقیری کو شرف ہے بادشاہی پر
گواہ اس قول کا ہے حال ابراہیم ادہم کا

کف افسوس مل مل کر گریباں چاک کرتا ہوں
خیال آتا ہے اے رشک پری جب تیری محرم کا

لہو پانی کیا ہے شوق نے اس کعبہ کو کے
ہمارے دیدہ تر سے ہے عالم چاہ زمزم کا

زباں پاک اگر پیدا کرے انساں ہی آتش
ہر اک نام الٰہی میں اثر ہے اسم اعظم کا

مر گئے پہ نہ اثر حب شفا کا دیکھا
دردمندوں نے ترے منہ نہ دوا کا دیکھا

ترے پھرتے ہی اداسی سی چمن پر چھائی
رنگ بے رنگ گلستاں کی ہوا کا دیکھا

گورے منہ کی ترے یاد آئی سنہری افشاں
لوح سیمیں پہ اگر کام طلا کا دیکھا

سامنے آئینہ رکھتے تو غش آ جاتا
تم نے انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا

دست و پا یار کے چومون گا یہ تحفہ دیکر
پوچھتا ہون جو کہین پیڑ حنا کا دیکھا

ناز معشوق سے غمزہ مین زیادہ نکلی
آئی جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا

جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوئی ختم
تجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا

تیری درگاہ کا اللہ رے جلال اے شہ حسن
عرش پر ہم نے دماغ اُس کے گدا کا دیکھا

پھانسی دینے مین احبا کے نہ کوتاہی کی
حوصلہ ہم نے تری زلف رسا کا دیکھا

اے شہ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہے جو تو
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا

پھر گئین آنکھین ہماری طرف کوچۂ یار
جانب کعبہ جو رُخ قبلہ نما کا دیکھا

ہر ستارے سے لڑاتی ہیکہ ہر اک گل سونگھا
تھا تماشا جو کچھ اس ارض و سما کا دیکھا

ذرہ کی طرح سے ہم نے بھی لڑائین آنکھین
رُخ جب اپنی طرف اُس مہر لقا کا دیکھا

جوہر لوح کیئے نشۂ مے نے روشن
ٹوٹتے ہمنے طلسم اُن کی حیا کا دیکھا

سیر بتخانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہم نے
کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا

سرو و شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت
قد بالا کو ترے ہمنے بلا کا دیکھا

التجا کرتا ہون اللہ سے وصل بت کی
ہاتھ اُٹھائے جو محل مین نے دعا کا دیکھا

روئے گل دیدۂ بلبل سے گرا ای محبوب
رنگ مہندی سے جو تیرے کف پا کا دیکھا

جھکے یاقوتی لب کو ترے بیخود ہوئے ہم
نشۂ معجون مین مے ہوش ربا کا دیکھا

کوئے قاتل کا تماشا اُسے دکھلا آتش
گرم جس نے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

سودے مین ترے دھیان نہین سود و زیان کا
مطلق جو کس و پیش ہو ارزان و گران کا

دل سے یہ دم فکر ہے قول اپنی زبان کا
بے خون جگر کھائے نہین لطف بیان کا

مضمون سے تو سودا انگیا حسن بیان کا
دانتون سے مگر کاٹنا باقی ہے زبان کا

عقدہ کھلے اس گل کے جو غنچہ سے دہان کا
موہوم سمجھتا ہون تصور اپنے گمان کا

شک ہے کمر یار کے اوپر رگ جان کا
کیسی رگ گل رشتۂ باریک کہان کا

سنبہ تمنے شب وصل مین کس واسطے ڈھانکا
بیجا نہ کرو ناز یہ غمزہ ہے کہان کا

تشبیہ نئی دون ترے گیسوئے رسا کو
اُترا ہوا چلّہ کہون ابرو کی کمان کا

لہراکے نہ اُلجھے مژۂ یار سے گیسو
سوزن نہین دے سکتی ہے زنجیر کا ٹانکا

اک ترک کے ابرو کے اشارے کا ہون بندہ
درکار مرے گوش مین ہے حلقہ کمان کا

فرقت مین تری صبر نہین ہونے کا مجھسے
بوجھ اُٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا

قد سرو ہین رخسارے ہین گل آنکھین ہین نرگس
رفتار مین عالم ہے تری باغ روان کا

تفتیش جو کرتے ہین مرے حالت دل کی
در پردہ پتہ پوچھتے ہین تیرے مکان کا

سودا زدون کی طرح کیا کرتے ہین باتین
بے قصد گذارا نہین اب اپنی زبان کا

پرسان جو ترے حسن کے عالم کا ہے مجھسے
مشتاق ہے موسیٰ سے تجلّی کے بیان کا

اک آبلہ یک یک کے خموشی سی ہوئی ہے
کیا شعر کہون قافیہ ہے تنگ زبان کا

زیبندہ سخن گویون مین ہے خواجگی ہم کو
ہے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا

غنچہ نہ دہن ہے نہ رگ گل نہ کمر ہے
اندیشۂ باطل ہے ترے وہم و گمان کا

پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
گُل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا

رُخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہم سے
کیا حوصلہ ہے تنگ ترے تنگ دہان کا

کھودی گئی کوچہ مین ترے قبر ہماری
دروازہ کھُلا اپنے لئے باغ جنان کا

طوفان نہ کرائے گل مجھے ہنس ہنس کے نہ رُلوا
بھاری ہے چمن پر قدم پر اس آب روان کا

بے مثل ہے یکتا ہے جو تصویر ہے اُس کی
کھینچا ہوا کس کا یہ مرقع ہے جہان کا

دنیا کے خرابے مین نہ گھر جس نے بنایا
جنت مین نہ نکلے گا جواب اُسکے مکان کا

لطف دو جہان حسن سے ہے یار مین میرے
چہرہ ہے پری کا تو بدن حور جنان کا

جان بر ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر
آخر مین دق اول مین مرض ہے خفقان کا

بنیاد فسادون کی ہے آغاز سے اس کے
انجام قیامت ہے جہان گذران کا

پیری مین جوانی کے کہان چہچہے آتش
اب اپنی غزل خوانی ہے غل برگ خزان کا

سر سے حاضر منقبت مین بے تامل ہوگیا
مدح حیدر سے کمیت خامہ دُلدل ہوگیا

زلفِ پیچان سے پریشان حال سنبل ہوگیا | گُل ترے آگے چراغِ لالہ و گل ہوگیا

جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ مل ہوگیا | مجلسِ جمشید برہم ہو چکی قل ہوگیا

انتہائے شوق ہو اب صبر کی طاقت کہان | ابتدائے عشق مین چندے تحمل ہوگیا

لے لیا جس نونہال حسن نے بوسہ دیا | رزق اپنا میوۂ باغ توکل ہوگیا

کون ہے جو اُس کی جانب کو کھنچا جاتا نہین | حُسن کی دولت سے وہ بت مرجع کل ہوگیا

نور شمع و رنگ گل دیکھا جو روئے یار مین | گاہ پروانہ بنا مین گاہ بلبل ہوگیا

مرغِ دل مارا پڑا چشمِ سیاہِ یار سے | پنجۂ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہوگیا

تو نے رکھوائی جو کاکل اے بت بالابلند | طرۂ شمشاد باغ حُسن سنبل ہوگیا

جب وہ شاہ حُسن نکلا گرد ہین اُسکے جو | عشقبازون سے سواری کا تجمل ہوگیا

کافرون کو زلف کے زنار سے پھانسی ملی | مومنین کا مصحف رُو سے ترے قل ہوگیا

تیرے آنے کی خوشی نے کردیا یہ رنگ سرخ | ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گُل ہوگیا

بے تکلف بند کھولون گا قبائے یار کے | جامہ سے باہر جو شوق بے تامل ہوگیا

بسکہ انگشتِ حنائی مین رہا تھا مدتون | لالہ بیداغ چھلّے کا ترے گُل ہوگیا

بڑھتے بڑھتے تا کمر پہونچے وہ موئے مشکبو | رفتہ رفتہ مغز سر سودائے کاکل ہوگیا

جوش پر آیا جو ہجر یار مین دریائے اشک | تہ ہوا سطحِ زمین کا آسمان پل ہوگیا

خط نکلنے پر صفا چاہے جو یار آتش کہان
صاف ہونے مین ہمارے اب تامل ہوگیا

ہاتھ سے تیرے ہی لکھی ہو جو آئی قضا | زندگی سے تنگ ہین ہم بھی رضینا بالقضا

زندگی مین کردیا ہے مجھکو مردہ عشق نے | میری قبض روح کو آتی ہے لاحاصل قضا

خواب غفلت مین نہ کھو ہنگام پیری اگلان | چونک ہوتی ہے نماز صبح اے غافل قضا

دل نہ دون گا پیشتر سے دیکھا ہون یار کو | جان حاضر ہے جو مجھسے ہوتی ہے سائل قضا

بیگنہ جلاد سے پھروائی گردن پر چھری | کر چکی تیرے شہیدون مین ہمین داخل قضا

بزم دنیا سے اُٹھاتی ہے تو عزم اُس کا نہین | عالم ارواح کی دکھلائے گی محفل قضا

عشق کا صدمہ نہین اُٹھ سکنے کا معشوق سے
پہلے مجنون سے کرے گی لیلیِ محمل قضا

عاشقِ حسنِ بتان سنتی ہے بہون سے مجھے
دق کرے گی خون تھکوا کر نبے کی سل قضا

نزع کی ایذا سے ہو جاوینگے اکدم مین نجات
سہل کر دے گا خدا ہرچند ہو مشکل قضا

مین اُسے بھولا ہوا ہون وہ مجھے بھولی نہین
مین تو غافل ہون مگر مجھسے نہین غافل قضا

پاس اپنے وعدے کے اوپر سمجھتا ہون آسے
دور ہو ہرچند مجھسے سیکڑون منزل قضا

حسن سے اک شمع رو محبوب کے ہر دل کو عشق
مثلِ پروانہ سمجھتا ہون سرِ محفل قضا

آجکل ہونا ہے سوزِ عشق سے جل جلکے خاک
کھیلتی ہے شمع سان سر پر ترے اے دل قضا

پھر قبضِ روحِ آتش حور بنکر آئے گی
عشق بازی مین اگر سمجھی تجھین کامل قضا

طرہ اُسے جو حسنِ دل آزار نے کیا
اندھیر گیسوئے سیہ یار نے کیا

گل سے جو سامنا ترے رخسار نے کیا
مژگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا

نا زوادا کو ترک مرے یار نے کیا
غمزہ نیا یہ ترکِ ستمگار نے کیا

افشان سے کشتہ ابروِ خمدار نے کیا
جوہر سے کام یار کی تلوار نے کیا

قامت تری دلیل قیامت کی ہو گئی
کام آفتابِ حشر کا رخسار نے کیا

میری نگہ کے رشک سے روزن کو جا ندی
رخنہ یہ قصرِ یار کی دیوار نے کیا

سودائے زلف مین مجھے آیا خیالِ رخ
مشتاق روشنی کا شبِ تار نے کیا

حسرت ہی بوسہ لبِ شیرین کی رہ گئی
میٹھا نہ منہ کو تیرے نمک خوار نے کیا

فرصت ملی نہ گریہ سے اک لحظہ عشق مین
پانی مرے لہو کو اُس آزار نے کیا

سیماب کی طرح سے شگفتہ ہوا مزاج
اکسیر مجھکو میرے خریدار نے کیا

قد مین تو کر چکا تھا وہ احمق برابری
مجبور سرو کو تری رفتار نے کیا

حیرت سے پانگل ہوے روزن کو دیکھکر
دیوار ہم کو یار کی دیوار نے کیا

پتھر کے آگے سجدہ کیا تو نے برہمن
کافر تجھے ترے بتِ پندار نے کیا

کاوش مژہ نے کی رخِ دلبر کی دید مین
پارے نگاہ سے بھی خلشِ خار نے کیا

عاشق کی طرح مین جو لگا کرنے بندگی
آزاد داغ دے کے خریدار نے کیا

اعجاز کا عجب لب جان بخش سے نہین
پیغمبر اُس کو مصحف رخسار نے کیا

طرّہ کی طرح سے دل عاشق کو پیچ مین
کس کس لپیٹ سے تری دستار نے کیا

آنکھون کو بند کرکے تصور مین باغ کے
گلشن قفس کو مرغ گرفتار نے کیا

نالان ہوا مین اُس رُخ رنگین کو دیکھکر
بلبل مجھے نظارۂ گلزار نے کیا

ہکلا کے مجھسے بات جو اُس دلربا نے کی
کس حسن سے ادا اُسے تکرار نے کیا

اُٹھا اُدھر نقاب تو پردے پڑے اِدھر
آنکھون کو بند جلوۂ دیدار نے کیا

لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دور
پرہیز بھی دوا ہے جو بیمار نے کیا

ناصاف آئینہ ہو تو بدتر ہے سنگ سے
روشن یہ حال ہم کو جلاکار نے کیا

حلقہ کی ناف یار کے تعریف کیا کرون
گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا

دیوان حسن یار کی آتش جو سیر کی
دیوانہ بیت ابرو خمدار نے کیا

ہشیاری رنج دیتی ہے قید فرنگ کا
دیوانگی نشانہ نباتی ہے سنگ کا

سودائی ہے جو تیرے خط سبز رنگ کا
رہتا ہے اُس کو آٹھ پہر نشہ بنگ کا

اللہ رے دماغ بت شوخ و شنگ کا
نازک مزاج شیشہ سے پتلا ہے سنگ کا

دریائے حسن چہرہ ہے اُس شوخ و شنگ کا
مژگان نہین ہے آرہ ہے پشت نہنگ کا

کلمہ پڑھین گے دونون مرے خانہ جنگ کا
زاغ کمان ہوا اس مین کہ طوطہ تفنگ کا

مہمان بہار باغ ہے دو چار روز کی
خندے ہے دور دور شراب فرنگ کا

غیرت کا کوئے عشق و جنون مین گذر نہین
ہوتا ہے تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا

صوفی ہین دور جام ہے جوش بہار ہے
خرقے مین اور داغ مے لالہ رنگ کا

اے بت خدا کے واسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبہ مین ضرور نہین فرش سنگ کا

معجون آب و گل ہی سے رہتے ہین ست ہم
کس کو دماغ ہے مے یاقوت رنگ کا

سنتا ہون تختہ پھولا ہے نرگس کا باغ مین
آنکھین لڑا دیئے جو ارادہ ہو جنگ کا

مرغ چمن کے نالون سے ہے یہ صدا بلند
قابل ہے دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا

رتبہ ہے پست تخت سلیمان کا اے پری
پایہ بہت بلند ہے تیرے پلنگ کا

وحدت پسند ہے تو زمانے سے کر گریز
یک رنگ آشنا نہین ہوتا دو رنگ کا

تیار رہتی ہین صف مژگان کی پلٹنین
رخسار یار ہے کہ جزیرہ فرنگ کا

چھڑدن سے کم نہین شرر آہ آتشین
طاؤس آسمان ہو شکار اس تفنگ کا

زور کمان ہے ابروِ خمدار یار مین
موئے مژہ مین توڑ ہے تیر خدنگ کا

رخسار صاف چاہیے نظارہ کے لئے
آئینہ ہو حلب کا دیا ہو فرنگ کا

وہ چشم گھات مین دل پر داغ کے نہین
آہو کو ہے ارادہ شکار پلنگ کا

بعد فنا بھی رنگ طبیعت نجائے گا
تربت سے میری پیڑ اُگے گا پتنگ کا

یوسف کے حسن کے ہین وہ جو کاروان ہین مست
نالہ سرود کا ہے اُنھین شور زنگ کا

ساقی نہ قطع سلسلہ دور جام ہو
مطرب نہ تار ٹوٹے اب آواز چنگ کا

جو مصقلی دو ابرو خمدار یار سے
دھبّا لگا نہ آئینہ رُخ کو زنگ کا

میری طرح ہوئی ہو نہ بیمار چشم یار
کھلتا نہین سبب کچھ اجل کے درنگ کا

اس گنبد سپہر کو مین کیا کرون گا یار
آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

سرونگا یاد کو اپنا

مس کیا عجب طلا اگر اکسیر سے ہوا
کم ہے جو کچھ کہ صاحب تاثیر سے ہوا

قابو مین یار عشق کی تاثیر سے ہوا
کیا حسن اتفاق یہ تدبیر سے ہوا

دل تنگ چھٹکے زلف گرہ گیر سے ہوا
سودا نکل کے خانۂ زنجیر سے ہوا

بے یار غم مغنی کی تحریر سے ہوا
کانون مین درد چنگ کی تقریر سے ہوا

مردان عشق زلف کے پھندے مین پھنس گئے
شیرون کو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا

دکھلائی شان طالع بیدار حسن نے
یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا

شداد کو خدا سے نہ کرنی تھی ہمسری
دوزخ مین گھر بہشت کی تعمیر سے ہوا

گرمی جو کی مقابلہ مین روئے یار نے
خورشید سرد قرص تباشیر سے ہوا

جھڑنے لگے جو منھ سے اُس آرام جان کے پھول
دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا

دنیا سے بے نیاز قیامت نے کر دیا
اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا

مارا نگاہِ ناز سے اُس ترک نے اُسے
استادہ جو کہ فاصلۂ تیر سے ہوا

آئینۂ خیال کو منظور تو رہا
حب سامنا ہوا تری تصویر سے ہوا

وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے
دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا

نخجانۂ حدوث مین مست قدیم ہون
طفلی مین مجھکو نشۂ مے شیر سے ہوا

اچھا کیا فلک نے جو رکھا مجھے علیل
بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا

مارا پڑا مین جنبش ابرو سے بے گناہ
رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا

یاد آئی زلف یار جو سنبل کو دیکھکر
گلزار تنگ حلقۂ زنجیر سے ہوا

پھڑکا کیا مرقع عالم کے حسن پر
ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا

آغاز خط کا زلف مسلسل سبب ہوئی
انبوہ مور دانۂ زنجیر سے ہوا

اُس نوجوان کا ناز یہ کہتا ہے کیجئے
وہ ظلم جو فلک کے بنو پیر سے ہوا

زندان مین اُس پری کا جو آیا کبھی خیال
کار سپند دانۂ زنجیر سے ہوا

حسن آڑے آگیا مرے بخشا کریم نے
شایان عفو عشق کی تقصیر سے ہوا

اے پیر عقل پھر نہین آتش ترا مرید
تقدیر کے خلاف جو تدبیر سے ہوا

بیابان کو بھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا
سر شوریدہ کو پائے غزالان پر بھی دھر دیکھا

تجھے موجود پایا یار تجکو جلوہ گر دیکھا
ترا دیدار آنکھون کو جو تھا مد نظر دیکھا

تری مستانہ آنکھون کی نہ گردش کا اثر دیکھا
مے گلرنگ سے سو سو طرح پیمانہ بھر دیکھا

تمھارے روئے چیکا رُخ شمس و قمر دیکھا
وہ نان بے نمک پایا یہ شیر بے شکر دیکھا

سوادِ گیسوئے مشکین مین ظلمت شام کی پائی
بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا

محبت مین مزا ملتا ہے ایذا مین اُٹھانیسے
اُسی کو ہنسے جاتا جو حسین بیدادگر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا جو دنیا مین
جسے دیکھا اُسے آلودۂ گرد سفر دیکھا

دل سوزان کی حالت سینہ سوزان میں یاد آئی
کسی مجمر مین ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا

خریدار محبت آئے بھی بازار عالم مین
وہی سودا کیا ہمنے کہ جس مین درد سر دیکھا

نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیرون سے
کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا

حلاوت سے نہین اک ذرہ موجودات کا خالی
گرہ مین قند کو باندھے ہوئے ہر نیشکر دیکھا

ہوئے ہین کیا سمجھکر یہ ن فانوس سے باہر
اگر شمعون نے پروانون کو بھی بے بال و پر دیکھا

میری نیت نہ ہرگز لاکھ کھایا مجھکو بے صرفہ
فراق یار سا کوئی نہین جوع البقر دیکھا

خدا کی شان اے بت جلوہ گر ہے حسن سے تیرے
تجلی طور پر دیکھی جو تجھکو بام پر دیکھا

جگر خون ہوگیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے
خموشی مین بھی مظلومون کے نالے کا اثر دیکھا

خبر اکدن نہ لی پوچھا نہ حال اپنے فقیرون کا
وہ شاہ حسن ہمنے بادشاہ بے خبر دیکھا

یہ مستغرق تصور مین ہوئین اُس طاق ابرو کی
پھرین اپنی نگاہین جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا

تڑپتے دیکھکر مجھکو کہا ہنس کر یہ اُس بت نے
خدا کے دوست کو رنج و الم مین بیشتر دیکھا

فراق یار مین جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہے
جو دل فولاد کا پایا تو قیمہ کا جگر دیکھا

بدخشان و یمن چھانا لگائے غوطے دریا مین
نہ لب سا لعل اے آتش نہ دندان سا گہر دیکھا

کھینچے جو رنگ عاشق کو نگاہِ ناز کا
دیکھ لینا شرط ہے شمشیر خانہ ساز کا

صوفیون کو وجد مین لاتا ہے نغمہ ساز کا
شبہہ ہو جاتا ہے پردے سے تری آواز کا

یہ اشارہ سمجھے ہے اُن کی نگاہِ ناز کا
دیکھ تو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا

گفتگو بڑھ جائے گی تقریر عیسی نے جو کی
وہ لب جان بخش بھی دم بھرتے ہین اعجاز کا

پڑگئے سوراخ دل مین گفتگو سے یار سے
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا

زندہ اُن آنکھون کے کشتے کو نہ وہ لب کر سکے
اس فسون پرزور چلسکتا نہین اعجاز کا

روح قالب سے جدا کرتا ہے قالب روح سے
ایک ادنی سا کرشمہ ہے یہ تیرے ناز کا

سرمہ ہو جاتا ہے جل کر آتش سودائے یار
دیکھنے والا تری چشم فسون پرداز کا

بہر پامالی عاشق ہوتی ہے مشق خرام
شور ہے خلخال پائے یار کی آواز کا

منھ سے بیدل کے اشارے سے نکلتا کچھ نہیں
شمع نے محتاج ہے اپنا دہن ومساز کا

حیرت آنکھون کو ہے نظارہ مین اُس محو کے
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہے کس انداز کا

یہ اشارہ کر رہی ہے ابروخمدار یار
کام مُنھ چڑھنا ہے اس تلوار کے جانباز کا

اے زبان کیجو نہ شرح حالت دلکا خیال
منکشف ہونا نہین بہتر ہے مخفی راز کا

غیبت عاشق کے سُننے کا دماغ اسکو نہین
بند ہو جاتا ہے پیش یار دم غماز کا

کاٹ کر پر مطمئن صیاد بے پروانہ ہو
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا

کھینچ دیتا ہے شبیہ شعر کا خاکا خیال
فکر رنگین کام اس پر کرتی ہے پرداز کا

بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

بلا سے جان مجھے ہر ایک خوش جمال ہوا
چھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا

گرو ہوا تو اُسے چھوٹنا محال ہوا
دل غریب مرا مفلسون کا مال ہوا

کمی نہین تری درگاہ مین کسی شے کی
وہی ملا ہے جو محتاج کا سوال ہوا

دکھا کے چہرۂ روشن وہ کہتے ہین سر شام
وہ آفتاب نہین ہے جسے زوال ہوا

دکھا نہ دل کو صنم اتحاد رکھتا ہون
مجھے ملال ہوا تو تجھے ملال ہوا

سجھایا آنکھون نے وہ رخ تلاش مضمون مین
خیال یار مرا شعر کا خیال ہوا

ترے شہید کے جیب کفن مین اے قاتل
گلال سے بھی ہے رنگ عبیر لال ہوا

بلند خاک نشینی نے قدر کی میری
عروج مجھکو ہوا جب کہ پائمال ہوا

غضب مین یار کے شان کرم نظر آئی
بنایا سرو چراغان جسے نہال ہوا

یقین ہے دیکھتے صوفی تو دم نکل جاتا
ہمارے وجد کے عالم مین ہے جو حال ہوا

وہ ناتوان تھا ارادہ کیا جو کھانے کا
غم فراق کے دانتون مین مین خلال ہوا

کیا ہے زار یہ تیری کمر کے سودے نے
پڑا جو عکس مرا آئینہ مین بال ہوا

دکھائی تھی نہ تمھین چشم سرمگین اپنی
نگاہ ناز سے وحشت زدہ غزال ہوا

دہان یار کے بوسہ کی دل نے رغبت کی
خیال خام کیا طالب محال ہوا

رہا بہار و خزان مین یہ حال سودے کا
بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا

جنون مین عالم طفلی کی بادشاہت کی
کھلونا آنکھون مین اپنی ہر اک غزال ہوا

سنا جمیل بھی تیرا جو نام اسے محبوب
ہزار جان سے دل بندہ جمال ہوا

لکھا ہے عاشقون مین اپنے تونے جسکا نام
پھر اُسکا چہرہ نہین عمر بھر بحال ہوا

گنہ کسی نے کیا بھر بھر آیا دل اپنا
عرق عرق ہوئے ہم جس کو انفعال ہوا

ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
گمان و وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا

کمال کونسا ہے وہ جسے زوال نہین
ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا

تمھاری ابروے کج کا تھا دوج کا دھوکا
سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا

دیا جو رنج ترے عشق نے تو راحت تھی
فراق تلخ ہے تو شیرین مجھے وصال ہوا

وہی ہے لوح شکست طلسم جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہوا

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا
غیرت نے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا

ہاتھون نے جو مہندی کو گلستان سے نکالا
سُرمہ کو اُن آنکھون نے صفاہان سے نکالا

کالی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مہندی
یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا

سوزن نے کیا خار کف پا سے جو باہر
گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا

باتین سُنین اللہ کی مشتاق تھے جس کے
مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا

جھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ
کھنچوا کے مجھے گنج شہیدان سے نکالا

گردن مری اے دست جنون تونے جھکائی
آزاد کیا بند گریبان سے نکالا

کیونکر وہ شہ حُسن کرے چین جبین دور
طغرا کو کسی نے نہین فرمان سے نکالا

وحشت نے کیا خانۂ زنجیر سے باہر
صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا

مسّی کا نہین رنگ لب یار کے اوپر
ظلمت نے ہے چشمۂ حیوان سے نکالا

دیوانہ ہوا دیکھ کے پریون کی ادائین
وحشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا

اے حُسن محل دونون کو بھاجو ترا مین
الفت کا مزا گبر و مسلمان سے نکالا

ہر چند کہ کاوش رہی مضمون میں اُس کے | پانی نہ ترے چاہِ زنخدان سے نکالا
لٹکایا ہے زلفون کو اُنھون نے بھی تری طرح | پریون نے بھی ہے سلسلہ انسان سے نکالا

نالان رہے ہم کوچۂ محبوب میں آتش
بلبل نے بکار اپنا گلستان سے نکالا

وصل کی شب رنگ گردون نوع دیگر ہو گیا | شام سے یار اور میں جامے سے باہر ہوگیا
عیسیٰ مریم وہ لعلِ روح پرور ہوگیا | روے زیبا حسنِ یوسف سے پیمبر ہوگیا
ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہوگیا | دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہوگیا
اُس شہِ خوبان کو جب لکھا عریضۂ شوق کا | اس قدر لوٹا ہما اُس پر کبوتر ہوگیا
تختۂ نرد عشق دل کھیلا جو حُسنِ یار سے | اُٹھ گئے ایسے مرے چھکّے کہ ششدر ہوگیا
منتخب تو نے کیا لے کر قلم کو ہاتھ میں | صاد تیرا شعر کے چہرہ کا زیور ہو گیا
روح کو تفریح ان دانتون کے دیکھے سے ہوئی | آب گوہر سے ہرا دل کا صنوبر ہوگیا
کوچۂ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم | بوے سُنبل سے دماغ جان معطر ہوگیا
جنبش اُن مژگان نے کی پھیر چھری سی حلق پر | مرغِ بسمل کی طرح آخر تڑپ کر ہوگیا
عشق کا قصہ کہین گے ہم حضورِ شاہِ حُسن | وقت شب دربار اگر اپنا مقرر ہوگیا
کو بکو پھرتا ہون میں خانہ خرابون کی طرح | جیب سودے کا ترے سر میں مرے گھر ہوگیا
رتبۂ سُنبل کو ہم پہونچا خس و خاشاک کا | پیش زلفِ یار مٹی مشک و عنبر ہوگیا
صورتِ قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی | اپنی آنکھون میں ہلالِ عید خنجر ہوگیا
قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتل فقیر | نقش جانبازی کا اپنی اُس کے دل پر ہوگیا
چھوٹ کر مرجع سے اپنے پڑ پریشان حال طرح | بھول کر گھر کو تباہی میں کبوتر ہوگیا
بوجھ ہے تحمل کا قاتل سے اُٹھنے کا نہین | طولِ شرحِ شوق سے مکتوب دفتر ہوگیا
لعل و گوہر اس لب و دندان سے کھوے گئے | پانی پانی اُس طلائی رنگ سے زر ہوگیا
فکرِ رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے | برگِ گل صفحہ رگِ گل نقشِ مسطر ہوگیا
گوشِ عارف میں یہ گورستان سے آتی ہے صدا | آسمان ہے وہ زمین کے جو برابر ہوگیا

آنکھ سے دیکھا سنا کرتے تھے صحبت کا اثر
تیری گردن میں صراحی دار گوہر ہو گیا

قتل عاشق کا اشارہ تو تم ابرو سے کرو
تیغ ہے پیدا جو خونریزی کا جوہر ہو گیا

کشورِ دل کو کیا غارت خطِ شبرنگ نے
گردِ لشکر میں جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا

تیرے پہلو سے جدا ہوتے ہی اے آرامِ جان
استخوان جو تھا مرے پہلو میں خنجر ہو گیا

خطبۂ بلبل نے پڑھا تیرے بہارِ حسن کا
نام گلبن سنتے تھے جس کا وہ منبر ہو گیا

شوقِ خودبینی ہوا تجھکو جو اے سلطانِ حسن
آئینہ تمثال سے تیرے سکندر ہو گیا

سامنا جو پڑ گیا ہوش اڑ گئے بیخود ہوا
جامِ چشمِ یار بیہوشی کا ساغر ہو گیا

ایک الف سے قد کے سودئین ہوا آتش فقیر
چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

شادمانی میں نے کی غم جس قدر افزون ہوا
بادۂ گلرنگ سے سمجھا اگر دل خون ہوا

گل سے رنگین تر ہمارے شعر کا مضمون ہوا
سرو سے سرسبز اپنا مصرعۂ موزون ہوا

کاکلِ مشکین کے سودے سے ہوا مین سر بجیب
سانپ نے کاٹا تو مجھکو نشۂ افیون ہوا

موسمِ گل کی ہوا نے دور کی قیدِ لباس
زائل اعجازِ جنون سے عقل کا افسون ہوا

مغز کے بدلے بھرا سودا جو عشقِ یار کا
کاسۂ سر پردہ پوشی کے لئے واژون ہوا

پھرتے پھرتے جستجوے گوہرِ مقصود میں
بیٹھ کر رویا گھڑی بھر میں جہان جیحون ہوا

حکم سے اُس کے کیا جو قتل مجھکو بے گناہ
یار کا شاکر تو میں جلاد کا ممنون ہوا

خون کیا غربت میں دل اپنا وطن کی یاد میں
شہر میں آئے تو داغِ لالۂ ہامون ہوا

اے جنونِ عشق کالے کا اثر رکھتا ہے تو
گل ترے آگے چراغِ عقلِ افلاطون ہوا

تول دیکھا ہنے میزانِ خرد میں بارہا
سر فنا موزون ہوا قدِ یار کا موزون ہوا

گاہ گریان گاہ خندان گاہ نالان گہ خموش
عشق کے نیرنگ سے حال اپنا گوناگون ہوا

آرزومندِ شہادت مر گئے حسرت سے یار
بگینہ جب تیغ سے تیری ہمارا خون ہوا

فکرِ رنگین نے اُسے باندھا مسی کی طرح سے
سامنے دزدِ حنا کا جب کوئی مضمون ہوا

یار جب آیا وہ ترک اُڑنے لگا بے اختیار
رنگِ روے امرے محبوب کا گلگون ہوا

تنگئ گور اسکی راحت کے لئے آغوش حور
داخل جنت تمہارے کوچہ کا مدفون ہوا

دیدۂ فرہاد سے شیرین ادا دیکھا کیا
ناز لیلیٰ جب کیا تمنے تو مین مجنون ہوا

غائب آنکھون سے خیال یار ای آتش نہ ہو
جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا

دوست تھا لازم ہی ماتم تمکو مجھ مایوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہے مقام افسوس کا

خار آنکھون مین ہین گل باغ جہان کے تجھ بغیر
دل نہین لگتا کسی صورت ترے مانوس کا

مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ
سر مین سودا لے چلے ہین یار کے پابوس کا

مے سر بازار پیکر ہو نہ رسوا اے صنم
توڑنا اچھا نہین ہی شیشۂ ناموس کا

موسم گل کی ہوا بلوا اگے مے رکھتی ہی مست
رقص دکھلا دیتا ہی ابر کرم طاؤس کا

پائمالی کا تیری جب گذرتا ہے خیال
کہنے لگتا ہی دل اپنا ذکر یا قدوس کا

عالم مستی مین چلتا ہے جو تیری چال یار
اپنی آنکھون پر قدم پڑتا ہے اُس طاؤس کا

سرو پر ہوتا ہے آنکھون کو قد بالا کا شک
دیتی ہے دھوکا قبائے گل ترے ملبوس کا

روشنی شمع رکھتا ہے خیال روے یار
منزل دل پر ہے عالم گنبد فانوس کا

کچھ نہین سنتا خبر جاکر کہے کیا یار سے
دم خموشی سے ہماری بند ہے جاسوس کا

چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہے ہر طرف
پردہ ہے اے شمع رو یہ وہ ترا فانوس کا

آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہی خوشی
عید ہے جس روز چھپکا ماہ ہوا محبوس کا

حُسن مین تیرے خدا کی شان ہی اے نازنین
دیکھکر بت تجھکو نالا کرتے ہین ناقوس کا

ایک شاہ حسن کی فرقت مین دل ہتا ہے
سینہ کوبی مین ہمارے غلغلہ ہے کوس کا

ڈھونڈھتی ہین آنکھین اُس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہے دل شرف حاصل کرے پابوس کا

بوسہ جب مانگون تو منہ کو پھیر لیتے ہین بت
صورت اچھی ہی سخی کی دل مگر منحوس کا

موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف شراب
پردہ کھلجاتا ہے آتش زاہد سالوس کا

آگیا مجھکو پسینا جب کوئی ملزم ہوا
خاک مین مین مل گیا جو سر کسی کا خم ہوا

یادِ فصلِ گل میں آنکھوں کا عجب عالم ہوا — اشک جو مژگان سے ٹپکا قطرۂ شبنم ہوا
مردے بھی دیکھے سے تیرے یار زندہ ہو گئے — جان میں جان آگئی دم میں ہمارے دم ہوا
نغمۂ بلبل کی خاطر کان تو رکھتا ہے گل — گوش صوفی سے سنا توحید کا عالم ہوا
نزع کی حالت ہے سن رکھیے وصیت مہرباں — روح ہو گی شاد اگر تمکو نہ اپنا غم ہوا
اُس پری رو نے کئے سودا کے زلف آزاد اسیر — سلسلہ سوداز دوں کا درہم و برہم ہوا
جب نظر آیا کوئی رخسار آئینہ سے صاف — دم بخود میں رہ گیا سکتے کا سا عالم ہوا
کر دیا صاف آئینہ سے مصقلی نے عشق کے — دل مرا حسن و جمال یار کا محرم ہوا
بوئے گل سے بد دماغ اس نازنیں کو جب سنا — اس قدر چھینکے کہ نتھنوں میں ہمارے دم ہوا
چشم وحدت بیں سے سیر عالم کثرت جو کی — ذرہ بھی اپنی نظر میں نیرِ اعظم ہوا
کالے کے کاٹے کی لہر آنے لگی بے اختیار — سونگھنا اُس گیسوئے مشکیں کا مجھکو سم ہوا
ہاتھ میں رکھنے سے تیرے قدر انگشتر کھلی — نام اقدس سے نگین تاج ہر خاتم ہوا
دوسرا ہمسایہ پایا جب کوئی ہمدرد دوست — زخم پر اپنے نمک کافور کا مرہم ہوا
ایک بوسہ مانگتے پردے کے لاکھوں گالیاں — بخل میں قارون سخاوت میں وہ بت حاتم ہوا
جب رہا عقدہ کھلا جس کو دہان یار کا — ہو گیا وہ گنگ جو اس راز کا محرم ہوا
مر گیا سودائے گیسوئے مسلسل میں جو میں — خانہ زنجیر میں چالیس دن ماتم ہوا
جلوۂ یوسف دکھایا حسن روئے یار نے — وہ لب جان بخش نور دیدہ مریم ہوا
پھر گئے آنکھوں میں مشتاق گذشتہ نشہ میں — دور جام مے میں اکثر ذکر خیر جم ہوا
زور مردانہ اکھاڑا ہے اکھاڑا عشق کا — چار دن کشتی لڑا جو اس میں وہ رستم ہوا
عاشقوں سے جھک کے کب ملتا ہے وہ بالا بلند — قمریوں سے سرو کا کس دن اکڑنا کم ہوا
دیکھیے پھانسی مجھے بے تقصیر گو گیسوئے یار — گردن اہل ندامت کی طرح سے خم ہوا

شعر رنگین میرے بلبل نے جو اے آتش پڑھے
چہرۂ گل پر پسینا قطرۂ شبنم ہوا ۱۲

قبضہ ہے اس پر تمھارے حسن سے خونریز کا — کام ابرو کے اشارے سے ہو تیغ تیز کا

کشتہ ہے سو جان سے دل نرگس خونریز کا — سر کو سودا ہے تری زلف بلا انگیز کا
جب لب شیرین سے گالی دی ہے ہمکو یار نے — ذائقہ حاصل ہوا ہے شہد زہر آمیز کا
تا ابد دل کو نہ بھولے گی ملاحت یار کی — عشق ہے روز ازل سے حسن شور انگیز کا
بے ستون جیسے بنا کھود اس کو ہیلے کوہکن — دل مین شیرین کے ہوا ہے وہ جو گھر پرویز کا
چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے — دل کو لہراتا ہے جوبن سبزۂ نوخیز کا
عاشقون کے خون مین نہلا کے تیغ یار نے — رنگ گلگون کر دیا اس ماہ کے شبدیز کا
نشہ مین دکھلا کے آنکھین قتل کرتا ہے وہ ترک — کام کرتی ہے شراب تند تیغ تیز کا
کھولتی آنکھین نہین اکدم تجھے ای شہسوار — یاد تیری دل سے رکھتی ہے خلش مہمیز کا
جب سے دکھلایا ہے آنکھون نے ترا حسن شباب — نشہ رہتا ہے ہمین اک ساغر لبریز کا
کم نہین عباسیون سے معندہ پردار غیر — توڑ دے دکھلا کے آنکھ ابر غضب چنگیز کا
مہربانی حال پر میرے نہ فرمائین طبیب — درد سر ہوگا نہ مجھ بیمار سے پرہیز کا
خط نہ لکھا یار نے اچھا کیا تھا ناگوار — ہاتھ سے قاصد کی آنا اسکی دستاویز کا
صور اسرافیل کا پھکنا اسے افسانہ ہے — کشتہ ہے جو تیرے بالائے قیامت خیز کا

مین کنایہ کی کسی سے گفتگو کرتا نہین
ناگوار آتش ہے سننا حرف طنز آمیز کا

باغ عالم مین نہین کون ثنا خوان تیرا — ذکر کرتا ہے ہر اک مرغ خوش الحان تیرا
کوئی تجھسا نہین لاثانی ہے تو ای محبوب — حق تو یہ ہے کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا
گل کو خوش رنگی مین نسبت رخ روشن سے نہین — طرۂ سنبل سے ہے گیسوے پریشان تیرا
جلوۂ حسن نے دریا کی دکھائین لہرین — ہاتھ مہندی سے ہوا پنجۂ مرجان تیرا
تو ہے محبوب سے ادنی ہو کہ اعلی اس مین — دم بھرا کرتا ہے مور اور سلیمان تیرا
لالہ ہی اک نہین ای یار غلام داغی — سرو آزاد بھی ہے بندہ احسان تیرا
جان شیرین سے بھرے دل کو تمنا ہے یہی — آب شیرین کے عوض چاہ زنخدان تیرا
بات بے مصلحت وقت نہین تو نے کی — عین حکمت ہے وہ جو کچھ کہ ہے فرمان تیرا

کون عالم میں ہے ایسا جو نہیں سر بسجود
کس کی گردن کو جھکاتا نہیں احسان تیرا

باغ عالم میں ترے دم سے ہے اپنی مستی
چلتے ہیں سونگھ کے ہم سیب زنخدان تیرا

خوش بیان لائے ہیں ایمان کلام اقدس
کلمہ پڑھتے ہیں وہ سنتے ہیں جو قرآن تیرا

جسم خاکی سے ہے دشوار رسائی تجھ تک
گرد اُڑ کر نہیں چھو سکتی ہے دامان تیرا

بانٹ جاہے جب دولت دو جہان کی ہے دوست
جانتا تیرے سوا کچھ نہیں خواہان تیرا

عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر
پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا

نیت اہل توکل ہے کرم نے بھر دی
سیر نعمت سے دو عالم کی ہے مہمان تیرا

چھوڑتا عاشق شیدا نہیں بے قتل کئے
تیغ عریان کی طرح حسن ہے عریان تیرا

کس پری رشک کا دیوانہ ہے تو اے آتش
چاک رہتا ہے مرے یار گریبان تیرا

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آ کر رہ گیا
کہنیون تک آستینون کو چڑھا کر رہ گیا

باغ میں میں بلبلون کو جو اُڑا کر رہ گیا
خندہ زن گل ہو کے غنچہ مسکرا کر رہ گیا

ہو چکی تھی میرے نالون سے قیامت آشکار
خواب سے سر فتنۂ محشر اُٹھا کر رہ گیا

کاروان یارون کا پہونچا منزل مقصود میں
میں بگولے کی طرح سے خاک اُڑا کر رہ گیا

بڑھ چکے تھے دست گستاخ اُس کمر کے درمیان
شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہ گیا

سوزش دل سے جلے لیکن زبان نے اُف نکی
صورت تبخالہ دل ہونٹون پر آ کر رہ گیا

کر چکی تھی موسم گل کی ہوا نشتر طلب
خون جنبتا تھا بدن میں جوش کھا کر رہ گیا

جب کسی لیلی شمائل کا سُنا کانون سے ذکر
بید مجنون کی طرح میں تھرتھرا کر رہ گیا

ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو مجھ پا نہیں
پانی پانی ہو گیا آنسو بہا کر رہ گیا

شہر خوبان میں رہا کرتا ہون میں خانہ بدوش
شب ہوئی جس کوچہ میں بستر لگا کر رہ گیا

جب نہ رستہ تھا دلا فکر دہان یار میں
دل اُٹھنا تھا جگہ محبت کی پا کر رہ گیا

ٹھوکرون سے راہ کی از بسکہ حالت غیر کی
پاؤن اپنا یار کے کوچے میں جا کر رہ گیا

سامنا شوق شہادت نے کیا چھوٹا جو تیر
جب کھنچی شمشیر میں گردن جھکا کر رہ گیا

تو نے منہ پھیرا سوال بوسہ پر مجھسے جو یار — ہونٹھ کیا کیا اپنے دانتوں سے چبا کر رہ گیا

شمعسان اظہار کا یارا نہ آتش کو ہوا
سرگذشت اپنی زبان تک اپنی لا کر رہ گیا

شب وصل تھی چاندنی کا سمان تھا — بغل میں صنم تھا خدا مہربان تھا
مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی — سحر تک مہ و مشتری کا قران تھا
وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی — زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا
نکالے تھے دو چاند اُس نے مقابل — وہ شب صبح جنت کا جس پر گمان تھا
عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل — فرحناک تھی روح دل شادمان تھا
مشاہد جمال پری کی تھین آنکھین — مکان وصال اک طلسمی مکان تھا
حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی — کھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا
کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا — کمر کی طرح سے جو غائب دہان تھا
حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی — نہان جس کو سمجھے ہوئے تھے عیان تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

دل شب فرقت میں ہے از بسکہ خواہان مرگ کا — اشتیاق یار سے افزون ہے ارمان مرگ کا
چاہیے خال پری پھر سپند چشم غول — یہ چراغ گور ہے مجھسے بیابان مرگ کا
موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف جنون — دیتی ہے پیغام تنگی گریبان مرگ کا
کیا بیان درد دل مثل اطبا کیجیے — کچھ کسی سے ہو نہین سکتا ہے درمان مرگ کا
جب کہا مرجاوے گا اپنے گلے کو کاٹ کر — سن کے فرمایا نہین مختار انسان مرگ کا
حسرت تازہ تمنائے اجل نے مجھکو دی — جب کہین دکھلا دیا مین نے سامان مرگ کا
اس قدر گردون مری قید گریبان سے ہے تنگ — پھر نچھوڑون ہاتھ آگر آجائے دامان مرگ کا
دانت ملتے ہین ہوئے ہین موئے سر سالے سفید — گور ہنستی ہے سمجھکر مجھکو شایان مرگ کا
شام ہوتے ہی شب فرقت مین آنکلے اگر — صبح محشر تک رہے گا مجھ پر احسان مرگ کا

کیون نہ اے آتش جوانون کی طرح باندھون کمر
پیر ہون درپیش ہے طے کرنا میدان مرگ کا

روے مژہ ان آنکھون نے دل کو دکھا دیا
صیاد نے شکار چھری سے لڑا دیا

تشبیہ دی جو چہرۂ قاتل کی خال سے
گولی نے بے تفنگ نشانہ اڑا دیا

کافر سے بھی نہ ہو جو کیا ناز حسن نے
عاشق کے دل کو توڑ کے کعبہ کو ڈھا دیا

دل دے کے بوسہ لب لعلین کیا خرید
بازار عشق مین سے یہ آکر لیا دیا

ٹھہرا حضور یار نہ ماہ چہاردہ
دن ہو گیا نقاب جو شب کو اٹھا دیا

قہر خدا ترا دہن تنگ ہے صنم
بجلی گرائے گا جو کبھی مسکرا دیا

تل کیا بنایا یار نے روئے صبیح پر
فرعون کو تخت عاج کے اوپر بٹھا دیا

ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا
سُنکر اسے گلال سا تم نے اڑا دیا

سودائے زلف یار کی سر مین جگہ ہوئی
دام بلا مین دل کو قضا نے پھنسا دیا

بے داغ ہونے نے رخ پر نور یار کے
داغ جبین کا ماہ کو دھبہ لگا دیا

احسان مانو حسن خداداد کا بتو
پتھر تھے تم کو شیشہ سے نازک بنا دیا

خط سے رہا نہ حسن رخ یار کا فروغ
بجھنے نے اس چراغ کے دل کو بجھا دیا

پوچھا ہے عارفون سے جو ہمنے مکان یار
آنکھون کو بند کر کے ہے دل کا پتا دیا

مغرور ہو نہ حسن جوانی پہ آدمی
پیری نے آسمان کی کمر کو جھکا دیا

خلخال پائے یار سے ہے یہ صدا بلند
غافل جو سوتے تھے انھین ہمنے جگا دیا

اللہ رے شوق دل کو زنخدان یار کا
غش آگیا جو سیب کسی نے دکھا دیا

آتش خرام یار بھی ہے دولت کثیر
اکسیر تھا وہ خاک مین خس کو ملا دیا

شوق اگر کوچۂ محبوب کا رہبر ہوتا
گام اول مین قدم کعبہ کے اندر ہوتا

گوش خوبان مین لٹکتا جو مین گوہر ہوتا
زر جو ہوتا تو حسینون ہی کا زیور ہوتا

حق ہے اے جان کہ تجھسا نہین دلبر ہوتا
دل عالم مین نہین تیری طرح گھر ہوتا

نہین معلوم اُنھین دلجوئی نہین جو کرتے
کہ ثواب اس کا ہے سو حج کے برابر ہوتا

اس قدر اہل جہان کو ہے محبت زر سے
پیٹ مین مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا

اُس پری تک جو خط شوق مرا لے جاتا
تاج ہُدہُد کے سزاوار کبوتر ہوتا

خال کی بو بھی ہے اُس رُخ کے پسینے کے تلے
شامل عطر ہے فی الواقعہ عنبر ہوتا

توڑتا پانون کو جو تخت کی خواہش کرتے
کاٹتا سر کو اگر مائل افسر ہوتا

قابل دید ہے ہر چند صفا سے وہ رُخ
آئینہ تھا جو مروت کا بھی جوہر ہوتا

بحر ہستی مین نظر آتے نہ مانند حباب
خالی اک لحظہ ہوا سے جو ترا سر ہوتا

میٹھی باتون کا عجب کیا ہو دہن سے اُن کے
بیشتر لبتہ ہے آلودہ شکر ہوتا

میرے زندان مین کرم باد بہاری کرتی
نکہت گُل کی طرح جامے سے باہر ہوتا

جام بھر بھر کے مے ناب سے دیتا جمشید
آئینہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

گرد پھرتا کبھی آغوش مین لیتا گاہے
یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا

تیری فرقت مین شب ای ترک یہ تنگ آیا تھا
چیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا

عشق ہو بندگی حسن سے کیونکر باہر
دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا

ساغر مے کا طلبگار رہین ای ساقی
دونون آنکھون سے تری مست دو ساغر ہوتا

باغ بے یار جو جاتا تو پئے غارت دل
تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا

باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہو
لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا

سوزش عشق مین یہ دل ہی ہو قائم آتش
پانی ہو ہو کے بہا کرتا جو پتھر ہوتا

ردیف بائے تازی

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دور آفتاب
روبروے یار ہے اک قرص کافور آفتاب

یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ
دیدۂ خفاش کو کرتی ہے بے نور آفتاب

منہ نہ دیکھا ہو ترا اس رشک سے جلتا ہو نہین
ای صنم جب پوجتے ہین گبر مغرور آفتاب

ہر طبیعت میں تبان ہر طاقت کی نہیں — سبز کر دیتا ہے کیونکر تاک انگور آفتاب

نیش سے لگتے ہیں ہجر یار میں تار شعاع — آسمان نیلگون چھپتا ہے زنبور آفتاب

داغ پہلو ہے جو پہلو میں وہ مہ پیکر نہ ہو — چشم حربا میں پری بن جائے یاور آفتاب

حسن غازہ گر سے نسبت کون دیتا ہے اسے — تابہ کہ ہیں ہے پیش روئے پر نور آفتاب

بام پر وہ مہر وش آتا ہے صبح عید ہے — پردۂ شب سے نہ نکلے تا بہ مقدور آفتاب

سر بلندوں کے لئے ہے عیب بھی آتش ہنر
آسمان کا داغ پیشانی ہے مشہور آفتاب

چھین سکتا ہے کوئی جائے خیال یار خواب — تیری قسمت میں نہیں اے دیدۂ بیدار خواب

حالت بد میں نہیں کوئی کسی کا آشنا — کوچ کر جاتا ہے پیش از مردن بیمار خواب

پر تو ہے یہ مگر حسن لطیف یار کا — آنکھ میں ہے پر نظر آتا نہیں زنہار خواب

دیدۂ خانہ خراب اب روتے روتے چھوٹ جائیں — آ گیا پانی ہی ہوئے انتظار یار خواب

دامن دایہ اسے شاید کہ سمجھا کوہکن — جلتے ہی آیا میان دامن کہسار خواب

سایۂ طوبیٰ میں لے چل مجھکو اے خواب اجل — کیجئے تا چند زیر سایۂ دیوار خواب

خفتگان مجھکو نظر آتے ہیں مو لیسے پڑے — صبح تک دکھلاتی ہے یہ چشم شب بیدار خواب

بعد مردن بھی نہوں گے نیند روزن کیطرح — میری آنکھوں سے بہت کھاتا ہے ننگ و عار خواب

زیست میں راحت کو کیا رؤں نہیں بعد مرگ بھی — گور میں آنے نہ دیگا وعدۂ دیدار خواب

وقت شب ہو بادہ ہو تنہا مکان یار ہو — کس کو دکھلاتا ہے ایسا طالع بیدار خواب

نیند آتی ہے مرے جاتے ہی آتش یار کو
ہو گیا ہے جان کو میری عذاب آزار خواب

کیا دیجئے گا عاشق دلگیر کا جواب — خاموشی کے سوا نہیں تقصیر کا جواب

آئینہ لے کے صنعت اسکندری کو دیکھ — تصویر ہے کھنچی ہوئی تصویر کا جواب

مژگان یار تیر ہیں ابرو کمان ہے — نے اس کمان کا مثل نہ اس تیر کا جواب

خط دیکھے کہیو اب کی زبانی یہ نامہ بر — تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب

اللہ جانتا ہے اسے خوب کیا کہون
میرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب

زندان مین شب کو ڈر کے جو اُسنے کیا ہے غل
مین نے دیا ہے نالۂ زنجیر کا جواب

لکھتا ہون بیت ابرو محبوب کی جو شرح
شمشیر کھینچتا ہون مین شمشیر کا جواب

گویا زبان شعلہ سے ہرگز ہوئی نہ شمع
تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب

آتش کہان تک اپنے نوشتہ کو روؤن مین
لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

خط سے اُس رُخ کا حل ہوا مطلب
شرح سے متن کا کھلا مطلب

تو وہ مرجع ہے جس سے رکھتے ہین
کافر و رند و پارسا مطلب

منزل گور مین وصال ہوا
گوشہ مین چھپ کے ہو گیا مطلب

التجا ہے یہی زبان سے مجھے
گوش سے ہو نہ آشنا مطلب

بیت ابرو کی کیا کرون تعریف
سوجھتا ہے نیا نیا مطلب

دہن زخم کشتگان سے ہے
میرے قاتل کو مرحبا مطلب

برہمن سے نہ پوچھا اک بت نے
کیا ہے اے بندۂ خدا مطلب

بند خط اُس نے پھاڑ کر پھینکا
ہم نے جب کھول کر لکھا مطلب

اے شہ حسن ہم فقیرون کو
ہے زبان سے تری دعا مطلب

دہن و زلف کا مین مائل تھا
کبھی اُلجھا کبھی رُکا مطلب

حسن سے عشق کون کرتا ہے
کس کو ہے درد بے دوا مطلب

فتنہ پردازِ چشم کو اُس کی
مکر منظور ہے دغا مطلب

جو کہ شاکر ہوا مکدر ہے
خط پیشانی کا پڑھا مطلب

شاعر حال گو تھا مین آتش
میرے ہر شعر مین بندھا مطلب

زعم مین اپنے یہ نافہم جو اُستاد ہین سب
معترض ہوجیے تو قابل ایراد ہین سب

صورت سیل یہ خوش رو ستم ایجاد ہین سب
خانہ بربادی احباب کی بنیاد ہین سب

مکتب عشق مین جو ہین وہ فلاطون حکمت
کوئی شاگرد کسی کا نہین اُستاد ہین سب

آج کل چاہنے والون سے خفا ہے وہ شوخ
مستحقانِ کرم موردِ بیداد ہین سب

سوزِ دل سے ہین سایہ کی طرح سے ہمراہ
رنج و اندوہ و ملال اپنے یہ ہمزاد ہین سب

قطع ہو جائے اگر سلسلۂ مہر و وفا
ہر گرفتار نہین ہے کوئی آزاد ہین سب

دفترِ عشق بھی کیا دفترِ خوش طالع ہے
نظری فرد نہین اس مین کوئی صاد ہین سب

عشوہ و غمزہ و بدمذہب و ناز و انداز
واسطے تیرے گنہگارون کے جلاد ہین سب

آفتِ جان نہین ہو کونسا اُن مژگان کا
خلش و کاوش و پرخاش کی بنیاد ہین سب

شوق ہے دل مین تو آنکھون مین تصور اُس کا
منزلین جادۂ محبوب کی آباد ہین سب

صاف آئینہ سے ہین تیغ سے خونریز لگ
ان حسینون مین غرض جوہرِ فولاد ہین سب

کونسا دل ہے نہین جسمین غمِ عشق اے حسن
خوگرِ آہ و فغان نالہ و فریاد ہین سب

کیا تماشا ہے جو وہ سروِ رواں آنکلے
قد کشی کرنے کو استادہ تو شمشاد ہین سب

جگر و دیدہ و دل کا مین کہون کیا احوال
نامراد ان مین سے ہر ایک ہے ناشاد ہین سب

عاشقِ خستہ ترے ہجر سے تنگ آئے ہین
آشنا دوا کی ہے صدا سائلِ امداد ہین سب

آئینہ رو کے حسینون نے نہ زلفین رکھین
دام مین اپنے اسیر آپ یہ صیاد ہین سب

تو جو لیلےٰ ہے تو مجنون ہین ترے دیوانے
تو جو شیرین ہے تو عاشق ترے فرہاد ہین سب

صورتین کشتون کی اپنے نہین بھولا قاتل
خواب دیکھے ہین جو یوسف نے مرے یاد ہین سب

اس جفا جو کو نہین قدرِ وفاداری کی
رائگان محنتین ہین کوششین برباد ہین سب

دل نہ کیونکر ہو حسینانِ جہان پر مائل
غیرتِ حور ہین سب رشکِ پریزاد ہین سب

قامتِ یار ہے بانیِ قیامت آتش
فتنہ پردازیان اس چشم کی ایجاد ہین سب

ردیف بائے فارسی

بہتر دکھائی دین کہین شمس و قمر سے آپ
دیکھین جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ

ہوتے ہین گوش زد لب شیرین سے حرفِ تلخ
اپنے دہن کو صاف کرین نیشکر سے آپ

دربان غریب خاک کرے عرض باریاب
کانون کو بند کرتے ہین میری خبر سے آپ
فریاد عاشقون کی گوارا نہ کیجیے
واقف نہین ہین آہ و فغان کے اثر سے آپ
آئینہ نے جو زلف کا عالم دکھا دیا
دیکھین گے راہ شام کی صاحب سحر سے آپ
خط نے غرورِ حسن کو کھویا ہے مہربان
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ
اُس نازنین کو دیکھ کے کہتے ہین غیب دان
کچھ نازکی مین کم نہین اپنی کمر سے آپ
آئینہ دیکھنے کا کہان ہے تمھین دماغ
زلفون مین شانہ کرتے ہین کس دردِ سر سے آپ
اچھا ہون یا بُرا ہون تمھارا ہون جو کہ ہون
آگاہ ہین غلام کے عیب و ہنر سے آپ
کیا کیا ہمارا طائرِ دل ہے پھڑک رہا
کس دن شکار کھیلنے نکلین گے گھر سے آپ
ہوش ایسے اُڑ گئے ہین خبر کچھ نہین رہی
آئے ہین کس طرف سے گئے ہین کدھر سے آپ
بدنام ہو گئے تم بھی جو رسوا کیا ہمین
ہے خیر اسی مین باز رہین اب بھی شر سے آپ
زاری بھی کر کے اپنے نصیبون کو دیکھ لین
ہاتھ آئے زور سے نہ تو ہم کو نہ زر سے آپ
خانہ خراب عشق جو میری طرح کرے
ٹکرائین اپنے سر کو مرے سنگِ در سے آپ
آتش تمھارے گریہ مین ہوتا جو کچھ اثر
کرتے درخت خشک ہرے چشمِ تر سے آپ

ردیف تاے مثناۃ

تا صبح نیند آئی نہ دم بھر تمام رات
تو چکیان چلین مرے سر پر تمام رات
سونے نہ جاؤ فتنہ جگا کر تمام رات
وعدہ ہے میرے آپکے دن بھر تمام رات
اللہ ری صبح عید کی اُس حور کو خوشی
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات
گلشن مین آ گیا جو قدِ یار مجھ کو یاد
رویا مین زیرِ سایۂ صنوبر تمام رات
غفلت مین ہمنے عہدِ جوانی کو کھو دیا
اب بیٹھے ہاتھ ملتے ہین کھو کر تمام رات
کیا انتظارِ یار کی حالت بیان کرون
رستی ہے جان آنکھون کے اندر تمام رات
بے یار دل کسی سے نہ میرا بہل سکا
کیا کیا چمک کے نکلے ہین اختر تمام رات
کرنے دے کرتے ہین جو ہوسناک گرمیان
باقی پڑی ہے اے دل مضطر تمام رات

مارا ہے پھانسی دے کے مجھے زلفِ یار نے
ہوگا عذاب قبر مقرر تمام رات

اے ماہ چاردہ یہ گریز اب نہیں ہے خوب
پہلے کیا تھا کس لئے خوگر تمام رات

گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
کٹتی ہے ہجر یار میں کیونکر تمام رات

کھولے بغل کہیں لحد تیرہ روزگار
سویا نہیں کبھی میں لپٹ کر تمام رات

گنڈھی چڑھا کے شام سے وہ شوخ سو رہا
ٹیکا کیا میں سر کو پس در تمام رات

تا صبح گفتگو بھی نگاہوں میں یار سے
آنکھوں میں دشمنوں کی کیا گھر تمام رات

بے یار فرش گل مری آنکھوں میں خار تھا
لوٹا کیا میں کانٹوں کے اوپر تمام رات

دیوانہ کونسے صنم باوفا کا ہوں
زنداں میں میرے آتے ہیں پتھر تمام رات

دن کو تو چین لینے دے اے گردش فلک
کافی ہے مجھکو گردش ساغر تمام رات

راحت کا ہوش ہے کسے آتش بغیر یار
بالیں میں خشت خاک ہے بستر تمام رات

روز و شب ہنگامہ برپا ہے میان کوے دوست
ہڈیوں پر میری لڑتے ہیں سگان کوے دوست

حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی
ذکر کو جنت کے میں سمجھا بیان کوے دوست

تشنۂ خون جہان ہے یہ تو وہ قتال خلق
آفت جان ہیں زمین و آسمان کوے دوست

قاصد کشتہ نظر آتا ہے ہر مردہ مجھے
مجھکو گورستان کا ہوتا ہے گمان کوے دوست

ہمنشیں کہتے ہیں افسانہ سے آجاتی ہے نیند
ہجر کی شب میں سنوں گا داستان کوے دوست

رشک سے کہتے ہیں میں نے صاف سمجھا رقیب
صورت دیوار اگر دیکھی میان کوے دوست

نقش پائے غیر پاتا ہوں پس دیوار میں
آشنائے دزد نکلا پاسبان کوے دوست

قاصدوں کے پاؤں توڑے بدگمانی نے مری
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست

جادۂ رہ نقش قدم ہے خار رہ قزاق ہے
ہو چکے دشمن ہمارے رہروان کوے دوست

آتش اہل کربلا سے چلکے اب کہتا ہوں میں
اے خوشا طالع تمہارے ساکنان کوے دوست

تار تار پیرہن میں بھر گئی ہے بوے دوست
مثل تصویر نہالی میں ہوں یا پہلوے دوست

چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع میں مسین مطلع ہے صاف ابروے دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے نہیں اترے ابھی گیسوے دوست

دور گر دل کی کدورت ہو تو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینۂ صافی نے دکھایا روے دوست

واہ ری شانہ کی قسمت کس کو یہ معلوم تھا
پنجۂ شل سے کھلیں گے عقدہ ہاے موے دوست

داغ دل پر خیر گذری تو غنیمت جانیے
دشمن جان ہیں جو آنکھیں دیکھتی ہیں سوے دوست

دو مرین گے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلواروں میں شل ہو جائیگا بازوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب
خشت زیر سر نہیں یا تکیہ تھا زانوے دوست

یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہیں ہم
جب اڑاتی ہے ہواے تند خاک کوے دوست

اس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک خوے دوست

نظر آتا ہے مجھے اپنا سفر آج کی رات
نبض چل بسنے کی دیتی ہے خبر آج کی رات

جلوہ گر ماہ ہے خورشید لقا دلبر ہے
جمع ہیں گھر میں مرے شمس و قمر آج کی رات

بھولتا ہے کوئی بیتابی دل کا عالم
یاد آوے گی کل اے درد جگر آج کی رات

شام سے دل کو خیال رخ نورانی ہے
خواب میں مجھکو دکھا دیگی سحر آج کی رات

دو گھڑی بیٹھئے تکلیف جو کی ہے صاحب
بعد مدت کے تم آئے ہو ادھر آج کی رات

روشنائی میں میں پاتا ہوں عدم کی ظلمت
اے قلم چھوٹے نہ مضمون کمر آج کی رات

صبح ہوتی نظر آتی نہیں ہرگز آتش
بڑھ گئی روز قیامت سے مگر آج کی رات

رخ رنگین کا تصور ہے تماشاے بہشت
بند کر کھول کے آنکھوں کو نہ در ہاے بہشت

گل ترے چھلے کے اے حور ہیں گلہاے بہشت
دیکھنے آتے ہیں مشتاق تماشاے بہشت

کوچۂ حور لقا یار چھٹا ہے جب سے
ہاے جنت کبھی کہتا ہوں کبھی واے بہشت

رند ہوں مجھکو خرابات مغان جنت ہے
سر زاہد کو مبارک رہے سوداے بہشت

نہیں ملتا لب شیرین کا جو بوسہ نہ ملے
حور کے ہاتھ سے کھاؤں گا میں خرماے بہشت

وصلت حور کی ہر صبح دعا ہے مجھکو
روز اللہ سے کرتا ہون تقاضائے بہشت

عشق مین تیرے رہین اشکون سے آنکھین لبریز
یہی دو چشمے ہین دنیا مین دو دریائے بہشت

سائل کوئے حسینان ہون خدا سے اپنے
کافر عشق ہون مجھکو نہین پروائے بہشت

گل جنت سے ہے خوشرنگ وہ روئے رنگین
پست بالا کی بلندی سے ہے طوبائے بہشت

حکم سے اپنے جہنم مین جسے تو بھیجے
پھر وہ کافر ہے جو اُس کو ہو پروائے بہشت

داور حشر سے محشر مین کہون گا مین بھی
یہ گنہگار بھی رکھتا ہے تمنائے بہشت

محفل حور و شان کو یہی میری ہے دعا
مجھکو آباد رکھے انجمن آرائے بہشت

تیرے کوچہ کی ہوا اُس مین نہ چلتی ہوگی
مر کے بھی دیکھ لین مشتاق تماشائے بہشت

حور کی آنکھون سے شرمائی ہوئی ہین آنکھین
صورت یار کے دیوانے ہین شیدائے بہشت

دیکھے رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے
اسکی ہمچشم نہین نرگس شہلائے بہشت

عاشق ساقی کوثر ہون مین رندانہ آتش
مئے کوثر کے لئے ہے مجھے سودائے بہشت

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست
بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست

تیشہ سے حسب کرے گی تجھے پیرزن درست
صورت دکھائی دے گی مجھے کوہکن درست

منصور بھی جو ہون تو انا الحق کہین نہ ہم
اپنے طریق مین نہین یہ ما و من درست

سجدہ کرین تجھے بت و زنار توڑ کر
چاہین حقیقت اپنی اگر برہمن درست

رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان
ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست

حال شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا
نکلا نہ ایک اپنی زبان سے سخن درست

رکھتے ہین آپ پاؤن کہین پڑتے ہین کہین
رفتار کا تمھاری نہین ہے چلن درست

جو پہنے اُس کو جامۂ عریانی ٹھیک ہو
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست

عشاق و بوالہوس کو وہ پہچان جائین گے
چھپتی نہین ہے صورت بیمار و تندرست

صورت کا تیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ
نقشہ درست بینی و گوش و دہن درست

آرائش جمال کو مشاطہ چاہیے
بے باغبان کے رہ نہین سکتا چمن درست

جامہ یہ اس کے قطع ہوئی ہے قبائے ناز
ٹھیک اس کو جانے سمجھے اسے وہ بدن درست

آئینہ سے بنے گا رخ یار کا بناؤ
شانہ سے ہوگی زلف شکن در شکن درست

کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہیں
مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست

آئینہ رکھکے سجدہ میں اپنے جھکائے سر
بت کی طرح ترش کے جو ہو برہمن درست

بھاری نہ ہووینگی مجھے مجنون کی بیڑیان
مہر امام کا ہے پیرہن درست

برچھا دان ان کا عاشق و معشوق پر پڑے
برسون رہا معاملہ روح و تن درست

غربت زدون کے حال کا افسانہ چھیڑتے
ہوتی اگر طبیعت اہل وطن درست

طنز و کنایہ کی نہ رہے ہم سے گفتگو
اپنے شکستہ حال سے کیجیے سخن درست

مستون کے حلقہ سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا
اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجمن درست

مشق سخن نے بندش الفاظ حسب کی
سچ ہے یہ بات کرتی ہے ورزش بدن درست

دنیا سی خانگی کوئی ہوگی نہ بیسوا
شوہر سے اپنے رہتی نہ دیکھی یہ زن درست

قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹتے گلا
آراستہ ہے گور ہماری کفن درست

وہ رشک باغ سیر کو آتا ہے باغ مین
کہدو کہ ہو رہین گل و سرو و سمن درست

پانی نہ نکلے جس مین سے ناقص ہے وہ کنوان
نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست

آتش وہی بہار کا عالم ہے باغ مین
تا حال ہے دماغ ہوائے چمن درست

کونسی جا ہے جہان تیرے نہین اے یار مست
دیکھیے جس کوچہ مین بڑ مارتے ہین چار مست

کہہ کے یہ ساقی سے رکھتے ہین گرد دستار مست
سر برہنہ ہے جو مستون مین وہ ہے سردار مست

حسن کے نظارے سے ہوتی ہے کیفیت حصول
عشق رکھتا ہے ہمین بے بادۂ گلنار مست

فصل گل ہے ساقی یوسف لقا ہین ساتھ ساتھ
لالہ گون مے پیتے پھرتے ہین سر بازار مست

کون پوجے بت کو کس سے ہو سکے یاد خدا
اپنے اپنے حال مین ہین کافر و دیندار مست

حسن کی نیرنگ سازی سے عجب اسکا نہین
مست ہو ہشیار تجھکو دیکھکر ہشیار مست

سیکدہ مین نشہ کی عینک دکھاتی ہے مجھے
آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

زاہدون کی پنجگانہ سے فضیلت ہے اُسے
نشہ کے عالم مین کرتے ہین جو استغفار مست

ساقی و پیر مغان سے ملتجی ہوتے نہین
دیکھ لیتے ہین تری صورت ترے دیدار مست

دختر رز کے لیے ہوتا ہے اکدن کشت و خون
محتسب پر کھینچتے ہین آجکل تلوار مست

منکشف ہے مجھکو احوال خرابات مغان
میرے آگے کہتے ہین میخانہ کے اخبار مست

عام ہے سودا اتصار ے گیسوے پرپیچ کا
روز زنجیرون مین بجڑے جاتے ہین دو چار مست

زاہدان خشک کو کیفیت دنیا نہین
ساغر گل سے ہوے کس دن چمن مین خار مست

آگے آگے ہوکے یاد اُن کو دلا دیتا ہون مین
بھول جاتے ہین جو راہ خانہ خمار مست

خار خار دل کہے کس سے سنے بلبل کی کون
باغبان مست و صبا مست و گل گلزار مست

روشنیٔ دل سمجھتے ہین زلال بادہ کو
دردِ مے کو جانتے ہین غازۂ رخسار مست

ترک عادت ہے عداوت آدمی کیواسطے
مے ندی تونے تو اے ساقی ہوئے بیمار مست

ولہ آتش کیا زبان رکھتا ہے کیفیت کے ساتھ
سامعین ہوتے ہین سن سن کر ترے اشعار مست

آئینہ کی طرف نہین آتا خیال دوست
قربان شان حسن عدیم المثال دوست

پتلی ہوا ہے آنکھ کی اپنے خیال دوست
یان تو یہ حال ہے کہ نہین معلوم حال دوست

الطاف نامہ یار کا لے کر کرم کرے
صورت دکھاتے ہُدہُد فرخندہ فال دوست

حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز
ظاہر نہین ہوا ابھی ہم کو کمال دوست

سُن کر فسانہ یوسفؑ و یعقوبؑ کا کہا
کرتا ہے چشم یار کو روشن جمال دوست

اُن ابروون کے حسن کی تعریف کیا کرون
ماہ جہار رخ سے ہین بہتر ہلال دوست

یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی
شب کو رہا تصور روز وصال دوست

معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے اے کریم
وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست

دل پر یقین ہوتا ہے مجھکو امین کا
جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست

وہ قد ہے مثل سرو ہمیشہ بہار پر
اندیشہ خزان نہین رکھتا نہال دوست

رخسار سے صباحت کا نور ہے عیان
بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست

چین جبین یار سے بنتی ہے جان پر
ہوتا ہے ناگوار طبیعت ملال دوست

مریخ کی طرح سے ہے خونریز عاشقان
پہنے لباس سُرخ تو ہے حسب حال دوست

گر گر گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر
گردن کشون کے سر ہوئے ہین پائمال دوست

انداز جو ہے یار کا ہے مصلحت وہی
اک ایک سے ہے خوب جمال و جلال دوست

رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
تار نگہ سے اپنے بندھا ہے خیال دوست

دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے
آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثال دوست

مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجئے
اے یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست

رخسار یار پر ہو گئے آرزوئے خط
ہو رُو سیاہ اُس کا جو چاہے زوال دوست

خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح
دشمن پر اپنے مجھکو ہوا احتمال دوست

آتش یہ وہ زمین ہے کہ صائب نے ہے کہا
خوشتر ز گوشوارہ بود گوشمال دوست

ردیف تائے ہندی

گل کو قبا ہین کے تو اے کج کلاہ کاٹ
مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ

شوخی حسن کا ہے اشارہ یہی اُسے
صورت دکھا کے رنگ رخ مہر و ماہ کاٹ

نخچار کر دیا مجھے اے مار زلف یار
سوتے مین سو لیگے جاگتے مین خواہ کاٹ

عاشق ہون بوسہ آج کا کل پر نہ ٹال یار
روز ینہ فقیر نہ اے بادشاہ کاٹ

اس ترک سا ہے کوئی نسا خونریز دوسرا
کس کی کمر کی تیغ کا ہے بے پناہ کاٹ

کہتا ہے ہجر مین یہی اُس شمع رُو کا دھیان
تو رو دشتی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ

اے ترک تیرے قبضہ مین ابرو سی تیغ ہے
چُن چُن کے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ

موئے مژہ ہر ایک چھری ہے بکنت کی
بد بین ملائین آنکھ تو تیر نگاہ کاٹ

بیوجہ عاشقون سے نہ منھ اے صنم چھپا
بیجرم دے نہ معصوم حق سیاہ کاٹ

قاضی کو عاشقون کی عدالت مین حکم ہو
سچ سچ گواہی لے تو زبان گواہ کاٹ

آتش خموش دل نہ پسیجیگا یار کا

بے معنی ہے یہ مصرع موزون آہ کاٹ

دو ٹکڑے کر چکے کہین تیغ دو سر کی چوٹ
سر کو جھکا کہ چل چکی قاتل کمر کی چوٹ

آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان
پتھر کی چوٹ ہے مجھے گلبرگِ تر کی چوٹ

ٹکرایا کرتے ہین شب و روز اس سے متصل
سر ہے ہمارا اور ترے سنگِ در کی چوٹ

درد اُس کو ہو گا سُن کے مری آہِ دردناک
جس دل نے کھائی ہو دیگی ترچھی نظر کی چوٹ

مشتاقِ دردِ عشق جگر بھی ہے دل بھی ہے
کھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ

اے آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر
پیدا کیا ہے ہم نے بھی شمشیر قمر کی چوٹ

بدبین کو اپنی بزم مین اے بت جگہ نہ دے
تجھ کو کاٹتی ہے یہ کافر نظر کی چوٹ

ہوتا ہے آہِ سرد سے یون اپنے دل مین درد
پُروا ہوا مین دکھتی ہے جیسے بشر کی چوٹ

دل کو لگی ہے چشمِ سیہ کی تری نظر
رکتی نہین کسی سے قضا و قدر کی چوٹ

مفلس کا کام یان نہین دولت کا کھیل ہے
دنیا قمارخانہ ہے چلتی ہے زر کی چوٹ

بدتر نہین ہے ظلمِ غمِ فرزند سے کوئی
دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ

صدمہ فراق کا ہو نہ مشتاقِ وصل کو
اس کے عوض لگے اسے تیغ و تبر کی چوٹ

سودائے عشق ہو نہ تمھارے دماغ مین
آتش بچا ہی دیتی ہے انسان کو سر کی چوٹ

ردیف تائے مثلثہ

دل مین گھر کر کے منہ آنکھو نسے چھپاتے ہو عبث
ناز و انداز سے باہر ہوئے جاتے ہو عبث

چوٹی ایڑی سے مرجان بڑھاتے ہو عبث
بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہو عبث

اے بتو تم کو بھی دعوائے الوہیت ہے
توڑ کر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث

عاشقون سے نہین کیا سجدہ ادا ہو سکتا
داغ پیشانیِ زاہد کو لگاتے ہو عبث

غافلو منزلِ دنیا ہے سرائے فانی
اس خطرگاہ مین تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث

مردِ تلوار کے آگے سے کوئی ہٹتے ہین
ہمکو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث

صاحبِ سیبِ زنخدان دہ یہ غضب ہو
کس زبان سے مین کہون تم مجھے بھاتے ہو عبث

جانب شیشہ جو دیکھون تو مغان کہتے ہین — آنکھون ہین دختر رز کو پئے جاتے ہو عبث
بوسے لیتا ہون تو کہتا ہے وہ رشک یوسف — گرگ کی طرح سے پھاڑے مجھے کھاتے ہو عبث
شاعر دو کرو وہان ذکر جو سحر یار نہو — سر مخفی ہین زبان پر انھین لاتے ہو عبث
سایہ سان لگ چلو آتش سے بتا یہ تم — دشمن و دوست کی آنکھون مین سماتے ہو عبث

ردیف جیم تازی

نازک حباب سے ہے دل میرزا مزاج — بہ جائے پانی ہوکے جو بدلے ہوا مزاج
اک دم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم — پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رکا مزاج
دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم — بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج
اکدن رکا نہ تنگ بغل مین لیا ہزار — اُس گلبدن کا پا گئی ہے کیا قبا مزاج
پابوس سے ترے یہ ہوا ہے اُسے شرف — کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگ حنا مزاج
مشق ستم ہے اس لئے اُس طفل شوخ کو — اصلاح پر نہ تجھسے کبھی آئے تا مزاج
صحت نہین نوشتۂ بیمار عشق مین — چھٹ جاتی ہے غذا نہین پاتی دوا مزاج
کچھ غم نہ تھا ہزار زمانہ خلاف تھا — افسوس یار کا نہ موافق ہوا مزاج
ہمکو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا — پھیرے مگر بتون کی طرف سے خدا مزاج

دیوانہ دیکھتا ہون مین دنیا کا خلق کو
آتش پری کا رکھتی ہے یہ بیسوا مزاج

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج — دولت ساقی سے مالامال ہے پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج — فراغ سودا ہم کو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج — گنج اُگل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج
تیرے کوچہ کا ہے اے خانہ خراب افسانہ آج — شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج
جلوہ حُسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل — عقل کل کہیئے اُسے جو کوئی ہے دیوانہ آج
خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم مین نہین — قیمت یوسف نہ تھی جو ہے ترا بیعانہ آج

وصل کی شب ہے اندھیرا کیا ہو وعدہ یار سے
شمع کا ہونا نہین ممکن کہان پروانہ آج

وہ پری پیکر کرے جو ناز زیبا ہے اُسے
شہر آباد اُس کے دیوانون سے ہو ویرانہ آج

نزع کی حالت ہے کوئی آشنا اپنا نہین
دیکھیے جس کو نظر آتا ہے وہ بیگانہ آج

آمد آمد اُس سراپا نور کی ہے بزم مین
شمع اُڑ جاوے جو ہاتھ آوین پر پروانہ آج

ہمنشین کہتے ہین ہو کر عیش نصف عیش ہے
مین کہون تو سُن جمال یار کا افسانہ آج

امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین
ایک سا ہے آہوے مست و سگ دیوانہ آج

جان سے بیزار ہون اک شمع رو کے عشق مین
ساتھ لے کر مجھکو دے آگ مین پروانہ آج

تلوے سہلاتی ہین پریان خانہ زنجیر مین
وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج

مجھسے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہو شراب
دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج

نقش آسیب پری ہو صورت زیبا تری
ہوش مین آتا ہے تجھکو دیکھکر دیوانہ آج

زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح
آئینہ اُن کا مصاحب ہے مقرب شانہ آج

کل ہمارا اور اُس کا امتحان ہو جائے گا
آشنائی کا ترے دم تو بھرے بیگانہ آج

مجھسے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھکر نماز
کس طرف جا کر کرون مین سجدہ شکرانہ آج

وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف
مین تمھین پیمانہ دون تم مجھکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

مال ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار مین
ہے زر قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج

عرش پر ہے ان دنون مین اہل دنیا کا دماغ
کونسا گھر ہے نہین جس مین ہو بالاخانہ آج

چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک
گرگ و یوسف سے برابر ہو ہمین یارانہ آج

خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون
قیمت خرمن بھی گردے کر ملے یہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

عاشق مہجور کے مانند ہے بیتاب موج
رکھتی ہے دریا مین حال ماہی بے آب موج

غرق ہونا پار اتر جانا ہے بحر عشق سے
لے چلے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج

ڈوبے ہین دریا مین تیرے عاشق مہتاب بھی
مثل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج

اپنا مہمان طفیلی جانتے ہین ہم اُسے
آئے گی گھر مین ہمارے ہمرہ سیلاب موج

دم فنا ہووے تو ممکن ہے سخن گوئی کا ورک
آب دریا خشک ہو جاوے تو ہو نایاب موج

کیا سمجھ کر بحر ہستی مین کرون راحت طلب
دیکھتا ہون روز و شب دریا مین ہے بیخواب موج

چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ بحر حسن
قدرت اللہ دیکھے گی شب مہتاب موج

بحر الفت کے شناور ہو اگر میری طرح
خواب مین بھی پھر نہ دیکھے صورت پایاب موج

گنج بادآورد سہالاوے جو خسرو ہو کوئی
اب بھی ہے آتش میان عالم اسباب موج

ردیف جیم فارسی

اک روز اس سرائے سے ہو لا کلام کوچ
سن تو سہی پکارتا ہے یہ مقام کوچ

حرص و ہوا الٰہی نہ دل مین مرے رہے
تیرے مقام خاص سے کرجائین عام کوچ

اک عمر سے روان ہون رہ کوے یار مین
دکھلا چکی وہ منزل عالی مقام کوچ

اب ضبط آہ و نالہ کی طاقت نہین مجھے
صبر و قرار و ہوش کا ہے صبح و شام کوچ

بحر جہان مین آب روان سے کھلا یہ حال
استادگی کی جا نہین یان ہے دوام کوچ

منزل ہین گور کی مین مسافر پہونچ چکون
آخر ہو توشہ راہ کا ہووے تمام کوچ

مرتا ہے جان طلب ہے مسافر ہے بے خبر
خدمت سے تیرے کرتا ہے اب یہ غلام کوچ

جب دیکھو رہروی مین ہون ریگ روان کی طرح
میرا مقام وہ ہے کہ جس کا ہے نام کوچ

دن رات روز و شب ہے وطن ہین سفر عین
وہ پختہ مغز سمجھے ہین سودائے خام کوچ

آتش خدا نے چاہا تو کرتے ہین آجکل
ہندوستان سے جانب بیت الحرام کوچ

ردیف الحاء

شفق صبح نہ دیکھی نہ سُنی نوبت صبح
وقت کو ہاتھ سے کھوتی ہے مری غفلت صبح

شکوہ کس منھ سے زمانے کی دورنگی کا کرون
رشک شب نے اف یہ چاند سامنے غیرت صبح

دیکھکر آئینہ یار آنکھون مین بھر جاتا ہے
یاد آتی ہے مجھے بھولی ہوئی صحبت صبح

مئے گلرنگ سے بھر جام صبوحی ساقی
ظلمت گور مین یاد آئی یہ کیفیت صبح

وصل مین ہجر کا دھڑکا جو لگا رہتا ہے
شام سے پھرتی ہے آنکھون مین مری صورت صبح

کوچہ یار کو کہتے ہین بہشت اے قاصد
یاد رکھیو یہ نشان آٹھ پہر حالت صبح

عہد پیری مین تو کر یاد الٰہی غافل
رات تو کٹ گئی غفلت مین نہ کھو صحبت صبح

نور کا نام سیہ خانہ گردون مین نہین
گور مین ساتھ ہی لیجاؤن گا مین حسرت صبح

آتش اک رات جو تنہا وہ دل آرام ملے
سجدہ شکر کرون پڑھکے مین دو رکعت صبح

ردیف خا

ہوتی جو اے صنم ترے سیب ذقن کی شاخ
بڑھ چل نہ سکتی ایک نہال چمن کی شاخ

مارا پڑا ہون دیکھکے اک سیوتی سا رنگ
لازم جریدہ تن کو ہے نسترن کی شاخ

جو خال عنبرین ہے وہ اک مشک نافہ ہے
آنکھین تری ہرن ہین بھوین ہین ہرن کی شاخ

دیکھا جو سخت روئی ابنائے دہر کو
سمجھا مین نرم موم سے بھی کرگدن کی شاخ

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا
کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ

باغ جہان مین کیا کہون کیا حال ہے مرا
سوکھی ہوئی ہو جیسی درخت کہن کی شاخ

روئے صبیح یار کی الفت کے روگ سے
گھل کر ہوا ہے اپنا بدن یاسمن کی شاخ

تشبیہ دیتے ساعد زیبائے یار سے
ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ

صحرا و کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی
ہاتھ آئی آتش اسے نہ سیب ذقن کی شاخ

مے نے کئے عذار بت شوخ و شنگ سرخ
کندن کا اور آگ مین ہوتا ہے رنگ سرخ

نسبت یہ گل سے ہے ترے جسم لطیف کو
ہمپلہ برگ گل سے ہو جیسے کہ سنگ سرخ

روئے نگار سے جو ہے نقش قدم مرا
کانٹون نے کر دیا ہے یہ تلوون کا رنگ سرخ

جوش جنون نے گو کہ مجھے زرد کر دیا
چہرے کو میرے رکھتے ہین لڑکون کے سنگ سرخ

گو صید ناتوان ہون پر اتنا ہو گرم خون
ہو جائے اچھالے پڑکے زبان خدنگ سرخ

تحریر وصف لعل نگارین یار مین
شنجرف سے ہوا ہے سیاہی کا رنگ سرخ

کیفیت شراب ہے جوہر شجاع کا
ہوتا ہے چہرہ غازیون کا وقت جنگ سرخ

لکھا جو ہے جواب خط شوق یار نے
قاصد کا مثل رقعہ شادی ہو رنگ سرخ

کہتے ہین اشک خون شب ہجر یار مین
کشتے کی چارپائی ہے اپنا پلنگ سرخ

عاشق نشانہ رہتے ہین اس ترک سرخ کے
جبتک کہ گرم ہو کے نہ ہوئے تفنگ سرخ

ساقی بہار گل کی رعایت ضرور ہے
لالہ کے پھول سے ہو شراب فرنگ سرخ

اس طفل نے بڑھا کے شفق سے لڑا پتنگ
جس دن قریب شام اڑایا پتنگ سرخ

ہوگی تری طرح سے نہ اے ترک خوشنما
پہنے پھرے لباس سپاہ فرنگ سرخ

قاتل کو اپنی تیغ زنی کا جو شوق ہو
روئے زمین ہو صورت میدان جنگ سرخ

پھوٹا لحد مین دل کا پھپھولا تو دیکھنا
ہو جائے گا مزار کا آتش کے رنگ سرخ

قدرت حق ہے صباحت سے تماشا ہے وہ رخ
خال مشکین دل فرعون ید بیضا ہے وہ رخ

نور جو اس مین ہے خورشید مین وہ نور کہان
یہ اگر حسن کا چشمہ ہے تو دریا ہے وہ رخ

پھوٹے وہ آنکھ جو دیکھے نگہ بد سے اسے
آئینہ سے دل عارف کے مصفا ہے وہ رخ

بزم عالم ہے توجہ سے اسی کے آباد
شہر ویران ہو اگر جانب صحرا ہے وہ رخ

سامری چشم فسون گر کی فسون سازی سے
لب جان بخش کے ہونے سے مسیحا ہے وہ رخ

دم نظارہ لڑے مرتے ہین عاشق اس پر
دولت حسن کے پیش آنے سے دنیا ہے وہ رخ

سایہ کرتے ہین ہما اڑ کے پرون سے اپنے
تیرے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہے وہ رخ

گل غلط لالہ غلط مہر غلط ماہ غلط
کوئی ثانی نہین لاثانی ہے یکتا ہے وہ رخ

کونسا اس مین تکلف نہین پاتے ہر چند
نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہے وہ رخ

خال ہندو ہین پرستش کے لئے آئے ہین
پتلیان آنکھون کی دو بت ہین کلیسا ہے وہ رخ

کونسا دل ہے جو دیوانہ نہین ہے اس کا
خط شبرنگ سے سرمایہ سودا ہے وہ رخ

اُس کے دیدار کی کیونکر نہون آنکھین مشتاق
دلربا شئے ہے عجب صورت زیبا ہے وہ رخ

تا کجا شرح کرون حسن کی اُسکے آتش
مہر ہے ماہ ہے جو کچھ ہے تماشا ہے وہ رُخ

ردیف دال

قاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد
دہن زخم کہین خانۂ احسان آباد

کون ہے جو تری دوری مین نہین مرتا ہے
ایک گھر بنیے نہ دیکھی شب ہجران آباد

بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی مین نئے کی
بعد مجنون کے کیا مین نے بیابان آباد

ہمین دل کے خرابہ کو ہوئی ہین دیکھین
پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ وہ ویران آباد

سیر دا کرتے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوتے
یون ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد

کوچۂ یار مین ہو دشتی اپنے دم کی
کعبہ و دیر کرین گبر و مسلمان آباد

کثرت داغ محبت سے الٰہی بھر دے
منزل دل کو کرین آکے یہ مہمان آباد

وہ شہ حُسن پریشان ہمین کیون رکھتا ہے
چاہتا اپنی رعیت کو ہے سلطان آباد

کوئی پریون کا اکھاڑا جو نظر آتا ہے
مین سمجھتا ہون کہ ہے ملک سلیمان آباد

خوبرویون کا ہے آنکھون مین تصور رہتا
خانۂ چشم کو کرتے ہین یہ انسان آباد

جس طرف دیکھیے آتا ہے نظر وہ محبوب
جلوۂ یار سے ہے عالم امکان آباد

ساری رونق ہے یہ دیوانون کے دم کی آتش
طوق و زنجیر سے ہوتا نہین زندان آباد

مئے گلرنگ سے لبریز رہین جام سفید
چشم بدبین کو کرے گردش ایام سفید

بسکہ اُس بت کی طبیعت ہے زمانے سے خلاف
صبح پوشاک سیہ ہے تو سر شام سفید

کونسی شام نہین صبح ہوئی اے مغرور
ایک دن ہوتی ہے یہ زلف سیہ فام سفید

قطرۂ اشک مین سرخی کا کہین نام نہین
لہو تیرا ابھی ہوا اے دل ناکام سفید

دل کی تسکین کو مین پیغام صفا کا سمجھون
پرزہ کاغذ کا جو بھیجے وہ گل اندام سفید

چاندنی رات مین وہ ماہ جو یاد آتا ہے
کاٹنے دوڑتے ہین مجکو در و بام سفید

وصل کی شب جو ہوئی صبح یکایک تو ہوا / میں ادھر زرد اُدھر روئے دلآرام سفید
نسبت اُس فتنۂ دوران سے کوئی اندھا دے / یار کی آنکھ سیہ دیدۂ بادام سفید
کسی حالت میں نہیں فکر سے دشمن غافل / آفت مرغ ہے رنگین ہو یا دام سفید
بس ہے اتنی ہی زمانہ کی دو رنگی آتش / مئے گلرنگ سے لبریز رہیں جام سفید

قبر پہ یار نے قرآن پڑھا میرے بعد / شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد
ہو گیا سلسلۂ مہر و محبت برہم / نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد
یاس و حرمان و غم و درد یہ بڑھ جائینگے / بیکسی کا نہیں لگنے کا پتا میرے بعد
رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہو گا / نہ رہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد
زندگی تک ہیں قیامت کے یہ سارے دھوکے / مجھکو کیا غم ہے اگر حشر ہوا میرے بعد
دوستداری کا گنہگار رہوں وہ دشمن جان / مغفرت کی مرے مانگے گا دعا میرے بعد
میں جو نوشہ تو وہ بن جائیگی آغوش عروس / گور سے آئیگی شہنا کی صدا میرے بعد
خون ناحق کا مرے کھینچے گا خمیازہ / ہاتھ ملنے لگیگا وہ ملکے حنا میرے بعد
قفس تن سے چھٹا میں تو چمن سے لاکر / بوئے گل کسکو سنگھا دے گی صبا میرے بعد
کلہ کج نہیں رہنے کی تمہارے سر پر / تنگ وحشت ایسی نہووے گی قبا میرے بعد
ہڈیاں کھا کے جو مجھ کشتہ کی لذت پائی / صدقے ہوگا مرے قاتل کے ہما میرے بعد
میں نہوں گا تو نہ ہوگا یہ قمار الفت / کوئی بدنے گا نہیں شرط وفا میرے بعد
گور تک ساتھ رہے پڑھکے جنازے کی نماز / قرض جو تھا سو کیا تمنے ادا میرے بعد
آئینہ رکھ کے بنانے کے نہیں شانے سے / مختصر ہووے گی یہ زلف رسا میرے بعد
قبر پر فاتحے کو آئے وہ شوخ اے آتش / نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

چاندنی رات میں کھوتوں جو تری خواب میں نیند / عمر بھر آنکھ نہ ہو پھر شب مہتاب میں بند
شمع سان سوزش دل ہمنے کسی سے نہ کہی / رہ گئی اپنی زبان محفل احباب میں بند

یار کے واسطے لکھوں جو خطِ شوق تبہ — یکھم ہو وہیں سیکڑوں القاب میں بند
اپنے مجنوں سے شاید کہ یہ سیکھے کوئی رم — دل بیتاب کو کیجئے جو سیماب میں بند
ناز کرتا ہے وہ بت اپنے ہوا خواہوں سے — ہم ہوتے ہیں واں خانۂ قصاب میں بند
شیشہ خالی ہوا ساقی کہ مرا دم نکلا — روح مستانہ ہے مینائے مئے ناب میں بند
آستیں جوش میں کیا آنسوؤں کو روکے گی — ٹھہر سکتا ہے کہاں آمد سیلاب میں بند
روز وصل آئے گا آخر شب ہجراں ہو گی — کام رہنے کا نہیں عالم اسباب میں بند

زمزمے کرتا ہے شاید کہ نگیں میں آتش
رگِ گل سے قفسِ بلبل بیتاب میں بند

تا چند کروں سینہ میں میں آہ و فغاں بند — کب تک رہے اس گھر میں الٰہی یہ دھواں بند
اس قلزم ہستی میں ہیں وہ گوشہ نشیں ہم — ذرات رہا مثل حباب اپنا مکاں بند
ہم الفت دیں ہے اسے ہم لذت دنیا — وہ گنج ہے دل جس میں ہے نقد دو جہاں بند
منہ دیکھتا ہوں یار کا کچھ کہہ نہیں سکتا — آنکھیں تو کھلیں ہیں مری لیکن ہے زباں بند
گردش ہے جو قسمت کی وہ موجود ہے واں بھی — گو شیشۂ ساعت میں رہے ریگ رواں بند
پھرتا ہے یہ کوئی تو ترے کوچہ میں شب کو — تا صبح نہیں ہوتی ہے آواز سگاں بند
تنگ آ کے شب وصل میں ہو جائے برہنہ — اندام کو اس گل کی قبا کے ہوں گراں بند
سرسبز گلستاں ہوں چلے بادِ بہاری — کھولے تو اسے ساقی جو ہے مدت سے دکاں بند
آواز یہی کوچۂ قاتل سے ہے آتی — ہوتا ہے جدا بند سے انساں کا یہاں بند
سودے نے تری زلف مسلسل کے کئے ہیں — زنداں محبت میں ہزاروں ہی جواں بند
دکھلائے گا اے بلبل مجھے یار کا کوچہ — ہو میں ہوں رہے گا نہ در باغ جناں بند

قسمت مجھے کیوں گنبد افلاک میں لائی
آتش خفقانی کو قیامت ہے مکاں بند

منہ لپیٹوں میں تو دم کرے خیال یار بند — خواب بد دیکھوں جو ہو وے دیدۂ بیدار بند
جنبش ابرو سے آئینہ نہ گھڑے ہو نہ ہو — بیشتر کرتے ہیں ساحر سحر سے تلوار بند

کیا کہون وعدہ خلافی سے ترے احوالِ شب
کھول کر دروازے کو کرتا ہون سو سو بار بند

دل مین آتا ہے کہ اکدن رو کے دھوڈالون نگین
روز لکھتے ہین کراماً کاتبین دو چار بند

حسنِ جنس بے بہا اہلِ زمانہ تنگ چشم
آجکل کرتا ہے خطِ مشتری بازار بند

تو نے اک بیچا سجا ہے ہاتھ سے اپنے جو پان
کرتے ہین تالب تہی سنکر اُسے دستار بند

پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
باندھی ہے اس پہ کمر کھولون ترا شلوار بند

دیر مین جاوے اُلٹ کر گر تو چہرے سے نقاب روئے
مصحفِ رُخ پر تصدق بت کرین زنار بند

گوش زد ہووے اگر تقریر تیرے مست کی
زاہدانِ خشک ہون مثلِ زبانِ خار بند

موسمِ گل کی ہوا چلتی ہے ساقی جام بھر
شیشے مین تا چند رکھے گل نے گلنار بند

صبح جب قالب مین آئی مجھکو آتش کھل گیا
ہو چکا کنجِ قفس مین بلبلِ گلزار بند،

خوبرو ہوتے ہین سنکر تری تقریر سفید
اور خاموشی سے ہم عاشقِ دلگیر سفید

وہ سیہ کار ہون ظلمت کدۂ دہر مین مین
چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید

لبِ جانان کی کبودی جو اُنھین دکھلاؤن
زرد ہووے گلِ سوسن تو طباشیر سفید

خاکساری سے ہوا آئینۂ دل روشن
کیا مس قلب کو کرتی ہے یہ اکسیر سفید

سرد مہری بتان کی جو حکایت لکھون
شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید

عید کا دن ہے بغل گیر وہ دلبر ہوگا
پہنے پوشاک ہر اک عاشقِ دلگیر سفید

دل منور ہے خیالِ رُخِ نورانی سے
پرتوِ ماہ سے رہتی ہے یہ تعمیر سفید

کیا جوانمردون کو اچلا یہ دنی رکھے گا
اوڑھ لے آپ تو چادرِ فلکِ پیر سفید

سخت جانی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے
نہ جھبڑے اور نہ منھ پہ سے ہو شمشیر سفید

وہ شکر لب رہے آسیبِ نظر سے محفوظ
چشمِ بدخواہ ہو مثلِ قلحِ شیر سفید

کام فرمائین تکلف کو جو دیوانے تو ہو
قصرِ منعم کی طرح خانۂ زنجیر سفید

شادی و غم سے ہے عالم کا مرقع توام
سُرخ تصویر ہے کوئی کوئی تصویر سفید

عقل نے اصلِ حقیقت سے کیا ہے آگاہ
خون سمجھتا ہون مین ہر چند کہ ہو شیر سفید

ہر زمین پر ہے نئی آب ہوا کی تاثیر — مردم زنگ سیہ مردم کشمیر سفید
غم ہجران ہے لیتا ہے لہو جونک کی طرح — کیون نہ ہو رنگ رخ آتش دلگیر سفید

ردیف دال ہندی

رکھتا ہے یار ابروے خمدار پر گھمنڈ — اس ترک تیغ زن کو ہے تلوار پر گھمنڈ
ہوگا خزان مین رنگ دگرگون بہار کا — گلچین کا یہ دو ہفتہ ہے گلزار پر گھمنڈ
عاشق ہین گرد رہتے ستارون کیطرح سے — زیبا ہے تمکو چاند سے رخسار پر گھمنڈ
کبر و غرور کی ہے سزا اور اسی کی شان — حسن و جمال ختم کرین یار پر گھمنڈ
تقریر اپنی اور روش یار کی ہے خوب — گفتار پر ہمین اُسے رفتار پر گھمنڈ
دو چار روز لالہ و گل کی بہار ہے — کیجئے قبا پہ اور نہ دستار پر گھمنڈ
یوسف لقا سے میرے زیادہ نہ ہوویگا — یوسف کو اپنی گرمئ بازار پر گھمنڈ
عیسیٰ مریض عشق سے اپنے نہ پھیر مُنھ — لازم نہین ہے شربت دیدار پر گھمنڈ
آتش سخن شناس سے قدر سخن سمجھ — سارا ہے اس گہر کا خریدار پر گھمنڈ

ردیف ذال

زور بازو ہی کو بازو کا مین سمجھا تعویذ — بس ہے انسان کو تقدیر کا لکھا تعویذ
دشمن و دوست پس از مرگ ملینگے آنکھین — نقش حب کا ہے مرے سنگ لحد کا تعویذ
دل سے دشمن سے رہی جنگ ہمیشہ درپیش — نہ زرہ پہنی کبھی مین نے نہ باندھا تعویذ
جذبۂ دل سے پری رویون کو تسخیر کیا — نہ تو گاڑا نہ جلایا نہ بہایا تعویذ
ذقن یار کے بوسے کی تمنا ہی رہی — لکھ کے کس روز کنوئین مین نہین ڈالا تعویذ
مے کی تکلیف نہ کیونکر کرین ان آنکھونکے جام — ہوے سر ابر سیہ برق سنہرا تعویذ
نہین ٹلتی کسی صورت سے بلائے مبرم — ڈھونڈھے کسواسطے آتش کوئی گنڈا تعویذ

ردیف راء

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر
پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر

اُس نگہ سے دل کو سینہ مین نہین ملتی پناہ
قلعہ مین تیر قضا نکلتا ہے بکتر توڑ کر

شاخ گل پر سے کیا تھا اسکے بلبل کو اسیر
ہاتھ پر صیاد نے بٹھلا لیا پر توڑ کر

چھوڑنا تیشہ سے اپنا سر نہ تھا اے کوہکن
چھینا شیرین کو تھا پرویز کا سر توڑ کر

باز آیا فعل سے اپنے نہ بدمستی مین بھی
شیشہ کو منھ سے لگایا مین نے ساغر توڑ کر

اے دل صد چاک الجھکر زندگی سے ہو نہ تنگ
پیچ کا اُن گیسوون کے شانہ بنکر توڑ کر

درد بازو مین رہے گا سخت جانی سے مری
خون عاشق کی قسم کھاؤ گے خنجر توڑ کر

شیشہ کو توڑا اگر تو نے لگا کر جام سے
محتسب رکھدے تری گردن برابر توڑ کر

آئینہ لیتا تو ہے وہ لاابالی دیکھنا
پھیر دے گا چار دن مین اے سکندر توڑ کر

قید ہستی سے جو تنگ آتا ہون کہتا ہے دل
توڑیے دیوار کو زندان کے لنگر توڑ کر

یاد آتے ہین ستم اُس سنگ دل محبوب کے
توڑتا ہے دل مرا شیشہ کو پتھر توڑ کر

دیکھنے والا جو آیا آتش کا مجھسا اُٹھ گیا
پھینکدوگے اے حسینون تم یہ زیور توڑ کر

دم فنا کرتا ہے آتش جنبش مژگان کا شوق
چھیدتے ہین دل رگ سودا یہ نشتر توڑ کر

جلد ہو سہرے سفر اے مہ کنعان تیار
ہو چکا تیرے لئے مصر مین زندان تیار

باغ عالم مین ہون مین وہ شجر سوختہ بخت
مری شاخون سے ہوئے سرو چراغان تیار

آبلہ پائی نے صحرا مین رُلایا جو مجھے
ابر مژگان نے کئے نخل مغیلان تیار

چل دلا وقت ہے سینہ کے سپر کرنے کا
برچھیان تانے ہوئے ہین صف مژگان تیار

پشت پا کیون نہ یہ کونین کے اوپر مارے
دست قدرت سے ہوا پیکر انسان تیار

سر بلندی بھی ہے سرگشتگی بخت کیساتھ
خاک اُڑے اپنی تو ہو گنبد گردان تیار

رنج اٹھانے مین زبس مین نے مزا پایا ہے
زخم کے واسطے رکھتا ہون نمکدان تیار

تو بھی اے گریہ دکھا چہرۂ رنگین حبیب
بارش ابر سے ہوتا ہے گلستان تیار

زور بھی خاک کے پتلے کو نہین پہنچا ہے
کشتی لڑنے کو ہوئے گبر و مسلمان تیار

غم عالم سے شکار دل شوریدہ مزاج
مین نے پہلو مین کیا شیر نیستان تیار

کون سے روز نہ دامن نے مجھے الجھایا
کب گلا گھونٹنے کو تھا نہ گریبان تیار

بعد مجنون جو گیا مین مرے سر پہ آتش
سایہ کرنے کو ہوئے بید بیابان تیار

بھاگو نہ مجکو دیکھ کے بے اختیار دور
اے کودکان ابھی تو ہے فصل بہار دور

مانند مرغ قبلہ نما پیش چشم ہے
وہ کعبہ مراد ہو ہم سے ہزار دور

عیسیٰ نے نسخہ مین ترے بیمار کے لکھا
درد فراق کو کرے پروردگار دور

اے خضر راہ منزل مقصود الغیاث
چھوٹا ہے مجھ غریب کا مجھسے دیار دور

گردن نہ خم ہو شمع صفت گو جدا نہان
تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دور

مضمون باندھ لاتی ہے فکر اپنی عرش سے
ڈھونڈھا ہے جب تو ہمکو ملا ہے شکار دور

روپوش ہے جو ناز سے اُس کا گلہ نہین
نزدیک دل سے ہے رہے آنکھون سے یار دور

کیفیت شراب مین ہے مزا فکر شعر کا
رکھتا پیادہ دم سے ہے ارادہ سوار دور

بنتی ہے جان پر جو حرارت سے عشق کے
کرتا ہون آہ کھینچ کے دل کا بخار دور

تسکین کے لیے گئے منزل مین گور کے
پہونچے تڑپ تڑپ کے ترے بیقرار دور

وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہے
وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور

فرقت مین یار کے یہ سخن تکیہ ہے مرا
مخدوم سے نہ اپنے ہو خدمتگزار دور

پیری مین ترک مے کا ارادہ نہ کیجیو
آتش صبوحی کرتی ہے شب کا خمار دور

قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر
پیچ در پیچ ہے خاموش ہی رہنا بہتر

ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین سچ ہے
بند ہونے سے ہے ناسور کا بہنا بہتر

دونون ہاتھون کی ترے یار کرون کیا تعریف
بایان دہنے سے تو پھر بائین سے دہنا بہتر

یار کو دیکھین گے پہنا کے شب مہ مین اُسے
ملگیا کوئی اگر پھولون کا گہنا بہتر

نفس امارہ سا رکھتا ہے یہ سرکش دشمن
آدمی کے لئے غافل نہین رہنا بہتر

ٹیڑھے سیدھے سے غرض رکھتے نہین ای آتش
جو کہے یار ہمین سُن کے یہ کہنا بہتر

خط سے کب جاتے ہین عاشق کوئے جانان چھوڑکر
کشت پختہ کو کبھی بھاگے نہ دہقان چھوڑکر

کعبہ سان جاے ادب ہے چار دیوار لحد
یان قدم رکھتا ہے تخت اپنا سلیمان چھوڑکر

کھالیا داغ فراق یار نے آخر مجھے
ہے نہ غافل ملک پر عامل کو سلطان چھوڑکر

مصحف روئے صنم سے منحرف زاہد نہو
منہ دکھاوے گا خدا کو کیا تو ایمان چھوڑکر

مٹ نہ بعد مرگ بھی اے داغ الفت ہے بعید
صاحب خانہ کو سُوتا جائے مہمان چھوڑکر

نیک بختون کو نہ دے رنج انقلاب روزگار
واصل خورشید ہو شبنم گلستان چھوڑکر

فرقت تن سے ہو شادان روح اپنی جس قدر
خوش نہ ہوگا اس قدر دیوانہ زندان چھوڑکر

چاند سے رخسار پر لہرا کے آنے دیجئے
کیجئے اندھیر زلفون کو پریشان چھوڑکر

کار مردانہ کیا چاہے تو اے دست جنون
کھینچ دامان پری پھر گریبان چھوڑکر

شہد لب کا تیرے سن پایا تھا افسانہ نہین
زہر کھایا مورچون نے شکرستان چھوڑکر

باغ مین آکر کہان جاتا ہے ای رشک بہار
گل کو خندان چھوڑکر بلبل کو نالان چھوڑکر

اے کمان کش ہے کشش سے دل کی اُمید قوی
تیر پہلو سے مرے نکلے تو پیکان چھوڑکر

کاٹکر کوچے قدم رکھ سرزمین عشق پر
کھیت ہاتھ اُس کے ہے بھاگا جو نہ میدان چھوڑکر

اُن لبون سے گیسوے مشکین کا قصد دل نہ کر
تنگ ہوگا اس ختن مین یہ بدخشان چھوڑکر

باغ عالم مین وہ ایسا کونسا محبوب ہے
خاک اُڑاتی ہے صبا کس گل کا دامان چھوڑکر

ہستی فانی ہے آتش چار دن مین نیستی
فکر عقبیٰ کا کرے دنیا کو انسان چھوڑکر

اے جنون رکھیو بیابان کو سواری تیار
آجکل چلنے کو ہے باد بہاری تیار

دل تو کہتا تھا نکل چلنے کو پر چلتے وقت
پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار

مجکو مجنون سے بھی جسوقت کہ لاغر پایا
کشتی لڑنے کو ہوئی باد بہاری تیار

اس قدر تنگ گریبان نہیں زیبا پیارے
پھانسی کیجیے اسے گردن ہے ہماری تیار

سرمہ اندھیر حنا قہر قیامت مسی
فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار

ہار پھولون کے پہنتے ہو تو میری خاطر
بدھی زخمون کی کرے تیغ تمھاری تیار

رزق ہر صبح پہونچتا ہے مجھے بے منت
خون دل لخت جگر کی ہے نہاری تیار

زندگی مین جو فراغت نہوئی تو نہ ہوئی
اے فلک تنگ نہ ہو گور ہماری تیار

اس زمانے مین سپاہی نہیں بگاری ہین
نہ تو تلوار سجی ہے نہ کٹاری تیار

ضد سے دھجیان اُس کو تکلف کا نہ آیا ہرگز
رہی لگ چلنے کو دامن سے کناری تیار

تیرے دیوانے کی وحشت ہے زیادہ ہر سال
بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

کربار کا شک اُن کی کمر پہ جو پڑا
پھاڑ کھانے کو ہوے یوز شکاری تیار

تخت تابوت کہان نکلے غبار اُڑ جاؤ
باد کے گھوڑے کی آتش ہے سواری تیار

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر
نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر

طفلی سے ہون دو چار نشیب و فراز دہر
راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر

مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑے
لا دے پھرے حباب در و بام دوش پر

نادانی کا سبب ہے جو ہے طفل کو قرار
رہنے نہ دے گی گردش ایام دوش پر

زلف سیاہ یار کمر تک نہیں گئی
صیاد کا مرے ہے ابھی دام دوش پر

بالائے بام ہو جو مسیحا نفس مرا
مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر

چلتے ہین کبھا یہ مار کے معزور ٹھوکرین
سر پر ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر

طفلی مین بھی مرا یہی عالی دماغ تھا
جاتا تھا روز تا بہ لب بام دوش پر

پیوند خاک ہونے کا اللہ رے اشتیاق
آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر

کاندھا مرے جنازہ کو کیا دے وہ نازنین
بھاری ہے جس کو زلف سیہ فام دوش پر

عاشق فشانہ تیر کے ہوتے تری طرح
رکھتا اگر کمان کو بہرام دوش پر

پھرتے ہین اس بہار مین ستون کیساتھ ساتھ
ساقی سبو کی طرح لئے جام دوش پر

اے موت آ کہین رہون تا چند منتظر
لادے ہوئے سفر کا سر انجام دوش پر

رہتے ہین میرے کاتب اعمال رنج مین
آتش اُٹھاؤن گا مین در و بام دوش پر

جھڑتے ہین پھول منہ سے اس تنگی دہن پر
غنچہ نثار تیری رنگینی سخن پر

بعد فنا کنوئین کے پانی سے غسل دینا
کھوئی ہے مین نے جان سر مین چہ ذقن پر

دونون کلائیان وہ پھولون کی ڈالیان ہین
گل کھائے ہین یہ مین نے خوبان گلبدن پر

کیونکر تری قبا سے تشبیہ دون مین اُس کو
وہ بوٹے بھی نہین ہین اک گل کے پیرہن پر

کیسے خلاف ناحق صیاد و باغبان ہین
نالون سے اپنے کسدن بجلی گری چمن پر

گھبراتی ہے یہ اس مین وہ اس سے نکل رہا ہے
جادو کیا ہے غم نے کچھ میری روح و تن پر

لکھے جو تل کسی کے نازک کلائیون کے
بھونرون کو مین نے سمجھا شاخ گل سمن پر

بھوکون کو سیب بہ مین راہ خدا کھلاؤن
بوسہ کو لب جو پہونچین اُن غبغب و ذقن پر

اُس ترک سے جو کی ہین صحرا مین جا کے آنکھین
جھنجھلا کے کیا ہی کئے تھپڑ دئے ہین ہرن پر

کشتون کو تیری قبرین دیکھین جو دیکھ لینا
زندون کو ہوگی حسرت مردون کی انجمن پر

دو پھل ہوئے ہین پیدا اک نخل حسن مین سے
بادام و پستہ صدقے اُس چشم اُس دہن پر

ملتا ہے کیا جو آتش مرتے ہین اہل دنیا
اک دو وجب زمین پہ اس یکدگر کفن پر

دم نکلتا ہے نگاہ چشم مست یار پر
نشہ کا ڈورا بلائے جان ہے اس تلوار پر

شرم سے وہ سرمگین آنکھین جھکی جاتی نہین
رات بھاری ہوگئی ہے مردم بیمار پر

خوشنما ہے چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ
عالم اک دکھلاتی ہے کالی گھٹا گلزار پر

چھیڑ سکتا ہے کوئی ابرو کو شانہ مثل زلف
ہاتھ پھیر سکتا ہے تیغ تیز کی کب دھار پر

کھینچتا ہے آپ کو دُور اس قدر کیون آفتاب
سایہ کیا سورج مکھی کا ہے کسی رخسار پر

کیا کرون پست و بلند راہ الفت کا بیان
چاہ مین اک پاؤن ہے اک پاؤن ہے دیوار پر

سرسری سمجھو نہ میری آہ کو اے سرکشو
پھونک ہی دے گی گریگی جبکہ بجلی خار پر

حسن کے منہ کی نقاب الٹین گے بیماران عشق
مہر توڑین گے جو کی ہے شربت دیدار پر

کیون نہ پھانسے عاشقون کے دل وہ طفل برہمن
طرہ ہے گردن کا ڈورا دوش کے زنار پر

رو دیا ہے عاشقون نے ابر باران کیطرح
تمنے مارا ہے قدم جو برق کی رفتار پر

رنگ شب اڑتا ہے گیسوئے سیہ کو دیکھکر
داغ ہے ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر

لٹپٹی پگڑی ہے قاتل کی مین کیا تشبیہ دون
داغ کا دھبہ لگا ہے لالہ کی دستار پر

تو جو اے عیسی نفس آیا عیادت کیلیے
تندرستون کو ہوئی حسرت ترے بیمار پر

تیرے دانتون سا کوئی موتی سمندر مین نہین
لعل لب سا اک بدخشان کے نہین کہسار پر

دوست کو لے کر بغل مین رات بھر سوتا نہین
رشک ہے دشمن کو میرے طالع بیدار پر

یار کی فرقت مین رو کر قصر تن کو ڈھاؤنگا
پانی پھر جاویگا اس گھر کے در و دیوار پر

دام مین لا کر کرے صیاد بے پروا حلال
بلبل بیتاب صدقے ہو چکی گلزار پر

خود غلط ناحق ہون تقلید آتش سے ہلاک
چور کب منصور بن سکتا ہے کھنچکر دار پر

دکھائی حسن نے قدرت خدائی کی آگے جو بن
چراغ طور کا عالم ہے تیرے لئے روشن پر

کرین گے اس سے صید اکدن ہمائے تیغ قاتل کو
رگون کا جال یان پھیلا ہوا ہے اپنے بدن پر

دکھائی دختر رز نے یہ میخانہ مین نیرنگی
دم طاؤس کا عالم ہوا مینا کی گردن پر

نمازی کو شراب اس نے پلائی جاکے مسجد مین
کلیسا مین گیا تو بت کو دے ٹیکا برہمن پر

کوئی پھینکے فلک اپنی طرف منہ اس کا کرتا ہے
ہمارا نام کندہ ہے مگر سنگ فلاخن پر

بھلا دیکھین تو گو بازی مین سبقت کون کرتا ہے
ادھر ہم بھی ہین توسن پر ادھر تم بھی ہو توسن پر

مری آواز پا سنکر فنا ہو جان موذی کی
وہ رہرو ہون کمر باندھی ہے جس نے خون رہزن پر

وہ بدگوئی مری کرتا ہے مین نیک اسکو کہتا ہون
فرشتے میرے لعنت کرتے ہون گے میرے دشمن پر

نمود غیر ہے مقصود دل آتش مزاجون کو
یہ ساری گرمی حمام ہے موقوف گلخن پر

تماشا دیکھ گورستان مین نیرنگ زمانہ کا
جو گل ہین خندہ زن گو روتی ہے شمع مدفن پر

سرو قد یار کے مضمون کا رہتا ہے خیال
خشک کرتا ہوں مصراع تر کا انتظار

تارے گنتے گنتے شب کو صبح کر دیتا ہوں میں
نیند اڑا دیتا ہے اک رشک قمر کا انتظار

شب جو تنے صبح وعدہ باغ چلنے کا کیا
ہر گھڑی دل کو زیادہ تھا گجر کا انتظار

راہ سے آنکھوں کے نکلے جان مضطر چاہیے
شام سے فرقت کی شب میں ہے سحر کا انتظار

ٹکٹکی بندھوائے رکھتا ہے ہمیشہ سوئے در
مردم دیدہ کو اس نور نظر کا انتظار

قطع کر رکھیو کفن اپنے لیے اے آسمان
ہو نہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار

کود پڑنے کا زبس ہے یار کے گھر میں خیال
ہے اندھیری رات میں پچھلے پہر کا انتظار

عشق پیدا کر کچھ حسن وخوبی کی نہیں
سودۂ صندل ہے تیری دردِ سر کا انتظار

خود چلوں گا یار سے لینے جواب خط شوق
اور میں کرتا ہوں دو دن نامہ بر کا انتظار

ناتوان ہو جاتا ہے فکر سخن سے آدمی
رشتہ کر دیتا ہے آتش اس کمر کا انتظار

ردیف رائے ہندی

حیرت ہے ہو نہ زلف ورخ یار سے بگاڑ
رہتا ہے ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ

مثل نسیم ہوں چمن روزگار میں
گل سے بناؤ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ

رنجیدہ جب ملے ہم سے وہ خانہ خراب ہو
گھر سے بگاڑ ہے نہ در و دیوار سے بگاڑ

پاتا ہوں میں مزاج عناصر میں اختلاف
آپس میں ہوگا ایکدن ان چار سے بگاڑ

بوسہ طلب کروں تو مجھے گالیاں ملیں
بے وجہ ہو نہ عاشق رخسار سے بگاڑ

اس مہ کی مہربانی تک اپنی تھی زندگی
غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ

آزردہ ہیں وہ بوسۂ لب کے سوال پر
شیرینی کے لئے ہے نمک خوار سے بگاڑ

تیرے سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے
لازم نہیں ہے خادم سرکار سے بگاڑ

اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے تجھے
رکھتا ہے اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ

دیوانے آجکل کے کچھ آتش نہیں ہیں ہم
مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

ردیف زائے معجمہ

ساتھ ہے بعد فنا حسرت فتراک ہنوز
دامن زین سے لپٹتی ہے مری خاک ہنوز

کپڑے چھٹتے ہین مری خانہ زنجیر مین بھی
پاؤن تو سست ہوئے ہاتھ ہین چالاک ہنوز

کون کہتا ہے بسر ہو گئے ایام جنون
اک گریبان نظر آتا نہین بے چاک ہنوز

آنکھ بھر کر نہ کبھی چاند سی صورت دیکھی
نہین آلودہ ہماری نگہ پاک ہنوز

عشق نے نقش بٹھایا جو نگین دل پر
مین نے جانا کہ زمانے مین ہین حکاک ہنوز

باغبان کیسی بہار آئی ہے کیا عالم ہے
نظر آتے ہین چمن مین خس و خاشاک ہنوز

کیا کرون اس کو جو نکلے نہ بخار اک دل کا
دو سمندر ہین مرے دیدۂ نمناک ہنوز

اسقدر قحط ہے کس واسطے مے کا ساقی
زیر دیوار چمن اینڈتے ہین تاک ہنوز

استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی
صاف ہوتا نہین اس پر بھی وہ سفاک ہنوز

وہی پستی و بلندی ہے زمین کی آتش
وہی گردش مین شب و روز ہین افلاک ہنوز

جوش و خروش پر ہے بہار چمن ہنوز
پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز

پاتا نہین ہین یار کو میل سخن ہنوز
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

برسون سے رو رہا ہون شب و روز متصل
ہنستے ہین مدتون سے مرے زخم تن ہنوز

رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی
دیکھا نہین ان آنکھون نے سورج گہن ہنوز

انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ
غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز

عالم ان ابروون کی کجی کا جو ہے سو ہے
بل کھا رہی ہے زلف شکن در شکن ہنوز

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم
اس نے تو داب رکھا ہے اپنا کفن ہنوز

عالم حجاب یار کا تا حال ہے وہی
خلوت نشین ہے رونق انجمن ہنوز

اپنے صفائے سینہ کا حیران کار ہے
دیکھا نہین ہے آئینہ نے وہ بدن ہنوز

ہر چند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم

آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

فیض سے ابر بہاری کے ہوئے گلزار سبز
ساقی میخانہ کو بندھوا دیے دستار سبز

شدت درد جدائی سے دگرگون حال ہے
زرد ہو جاتا ہوں سَو سَو بار سو سو بار سبز

آپ سا دیکھا نہیں جاتا غرور حُسن سے
آئینہ کے آگے ہو جاتا ہے روئے یار سبز

فیض نیکون سے ہو اُن کو وہ جو ہیں بد سرشت
کیا کرے باران زمین شور مین اشجار سبز

ہون مین وہ بلبل جواہر خانہ جس کا باغ ہے
سُرخ مثل لعل گل شکل زمرد خار سبز

زخم پہلو مین نے دکھلایا تھا اک دن کھول کر
ہو گیا ہیبت سے رنگ مرہم زنگار سبز

سوزش دل مین اثر ہے تابش خورشید کا
تاک کو کرتی ہے اپنے آہ آتشبار سبز

انقلاب دہر سے امن نہین ہے حسن بھی
سبزہ خط سے ہوئے ہین لالہ گون رخسار سبز

چار دن جوش جوانی کے غنیمت جانیے
خشک ہو کر نخل پھر ہوتا نہین زنہار سبز

میکدہ مین سیر نیرنگ جہان دیکھین گے ہم
جام ہون تیار بھر بادۂ گلنار سبز

سیلہ اشکون سے نمی ہے میرے گھر مین روز و شب
منہدی کی ٹٹی سے رہتی ہے ہر اک دیوار سبز

دیکھیے کس کس کو وہ زرین قبا کرتا ہے قتل
سُرخ اک بیچا غضب ہے قہر ہے شلوار سبز

کون کہتا ہے نہین عناب لب سے اس کو عشق
چہرۂ آتش ہے مثل چہرۂ بیمار سبز

ردیف سین مہملہ

کرتے ہین عبث یار سراغ پر طاؤس
زخمی کو نہین اُس کے دماغ پر طاؤس

صیاد بھی زخمی بھی اسے باندھین گے دونون
جو دم ہے غنیمت ہے فراغ پر طاؤس

محتاج نہین روشنی عاریتی کا
داغ اپنا ہی ہے شمع و چراغ پر طاؤس

اے ابر ترے عشق مین یہ رنگ دکھایا
ہر داغ ہے اک لالۂ باغ پر طاؤس

دھویا کرے باران بہاری اسے آتش
چھٹنے کے پر دن سے نہین داغ پر طاؤس

ذرہ خورشید ہو ہو تجھے جو در یار کے پاس
سایہ بن جائے ہما لوٹ کے دیوار کے پاس

طرۂ زلف سے زیبا نہیں رخسار کے پاس
خوشنما کتنے ہیں گیسوے کمر یار کے پاس

کوچۂ یار میں سایہ کی طرح رہتا ہون
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس

سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہیں
کس کی قسمت کا ہے پانی ترے تلوار کے پاس

مجکو دربانی کی خدمت ہو تو اے خانۂ یار
سایہ کو آنے نہ دون مین تری دیوار کے پاس

فکر مرغان چمن کی ہے بہار آئی ہے
جھونپڑا ڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس

کب جواب آئے خط شوق کا دانے دیکھون
روز ہوتا ہون ہرکارۂ اخبار کے پاس

کار زنجیر جو ان گیسوے پیچان سے ہوا
رو رہین گے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس

پھر گیا منھ تری ابرو کی طرف سے ان کا
سینہ کو کھول کے جاتے تھے جو تلوار کے پاس

ایڑیان شوق شہادت مین کہان تک رگڑون
اب تو جلاد کو بھجواؤ گنہگار کے پاس

حالت نزع ہے صورت کوئی بچنے کی نہین
اٹھ گیا رو کے جو آیا ترے بیمار کے پاس

باغ عالم مین جو رکھا ہے قدم ای آتش
خندہ زن گل کی طرح بیٹھیے ہر خار کے پاس

ردیف شین معجمہ

جلا مین شمع کے مانند عمر بھر خاموش
تمام عمر کٹی قصہ مختصر خاموش

جبین کے نور سے اسلام یان ہویدا ہے
رہین گے مجکو بکیرین دیکھکر خاموش

نہین قرار زمانہ کو ایک حالت پر
جو دو پہر ہون مین نالان تو دو پہر خاموش

جنون مین بھی ہوئی زائل نہ مجھسے دانائی
رہا مین عالم وحشت مین بیشتر خاموش

نہ کعبہ مین نظر آیا نہ بتکدے مین تو
اٹھا مین بیٹھ کے اکدم ادھر ادھر خاموش

چمن مین کونسا غنچہ نہیں شگفتہ ہوا
ہمارا غنچہ دہن کیون ہے اس قدر خاموش

بتون کے دل کو دکھاؤن مین اپنے دل کی طرح
خدا کے قہر کا رکھتا ہے مجکو ڈر خاموش

ہوئی ہے قاتل عالم صباحت رخ یار
چراغ زیست کو بھی کرتی ہے سحر خاموش

زبان کیلئے کا لفتش منھ بھر آئی ہے
دہان غنچہ کو رکھتا ہے مشت زر خاموش

نہ راہ ہی مجھے سوجھی نہ بھاندنے کی گھات
پھر آگیا پس دیوار و پیش در خاموش

روانہ ہوتا ہے پہلو سے پچھلے پہرے یار
چراغ صبح سے کرتا ہون پیشتر خاموش

کمند زلف کا ٹوٹے نہ تار اسے پیشانے
رہا ہبت مین گلا گھونٹ گھونٹ کر خاموش

نہ چھیڑ قصہ موے میان یار آتش
کسی نے دیکھی ہے معشوق کی کمر خاموش

ردیف صاد

آفت جان ہے ترا اے سرو گل اندام رقص
ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص

طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے
بام پر گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص

کس طرح کرتا ہے یہ ذلت گوارا آدمی
فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص

چہرۂ محبوب پر گیسو نہین لہرا رہے
بت کے آگے کرتے ہین کفار نافرجام رقص

اے دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہین
ہوسکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص

دم فنا ہوتا ہی دامن کی ہر اک ٹھوکر کیساتھ
خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص

حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہی خراب
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص

سینہ کوبی کی صدا ہی یہ کہ گھنگرو کی صدا
بیقراری ہے تری یا ایدل ناکام رقص

الحذر لایا تھا جام مے ترے ہونٹون تلک
آج تک کرتا ہی یہ گردون مینا فام رقص

چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہے
عمر بھر رقاص کو رکھتا ہی بے آرام رقص

اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہو
کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص

میکدے مین چلکے سیر عالم نیرنگ کر
قلقل مینا ہے نغمہ اور دور جام رقص

دل اسی پہلو مین آتش مثل ازین بیتاب تھا
یہ وہی جا ہے جہان ہوتا ہی صبح و شام رقص

ردیف ضاد معجمہ

کام ہے شیشے سے ہمکو اور ساغر سے غرض
مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض

عشق صورت سے خیال آیا ہی معنی کی طرف
حب صدف سے مدعا تھا اب ہی گوہر سے غرض

آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی
زر کی خواہش ان حسینون کو ہی زیور سے غرض

اپنے فعلوں سے تعجب ہے ہو وہی جو فساد
زن سے مطلب ہے زمین سے مدعا زر سے غرض

بوسۂ لب مانگئے پر گالیاں دیتا ہے یار
زہر ملتا ہے اُسے جس کو ہو شکر سے غرض

آنکھ گل پر والۂ رخسار کی پڑتی نہیں
عاشق قامت نہیں رکھتے صنوبر سے غرض

تا نہ بیجا بھی نہ اے دل ناگوار طبع ہو
اب تو اٹکی ہے تری اُس ماہ پیکر سے غرض

صاف ہو کر گلستان حسن کی ہوتی بہار
یہ مراد آئینہ کی تھی یہ سکندر سے غرض

عاشق مہتاب کو بوسہ عنایت کیجیے
مرد مفلس کی نکلتی ہے تونگر سے غرض

شکوہ اُس کا بھی زبان زد ہو نہ اے دل چاہیے
گر اُٹھا دی ہے جہان سفلہ پرور سے غرض

فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہیں
آتش درویش کو ہے اپنے بستر سے غرض

ردیف طا

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہے غم غلط
کیونکر کہیں نوشتۂ قسمت کو ہم غلط

ایسے فریب اُس نے حریفوں کے کھائے ہیں
حق حق کہو جو میں تو کہے وہ صنم غلط

معشوق سے امید وفا ہے خیال خام
وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط

مایوس ہو نہ مرغ دل اک دن شکار ہے
تیر نگہ نشانہ کو کرتا ہے کم غلط

ہوتی ہے دھن میں نشہ کے کوئی ہمہ اوصل
کیا ہجر میں شراب پئے سے ہو غم غلط

اے شوق راہ یار میں لے تو چلا ہے تو
جادے سے پڑنے پائے نہ نقش قدم غلط

کعبہ سنا ہے نام جو کوچہ کو یار کے
کرتے ہیں برہمن رہ بیت الصنم غلط

شاعر نہیں ہے ہمہ دان ہے کہے جو ہیچ
ہستی کو اس کمر کی ہے کہتا عدم غلط

عمل یگانہ عقیق سے ابروئے یار کے
اے دل ہو ابر تیغ سے چشم کرم غلط

تحریر یار کے لئے کرتا ہوں خط شوق
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

نشۂ عشق کا اثر ہے شرط
لب خشک اور چشم تر ہے شرط

سب بے خبر اکدن سفر ہے شرط
کیے رکھتے ہیں ہم خبر ہے شرط

مست تیرے مئے محبت کا — دین و دنیا سے بے خبر ہے شرط

صندلی رنگ سیکڑون معشوق — عشق بازی کا درد سر ہے شرط

قول پر قول ہمسے یار سے ہے — شرط پر شرط شرط پر ہے شرط

کہون کیونکر میان یار کو ہیچ — جسم کے واسطے کمر ہے شرط

زلف خوبان دراز لازم ہے — خال کوتاہ و مختصر ہے شرط

قابل گوش سیکڑون گوہر — گوش بھی قابل گہر ہے شرط

یہ تنا ہے بندگی تیری — اُس قدر ہو کہ جسقدر ہے شرط

گلشن عیش کے نظارے کو — مثل غنچہ گرہ مین زر ہے شرط

توبہ مے کے توڑنے کے لیے — ساقی غیرت قمر ہے شرط

لب شیرین سے میٹھی باتین کر — زہر مین زہر کا اثر ہے شرط

جھوٹے سچّون کا دیتے ہین دھوکا — جوہری کے لیے نظر ہے شرط

عشق مین صبر کار مشکل ہے — دل کے خون کرنے کو جگر ہے شرط

طور سے کہا کیا تجلی نے — حُسن بے پردہ سے حذر ہے شرط

عہد پیری مین روئے رنگین دیکھ — سیر گلزار کو سحر ہے شرط

معرکہ عشق کا ہے یان آتش — پاؤن پر تیغ زن کے سر ہے شرط

ردیف ظاء معجمہ

سخت گوئی سے تجھے چاہیے ای یار لحاظ — بات بڑھجاتی ہے کھودیتی ہے تکرار لحاظ

جام توڑے سے نمانون گا تجھے زور آور — توڑنا یار کا اے چرخ ستمگار لحاظ

نہ تو ہندو ہی مین ٹھہرا نہ مسلمان نکلا — مجھسے رکھتے ہین بجا کافر و دیندار لحاظ

اُٹھ گیا پردہ چھٹی روح سے آتش تن — نہ رہا میرے ترے عاقبت کار لحاظ

یار ہے باغ ہے سبزہ ہے مے گلگون ہے — مجکو رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ

مثل عنقا ہے مجھے مردم دنیا سے گریز — صحبت بد سے ہے انسان کو سزاوار لحاظ

آبگینے سے ہے نازک دل بیمار آتش
بدمزاجی سے مرے رکھتے ہین غمخوار لحاظ

ردیف عین مہملہ

قدر کیا رکھتی ہے پیش چہرۂ پر نور شمع
نام کو چربی کا پتلہ گو ہوئی مشہور شمع

صاف آتا ہے نظر پوشاک سے نوربدن
پیرہن فانوس ہے جسم بت مغرور شمع

اُڑ گئے اغیار سنتے ہی مری آواز پا
رہ گئی محلس مین عذر لنگ سے مجبور شمع

نیش زن کو اپنی دولت سے نہین ممکن فروغ
کب ہوئی روشن میان خانۂ زنبور شمع

شب کی شب اُس شعلہ رو سے گرم صحبت ہو کہا
صبح کو پیدا کرے گی سردی کافور شمع

ای فلک اتنا تو محفل مین فروغ اپنا بھی ہو
یار کے نزدیک بیٹھین ہم کھڑی ہو دور شمع

بام پر تو نے جو بچھوایا پلنگ اے شعلہ رُو
رات بھر روشن رہی بالائے کوہ طور شمع

یہ بھی عاشق ہی مگر رکھتی ہے جو میری طرح
اشک گرم و سینۂ سوزان تن محرور شمع

جستجوے یار مین نکلون اندھیرے مین اگر
راہ بتلادے پری مجکو دکھادے حور شمع

دیدۂ بینا دل روشن نظر آتا نہین
اُڑ گئی بزم جہان سے صورت کافور شمع

صورت پروانہ جلتے ہین رقیب روسیاہ
سوز غم سے ہو گیا ہے آتش رنجور شمع

خاک ہو جاتی ہے جل کر ہمرہ پروانہ شمع
ہے تو زن رکھتی ہے لیکن غیرت مردانہ شمع

شام کو آتی ہے وقت صبح کر جاتی ہے کوچ
منزل ہستی کو سمجھے ہے مسافرخانہ شمع

تیری محفل مین اگر دیکھے مری گستاخیان
شوخی پروانہ سمجھے بازی طفلانہ شمع

سوزش دل کا بیان کچھ کچھ کیا تھا رات کو
موم ہو کر بہ گئی سُن کر مرا افسانہ شمع

گریۂ مستانہ کرتے کرتے آخر ہو گئی
کرچکی معمور اپنی عمر کا پیمانہ شمع

اور کچھ مطلب نہین پروانہ کا سمجھے رہی
آشنا کو آشنا بیگانہ کو بیگانہ شمع

آشنائے حال بھی بیگانہ بعد مرگ ہے
گور پر دیوانہ کے لاتا نہین دیوانہ شمع

جنبش شعلہ نجان اُس کو اشارے یہ یار
کرتی ہے محفل مین تیری سجدۂ شکرانہ شمع

روے روشن سا ترے رکھتی رخ روشن اگر ... جان قیمت مانگتی گاہک سے دل بیعانہ شمع
لائی ہے ایمان یہ کس کا مصحف رو دیکھکر ... رکھتی ہے اشکون سے اپنے سبحۂ صد دانہ شمع
دل مین رہتا ہے خیال چہرۂ پرنور یار ... پرتو مہتاب سے رکھتا ہے یہ کاشانہ شمع
چشم غول آنکھون مین پھر جاتی ہے اس کے شعلہ سے ... یاد دلواتی ہے مجھ دیوانہ کو پروانہ شمع
عکس روے آتشین سے تیرے اے گل پیرہن ... زلف شبگون مین ہوا ہر اک خط رشانہ شمع
سر کو کٹواتی اگر مجھ سخت جان کی طرح سے ... ڈال دیتی آہن گلگیر مین دندانہ شمع
روشنی دیکھے گا یارب کو نسا رشک پری ... ڈھالتا ہے اپنی چربی سے ہر اک دیوانہ شمع
عزت مہمان ہے لازم چاہیے پروانہ کو ... در تلک لینے کو آوے لیکے صاحب خانہ شمع

حسن ناقص ہے کوئی عاشق نہ ہو آتش اگر
ہے یقین بے پر پری ہے ہے جو بی پروانہ شمع

روشنی بزم ہے یان چہرۂ گلرنگ و شمع ... جمع ہین پروانہ و مرغان خوش آہنگ و شمع
اُٹھتے ہی اس رونق محفل کے سب بیکار تھے ... جام و مینا ساقی و مطرب رباب و چنگ و شمع
کنج مرقد مین یہ داغ دل سے میرا حال ہے ... گرمیون کی رات مین جیسے مکان تنگ و شمع
آتش فرقت رہی بعد فنا بھی مشتعل ... موم ہو کر بہہ گئے میری لحد پر سنگ و شمع
ساعد سیمین سے نسبت دے کوئی ناقص اسے ... اپنے آگے ایک سی ہے ساق پاے لنگ و شمع
فکر رنگین کو جو ہو انگشت و فندق کا خیال ... دست بستہ آئین مضمون گل اورنگ و شمع
راہ بھولون گر شب تاریک ہین مین تیرہ روز ... منزل ہستی سے عنقا ہو صدائے زنگ و شمع
بزم ماتم ہے ہر اک محفل فراق یار مین ... رات بھر جلتے ہین آتش عاشق بے ننگ و شمع

ردیف غین معجمہ

بزم مین رنگین خیالون کے جو ہو روشن چراغ ... سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ
چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھین روشن ہوگئین ... پرتو مہتاب سے بن جاتے ہین روشن چراغ
روشنی طور ہو بار دگر ممکن نہین ... تیر سے صدقے کا کہان سے لائیگا دشمن چراغ

دن کو بیداری مین رہتا ہے خیال روے یار
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ

سیکڑون پروانون کو اس نے کیا خاک سیاہ
موم کر سکتا نہین اپنا دل آہن چراغ

دل ہمارا مردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے
داغ سینہ کا ہے گویا گور پر روشن چراغ

یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہے فروغ
آتش افروزی سے ہوئیگا نہین دشمن چراغ

صبح تک جلتی ہے آہون سے ہمارے باد تند
شام سے فانوس رکھتی ہے تہ دامن چراغ

دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
واسطے تشبیہ کے ہووین گل سوسن چراغ

گنج زر رنگ طلائی نے کیا منھ یار کا
لعل لب کو مین نے سمجھا مال پر روشن چراغ

منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہوجاوے تو دکھلادے تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہے آتش گور مین
غم نہین اس کا نہوا اپنے سر مدفن چراغ

بتیان اس کی بنا کر مین کرون روشن چراغ
باد سے اُڑ کر بجھا دے گر مرا دامن چراغ

رات بھر جلتا ہے آٹھون پہر جلتا ہے وہ
دل کو دیکھے اور اپنا سینۂ آہن چراغ

قلب ماہیت گداز عشق سے ہووے اگر
موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ

تازہ ہوجاتا ہے یاد رفتگان سے داغ دل
کاروان کرتا ہے اس ویرانہ مین روشن چراغ

بسکہ جلتے ہین حسد سے دیکھ کر میرا فروغ
روز اُڑایا کرتے ہین سندوق سے دشمن چراغ

امن مین رکھتی ہے شر سے فتنہ کی روشنی
چور پھر جاتا ہے گھر مین دیکھ کر روشن چراغ

تیل کا مقدور تو اس کو نہین باقی رہا
گھر جلا کر اب مگر روشن کرے دشمن چراغ

روز فرقت کچھ شب دیجور سے بھی ہے سیاہ
دن کو ہووے گا ہمارے گھر مین اب روشن چراغ

دن کہتا ہے ستارے اپنی برق آہ سے
بن گیا ہے اس سیہ خانہ کا ہر روزن چراغ

جا نہین داغ محبت کی دل بے عشق مین
خانۂ خالی مین دیکھا ہے کہین روشن چراغ

دوستداری کے مزے سے آشنا ہووے اگر
اپنی چربی سے جلا دے راہ مین دشمن چراغ

یک دلی سے دو سیہ رویون کے ہے ہنگامہ گرم
آتش افروزی کرین باہم ہون جب بے روغن چراغ

سامنا کرتا ہی کیا اس کا شبستان مین چراغ
مرد میدان ہو تو نکلے دن کو میدان مین چراغ

جب نہ بجھا شمع رویون کے زنخدان مین چراغ
رکھدیا ہم نے بجھا کر طاق نسیان مین چراغ

شمع مینا سے ہو ساقی شہر مین بھی روشنی
لالہ نے روشن کیا کوہ و بیابان مین چراغ

روشنی کی اس کے حلقون مین جو روئے یار نے
ہو گئے روشن شب زلف پریشان مین چراغ

کونسا بلبل پھنسا ہے دام مین صیاد کے
باغبان ٹھٹی کے جلاتا ہے گلستان مین چراغ

کیا کہون کتنے مرے تن پر ہین داغ آتشین
اس قدر ہون گے نہ اک سرو چراغان مین چراغ

روئے روشن کا خیال آنکھون کو رونے مین ہے
رات بھر رکھتے ہین روشن فصل باران مین چراغ

داغ دل کی روشنی ہے بوریائے فقر پر
شیر کی چربی سے جلتا ہے نیستان مین چراغ

نور شمع طور ہے سینے کے ہر اک داغ مین
دیکھ لے منہ ڈال کر میرے گریبان مین چراغ

ہو گیا اس پر زلیخا کو یقین فانوس کا
حسن یوسف نے کیا روشن جو زندان مین چراغ

چہرۂ روشن دکھاؤ تم جو شب کو بے نقاب
دیدۂ بے نور ہووے چشم انسان مین چراغ

عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہوگا فروغ
میری مٹی کے جلین گے گور جانان مین چراغ

کون سا دل ہے نہین کشتہ حسن گرم کا
بزم عالم مین ہے تو گنج شہیدان مین چراغ

خاک کا پیوند ہون گا جب مین تیرہ روزگار
پھر نہ دیکھے گا کوئی گور غریبان مین چراغ

رتبۂ اعلی و اسفل مین رہے فرق اے فلک
شمع روشن بام پر ہووے تو ایوان مین چراغ

واسطے اپنے نہین منظور مجکو روشنی
مین جلاتا ہون تو آتش راہ مہمان مین چراغ

سن رکھے شام ہوتی ہے میرا صحن چراغ
اس شمع رو کے آگے ہو خندہ زن چراغ

یاد آگئی جو رات کو زلف رسائے یار
آنکھون مین اپنے ہو گیا کالے کا من چراغ

چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان
پیدا تو کر لے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ

دکھلایا چاہے داغ جنون کو جو روشنی
لے مبتون کو اپنا پھٹا پیرہن چراغ

ممکن خزان نہ ہووے بہار شباب کو
گل ہو نہ تیرے حسن کا اے گلبدن چراغ

ہوگا نہ روشنی مین رخ یار سے فروغ
رکھتا ہے ناحق آرزوے خار زن چراغ

عالم میں جلوہ گر ہے مرا یار اس طرح
ہوتا ہے جیسے روشنی انجمن چراغ

لیجائیں کوے یار میں مجکو جو پاے شوق
روشن کروں میں جا کے میان چمن چراغ

مجبور میں نہیں تو اندھیرے میں گور کے
مردے جلائیں بیچ کے اپنا کفن چراغ

جلتا ہے خود بھی قبر میں روشن کیا کریں
غربت زدوں کے نام کے اہل وطن چراغ

دیکھا جو بت کے حسن خداداد کی طرف
مسجد میں تو جلائے گا اے برہمن چراغ

ٹھڈی کے گرد یار کے خال سیہ نہیں
جھکڑ میں رہ گئے لب چاہ ذقن چراغ

اے خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ
چڑھ چاک پر کمھار کے تو اور بن چراغ

ردیف فا

اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف

برسوں سے قد یار کا مضموں نہیں بندھا
مدت ہوئی گئے نہیں شمشاد کی طرف

مستی سے ان لبوں کو تعلق جھبوں کو ہے
تھوکیں کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف

جلنے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف

اے جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف

آئینہ کی طرف نہ خیال آیا آپ کا
دیکھا نہ تم نے جوہر فولاد کی طرف

لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشاں کشاں
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

عاشق ہی داد خواہ نہیں ورنہ روز و شب
فریاد رس کے کان ہیں فریاد کی طرف

نکلا ہے تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آوازے ہیں اسیروں کے آزاد کی طرف

سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا بتوں سے عشق
مد نظر ہے حسن خداداد کی طرف

گردوں سے چاہتے ہیں یہی ہم گناہگار
منہ سوئے قبلہ آنکھیں ہوں جلاد کی طرف

طاقت ہے کس کی دیکھے جو غربت کی آنکھ سے
اس فتنہ و فساد کی بنیاد کی طرف

عاشق ہیں محو حسن جو چاہو ستم کرو
کس کا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن میں میرے وہ یوسف کرم کرے
شادی کا بھی گذر ہو غم آباد کی طرف

جوشِ جنوں ہے موسمِ گل کا ہے زور شور — سودائی کھنچے جاتے ہیں فصاد کی طرف
دھوکا دیا ہے دام نے کس گل کی زلف کا — بلبل اشارے کرتے ہیں صیاد کی طرف
شیریں بھی چاہتی جو اُسے پیرزن تو کیا — خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف

آتش یہ وہ زمیں ہے کہ جس میں شفیقِ من
سودا ہوا ہے میرے اُستاد کی طرف

رجوع بندہ کی ہے اس طرح خدا کی طرف — پھرے ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف
بعید کیا ہے مروت سے تیری اے شہِ حسن — نگاہ لطف سے دیکھے جو تو گدا کی طرف
کہاں وہ زلف کہاں خون نافۂ آہو — جو مشک سمجھے ہیں وہ لوگ ہیں خطا کی طرف
الجھ کے شانے سے کھاتا ہے سیکڑوں جھٹکے — قصور سے یہ ترے گیسوئے رسا کی طرف
خدا نے دردِ محبت عطا کیا ہے جسے — اُسے توجہ حاذق نہیں دوا کی طرف
ملا جو تم نے لہو دست و پا میں عاشق کا — نہ ہوگا میل طبیعت کو پھر حنا کی طرف
کرے گا یار مری جنگِ غیر میں امداد — جو آشنا ہیں وہ ہوتے ہیں آشنا کی طرف
فراقِ یار میں رہتا ہے یوں تصورِ گور — خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کی طرف
نہ ہوگا ہمسفر روح پیکرِ خاکی — یہ سوئے ارض رواں ہوگا وہ سما کی طرف

بہت خراب رہا بتکدے میں اے آتش
خدا پرست ہے چل خانۂ خدا کی طرف

یہ دل ہے جیسے تمہارے خیال سے واقف — اگہ چار خلط نہ تھے اعتدال سے واقف
کمال ہو جو ہو اپنے کمال سے واقف — کرے تو وجد جو ہو جائے حال سے واقف
خدا کرے نہ تمہیں میرے حال سے واقف — نہ ہو مزاج مبارک ملال سے واقف
نہیں جو روز و شب ماہ و سال سے واقف — وہی ہے خوب زمانے کے حال سے واقف
نہ ہوں گی آنکھیں تمہارے جمال سے واقف — جلا کے طور کرے گی جلال سے واقف
زباں سے کس کی مہ چار دہ نہیں سنتے — زمانہ ہے ترے فضل و کمال سے واقف
خبر ہے کیا تجھے اُن گیسوؤں کی مشاطہ — ہنوز شانہ نہیں بال بال سے واقف

دعائے خیر یہی ہے مری حسینون کو
ہو کمال تمھارا زوال سے واقف

مراد پر نہین آیا ہنوز حسن شباب
گل و ثمر نہین اُس نونہال سے واقف

فسانہ طور تجلی کا سُن کے کان کھلے
نہ تھے کرشمۂ حسن و جمال سے واقف

وہ کام کرتے ہین جو دل اشارہ کرتا ہے
شگون سے ہین نہ توہم گوش فال سے واقف

کہا یہ اُس نے تہِ سودا کسی کو زلف کا ہو
ہوا جو مجھ سے پریشان حال سے واقف

تمنا کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ
تمام ہو کے ہوئے ہم کمال سے واقف

بہت سے لطف ترے چہرے مین ہین انھین سے
نگاہ اپنی بھی ہے خال خال سے واقف

شراب دے مجھے ساقی مین رند مشرب ہون
فقیہ ہون گے حرام و حلال سے واقف

کھلے گا ساقی و پیر مغان کو حال اپنا
یہ مشت خاک بھی ہوگی کلال سے واقف

قلم نے چہرے حسینون کے لوح پر لکھکر
کچہریون کو کیا خط و خال سے واقف

پڑا ہے ابروِ ساقی کا عکس ساغر مین
پڑھے وہ ہو جو دعائے ہلال سے واقف

چمن کی سیر کو وہ شوخ طبع آ نکلے
گلون کے کان بھی ہون گوشمال سے واقف

ہوا سے آئی ہے لہرا کے آنکھ پردہ زلف
کمند مشکی ہوئی ہے غزال سے واقف

ازل سے محرم رازِ پری ہون مین مجنون
مرے فرشتے نہین میرے حال سے واقف

بہار آئی ہے لطف و کرم نے ساقی کے
کیا ہے دردکشون کو زلال سے واقف

نہو تامل ترے رخ پر نہ اے صنم ہوتا
ہلال کعبہ سے کعبہ ہلال سے واقف

بہے بہے پھرین دریائے اشک مین افلاک
پلون کو کیجئے کشتی کی چال سے واقف

پری ہے حور ہے یا روح قفس جسم مین ہے
بشر ہون مین نہین پر دیکھے حال سے واقف

در کریم نہین سیر گاہ مغروران
نہ آئے یان وہ نہو جو سوال سے واقف

نہ چند روز جدائی بھی مقتضی ہون گے
کہان فراق ہوئے حبیب وصال سے واقف

رہے وہ عہد جوانی نہ ہے وہ دن کہ نہ تھے
یہ مو خضاب سے دندان خلال سے واقف

رقیب مبتذل اُس گلعذار کے ہون گرد
یہ خار و خس نہین آتش کے حال سے واقف

ردیف قاف

داغ دل زخم جگر ہے نعمت الوان عشق
سیر اپنی جان سے ہوجاتے ہین مہمان عشق

نعمت دنیا کو کردیتا ہے تلخ اُس کا مزا
شیرۂ جان سے ہے شیرین حلوۂ دکان عشق

زلف لیلی سے سوا ہر سطر سوداخیز تھی
ہوگیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق

حق یہی مذہب ہے باطل ہے جو ہے اس کے خلاف
مرد مومن ہے وہی لایا ہے جو ایمان عشق

نام دو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے
بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق

ہو مبارک تم کو مصحف کی تلاوت زاہدو
دو جہان بھولے ہوئے ہین حافظ قرآن عشق

دل جگر داغون سے دونون ہین دکان صراف کی
کشور تن مین ہے جاری سکۂ سلطان عشق

تولتے ہین موتیون مین اشک حسن یار کو
دونون آنکھین اپنی ہین دو پلۂ میزان عشق

سیر ہوجاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین
زہر دیتا ہے نکھواڑون کو اپنے خوان عشق

ایکدن تیری کمر کا طوق ہون گے اپنے ہاتھ
اے صنم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق

زعفرانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہے
اپنے خاطر سے مہیا آجکل سامان عشق

قطع ہوجاتے ہین دنیا کے تعلق یک قلم
چھٹ گیا وہ ہوگیا جو قیدی زندان عشق

دو جہان مین آتش اس سے کوئی شیرین سخن نہین
وصف جو کچھ کیجیے اعلی ہے اُس سے شان عشق

ردیف کاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک
وہ گلعذار ہے یکتا ہزار کے نزدیک

خدا نے کی ہے عطا اُس صنم کو دولت حسن
طلا و نقرہ ہین کیا مال یار کے نزدیک

قفس تک آئے جو لے کر چمن سے نکہت گل
یہ فاصلہ ہے نسیم بہار کے نزدیک

شراب پینے کی کرتی ہے فصل گل تکلیف
دل آتے ہین لب جو کے شکار کے نزدیک

کرد رکوس سے میخانہ دور ہو ہر چند
کرم کرے تو ہے ابر بہار کے نزدیک

ہوا یہ دیدۂ بیدار سے مجھے روشن
ہمیشہ روز ہے شب زندہ دار کے نزدیک

جو بس چلے تو کرون منفعل سر محفل
پری و حور کو بٹھلا کے یار کے نزدیک

بلا سے ایک اگر کشتہ ہو گیا مجھ سا
تری نمود تو قاتل ہے چار کے نزدیک

نہ ٹالین آج کے وعدے کو کل کے اوپر آپ
یہ جبر ہے دل بے اختیار کے نزدیک

پس از فنا تری درگاہ کی جو مٹی ہو
وہ خاکسار ہے مجھ خاکسار کے نزدیک

یہ عاشقی کی وہ منزل ہے راہ مین جس کی
پیادہ پائی ہے بہتر سوار [illegible] نزدیک

طلسم تازہ دکھاتی ہے ہوشیاری بھی
جہان مردہ ہے شب زندہ دار کے نزدیک

وہ زود خلق ہون غالب ہے بعد مردن بھی
بنے مزار نہ میرے مزار کے نزدیک

سمجھتے ہم کمر یار کو نہین بے ہیچ
اگرچہ ہیچ ہو وہ روزگار کے نزدیک

وہ لوگ کرتے ہین تعریف خلد ممبر پر
گئے نہین جو کبھی کوئے یار کے نزدیک

سپر کی طرح چڑھے منہ وہ تیغ ابرو کے
سزا جو اپنی سمجھ لے کنار کے نزدیک

خلش کرے نہ مرے دل سے وہ مژہ کیونکر
شکست آبلہ ہے فتح خار کے نزدیک

عجیب شہر غم آباد عشق بھی ہے کوئی
خوشی پھٹکتی نہین اس دیار کے نزدیک

ہزار پست کیا ہے فلک نے ای آتش
بلند قدر ہین ہم اعتبار کے نزدیک

ہر قبر پر اڑا کے علی الاتصال خاک
سمجھے جو آدمی کہ ہے میرا مآل خاک

آنکھون کا عاشقون کی رہ یار مین ہے فرش
دامن پر اس کے اڑ کے پڑے کیا مجال خاک

چاہے فروغ آتش گل تو جو کچھ دنون
ای عندلیب دیدۂ گلچین مین ڈال خاک

تا حال وہ غبار دل یار سے ہے سو ہے
خاطر سے اپنی دور ہو گرد ملال خاک

روشن ہے جس سے منزل دل تو وہ شمع ہے
دم سے ہے تیرے مظہر حسن و جمال خاک

نقش قدم کو تاج سر اس کا ہون دیکھتا
افتادگی مین رکھتی ہے میرا سا حال خاک

سودا رہے گا سر کو بہت روئے یار کا
مدت کے بعد ہوتے ہین مٹی مین بال خاک

اس سیمبر کا جب سے زمین پر پڑا ہے پانو
آنکھون مین نیاریون کے ہے اس دن سے مال خاک

پیدا کریگا خم سے زیادہ پیالہ ظرف
مجھ مست کی ملے جو تجھے ای کلال خاک

اُس رُوے آتشین کی ہوا مین یہ رنگ ہے — گاہے عبیر بنتی ہے گاہے گلال خاک
غنچہ نہ ہو شگفتہ نہ چھیڑین جو باغبان — تیرے قدم کے نیچے کی اے نونہال خاک
صورت بگڑتی بنتی ہے اے ماہ چاردہ — بہروپیون کا رکھتی ہے آتش کمال خاک

بہار مین جو ہوا ہے مرا گریبان چاک — ہوئے ہین لالہ و گل کی طرح سے خندان چاک
صدا یہ غنچۂ گل کے ہے کھلنے سے آتی — کرے جو تنگ گریبان ہو اُسکے شایان چاک
بنائے ساغرِ مے جو کمہار تیرے لئے — پیالے ہون مہ و خورشید و چرخ گردان چاک
کھلے چمن مین جو گیندے کے پھول تو یہ کھلا — کئے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک
نکلکے تن سے دکھاوے گی اپنے جوہر روح — کھلے کا مطلب خط جب کہ ہوگا عنوان چاک
جنون کا جوش اُتارے گا پھاڑ کر کپڑے — بہار مین بدن اپنا کرین گے عریان چاک
کرون گا زلف کے سودے مین تار تار ایسا — دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک
ملاؤن پیرہن گل سے کیا لباس اپنا — ہوا نہین ابھی دست جنون سے چندان چاک
دکھائے عالم صبح بہار اگر رکھوا دے — نقاب مین وہ رخ غیرت گلستان چاک
کیا ہے عشق نے اک مہروش کا دیوانہ — سحر کی طرح سے رہتا ہون مین گریبان چاک
یقین ہوا ہمین سودا ہوا زلیخا کو — کیا جو کھینچ کے یوسف کا اُس نے دامان چاک
اثر جنون کا رکھتی ہے دل کی بیتابی — قبائے صبر کو کرتا ہے آتش انسان چاک

ردیف کاف فارسی

لاتی ہے ہر نگہ مین نیا چشم یار رنگ — دکھلا رہی ہے گردش لیل و نہار رنگ
مستی عشق کیف مے لالہ گون نہین — اس رنگ پر چڑھا نہین سکتا خمار رنگ
ہر ایک صفحہ ہے مرے دیوان کا اک چمن — سطر وہ دام ہے کہ ہے جس کا شکار رنگ
گلہائے باغ ہوتے ہین تیرے حضور زرد — اُڑتا ہے تجھکو دیکھ کے بے اختیار رنگ
گلشن چراغ ناخن غم سے بنیگا رُخ — اے دل دکھائے گا یہ ترا خار خار رنگ

جیراما طلسم ہے حکمت سے عشق کی
اک حال پر کبھی نہیں پاتا قرار رنگ

بعد فنا سمائیں گے ہم چشم یار میں
پیدا کرے گا سرمئی اپنا غبار رنگ

رخسار زرد پر مرے بہتے ہیں اشک خون
یکجا دکھا رہی ہے خزان و بہار رنگ

خون میں نہا نہا کے شہیدوں کے لائیگا
نقرا ترا کمیت کا اے شہسوار رنگ

سرکا رہی ہے آتش فرقت ہوائے وصل
سیماب کی طرح سے ہے کرتا فرار رنگ

نیرنگی فنا ہے لگی اس کی فکر میں
ہستی مستعار ہے بے اعتبار رنگ

مضمون بندھے ہیں جو قلمون روئے یار کے
رنگیں ذہن کے فکر رنگے گی ہزار رنگ

بلبل کی طرح ہم کو بھی ہوتا چمن سے عشق
آتش جو چار فصل میں ہوتے نہ چار رنگ

نہ کر زیادہ بس اب اے فراق جانان تنگ
گلے کو کاٹتا ہے اپنے ہو کے انسان تنگ

طلسم تانہ دکھاتا ہے دیدۂ دل کو
کشادہ چہرہ کے اوپر دہان جانان تنگ

رہی نہ لالہ و گل سے کوئی جگہ خالی
بہار باغ سے ہو عرصۂ گلستان تنگ

پنھائی زخموں کی بندھی جو تیغ نے تیری
خوشی سے ہو گئے پیراہن شہیدان تنگ

نصیب شانے کے پیارا کرے دل صد چاک
بغل میں لین اسے وہ گیسوئے پریشان تنگ

وہ دل ہے جس میں تصور رہے خوشجالوں کا
وہ گھر ہے جس کو کہ رکھے ہجوم مہمان تنگ

نکل کے خانۂ زندان سے میں کدھر جاؤن
جنون کے جوش میں ہے دو جہان کا میدان تنگ

یہ گوش ہی ہیں کہ باتیں زبان کی سنتے ہیں
نکل گئے ہیں دہن میں سے ہو کے زندان تنگ

بہار گل میں جو دل کو ہوائے صحرا ہے
ہوا ہے روح کو قالب سے اپنے زندان تنگ

شکار مومن و کافر کا کھیلتا ہے وہ ترک
کمند زلف سے ہیں ہندو و مسلمان تنگ

نقاب رخ سے جو دن کو وہ شمع رو اُٹھے
یقین ہے کثرت پروانہ سے ہو ایوان تنگ

بہار گل میں جو میں دھجیاں نہ لوں اسکی
گلا دبانے کو پھانسی سے ہو گریبان تنگ

نہ کھینچو سر آتش پہ اپنا سایہ ہما
فقیر سے کے ہے بدن پہ قبائے سلطان تنگ

ردیف لام

مومن کا مددگار ہے شاہ نجف ایدل
حامی ہے ترا شیر خدا لاتخف ایدل

بت توڑنے کو دوش نبی پر وہ چڑھا ہے
کعبہ کو تولد سے ہے اُس کے شرف ایدل

بیواسطہ ہے احمد مرسل کا خلیفہ
دنیا کے طلبگار کریں حق تلف ایدل

معصوم ہے عیبوں سے زمانے کے رہی ہر
وہ لالۂ بیداغ و مہ بیکلف ایدل

خاک نجف اکسیر ہے مومن کی نظر میں
شفاف ہے الماس سے در نجف ایدل

حاصل ہے تو قلزم قدرت کا سمجھ لے
گوہر ہے علی کون و مکان ہو صدف ایدل

آئینۂ تحقیق کا رہتا ہے مشاہد
حق اُس کی طرف ہے وہ ہر حق کی طرف ایدل

لاریب امامون مین سر آمد وہ ولی ہے
سمجھے نہ مقدم یہ جماعت کی صف ایدل

مدح اسد اللہ مین تقریر نہو بند
دریا کی طرح تا کہ نہ آجائے کف ایدل

دشمن ہو جو ایسے کا کہے رکھتا ہو آتش
شیطان کے نطفہ سے ہے وہ ناخلف ایدل

عمر دو روزہ ہی مین ہزارون کھلائے گل
بعد فنا بھی خاک نے میری کھلائے گل

سیر چمن نے اور بھی دل کو کیا اُداس
بے یار شور زاغ ہوئے خندہ ہائے گل

میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا
ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا مٹائے گل

سنتا ہے کون نالہ و فریاد عندلیب
مدہوش ہر چمن مین پیالہ چڑھائے گل

وعدہ وصال کا ہے اندھیرے مین گور کے
شمع حیات جلد کہین ہو بھی جائے گل

چھڑکی ہے باغبان نے مگر خاک پائے یار
رکھتی ہے بوئے حور کا عالم صفائے گل

بوجہ یہ جیجے مین نہین اس کے چار داغ
دل پر ہین تیری کفش کے لالہ نکلائے گل

رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے
کھولے نسیم صبح نے بند قبائے گل

ملتا ہے کس طرح لب نان فقیر کو
آکر تنور چرخ سے بھنے تو کھائے گل

صیاد نالہ سُکے جو رُویا تو لطف کیا
کنج قفس مین باغ سے اُڑ اُڑ کے آئے گل

وان لب ملے رقیب سے یان دم نکل گیا
اے عندلیب تجکو مبارک ترا چمن

مقراض تار عمر ہوئے برگہائے گل
کس کے مزاج سے ہے موافق ہوائے گل

آتش بقول مصرع سودا غرض نہین
یکدست اگر زمانہ جہان کے لٹائے گل

درد دل کا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل
نیند آنے کا ہوا اس کو بہانہ شب وصل

نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری
خشک ہو ہاتھ تو ہو زلف کا شانہ شب وصل

حسرت جلوۂ دیدار بہت ہے مجکو
چاہیئے میرے لئے آئینہ خانہ شب وصل

صبح ہوتے ہوئے اس بت نے قدم رنجہ کیا
نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل

مین نے صندل کی طرح ماتھے کو رگڑا تا صبح
درد سر کا جو کیا اس نے بہانہ شب وصل

مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل

یار کیا مجکو ملا دولت پایندہ ملی
ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل

چاندنی آئینہ مین مین نے اُسے دکھلائی
سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل

خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہے
آجکل تیر دعا کا ہے نشانہ شب وصل

دونون مہمان دم چند ہین دیکھون پہلے
جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے روانہ شب وصل

عاشقون کی کشش دل ہے کہ لائی ہے اُسے
چاہتا ورنہ خدا سے ہے زمانہ شب وصل

آتش اُس گل کو ہے لیجا کے چمن مین رکھنا
ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

وہم ہے یار کا آغوش مین آنا شب وصل
پیرہن مین مجھے مشکل ہے سمانا شب وصل

سجدۂ شکر خدا یا مین کیئے رکھتا ہون
پاؤن پر یار کے سر کو ہے جھکانا شب وصل

جس قدر سوئے غنیمت مین سمجھتا ہون اُسے
بخت خفتہ کو ہے تا صبح جگانا شب وصل

وقت کو ہاتھ سے کھونا ہے غضب غفلت مین
موت سے کم نہین کچھ نیند کا آنا شب وصل

عشق ہے آنکھون کو تلوون سے مجھے ملنے کا
پائنتی یار کی ہے میرا سرہانا شب وصل

رخصت یار کے اوپر مین گلا کاٹون گا
آب شمشیر سے ہے مجھکو نہانا شب وصل

یار وحشی کو یہ لائی ہے بغل مین آتش
دام عنقا ہے جسے کہتے ہین دانا شب وصل

ملک الموت سے کچھ کم نہین خونخوار کی شکل
مر گیا جس کو نظر آئی مرے یار کی شکل

درد دل پوچھنے والا کوئی میرا نہ رہا
ہو گئی صورت عنقا مرے غمخوار کی شکل

باغبان آنے دے صیاد کو آزردہ نہ ہو
نظر آوے گی نہ پھر بلبل گلزار کی شکل

آنکھ بجلی کے چمکنے سے جھپک جاتی ہے
دیکھین ہم بھی تو ترے طالب دیدار کی شکل

یار نے عاشق رنجور کو کب پہچانا
ناتوانی سے بدل جاتی ہے بیمار کی شکل

ڈھونڈھ لے اور مجرد کوئی زال دنیا
میری پاپوش کے قابل نہین مردار کی شکل

دل کے گاہک تو ہزارون ہی پر دیکھیے
دیکھیے جان حزین کے بھی خریدار کی شکل

زرد ہوتا تھا مرے سامنے روئے رستم
اب ڈراتی ہے مجھے مردہ بیمار کی شکل

یار نے غیر کے بدلے جو دیا مجھکو جواب
پھر گئی آنکھون مین دشمن کے طرفدار کی شکل

یار جو ناز کرے سبزۂ خط پر کم ہے
کچھ تری کچھ ہو گئی اُس آئینہ رخسار کی شکل

کوچۂ یار مین کرتے ہین اندھیر جو غل
خوب پہچانی ہوئی ہے مری دو چار کی شکل

ہو گئین چار نگاہین جو دم قتل آتش
آنکھین جلاد کی ڈھونڈھین گی گنہگار کی شکل

ردیف میم

آئینہ خانہ کرین گے دل ناکام کو ہم
پھیرین گے اپنی طرف روے دل آرام کو ہم

شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہے
روتے ہین دیکھ کے خندان دہن جام کو ہم

یاد رکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم

آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہے
شعبدہ جانتے ہین گردش ایام کو ہم

فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہے کہین پردے مین
سنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم

خون قاصد تو وہ سفاک سمجھتا ہے حلال
کسی غماز سے بھجوائین گے پیغام کو ہم

پاؤن پکڑے ہین زمین نے یہ ترے کوچہ کی
رہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم

دیدہ یار کہین کیا اسے کیف نے مین
بھون کر سوز گزک کرلتے ہین بادام کو ہم

سبزۂ خط سے ہوئی اس کی کدورت وہ چند
اب صفائی کے لئے ڈھونڈین گے حجام کو ہم

وہی تحصیل محبت کا ہے عالم تا حال
پختہ کرتے ہین ہنوز آرزوئے خام کو ہم

لطف حاصل ہو جو زلفون مین گرفتاری کا
مول لین دل کی اسیری کے لئے دام کو ہم

کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے
نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم

حسن سے عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا
کرتے ہین آتش اُسے آئے ہین جس کام کو ہم

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
خوب صورت ہو بادشاہ ہو تم

جس نے دیکھا تھین وہ مر ہی گیا
حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم

کیونکر آنکھین نہ ہم کو دکھلاؤ
کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم

حسن مین آپ کے ہے شان خدا
عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم

ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ
جامہ زیبون کے بادشاہ ہو تم

فوق ہے سارے خوش جمالون پہ
وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم

ہم سے پردہ وہی حجاب کا ہے
کوچہ گردون سے رو براہ ہو تم

کیون محبت بڑھائی تھی تم سے
ہم گناہگار بے گناہ ہو تم

جو کہ حق وفا بجا لائے
شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم

ہے تمھارا خیال پیش نظر
جس طرف جائین سد راہ ہو تم

دونون بندے اسی کے ہین آتش
خواہ ہم اس مین ہو دین خواہ ہو تم

وحشی تھے بوئے گل کی طرح سے جہان مین ہم
نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم

ساکن ہین جوش اشک سے آب رواں مین ہم
رہتے ہین مثل مردم آبی جہان مین ہم

شیدائے روئے گل نہ تو شیدائے قد سرو
صیاد کے شکار ہین اس بوستان مین ہم

نکلی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا
گویا کہ تیر جوڑے ہوئے تھے کمان مین ہم

آلودۂ گناہ ہے اپنا ریاض بھی
شب کاٹتے ہین جاگ کے مے کی دکان مین ہم

ہمت پس از فنا سبب ذکر خیر ہے
مردون کا نام سنتے ہین ہر داستان مین ہم

ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے
اب بادشاہ وقت ہین اپنے مکان مین ہم

نیرنگ روزگار سے ایمن ہین شکل سرو
رکھتے ہین ایک حال بہار و خزان مین ہم

دنیا و آخرت مین طلبگار ہین ترے
حاصل تجھے سمجھتے ہین دونون جہان مین ہم

پیدا ہوا ہے اپنے لئے بوریاے فقر
یہ نیستان ہین شیر ہین اس نیستان مین ہم

خواہان کوئی نہین تو کچھ اس کا عجب نہین
جنس گران بہا ہین فلک کی دکان مین ہم

لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا ہم نے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

کیا حال ہے کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
نالان رہے جرس کی طرح کاروان مین ہم

آیا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر
بیدار بخت خفتہ ہے خواب گران مین ہم

شاگرد طرز خندہ زنی مین ہے گل ترا
استاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم

باغ جہان کو یاد کرین گے عدم مین کیا
کنج قفس سے تنگ رہے آشیان مین ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین
گاہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم

دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب بحر
قفل در درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانہ سے اٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

آخر کار چلے تیر کی رفتار قدم
غیر منزل نہ پڑے راہ مین زنہار قدم

اٹھ گئے وصل کی شب پیشتر از یار قدم
آ گئے ہم عمر روان سے بھی چلے چار قدم

کوے مقصود سے یون رکھتی ہے غفلت مجھے دور
جیسے سو جاتے ہین ہو جاتے ہین بیکار قدم

اہل عالم مین ہون مین زندہ مین مردون کی طرح
بڑھ چلین لاکھ مگر ساتھ ہین دو چار قدم

ایک مدت سے رہ کعبہ مین آوارہ ہین
کیا خدا کا مجھے دکھلائین کے دیدار قدم

جوش وحشت مین بھی مین چل نہ سکا سر دوڑا
لے گئے حسرت خار سر دیوار قدم

صورت برگ خزان جھڑ گئے ہین ہر گام گناہ
جب اٹھاتے ہین تری راہ مین زوار قدم

اے جنون کوہ و بیابان بھی دکھلا مجکو
رہیں پستی و بلندی سے خبردار قدم

کوچہ گردی یہ شب و روز کی بیوجہ نہیں
ایڑیاں رگڑیں گے کس کے پس دیوار قدم

جادۂ راہ محبت کو خط مسطر جان
سر کے بل مثل قلم چل جو ہوں بیکار قدم

خاک بھی ہوں تو ہوں خاک در اُس کا آتش
جس کے تھے دوش پیمبر کے سزاوار قدم

بیل کی طرح سے ہلتے نہیں زنہار قدم
بھول جاتے ہیں رہ عشق میں رفتار قدم

جوش وحشت میں جو ہوں مائل رفتار قدم
شہر ہستی سے ہو صحرائے عدم چار قدم

بخت خفتہ کو جگا دیں جو یہ پشت پا سے
ایسے رکھتے ہیں کہاں طالع بیدار قدم

عرصۂ جنگ سے خون ریز زمین ہے یہاں کی
بیشۂ عشق میں مردوں کی طرح چار قدم

جوش وحشت میں نہ زنجیر کو توڑا اک دن
گور میں جائیں گے ان ہاتھوں سے بیزار قدم

چال وہ چل کہ ہو جان سے دل عالم کو عزیز
آنکھوں پر رکھے ترے کافر و دیندار قدم

ہاتھ بندھوائیں نہ مجھسے یہ حضور دربان
یار کے گھر میں نہ چلیں پھاند کے دیوار قدم

چاہیے عاشق شیدا کو لحاظ معشوق
شاخ گل پر نہ رکھے بلبل گلزار قدم

کوچۂ زلف کے سودے سے گل آخر پھولا
ہوئے زنجیر کے پھندے میں گرفتار قدم

دوڑتے دوڑتے کس دن نہیں عاشق مرتے
جانتا ہی نہیں اُس ترک کا رہوار قدم

سبقت اُس ابرو کو جنبش میں ہے اُن مژگان سے
تیر سے چلتی ہے آگے یہ کمان چار قدم

بیڑیاں اُن کو جو پہنائیں قصور اُن کا کیا
میں گنہگار جنون ہوں کہ گنہگار قدم

ثابت معرکۂ عشق بتایا ہے مجھے
کوچے کاٹوں جو ہوں لغزش کے سزاوار قدم

حیف ہے راہ خدا میں نہوا اُن سے کوشش
دست قدرت نے بنائے نہیں بیکار قدم

عاشقوں سے جو مسیحا اُسے سُن پایا ہے
چومنے آتے ہیں ہر صبح کو بیمار قدم

یہ صدا آتی ہے زنجیر سے مجھ مجنوں کی
آج مجبور ہیں وہ کل جو تھے مختار قدم

آب رحمت کرے گا آگے آتش چھڑکاؤ
خاک پر رکھیں گے مجھ رند کی ابرار قدم

چمن مین رہنے دے کون آشیان نہین معلوم
نہال کسکو کرے باغبان نہین معلوم

مرے صنم کا کسی کو مکان نہین معلوم
خدا کا نام سنا ہے نشان نہین معلوم

اخیر ہو گئے غفلت مین دن جوانی کے
بہار عمر ہوئی کب خزان نہین معلوم

یہ اشتیاق شہادت مین محو تھا دم قتل
لگے ہین زخم بدن پر کہان نہین معلوم

سنا جو ذکر الٰہی تو اس صنم نے کہا
عیان کو جانتے ہین ہم نہان نہین معلوم

کیا ہے کس نے طریق سلوک سے آگاہ
مرید کس کا ہے پیر مغان نہین معلوم

مری طرح تو نہین اس کو عشق کا آزار
یہ زرد رہتی ہے کیون زعفران نہین معلوم

جہان و کار جہان سے ہون بےخبر مین مست
زمین کدھر ہی کہان آسمان نہین معلوم

سپرد کس کے مرے بعد ہو امانت عشق
اٹھائے کون یہ بار گران نہین معلوم

خموش ایسا ہوا ہون مین کم دماغی سے
دہن مین ہی کہ نہین ہے زبان نہین معلوم

مری تمھاری محبت ہے شہرۂ آفاق
کسے حقیقت ماہ و کتان نہین معلوم

کس آئینہ مین نہین جلوہ گر تری تمثال
تجھے سمجھتے ہین ہم این و آن نہین معلوم

ملا تھا خضر کو کسطرح چشمۂ حیوان
ہمین تو یار کا اپنے دہان نہین معلوم

کھلی ہے خانۂ صیاد مین ہماری آنکھ
قفس کو جانتے ہین آشیان نہین معلوم

طریق عشق مین دیوانہ وار پھرتا ہون
خبر گڑھے کی نہین ہے کنوان نہین معلوم

جو ہو تو شوق ہی ہو کوئے یار کا ہادی
کسی کو ورنہ سبیل جنان نہین معلوم

دہن مین آپ کے البتہ ہم کو حجت ہے
کمر کا بھید جو پوچھون میان نہین معلوم

نسیم صبح نے کیسا یہ اس کو بھڑکایا
ہنوز آتش گل کا دھوان نہین معلوم

سنین گے واقعہ اس کا زبان سوسن سے
شہید کس کا ہے یہ ارغوان نہین معلوم

کنار آب چلے دور جام یا لب کشت
شکار ہووے بط مے کہان نہین معلوم

رسائی جس کی نہین اے صنم در دل تک
یقین ہی اس کو ترا آستان نہین معلوم

عجب نہین ہی جو اہل سخن ہون گوشہ نشین
کسی دہن مین زبان کا مکان نہین معلوم

چھٹین گے ذلیت کے پھندے کسدن آہ آتش
جنازہ ہوگا کب اپنا روان نہین معلوم

ردیف نون

اس قدر آنکھین مری محو تماشا ہو گئین
پتلیان پتھرا کے آخر سنگ موسیٰ ہو گئین

روے رنگین سے بھی وہ گیسو و خط ہین دلفریب
بوٹیان بھی اس گلستان کی تماشا ہو گئین

باغ کو سرسبز باران بہاری نے کیا
شاعرون کیواسطے تشبیہین پیدا ہو گئین

تشنۂ دیدار ہین کس آتشین رخسار کے
آبجو ہین مثل آئینہ مصفا ہو گئین

صورت کافور بوندین اسکی اب اڑتی تو ہین
چشمۂ خورشید تک پہونچین تو دریا ہو گئین

جس طرف سو ہین ان زلفون کے مین وحشی گیا
دو بلائین دو طرف سے میری پیدا ہو گئین

شب غمے سے ترے اندھیر تھا اک صبح تک
کیا کہون کیا حالتین اے ماہ سیما ہو گئین

کنج عزلت مین قناعت کی جو نان خشک پر
نعمتین دنیا کی جو کچھ تھین مہیا ہو گئین

قاف مین بھی سکہ بیٹھا حسن عالمگیر کا
آتش اپنے یار کی پریان بھی شیدا ہو گئین

پہونچا سزا کو اپنی ہے بیداد گر کہان
دزد حنا چڑھایا گیا دار پر کہان

عشق کمر کا قصہ ہوا مختصر کہان
ہستی سے کر چکا ہون عدم کو سفر کہان

داغ جگر مٹا نہ سکی آہ صبح گاہ
گل کرتی ہے چراغ نسیم سحر کہان

لون بوسہ کس کا ہے دہن یار ناپدید
کس کے ہون ہاتھ طوق وہ نازک کمر کہان

تا حال آنکھون نے نہین سیر بہشت کی
پیش آیا کوئی یار کا ہم کو سفر کہان

داغ شب فراق جو جیتا نہ چھوڑتا
کھاتا ہمارا مغز خروس سحر کہان

آہن دلون سے چشم کرم ہے خیال خام
کرتا ہے سبز نخل کو آب تبر کہان

حیران کار رہتے ہین آئینہ کی طرح
آنکھون سے پوچھیے کہ پڑی ہے نظر کہان

دندان کا اپنے نقش لب یار پر جو ہے
پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہان

آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہین خیال
اپنی خبر نہین اُنھین میری خبر کہان

اندھیرا آنکھون مین ہی اجالا ہی نا پدید
پر دیکھین شب کے چھپ رہی ایسی سحر کہان

سودا نہین ہے گیسوون کا یار کے کسے
ان دو بلاؤن سے ہی کسی کو مفر کہان

خرمائے لب کے بوسہ کا چکھا نہین مزہ
توڑا ہے نخل حسن کا ہم نے ثمر کہان

دھوکا نہ دیکیگا مجھے زلف یار کا
سنبل کے پاس طرہ ہو ہر چند سر کہان

دم کیا بھرے گا کوئی محبت کا یار کے
میرا سا دل کہان ہی مرا سا جگر کہان

قید خودی سے چھوٹ کے جاتی ہی گور مین
آتش ملا ہے گنبد گردان کا در کہان

نہانے کو لگا جانے جو وہ محبوب دریا مین
عریضون کی جگہ بہنے لگے مکتوب دریا مین

غریق فکر رکھا پہرون ہی مضمون دندان نے
گہر کے واسطے غوطے لگائے خوب دریا مین

مے یوسف کو لہر آئی اگر اس مین نہانیکی
حباب ایک ایک ہوگا دیدۂ یعقوب دریا مین

لگاکر غوطہ بوسہ لون گا اس طفل شناور کا
خدا سے گوہر مقصود ہی مطلوب دریا مین

وہ بحر حسن جو فرقت کی شب مین یاد آیا ہی
یہی لہر آتی ہے دلکو کہ چل کر ڈوب دریا مین

خفا دم جانیے والون کے ہونگے غوطے کھا کھا
بہت کف لائیگا وہ طفل خوش اسلوب دریا مین

عش آیا دیکھکر حسن و جمال یار کا جلوہ
نہایت شاہد آبی ہوئے محجوب دریا مین

دیا دھوکا جو آتش مجکو اس دست نگارین کا
مروڑا پنجۂ مرجان کو مین نے خوب دریا مین

خشمگین آنکھین تمھاری آفت جان ہو گئین
برچھیان عاشق کشی کرنے کو مژگان ہو گئین

تم جو جانکلے نسیم نوبہاری کی طرح
پھول کھل کھلکر گل و لالہ کی کلیان ہو گئین

اے صبا دامن ہی تیرا اور مجھ مجنون کا ہاتھ
اس پریرو کی اگر زلفین پریشان ہو گئین

سامنے رہنے لگا رخسارۂ زیبائے یار
صورت آئینہ آنکھین اپنی حیران ہو گئین

مہندی ہاتھون مین ملی تو نے جو اے دریائے حسن
انگلیان رنگ حنا سے شاخ مرجان ہو گئین

راستی سے نیزۂ ترکان بنا بالائے یار
وہ بھوین اپنی کجی سے تیغ عریان ہو گئین

خانۂ دل مین تصور خوش جمالون کا رہا
گاہ حورین گاہ پریان اپنی مہمان ہو گئین

کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار
بسملون سے شہر کی گلیان گلستان ہو گئین

دیدۂ عاشق سے جس نے دیکھا دیوانہ ہوا
حسن سے پریان بلائے جان انسان ہو گئین

اے مراد دل ترے کوچہ مین رکھتے ہی قدم
حسرتین جو کچھ کہ تھین گرد پریشان ہو گئین

یہ کھلا آتش عناصر سے دل دیوانہ کو
چار دیوارین اکٹھی ہو کے زندان ہو گئین

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہان
روح سے چھوٹا ہے یہ زندان آب و گل کہان

ہچکیان لیتے تھے کوچہ مین ترے بسمل کہان
زخم ہنستے تھے کسی کے منہ پر اے قاتل کہان

قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی
گورے گورے عارضون پر کالے کالے تل کہان

دسترس کس دن ہوا بند قبائے یار پر
وا ہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہان

طوف کوئے یار کی حسرت نہین نکلی ابھی
طے ہوئی ہے کعبۂ مقصود کی منزل کہان

صورت ریگ روان گرم سفر ہون روز و شب
کچھ نہین معلوم جاتا ہون کدھر منزل کہان

جو ندے ایذا کوئی ایذا نہین دیتا اُسے
سایۂ دیوار کو اندیشۂ عامل کہان

بھیک کس کے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہے
در بدر پھرتے ہین مثل کاسۂ سائل کہان

بحر ہستی سا کوئی دریا ہے بے پایان نہین
آسمان نیلگون سا سبزۂ ساحل کہان

وقت بد مین کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک
ہجر کی شب کے اندھیرے مین مہ کامل کہان

کونسا ایسا کیا ہے مجھسے یارون نے سلوک
یاد آتی ہے عدم مین جا کے یہ محفل کہان

خندہ زن دیکھا نہ اک مرد یکو زندہ کی طرح
ہوشیاری کے مزے سے آشنا غافل کہان

جنبش ابرو سے قاتل مین نہ ٹھہر نگار قیب
چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہان

عشق کے صدمے اُٹھانے کو جگر بھی چاہیئے!
خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کہان

غریب کو دل اہل صفا مین راہ نہین
وہ وحشت ہے یہ جہان آب زیر کاہ نہین

بدن سا شہر نہین دل سا بادشاہ نہین
حواس خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہین

وہ آب و رنگ کہان روئے یار کا گل پر
ہزار آنکھ ہو نرگس کی وہ نگاہ نہین

صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے
عمل جو نیک ہون تو ایسی خوابگاہ نہین

خیال اس مین ہے لازم سیاہ چشمون کا
لباس کعبۂ دل کا مرے سیاہ نہین

تمھارے سبزۂ خط کی طرح سے دل لہرائے
چمن مین دہر کے ایسی کوئی گیاہ نہین

نپاک ہوگا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا
وہ قصہ ہے یہ کہ جس کا کوئی گواہ نہین

بتون کے ناز سے دکھ دکھ کے پک گئے ہین دل
وہ کون ہے کہ خدا سے جو داد خواہ نہین

غریب کو نہ کرین قتل خط وہ پڑھ کے کرین
مرا گناہ ہے قاصد کا کچھ گناہ نہین

خراب ظلم سے ہین حسن یار کے عاشق
غضب خدا کا ہے عادل جو بادشاہ نہین

فرشتے نے نہین پھونکا ہے کان مین کس کے
وہ سر ہے کونسا جس پر کج کلاہ نہین

چمک چمک کے نکلنے کا حال کھل جاتا
دکھاؤن کس کو وہ رخ چشم مہر و ماہ نہین

بھر آئے دیکھ کے منہ مین نہ کسطرح پانی
تمھاری ناف سا چشمہ ذقن سا چاہ نہین

کھڑے ہین کھولے ہوئے اپنے سینون کو عاشق
تمھاری تیغ کے زخمون کی نیدراہ نہین

نہووے گوش زد یار تو تعجب ہے
قد بلند سے کوتاہ سد آہ نہین

غبار خط سے وہ انداز و ناز حسن کہان
نمود گرد ہے باقی مگر سپاہ نہین

عذاب گور ہے دنیا کے رنج سے بدتر
سوا خدا کے کرم کے کہین پناہ نہین

فقیرین کے قدم مار اس مین ای آتش
طریق احمد مرسل سی شاہراہ نہین

بلبل کو خار خار دلبستان ہے اندنون
ہر طفل کی بغل مین گلستان ہے اندنون

زنار عشق بت مین رگ جان ہے اندنون
ناقوس برہمن دل نالان ہے اندنون

آباد میرا خانۂ ویران ہے ان دنون
سیلاب مجھ غریب کا مہمان ہے اندنون

دامن ہے اپنے ہاتھ مین اک رشک ماہ کا
پیش نظر ہلال گریبان ہے اندنون

باغ جہان مین جو ہے گرفتار ہے ترا
آزاد ایک سرو گلستان ہے اندنون

کہتے ہین ہم زمین مین مجنون کی اب غزل
ہر بیت اپنی خانۂ زندان ہے اندنون

کافر ہوا ای صنم جو خریدے نہ تو اسے
مہندی کے مول خون مسلمان ہے اندنون

ہنگامہ حسن و عشق کا ہے گرم آج کل
دیوانۂ پری ہے جو انسان ہے اندنون

مستی کا اُن لبون کے فسانہ کہان نہین
مجلس نہین وہ جو نہین حیران ہے اندنون

صدقے چکور ہوتے ہین رخسار یار کے
وہ ماہ چاردہ مہ تابان ہے اندنون

آتا ہے سیر باغ کو وہ گوہر مراد
پھیلائے گل کے پاس جو دامان ہے اندنون

قد سرو چہرہ گل ہے تو سنبل ہین موے یار
گھر خانہ باغ ہے جو وہ مہمان ہے اندنون

جوہر شناس جمع ہین آتش ہے معرکہ
شمشیر ہے وہی کہ جو عریان ہے اندنون

برق کو اُس پر عبث گرنے کی ہین تیاریان
برگ گل ہی آشیان کو اپنے ہے چنگاریان

عہد طفلی مین بھی تھا مین بسکہ سودائی مزاج
بیڑیان تنت کی بھی پہنین تو مین نے بھاریان

موت کے آتے ہی ہمکو خود بخود نیند آ گئی
کیا اسی کی یاد مین کرتے تھے شب بیداریان

اے خدا اُس کے گورے گالون پہ یہ تو نے کیا
چاندنی راتین یکایک ہو گئین اندھیاریان

خندۂ گل سے صدائے نالہ آتی ہے مجھے
خون بلبل سے مگر سینچی گئی ہین کیاریان

خاک کا پتلہ بھی آہن سے ہے سختی مین فزون
جسم پر انسان کے تلوارین ہوئی ہین آریان

خوف خالق ہے وگرنہ محتسب کیا مال ہے
خانۂ قاضی مین جا کر کیجیے میخواریان

کچھ ہمین خالی نہین کرتے ہین یہ دیر خراب
پھر گئے ہین یاریون ہی اپنی اپنی باریان

حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو
اب کرین ٹٹو یجیے گرم اپنی دوکان داریان

ہوا تھا اُس کو ایسا لطف کیا حاصل گلستان مین
قفس مین عندلیب خستہ جان ہے دل گلستان مین

ثبات اس کو نہین یہ عالم و اشہد دو روزہ ہے
سنبھو اتنا بھلا ہے غنچہ نہ تم کھل کھل گلستان مین

ابھی ہوا غضب ہے ناحق ان کو خار چھینین گے
نہ ہون برگ حنا کے آبلے شامل گلستان مین

بہاؤن رو کے سو دریا جو شبنم کی طرح دریا
کنارہ ایک صحرا مین ہو اک ساحل گلستان مین

خزان مین زرد بھی ہونا چمن کا حسن رکھتا ہے
بہار زعفران ہو جاتی ہے داخل گلستان مین

چمن کی سیر کو تم گا ہے گا ہے جا نکلتے ہو
شہیدون کی طرح ہے ارغوان بسمل گلستان مین

نہ کیونکر قید مین بلبل کو دیکھے سے جگر خون ہو
قفس مسکن ہے اُس کا جسکی تھی منزل گلستان مین

چمن مین بلبلون کو ذبح وہ صیاد کرتا ہے
بہا دیتا ہے نہرین خون کی قاتل گلستان مین

نسیم نوبہاری کی مدد کا وقت ہے پہونچے
ہوئے ہین غنچۂ گل عقدۂ مشکل گلستان مین

بہار فتنہ کے غم نے خزان مین خون تھکوایا
ہوئی دق ہوکے آخر بلبلون کو سل گلستان مین

شراب بیخودی ایسی پلادی ساغر گل نے
رہے صیاد سے مرغ چمن غافل گلستان مین

سُنا ہے عاشق و معشوق جیسے بلبل و گل کو
اسے بسمل سمجھتا ہون اسے قاتل گلستان مین

پھرا جب باغ سے تیرے قد بالا کا دیوانہ
بہت رُویا گلے سے سرو کے مل مل گلستان مین

بہار آئی ہے دل بہلائیے پیری مین اے آتش
جوانان چمن کی دیکھیے محفل گلستان مین

پردے یہ غفلتون کے اگر دل سے دور ہون
مائل ہو سجود سر پہ غرور ہون

تمیز کیجیے جو سفید و سیاہ مین
ظلمت جو زلفین ہون تو وہ رخسارے نور ہون

پہلے ہی دیکھ چکا ہون مین اُن کو جواب صاف
کھچائین اب جو یار بڑے بے شعور ہون

آنکھون مین تنگ چشمون کے پھر بھی ہین فیل مست
ہرچند ناتوانی سے مین پائے مور ہون

بعد فنا بھی خاک رہ یار ہون گے ہم
ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون

کرتا ہے کیا یہ محتسب سنگدل غضب
شیشون کے ساتھ دل نہ کہین چور چور ہون

خلخال پائے یار مین آواز صور ہے
بیدار بخت خفتۂ اہل قبور ہون

کشتے جو حسن گرم کے نالان ہون زیر خاک
سنگ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون

مرتا ہے غیر کس لیے کٹتا ہے یار کیون
حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون

ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے
رنگ شراب سُرخ سے جام بلور ہون

ثابت جو یار کرتے ہین مجھ پر خطائے عشق
انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون

دل ہین ان آئینون کے سراسر بھرا ہے زنگ
ہرچند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون

رونے کی جا ہے حالت دیوانگان عشق
ابر بہار دیدۂ وحشی و طیور ہون

عزم طواف کعبہ ہے اب کچھ غرض نہین

آتش تپان ہند پری ہون کہ حور ہون

دو قدم غربت سے گر سوئے وطن جاتا ہوئمین	پاؤن شل ہو جاتے ہین دیوار بنجاتا ہون مین
مثل گل باغ جہان سے خندہ زن جاتا ہوئمین	لالہ رو یوسے کے داغون کے چمن جاتا ہوئمین
کیسی ہی آزدگی ہو آئینہ کی طرح سے	جاتا آنکھین ہوتے ہی اس بت سے نبجاتا ہوئمین
کوئے قاتل کا جو ہو شوق شہادت رہنما	کس خوشی سے باندھکر سر پر کفن جاتا ہوئمین
تنگ آیا ہے جو دل سودائے زلف یار مین	مشک کی بو سونگھنے چین و ختن جاتا ہوئمین
جان کرتی ہے لبون کی راہ سے چلنے کا قصد	گورنے کھولا مری خاطر دہن جاتا ہوئمین
کچھ بھی غیرت ہو تو پانی پانی بے آبی سے ہو	تشنہ لب لے حسرت چاہ ذقن جاتا ہوئمین
طرفہ سودا ہے مرا اپنا گریبان چھوڑکر	پھاڑنے اس گلبدن کا پیرہن جاتا ہوئمین
ساتھ ہوتا ہے کبھی میرے جو وہ بالا بلند	کاٹنے سرو و صنوبر کو چمن جاتا ہون مین
گور مین خاکی بدن کو چھوڑکر جاتی ہے روح	جھاڑ کر گوشہ مین گرد پیرہن جاتا ہون مین
خوش سلوکی کی زمین و آسمان نے میرے ساتھ	آیا تھا بے پیرہن پہنے کفن جاتا ہون مین
ہستی فانی سے مقصد روح ہے سوئے عدم	دل کو خوشتی ہے غربت سے وطن جاتا ہوئمین

تاب داغ بر ہمی مانند بوئے گل نہین
چھوڑکر آباد آتش انجمن جاتا ہون مین

پسے دل اس کی چتون پر ہزارون	ہوے بے ساختہ پن پر ہزارون
مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست	مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون
برائے شکر قاتل رو نگٹون سے	زبانین ہین مرے تن پر ہزارون
نہ اٹھکھیلی سے چل ہوتے ہین صدمے	دل شیخ و برہمن پر ہزارون
ہوا سر خم نہ زیر تیغ جلاد	رہے بوجھ اپنی گردن پر ہزارون
تپے کشتہ ہین ہم آنکھین ملین گے	ہمارے سنگ مدفن پر ہزارون
نہ مل اے لعبت چین عطر گلزار	گلا کاٹین گے گلشن پر ہزارون
نہین اک مرد کو دنیا سے مطلب	مرین نامرد اس زن پر ہزارون

عجب کیا ہے اگر پروانے بے شمع
جلیں آتش کے مدفن پر ہزاروں

واشد دل کیلیے جاتے ہیں ناداں باغ میں
گل گریباں چاک ہیں بلبل ہیں نالاں باغ میں

مر گیا جب خوش نوا بلبل غزلخواں باغ میں
اُس کے پھولوں میں پڑھی میں نے گلستاں باغ میں

ابر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف دی
تیر باراں ہوگیا ہے یار باراں باغ میں

غیر ممکن ہے اسیری میں شگفتہ خاطری
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ زنداں باغ میں

شیشہ کے منہ کی طرح رکھتا ہے دروازے کو بند
باغباں کیا سیر کو آئی ہیں پریاں باغ میں

چشم بلبل میں جو پیدا ہو سواد اہل علم
برگ گل ہو جائیں اوراق گلستاں باغ میں

یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا
مجھے سنبل نے طبیعت کی پریشاں باغ میں

روے زیبا تم نے دکھلایا ہے جا کر بے نقاب
آ بجو ہے صورت آئینہ حیراں باغ میں

شوق کوئے یار میں روتا جو ہوں دل کھولکر
اشک شبنم کی طرح جاتے ہیں پنہاں باغ میں

قتل کرتا ہے محبت کی نظر سے دیکھنا
سرو قمری کے لئے ہے سیف عریاں باغ میں

ٹٹیوں میں مہندی کی تو نے بنائے کیا ہرن
آگئیں اے باغباں شاخ غزالاں باغ میں

مہندی ملکر دھوئے ہاتھ اُن میں جو تو اے حجر حسین
پھوٹکر نہروں سے نکلیں نخل مرجاں باغ میں

کوچ کرتی ہے بہار آتا ہے ہنگام خزاں
ہے بلبل رکھکے منہ پر گل کا داماں باغ میں

سیر کرتا ہوں میں جبتک رہتی ہے حسرت بہی
توڑتا ہوتا اگر سیب زنخداں باغ میں

چلتی ہے دست جنوں کی طرح سے باد بہار
چاک تا دامن ہوا گل کا گریباں باغ میں

بوسے اُس رخسارۂ رنگیں کے میں کیونکر نہ لوں
پھول بے توڑے نہیں رہتا ہے انساں باغ میں

جوش نے مستی کے دکھلائی مجھے سیر بہار
نشہ کی دھن لیگئی افتاں و خیزاں باغ میں

بے حیائی سے نہ ہوئے تو نہ ہوئے انفعال
لالہ نافرمان کے رو برو ہے خنداں باغ میں

ہے یہی اللہ سے اپنی مراد آتش رہیں
مست کوئے یار میں طاؤس رقصاں باغ میں

آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہیں
آئینہ دل کیطرح سے حق نما ہوتا نہیں

دردمند عشق جویاے دوا ہوتا نہین
تندرستی سے یہ بیمار آشنا ہوتا نہین

خار خار دہر سے دل آشنا ہوتا نہین
مثل آب و رنگ گل ملکر جدا ہوتا نہین

کس کو پیوند زمین کرتی نہین رفتار ناز
کونسا سرکش تمھاری خاک پا ہوتا نہین

کھینچ لیتا ہے دل عاشق کو خط سبز یار
کاہ سے ہر چند جذب کہربا ہوتا نہین

جس قدر چاہین اکڑلین باغ مین شمشاد و سرو
خیر ہے جب تک کہ وہ بالا بلا ہوتا نہین

دیکھیے کب تک نہین ہوتی قیامت آشکار
تا بکے دیدار کا وعدہ وفا ہوتا نہین

سنبل و ریحان باغ حسن کا عالم نہ پوچھ
خط سا پیرو گیسوون سا پیشوا ہوتا نہین

اک قلندر کی پسند آئی مجھے کتنی یہ بات
چار ابرو کی صفا سے دل صفا ہوتا نہین

کیا مری آنکھون کو دھوکا دیگا زلف یار کا
موے زنگی کی طرح سنبل رسا ہوتا نہین

ہے ہر اک دندان دہان یار مین دُرّ یتیم
ان لب لعلین سا لعل بے بہا ہوتا نہین

بڑھ نہین چلتا ہے کوئی حد سے اپنی پیش یار
اُس کے پاؤن مین سیہ رنگ حنا ہوتا نہین

گوہر شبنم بہم پہونچائین گلہاے چمن
یار کا سا خندۂ دندان نما ہوتا نہین

دلربائی کے طریقہ مین نہین کامل ہنوز
حق ناز اے طفل ابھی تجھسے ادا ہوتا نہین

اے صنم پارس لگے تیرے پاؤن مین ترشی ہوئے
ٹھوکرین کھا کھا کے کب آہن طلا ہوتا نہین

کون ملتا ہے نہین ملتا اگر وہ نازنین
مین بھی اُس نا آشنا کا آشنا ہوتا نہین

نشہ کی گرمی سے چھاتے کھاتے لگتا ہی لباس
اپنے جامے مین تو اے گلگون قبا ہوتا نہین

کون سی شب کو وہ بت رہتا نہین آغوش مین
شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہین

استخوان آتش کے ہین رزق سگان کوی یار
اس سعادت کا شرف بہر ہما ہوتا نہین

غبار راہ ہین گو آج ہم ان نے سوارون مین
سمند عمر منزل طے کریگا دو طرارون مین

گئے بتخانہ پوچھا گہ کیا طوف حرم ہم نے
اُڑائی تیری خاطر خاک کن کن رہگزارون مین

ازل ہی سے مری قسمت مین تھی آشفتگی لکھی
کیا طفلی مین بھی ہر روز مین اک دو کنارون مین

اجل آ ورنہ اب یہ رشک مجکو قتل کرتا ہے
عزیزان پاؤن کو پھیلائے سوتے ہین مزارون مین

ہوئے کوئی قائل کا کبھی عالم نہیں پایا
چمن کو بارہا دیکھا ہے جا جا کر بہاروں میں

نہ وہ آنسو گرے یادِ الٰہی میں ان آنکھوں سے
اُڑا کی خاک ہی میرے چمن کے آبشاروں میں

امانت رُوح کی چھنوا کے عزرائیلؑ سے تو نے
ہمارے نام کو لکھوا دیا بے اعتباروں میں

نہایت عید کی تو سنہ کی اُس گل کو شادی ہے
اڑائے جائیں گے کیا بیضۂ بلبل قطاروں میں

کبھی کچھ کام بھی تو آنے تیری ہمت عالی
مگر چہرہ ہی لکھوایا ہے اے آتشؔ سواروں میں

یہ چرچا اپنی رسوائی کا پھیلا ہے دیاروں میں
کہ مردم نام لکھتے ہیں سرے پر اشتہاروں میں

ہوا ہے تخت کیوں عالم میں موسیٰ و تجلی کا
وہی پتھر نظر آتے ہیں اب تک کوہساروں میں

میں وہ غم دوست ہوں جب کوئی تازہ غم ہوا پیدا
نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امیدواروں میں

نہ کر شبدیز و گلگوں پہ غرور اتنا بھی اے خسرو
پیادے رو دیں گے کل آج ہیں تو شہسواروں میں

جو آنا ہے تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہے
جگہ جب منہ دکھانے کی رہی مجھکو نہ یاروں میں

بہانہ دردِ سر کا آپ کو کیا سوجھے کرنا تھا
تپ غم نے ہماری جان کھو دی دو چاروں میں

رہا مثلِ خس شعلہ مجھے ربط اہلِ عالم سے
وہی دشمن ہوا جس کے بنا میں دوستداروں میں

ہراساں ہوتے ہیں کب مرد یکہ تاز کثرت سے
کوئی دو چار ہی جانباز ہوتے ہیں ہزاروں میں

سمجھتا اہلِ عالم میں زباں کوئی تو میری بھی
خدایا کاش میں پیدا ہوا ہوتا گنواروں میں

بدن میں جان تازہ آئی ہے سونگھے سے اے آتشؔ
عجب خوشبو ہے اُس گل پیرہن کے باسی ہاروں میں

وہ بزم ہے یہ کہ لا خیر کا مقام نہیں
ہمارے گنجفے میں بازی غلام نہیں

حریفی اپنی تنک مشربوں کا کام نہیں
خم فلک سے کم اس میکدہ کا جام نہیں

سیاہ قلب کا کوئی صنم میں کام نہیں
بہشت کافر بدکیش کا مقام نہیں

بتوں کے گیسوئے و مژگاں سے مجھکو کام نہیں
شکار تیر نہیں میں اسیر دام نہیں

چمن سے بلبل و قمری کا عشق حیرت ہے
ثبات گل کو نہیں سرو کو قیام نہیں

مطیع عشق نہ جس حسن دلفریب کا ہو
وہ خواجہ ہے وہ کہ جس کا کوئی غلام نہیں

وفائے وعدہ کا کس کو یقین یار سے ہے
کلام بت ہے کچھ اللہ کا کلام نہیں

رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی
شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں

دو روزہ حسن نہ کر رائگاں غرور سے یار
حلال مال ہے یہ دولت حرام نہیں

گدا و شاہ برابر ہے خاک کے نیچے
لحد میں ساتھ یہ قصر بلند بام نہیں

ملایا خاک میں کس کس جوان رعنا کو
خدا کا قہر ہے اے بت ترا خرام نہیں

جفا و جور سے عالم وہ حسن کا نہ رہا
بنائے زلف کو سچ کہتے ہیں قیام نہیں

نظارۂ کمر یار کا نہ ہو مشتاق
طلب محال کی غیر خیال خام نہیں

بتوں کے قہر و غضب کا کسے ہے اندیشہ
خدا نہیں یہ پیمبر نہیں امام نہیں

بلند و پست سبکدوش کو برابر ہے
نسیم ہے سرو پا کا کہاں مقام نہیں

بلند ہو نہ زمیں سے مرا مزار آتش
نشان قبر سے منظور مجکو نام نہیں

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤں میں
گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤں میں

جنس گراں بہا کا خریدار کون ہے
بکتا نہیں الہی جو چوری ہی جاؤں میں

لالہ رخوں کے حسن کا بھوکا ہوں اس قدر
دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤں میں

آنکھیں مری کرے جو منور جمال یار
گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤں میں

مردے کی طرح سوئے ہیں کیسے مرے نصیب
ٹھوکر سے پائے یار کے ان کو جگاؤں میں

بوسہ ملے کمان کا جو ابروے یار کی
محراب بیت کعبہ میں چلہ چڑھاؤں میں

جی چاہتا ہے شوق شہادت میں قبل مرگ
بنوا کے قبر لالہ کو اس پر لگاؤں میں

گھر میں جو مجھ فقیر کے وہ شاہ حسن آئے
مژگاں کے بوریے جو کھڑے ہیں بچھاؤں میں

کانٹا سکھا کے ہجر نے ہر چند کر دیا
وہ گلبدن ملے تو نہ پھولا سماؤں میں

تم تو غریب خانہ میں آئے نہ ایک روز
فرمائیے تو شب کو کسی وقت آؤں میں

باریک بیں ہوں شاعر نازک خیال ہوں
مضموں جہاں کمر کا ملے باندھ لاؤں میں

آتش غلام ساقی کوثر ہوں چاہیے

فردوس کا کھلا ہوا دروازہ پاؤن مین

دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
پریون نے کھڑکیون کے پردے اٹھا دیے ہین

اللہ رے فروغ اُس رخسار آتشین کا
شمعون کے رنگ مشل کافور اڑا دیے ہین

آتش بفنس ہوا ہے گلزار کی ہوا سے
بجلی گری ہے غنچے جب مسکرا دیے ہین

سو بار گُل کو اُس نے تلوون تلے ملا ہے
کٹوا کے سرو شمشاد اکثر جلا دیے ہین

انسان خوبرو سے باقی رہے تفاوت
اس واسطے پری کو دو پر لگا دیے ہین

ابروے کج سے خون عشاق کیا عجب ہے
تلوار نے نشان لشکر مٹا دیے ہین

کس کس کو خوب کیئے اللہ نے بتون کو
کیا گوش و چشم کیا لب کیا دست پا دیے ہین

بے یار بام پر جو وحشت مین چڑھ گیا ہون
پرنالے روتے روتے مین نے بہا دیے ہین

وصف کمان ابرو جو کیجئے سو کم ہے
بے تیر بلبلون کے تودے لگا دیے ہین

رویا ہون یاد کر کے مین تیری تند خوئی
صرصر نے جب چراغ روشن بجھا دیے ہین

سوزِ دل و جگر کی شدت پھر آجکل ہے
پھر پہلوون کے تکیے مشعل بنا دیے ہین

شمعون کو تو نے دل سے پروانون کے اُتارا
آنکھون سے بلبلون کی گلشن گرا دیے ہین

وہ بادہ کش ہون میری آواز پا کو سُن کر
شیشون نے سر حضور ساغر جھکا دیے ہین

اشکون سے خانۂ تن آتش خراب ہو گا
قصر سپہر رفعت باران نے ڈھا دیے ہین

خار مطلوب جو ہووے تو گلستان مانگون
بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون

شمع گُل ہووے جو صبح شب ہجران مانگون
اوس پڑنی بھی ہو موقوف جو باران مانگون

خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین
تم سے مٹی بھی نہ اے گبر و مسلمان مانگون

نجبت واشدن نے زبان کو یہ اثر بخشا ہے
تلخی مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون

خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
روشنی کے لئے اس گھر کے جو مہمان مانگون

پادشاہی سے فقیری کا ہے پایا بالا
بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون

رنج سے عشق کے ہے راحت دنیا بدتر
زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

دے دیا کیجئے سودائی تمھارا ہون میان — سونگھنے کو جو کبھی زلف پریشان مانگون

عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اس کا — بھیک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون

میوے پر باغ جہان مین ہو جو دلکو رغبت — شجر حسن سے مین سیب زنخدان مانگون

جامۂ جسم بھی رکھنے کا نہین دست جنون — پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون

یاس و حرمان ہون جو لوہے کے چنے بھی تو چبا — نعمت عشق کے قابل لب و دندان مانگون

ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد — گل سے بلبل کے کفن کیلیئے دامان مانگون

تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ ٹلے ہو جو پہاڑ — وصل کا روز جو مین ای شب ہجران مانگون

کب سے در پر ترے سائل ہو مین آتش کیطرح
وہ ملے مجکو جو کچھ اے شہ خوبان مانگون

جلاد کی نہ پہونچے تلوار تا بہ گردن — آب ندامت آیا سو بار تا بہ گردن

کھینچ اے ہوائے صحرا ورنہ اٹھا چکے ہین — لڑکون کے سنگریزے دیوار تا بگردن

شمشیر کھینچی اے مانی تجھے پڑے گی — تصویر کر نہ میری تیار تا بگردن

تھی گو بلند یارب دیوار خانہ یار — روزن ہی کاش ہوتے دو چار تا بگردن

تن سے جدا نہو جو تلوار سے تمھاری — وہ سر سمجھتے ہین ہم بیکار تا بگردن

اے محتسب سنبھل کر میخانہ مین قدم رکھ — رستم کی آتی ہے یان دستار تا بگردن

تنتا ہے کیون تو اتنا مانند سرو باغی
کب پہونچے دست آتش اے یار تا بگردن

اسکی رسوائی عبلا مد نظر کیونکر کرین — میرے ماتم مین عزیزان چشم تر کیونکر کرین

شام سے سویا ہے بالون سے چھپا کر منھ کو — یہ شب غم دیکھیے عاشق سحر کیونکر کرین

اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے یانکی خاک سے — زندگی مین کوئے قاتل سے سفر کیونکر کرین

حاصل اہل محبت غیر محرومی نہین — بید مجنون ہو کے اُمید ثمر کیونکر کرین

وہ بھی مانند چراغ صبحدم مہمان ہے — مرگ کی لیلےٰ کے مجنون کو خبر کیونکر کرین

شاعرون سے کہتے ہین ہم ہیچ ہے معدوم ہے — یار کا پیدا دہن ثابت کمر کیونکر کرین

آجتک اپنی جگہ دل مین نہین اپنے ہوئی
یار کے دل مین بھلا پوچھو تو گھر کیونکر کرین

ہر نگہ دارو ے بیہوشی کا رکھتی ہے اثر
جام اُن آنکھون کے دیکھین بیخبر کیونکر کرین

روے روشن پر نہ رکھے تو جو اے یوسف نقاب
شعبدہ رُخ کا ترے شمس و قمر کیونکر کرین

سنگ خارا سے نہین سختی مین کم دل یار کا
سامنا پتھر کا ہی نالے اثر کیونکر کرین

دردِ سر کے واسطے صندل نہ رگڑا جائے گا
ہو سکے آتش نہ جو وہ دردِ سر کیونکر کرین

بلا اپنے لئے دانستہ نادان مول لیتے ہین
عبث جی بیچ کر الفت کو انسان مول لیتے ہین

نہ پوچھ احوال بیدردا اپنے بیمار محبت کا
زمین اُس کے لئے اب تو عزیزان مول لیتے ہین

مین اُس گلشن کا بلبل ہون بہار آنے نہین پاتی
کہ صیاد آنکر سیر گلستان مول لیتے ہین

نگہ جاتا نہین شاید کہ یان سے اہل عالم کو
یہ دو دن کے لئے کیا قصر و ایوان مول لیتے ہین

کیا گو نقش پاے مور ہمکو خاکساری نے
جو اب بھی چاہین تو تخت سلیمان مول لیتے ہین

عزیز خلق اتنا تو کیا ہے مجکو داغون نے
کہ مردم جانکے سر پر چراغان مول لیتے ہین

ہمارا شعر ہر اک عالم تصویر رکھتا ہے
مرقع جان کر ذی فہم دیوان مول لیتے ہین

ترے ابرو کے سودائی نہایت تنگ ہین قاتل
گلے کے کاٹنے کو تیغ عریان مول لیتے ہین

یہ آتش نالۂ عشاق معشوقون کو بھایا ہے
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہین

چاہتا ہون جو وفا طینت دلبر مین نہین
ہے وہ مطلوب مجھے جو کہ مقدر مین نہین

آتش افروزی گردون ہے تماشا مجکو
حجرہ جز سایۂ دیوار مرے گھر مین نہین

گرد پھرتا قد موزون کے ترے اے محبوب
کیا کرے طاقت رفتار صنوبر مین نہین

بال پرواز خط شوق ہے اپنا ورنہ
طاقت اُس بام تک اُڑنے کی کبوتر مین نہین

پیچلی ہے جو قضا مجھسے قدح کش کو بہشت
ظرف گنجائش مئے چشمۂ کوثر مین نہین

کندہ کرنا یہ مرے سنگ لحد پر پس مرگ
رحم اصلا دل خوبان ستمگر مین نہین

غیر خواہان ہو ترے وصل کا اے یار تو کیا
حصۂ خضر جو ہے بخت سکندر مین نہین

بارہا اس کو بھی سونگھا ہی اُسے بھی ہم نے
زلف محبوب مین جو بو ہی وہ عنبر مین نہین

تیرے دانتون کی چمک یار نہین ہیرے مین
جو صفا ان کی سفیدی مین ہی گوہر مین نہین

بت پرستی کو نہ آتش کے سمجھ لاحاصل
شیخ اللہ بھی تو کعبہ کے پتھر مین نہین

دھیان آیا ہی جو اُس خورشید رُو کا خواب مین
تر ہوا ہون مین پسینے سے شب مہتاب مین

آسمان جو کچھ کہ ایذا دے اُسے کم جانیے
کھال کھنچتی ہی ہمیشہ خانۂ قصاب مین

عکس جو اس مین پڑا ہی شست زلف یار کا
مچھلیان جوہر بنی ہین آئینہ کی آب مین

تیرہ روزان ازل کو نور سے بہرہ نہین
شور اکثر کرتے ہین کوئے شب مہتاب مین

یار کے ہمراہ اگر دریا نہانے جاؤن مین
مردم آبی جلین میرے حسد سے آب مین

زندگانی سے دل محزون عبث ہوتا ہی تنگ
دیکھنے کا پھر نہین عمر روان کو خواب مین

چہرۂ محبوب سے کیونکر اُسے تشبیہ دون
نقص ظاہر ہے جبین کے داغ کا مہتاب مین

آج تک حال دل بیتاب سے واقف نہین
یار کو بھگواؤن گا اک دن چہ سیماب مین

طاق ابروے صنم سے ہو اسے تشبیہ تام
برہمن سجدہ کرین گے کعبہ کی محراب مین

گردش دوران سے مردان خدا بیباک ہین
نوح کی کشتی کو اندیشہ نہین گرداب مین

سامنا اپنا کسی جنگل مین ہوگا موت سے
یان کفن کے چور کا حصہ نہین اسباب مین

دن کو بیداری مین زندون سے نہین پاتا فراغ
رات بھر مُردے نظر آتے ہین مجکو خواب مین

آئنہ مین عکس چشم یار کا عالم نہ پوچھ
دیکھ لے آتش کنول پھولے ہوئے تالاب مین

یار قابو پر چڑھا میرے اندھیری رات مین
آب حیوان خضر کو ہاتھ آگیا ظلمات مین

خال کا مجکو تصور زلف کو میرا خیال
دانہ کی تدبیر مین مین دام میری گھات مین

اور مجھ عریان سے کیا ہاتھ آئے گا قزاق کو
جامۂ خاکی کو لے لے آسمان خیرات مین

جوش گریہ سے نشان سبزۂ مژگان مٹا
سچ ہی جلجاتی ہین اکثر بوٹیان برسات مین

مین سمجھتا ہون تجھے موجود اے جان جہان
دہریون کو شبہ ہو دیگا خدا کی ذات مین

روے گل پر دیکھکر شبنم کو کہتا ہے وہ گل ۔ کیا ہی پھبتی ہے یہ کیڑا اُگ گیا بانات مین

کس جگہ سودائی تیری چشم فتان کے نہین ۔ کس سر سے آتا ہے صفاہان سے تجھے سوغات مین

ہونٹھ چبواتی ہے اُس شیرین دہن کی گفتگو ۔ سُن لیا مصری کی ڈلیون کا مزہ ہے بات مین

پہنے کو آتش رشید اسکے گاتی باندھکر ۔ دلربائی ختم کی اُس جان جان نے گات مین

مرے دلکو شوق فغان نہین مرے لب تک آتی فغان نہین ۔ وہ دہن ہون جسمین زبان نہین وہ جرس ہون جسمین صدا نہین

نہ مجھے دماغ نگاہ ہے نہ کسی کو تاب جمال ہے ۔ اُنھین کسطرح سے دکھاؤن مین وہ جو کہتے ہین کہ خدا نہین

کسے نیند آتی ہے اے صنم ترے طاق ابرو کی یاد مین ۔ کبھی آشنائے تہ بغل سر مرغ قبلہ نما نہین

عجب اسکا کیا نہ سماؤن مین جو خیال دشمن و دوست ہے ۔ وہ مقام ہون کہ گذر نہین وہ مکان ہون کہ پتا نہین

یہ خلاف ہو گیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی ۔ کہین گل کھلے بھی تو بو نہین کہین حسن ہے تو وفا نہین

مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہے ہماری خو ۔ کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہین

مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا ۔ نہین ایسا کوئی زمانہ مین مرے حال پر جو ہنسا نہین

مرے آگے اُس کو فروغ ہو یہ مجال کیا ہے رقیب کی ۔ یہ ہجوم جلوہ یار ہے کہ چراغ خانہ کو جا نہین

چلین گو کہ سیکڑون آندھیان چلین گرچہ لاکھ جھڑی لگے ۔ بھڑک اُٹھے آتش طور پھر کوئی اس طرح کی ہوا نہین

تصور سے کسی کے مین نے کی ہے گفتگو برسون ۔ رہی ہے ایک تصویر خیالی روبرو برسون

ہوا مہمان اگر رات بھر وہ شمع رو برسون ۔ رہا روشن مرے گھر کا چراغ آرزو برسون

چمن مین جا کے بھولے سے مین خستہ دل کراہا تھا ۔ کیا کی گل سے بلبل حیلۂ درد گلو برسون

برابر جان کے رکھا ہے اُسکو مرتے مرتے تک ۔ ہماری قبر پر رویا کرے گی آرزو برسون

تلاش مشک مین چین و ختن کی خاک چھانی ہے ۔ پھرے ہین زلف کے سودے مین ہم آشفتہ مو برسون

ملی ہے مجکو بھی خمخانۂ افلاک مین راحت ۔ سرہانے ہاتھ رکھکر سوئے ہین زیر سبو برسون

بط مے کا شکار ابرو ہوا مین جا کے کھیلا ہے ۔ کیا ہے غم غلط ہم نے کنار آبجو برسون

شراب وصل سے اپنے چھکا اک جلسہ اے ساقی ۔ پیا ہے جونک بنکر ہجر نے تیرے لہو برسون

بسر کی مدت العمر اپنی سیر باغ وبستان مین
شگفتگی گل نے اُس گل پیرہن کی بو بو ہوکر سون

دیا ہو حکم تب پیر مغان نے سجدۂ خُم کا
کیا ہو جب شراب ناب سے تجنے وضو بر سون

فنا ہو جائیگی جان اپنی وہ نازک طبیعت ہون
دکھا کر دل مرا کچھ پائے گا وہ تند خو بر سون

بہار گل گئی پر بھی نہ سودا جائے گا اپنا
ہمارا پیرہن پھٹ پھٹ کے ہو دیگا رفو بر سون

نظر آیا نہ اک دن راہ مین وہ نور کا بکّا
اُڑائی جس کی خاطر خاک پہنے کو بکو بر سون

ملا ہو باوفا بھی کوئی ان لوگون سے سچ کہنا
خراب اُ یدل رہا ہو کشور خوبان مین تو بر سون

یہی اب عزم ہو بالجزم دلمین یار کو ڈھونڈھین
تلاش اس شش جہت مین کر چکے ہم چارسو بر سون

اگر مین خاک بھی ہون گا تو آتش گرد باد آسا
رکھے گی مجکو سرگشتہ کسی کی جستجو بر سون

چاند سے مُنہ کو ترے یاد کیا کرتے ہین
شب مہتاب مین فریاد کیا کرتے ہین

صورت خواب فراموش ہو یان عشق صنم
اپنے اللہ کو ہم یاد کیا کرتے ہین

شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنگل ماوا
سیر ویرانہ و آباد کیا کرتے ہین

ایک سا ظاہر و باطن نہین معشوقون کا
پردۂ ناز مین بیداد کیا کرتے ہین

شاعرون نے قد موزون کو ترے دیکھا ہو
مصرع سرو پر ایراد کیا کرتے ہین

صاحب حسن وہ صانع نے بنایا ہو تجھے
حسرت بندگی آزاد کیا کرتے ہین

حال دیکھا ہو جنھون نے کہ وہ میر اُجھیے
حذر اے ظلم کی بنیاد کیا کرتے ہین

لالہ و گل کا نشان رکھتی نہین گلچینی
باغبان باغ کو برباد کیا کرتے ہین

کیا کہون یار سے کہتے ہوئے شرم آتی ہو
حضرت دل جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہین

دیکھیے کٹ چکے کب زیست کا اپنے یہ پہاڑ
در و سر صورت فرہاد کیا کرتے ہین

بلبلون کے جو گلے گھوٹے ہین لا کر تہ دام
چہچہے باغ مین صیاد کیا کرتے ہین

غم شب ہجر مین اپنے نہین در پیش آتا
ذکر سے وصل کے دلشاد کیا کرتے ہین

ذکر عاشق سے نہین ایک دم اُن کو فرصت
ناز و انداز وہ ایجاد کیا کرتے ہین

آتشین نالون کی اللہ رے گرمی شب ہجر
نرم تر موم سے فولاد کیا کرتے ہین

سنتے ہین شوق شہادت کا جو ہیرے شہرہ
یاد آتش مجھے جلاد کیا کرتے ہین

اُلجھا ہے دل بتون کے گیسوے پرشکن مین
اُگتی ہے جاے سبزہ کنگھی مرے چمن مین

دلکین گئے وتوبن کر دل زلف کی رسن مین
دکھلائے گا پسینا پانی چہ ذقن مین

شیرین زبان ہوئی ہے فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہے مجنون کے پیرہن مین

عطر گلاب مل کر حلقہ مین یار بیٹھا
بلبل پھنسانے آیا صیاد انجمن مین

ذکر فقیر آگے اُس بت کے بھولتا ہے
اب کی گرہ مین دون گا زنار برہمن مین

حاصل کیا ہے تو نے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بانئے برہمن مین

آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے
سنہس سنہس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

اک تختہ مفت کشور دہلی کا ہے ہمارے
نو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

دو روز ہے یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شب عروسی مہمان ہے پیرہن مین

قاتل کا میرے منکر میدان مین آکے سن لے
آواز الامان ہے اتنک بلند رن مین

میدان کیا گرا کر اشکون نے گھر ہمارا
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

چشم سیہ سے تیرے پردے مین توتیا کے
تعلیم ہونے آیا فتنہ فریب فن مین

ترک فلک ہے پنہان ظاہر ہے ترک اپنا
عاقل جو ہو تو کر لے تمیز مرد و زن مین

چشم و کمر سے تیری چشم و کمر ملادین
چیتے مین کیا تکلف کیا شاخ ہے ہرن مین

بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

بعد فنا رہے گا علم اپنا اپنے ہمرہ
مضمون مردہ ہم کو ہاتھ آئیگا کفن مین

اُس کو دکھاکے تم نے اُس پر جو تیر جوڑا
پہر دن رہی لڑائی شیر اور کرگدن مین

دنیا کی زیب و زینت کفار کو مبارک
ہندو کے مردے لیٹین کمخواب و گلبدن مین

سنبل سے بال اُس نے جس روز سے منڈا
کنگھی دوا کی خاطر ملنے لگی چمن مین

آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا
خال سیہ ہے طرّہ اُس سارق کے فن مین

دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہے
اُترا ہوا ہے یوسف مہمان سرائے تن مین

معمورۂ حلاوت دادی ہی دا صلون کا
شکر بھرے ہوئے ہین مور و مگس دہن مین

بوسے مین لب کے ہنس کر دندان دکھائے اسنے
بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے ہمین مین

صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی
سا کھو جلا ہے کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

کوئی نہین ہے نیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھا جو رہ دست غسال و گور کن مین

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون
ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون

قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہے مجھے
میرے لہو کے داغ نہ داماں سے دور ہون

صاف اس قدر ہے چہرا تراد یکھکر جسے
رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون

یارب بُرا ہوا اختر بخت سیاہ کا
اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون

پاتا ہون اس قدر دل عالم سیاہ مین
شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون

اے خضر ناگوار ہے پانی کا بھی سلوک
ہم تو کھڑے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون

روباہ بازیون سے فلک کے قریب ہی
شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون

پست و بلند شعر ہزارون ہی ڈھل گئے
کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہون

آتش غم حسین مین رو نہیں رہا ہے کیا
سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون
سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون

نزدیک آچکی ہے سواری بہار کی
برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون

دل اس قدر گداز ہے برسون ہی غم رہے
آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون

مٹتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح
جوہر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون

فصل بہار آئی ہے کپڑون کو پھاڑیے
دل کے بخار دست و گریبان سے دور ہون

چھڑکاؤ کا ارادہ ہے چشم پر آب کا
گرد و غبار کوچۂ جانان سے دور ہون

یہ تنگ کر رہا ہے تو اچھا رہے مین وہ
دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون

وحشی و طیور کو مری آہین کرین ہلاک
آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہون

ممکن نہین نجات اسیرانِ عشق کو
یہ قیدی وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون

مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین اہلِ جنون
دو آبلے تو خارِ مغیلان سے دور ہون

گردش سے چشمِ یار کے آتش عجب نہین
جو جو عمل کہ گردشِ دوران سے دور ہون

تجھسا کوئی زمانے مین معجز بیان نہین
آگے ترے مسیح کے منھ مین زبان نہین

اُس غیرت پری کا فسانہ کہان نہین
وہ بزم کونسی ہے کہ یہ داستان نہین

پروانون کو جلائین گے کھا کر سگ و ہما
شمعین ہین سوزِ غم سے مرے استخوان نہین

عاشق کو دور جان نہ اے ماہ پشت بام
موجود ہے کمند اگر نردبان نہین

کٹ جائے وہ زبان جو کہے شمع یار کو
ہرگز دہان یار سے باہر زبان نہین

ترچھی نگاہ اُن کی ہے صیاد کی کمین
ٹٹی شکار کی ہے حجاب بتان نہین

دو گوہر اک صدف مین ہزارون جو ڈھونڈھیے
دو دل کا ایک سینہ کے اندر مکان نہین

معلوم کچھ نہین کہ چلے جاتے ہین کہان
ریگِ روان سے کم مری عمرِ روان نہین

بوسہ عزیز ہم سے کرے تو ہزار حیف
کتے سے تیرے ہم کو عزیز استخوان نہین

طاق بلند پر اسے رکھتا ہے آسمان
کلگی تو تاج یار کی یہ کہکشان نہین

دو چار زخمیون کا بھی ہونا ضرور ہے
گرچہ ترا چمن ہے مگر ارغوان نہین

بعد فنا کھلے گی تجھے قدر زندگی
کوڑی کے مول بکنے کے یہ استخوان نہین

زانو وہ آئنے ہین نہین جسمین جائے زنگ
ساقین تری وہ شمعین ہین جسمین دھوان نہین

بخت بلند رکھتے ہین گردن بلند لوگ
کب پشت فیل اسپکے اوپر نشان نہین

رنگین رہے گا خون شہیدان سے کوئے دوست
فردوس کی بہار کو بیم خزان نہین

مطلب کی میرے یار نہ سمجھے تو کیا عجب
سب جانتے ہین ترک کی ہندی زبان نہین

نزدیک ناف تو ہے دہن ہے اگرچہ دور
گر پڑ گڑھے ہی مین جو میسر کنوان نہین

اے دل نہ بیقرار ہو موقوف وقت ہے
مفلس نہین ہین قیمت یوسف گران نہین

کس وحشت مین کیا ہے قضا نے مرا گذار
گرد و غبار ہے اثر کاروان نہین

ہر مہ جبین کا عرش کے اوپر دماغ ہے
کس کا مانند بام سے یان آستان نہین

رکھا ہے جب سے جنے تری راہ مین قدم
ان لعبتون کو رتبۂ سنگ نشان نہین

مشق خرام ناز تو کرتا ہے جس جگہ
ملتا زمین کے پلّہ مین وان آسمان نہین

آزاد ہو کے یاد گرفتاری آئے گی
کنج قفس مین خار و خس آشیان نہین

آتش ہی بہرہ مند نہین فیض سے ترے
اس خوان پر وہ کون ہے جو میہمان نہین

خاک مین مل کے بھی ہون گا نہ غبار دامن
کمر یار سے اُٹھتا نہین بار دامن

نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست
بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن

بسکہ رہتا ہے مرے دیدۂ تر پر شب و روز
ابر دامن ہے رگ ابر ہے تار دامن

تیرے دیوانہ ہین ہم چاک گریبان تب سے
جبکہ رہتا تھا تو اے طفل سوار دامن

خون کے اپنے جو چھینٹے پڑے اُس پر قاتل
سیر گلزار دکھاوے گی بہار دامن

چاک ہو گا نہ گریبان سے جبتک دہ چند
موسم گل مین نہ نکلے گا بخار دامن

فرقت یار مین اشکون کو مرے روک سکے
آستین کا ہے نہ یہ کام نہ کار دامن

موسم گل کی ہوا چلتے ہی پاؤن کو مرے
خار کی طرح کھٹک جاتے ہین تار دامن

وہ قبا پوش چمن مین جو کبھی جاتا ہے
گل گریبان کو کرتے ہین نثار دامن

داغ خون اپنے چھڑائیگا نہین وہ خون ریز
بوٹی بن جائے گی قاتل کی کنار دامن

رشتۂ دام سے تار اس کا نہین کم کوئی
خار صحرا کو سمجھتا ہون شکار دامن

پائی جاتی ہے محبت مجھے اُن سے آتش
کھینچتے ہین مرے دامن کو جو خار دامن

طفلی سے اور قہر ہوا وہ شباب مین
تابش ہو دوپہر کو فزون آفتاب مین

گو عاشقون مین نام سر فرد ہے رقم
بھولا ہے تجھکو صاحب دفتر حساب مین

جلوے سے تیرے نور جو بالائے بام ہے
یہ روشنی نہین فلک آفتاب مین

ٹٹی کے اوٹ مین وہ کیا کرتے ہین شکار
منھ کو چھپائے رکھتے ہین اپنے نقاب مین

ایسا اٹھتا ہے آتش فرقت مین دل مرا
سونگھو تو بوے گوشت نہین اس کباب مین

آنکھ اپنی پڑنے کی نہین اُس رُخ کو دیکھکر
ذرّے رہین مشاہدۂ آفتاب مین

اَبرُو کا تیرے دیدہ تر مین رہا خیال
دیکھا کئے ہلال کو ہم طشت آب مین

جب اشتیاق لکھا ہے خونخوار یار کو
قاصد کا کشتہ آیا ہے خط کے جواب مین

کس کس کے دل مین نقش ہوا روے یار کا
کیا کیا نگین کھدے شرف آفتاب مین

ہوے ہین قتل طالب دیدار بے گناہ
عریانی تیغ کی ہے تمھارے حجاب مین

اُس لالہ رُو کے رُخ کے پسینے کو سونگھئے
ایسی لطیف بو نہین داغی گلاب مین

خط کے یہ رونگٹے نہین رخسار یار پر
بال آ گئے ہین آئینۂ آفتاب مین

گلگون یار چال ہی چلتا بہار کی
گلہاے باغ رہتے ہین اُسکی کاب مین

جان عزیز کرتے ہین تم پر نثار ہم
دل کس شمار مین ہے جگر کس حساب مین

آنکھون کو گور مین بھی رہے گا خیال یار
مشتاق ہون زیارت یوسف کا خواب مین

نافہم شاعرون نے کہا ہے جو ہیچ اُسے
زلفون سے وہ کمر ہے سوا پیچ و تاب مین

بے یار گھر نہین لحد تنگ ہے مجھے
روز و شب فراق سے ہون کس عذاب مین

مجھ مست کو بہار مین ہے آرزو یہی
دریا دلی سے ساقی کی تیرون شراب مین

دریا سے کیا نہا کے پھرا ہے وہ بحر حسن
عالم سیہ ہے چشم سفید حباب مین

اے شہسوار گور غریبان مین آ نکل
اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین

دنیا سے رسم و راہ محبت کی اُٹھ گئی
سنتے ہین اتّحاد عاشق و معشوق داب مین

وہ مست ہون خمار سے جب درد سر ہوا
صندل لگایا مین نے رگڑ کر شراب مین

رخسار سے رہا دہن یار ناپدید
مطلب دقیق تھا نہ سمایا کتاب مین

سرخ و سفید رنگ کیا جسم یار کا
سیدا خمیر کر کے قضا نے شہاب مین

آ جائے شام سے تو نجانے دو دن صبح تک
اُس ماہ چاردہ کو شب ماہتاب مین

بینی و چشم و لب و رخ رنگین یار پر
گلہاے چیدہ ہین چمن انتخاب مین

آتش صنم بھی کرنے لگے بے نیاز یان
ہین لاکھ لاکھ شکر خدا کی جناب مین

خدا بخشے صنم یہ کہکے مجکو یاد کرتے ہین
دعاے مغفرت میرے لئے جلاد کرتے ہین

بہار رنگ گلبرگ خزانی یاد کرتے ہین
جرس کی طرح سے واماندگان فریاد کرتے ہین

نوازش مجرمان عشق کی جلاد کرتے ہین
خدا اجران سے کو اس کا اسیر آزاد کرتے ہین

بلاے جان ہین پتلے خاک کے بیداد کرتے ہین
پری کو بند شیشے مین یہ آدم زاد کرتے ہین

خدا محفوظ رکھے دل کو اُن زلفون کے سودے سے
گرفتار بلا یہ سلسلے آزاد کرتے ہین

قفس مین جسم کے مرغ دل اپنا سر ٹپکتا ہے
کسی پازیب کے دانے کہین فریاد کرتے ہین

نگین ہر معنی روشن مکان ہر بیت موزون ہے
غزل کہتے نہین ہم چند گھر آباد کرتے ہین

قد موزون رخ رنگین دکھا قمری و بلبل پر
قیامت سرو گلہاے چمن بیداد کرتے ہین

اکڑتا ہے بجا جو یہ سمجھکر سرو اکڑتا ہے
جسے بندہ سمجھتے ہین اُسے آزاد کرتے ہین

عجب کیا ہے جو بوسے لون مین پیشانی مجنون کے
تو جبر کس قدر شاگرد پر اُستاد کرتے ہین

خدا جانے یہ آرایش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہین

یہ شاعر ہین الٰہی یا مصور پیشہ ہین کوئی
نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین

شراب کہنہ سے آلودہ یون ہوتے ہین ہم آتش
عروس نو سے قربت جس طرح داماد کرتے ہین

خیال خط وصال بوسۂ لب مین نہین رہتا
عبارت بھول جاتی ہے جو مطلب یاد کرتے ہین

بتون کے عشق نے آخر دکھایا دلکو اُن کے بھی
برہمن پردۂ ناقوس مین فریاد کرتے ہین

گنہگارون کو گردن مارتے ہین حکم شارع سے
خیال اپنے گناہون کا نہین جلاد کرتے ہین

نبرد عشق مین اللہ حامی ہے غریبون کا
پیادون کی سوار غیب یان امداد کرتے ہین

قدم رہتا ہے ثابت جن کا اس سختی دوران مین
بہادر ہین وہی سر قلعۂ فولاد کرتے ہین

قد موزون دلبر کیونکر ان اندھون کو دکھلاؤن
ارادہ تاڑ سے بڑھ چلنے کا شمشاد کرتے ہین

گڑے ہین کو ہمارے خاکساری نے کیا نازل
وہ جوہر ہے یہ جس سے کشتۂ فولاد کرتے ہین

زبان سے اپنی دیوانہ نہ کہہ لے ماہرو مجکو
وہی ہوتا ہے جو صاحب کمال ارشاد کرتے ہین

وہ کافر ہے جو منکر ہے قد بالا کے کشتون کا
یہ کن کی خاک سے نشو و نما شمشاد کرتے ہین

کوئی ذرہ تو اس کا تا ابد اس اُڑ کے پہونچے گا
یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین

عجب نعمت عطا کی ہے خدا نے اہل غیرت کو
عجب یہ لوگ ہین غم کھا کے دل کو شاد کرتے ہین

کمر باندھی ہے گلچینون نے غارت پر گلستان کی
اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین

پہنے ہین کفن سیا ہوا جاتا ہے اے آتش
سرائے گور ویران ہے اُسے آباد کرتے ہین

لالۂ بداغ تجھسا کوئی گلشن مین نہین
ایک بت اس حسن کا دیر برہمن مین نہین

یاسمین مین عالم اُس رُخ کی صباحت کا کہان
جو ملاحت خال مشکین مین ہے سوسن مین نہین

داغ ہے بے یار اپنی آنکھ مین ماتم سرا
اشک ہین شبنم کے قطرے گل کے دامن مین نہین

فصل گل مین سامنا چاک گریبان سے نہو
ہے نگہ بدبین کی رشتہ چشم سوزن مین نہین

خط کو رکھو اگر نہ کر اندھیرا اے خورشید رو
تیرہ شب ہے روشنی جب روز روشن مین نہین

شہر سے جاتا ہون مین دیوانہ صحرا کی طرف
سنگریزے اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین

تیرے دیوانون کو نفرت ظاہر آرائی سے ہے
پانون مین بیڑی نہین ہے طوق گردن مین نہین

ہڈیان ٹھکروا کے پھکوادین ہے اُس سفاک نے
عاشقون کے مردے لیتے اپنے مدفن مین نہین

جلوۂ خورشید کر جاویگا۔ اس پہ کار برق
قطرۂ شبنم ہین دانے اپنے خرمن مین نہین

تھک گئی پھانسی سے بلا حلقے ہین زلف یار کے
ابروون کی کج ادائی تیغ رہزن مین نہین

چشم بدبین کا نہین اندیشہ حسن یار کو
کونسا ہے حرز جو بازو کے جوشن مین نہین

گھر مین اُس خورشید رو کے رہتی ہے حاضر صبا
ذرہ کو پروانگی آنے کی روزن مین نہین

بے چھری کرتے ہین کافر عاشقونکو اپنے ذبح
جوہر قصاب کس طفل برہمن مین نہین

آب کے بدلے شراب سرخ نہرون مین بہا
باغبان جو پھول ہے وہ تیرے گلشن مین نہین

شکر کے سجدے کا میرے سر کو سودا چاہیئے
محو یاد دوست مین ہون فکر دشمن مین نہین

موم کے مانند ہے ہرچند جسم اُن کا گداز
سینے کی سختی جو ڈھونڈھو سنگ و آہن مین نہین

اشتیاق تیغ قاتل کا نہ آتش حال پوچھ
جان کو دل بھیجتا کس روز گردن مین نہین

ممکن نہین ہے دوسرا تجھسا ہزار مین
ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار مین

بلبل نہ ہاتھ آئے الٰہی شکار مین
صیاد و باغ باغ نہ ہووے بہار مین

اے ترک مست بہر خدا صید گاہ چل
آہو کباب ہوتے ہین شوقِ شکار مین

افیونی کی نگاہ سے کی ہے کبھی جو سیر
باہر ہوئے ہین پوست سے ہم لالہ زار مین

خون جگر سے اپنے غمِ دل ہون پالتا
رکھتے ہین طفل اشک کو مژگان کنار مین

دکھلاتی ہے بہار خزان مین بھی سیر باغ
پاتا ہون تند خوئی کو اُس گل کے خار مین

سودا نہ سر سے جائے گا گیسوئے یار کا
عاقل کو پھانسی دیتا ہے یہ حبس حصار مین

کیا کیا گلون نے کان ہین اپنے کھڑے کئے
آمد کو سُن کے یار کی فصل بہار مین

تشبیہ دون جو مین اُسے دندان یار سے
ہیرے کی ہو چمک گہر آب دار مین

اے طفل تب سے شوق ہم آغوشی ہے ہمین
گہوارہ جیب کے رکھتا تھا تجھکو کنار مین

صحرا ے تن کی سیر تو مجنون ذرا کرے
محمل سوار ہے اسی گرد و غبار مین

کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار مین

سودا ے زلف و رُخ مین نہین ایکجا قرار
گا ہے حلب مین ہوتے ہین ہم گہ تتار مین

آیا وہ مہروش جو شب جمعہ قبر پر
دن کی سی روشنی ہوئی گنج مزار مین

جپتے ہین اُس کے نام کو ہم سے ہزار ہا
تسبیح اپنے یار کی ہے کس شمار مین

جام شراب عشق سے دونون ہین بیخبر
بلبل چمن مین مست ہے ہم کوئے یار مین

پھرتا ہون پھرتا ہے وہ پردہ نشین جدہر
پتلی کی طرح سے نہین مین اختیار مین

گیسو و روے یار ہین دونون بلائے جان
ایک ایک سے زیادہ ہے ان گنج و مار مین

اک آفتاب خانہ زین کا ہے اشتیاق
مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین

برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین
مٹی خراب اپنی بھی ہے اس دیار مین

یانی پانی شوخِ خلبت سے تو انصاف نہین
صاف ہے آئینہ اُس رُخ سے مگر صاف نہین

شب یلدا مین ہے مریخ ستارہ نکلا
اے پری سرخ تری چوٹی مین موباف نہین

جوہری دیکھ کے سینہ کو ترے کہتے ہین
تختی الماس کی اس سے کبھی شفاف نہین

دلفریبی کا نہین کون سا انداز آتا — چھوڑتا جان کو عاشق کی وہ حراف نہین
قامت یار کو دیکھے تو زمین مین گڑ جائے — قد ہوا سرو کے ہو وہ کمر و ناف نہین
سند ہے سحر زبانی سے تری نطق مسیح — جو کہے تو ہے سزاوار تجھے لاف نہین
وہ نگاہین نہین اگلی سی تمھاری ہم سے — حال پر اپنے وہ اشفاق وہ الطاف نہین
مصحف رو کی ترے کی ہے جو خط نے تفسیر — کس کو دکھلاؤن مین اس عہد مین کشاف نہین
دولت وصل سے ہووے ہی گی اک روز فتوح — کونسی شب کو مرادرو جبل کاف نہین
داغ سودا کو لئے پھرتا ہون بازار مین — پرکھے اس سکے کو ایسا کوئی صراف نہین

دیکھکر یار کو کہتا ہے یہ دل اے آتش
جان صدقے ہو ایسے کی تو انصاف نہین

صدقے ہوچکے ہین ہمارے بازوون پر سیکڑون — گم ہوئے ہین اپنے یوسف سے برادر سیکڑون
بے نیازی کے ہون کشتے ناز پرور سیکڑون — سوکھین شمشیر تغافل سے برابر سیکڑون
عاشق مفلس تو تیرے حسن کی دولت کیسے — سیر ہون اس خوان نعمت سے قلندر سیکڑون
چشم مستانہ کی گردش سے تہ و بالا ہون دل — عشقبازون کی صفین الٹین یہ ساغر سیکڑون
یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کس کے دیکھیے — خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون
جستجو اُس شوخ کی بدلے گی رنگ آسمان — سبع سیارے سے پیدا ہون گے اختر سیکڑون
کون بجھساہا دشاہ وقت ہے آج اے صنم — کس کے کوچہ مین فقیرون کے ہین قیصر سیکڑون
کوئی جانان کی زمین ہموار ہوا اے آسمان — پا برہنہ پھرتے ہین یا خاک بر سر سیکڑون
وہ رگ سودا ہون مین فرقت جنون گو ہے بیان — ٹوٹکر رہ گئے ہین جس مین نشتر سیکڑون
عید کی آمد ہے آرائش کی فکر اُس بت کو ہے — ہر طرح کے ہوتے ہین تیار زیور سیکڑون
پھر گئے ہین معرکون مین مجھسے تلوارون کے منھ — سخت جانی نے مری توڑے ہین خنجر سیکڑون
فقر کے کوچہ مین قدر دولت دنیا نہین — ٹھوکرین کھاتے ہین یان پارس سے پتھر سیکڑون
روندتا ہون سبزۂ رہ کی طرح وہ بوٹیان — ڈھونڈھتے پھرتے ہین جنکو کیمیاگر سیکڑون
مین ہی اپنے شوق کا نامہ اُسے لکھتا نہین — اُڑکے لیجانے کو حاضر ہین کبوتر سیکڑون

عاشق بے صبر کے دل کو نہ کیجئے ناپسند — مال مفلس مول لیتے ہین تونگر سیکڑون
جلوہ گر ہے حسن ہر جا عاشقون کیواسطے — خوبصورت رکھتے ہین یہ ہفت کشور سیکڑون
احمقی ہے نعمت دنیا ملے تو شکر کر — مر گئے الجوع کہہ کہہ کر میسر سیکڑون
شعر گوئی عشق مین اک چہرۂ زیبا کے کی — وصف خال و خط مین لکھے ہینگے دفتر سیکڑون
صاف آئینہ نہ بن سکتا ترے رخسار سا — اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑون
اس نشان سے قد کے ہونگے مرد میدان شلقہ — جان نثاری پر کمر باندھین گے لشکر سیکڑون
انجمن تک تو بھی آنکلے ہے ای خوش قد سپر — باغ مین پہونچے ذخیرہ سے صنوبر سیکڑون
کھیلنا آسان نہین ہے کھتین عشق کا — نقش سے اس کے ہین شل مہرۂ ششدر سیکڑون
فکر سنجیدہ نے دکھلائے ہین کیا کیا آب و رنگ — اس ترازو مین تلے ہین لعل و گوہر سیکڑون
مرغ دل حاضر ہے وہ چشم سیاہ مائل تو ہو — صدقے اس شاہین کے اوپر سے کبوتر سیکڑون
گل کی خوشبو پر نہ جامہ سے باہر عندلیب — سونگھے ہین ہمنے بھی پیراہن معطر سیکڑون
بارہا برپا قیامت کی خرام یار نے — جاگ اٹھے فتنۂ خوابیدہ اکثر سیکڑون
ہجر کی شب سے نڈر اے طالب روز وصال — گنتے گنتے صبح کر دینے کو اختر سیکڑون
چشم معنی آشنا مین ہے مقام ان کا بجا — سہو کاتب سے مقدم ہون مؤخر سیکڑون
بحر ہستی مین مین وہ کشتی ہون جس نے بشیر — شوق مین گرداب کے توڑے ہین لنگر سیکڑون
شوق ہو افشان چھڑکنے کا تمھین رخسار پر — تیغ مین ابرو کی پیدا ہو وین جوہر سیکڑون

دل دیا چاہے تو آتش دلربا موجود ہین
خوبتر سے خوبتر بہتر سے بہتر سیکڑون

تری خوش چشمی کا افسانہ سناتا ہون مین — خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہون مین
ہند سے دور جو کعبہ کو سنا ہے مین نے — پھیر کھا کھا کے ترے کوچہ کو جاتا ہون مین
سینہ صافی سے ہے آئینہ کو رتبہ حاصل — جیسا ہووے کوئی ویسا نظر آتا ہون مین
سرخ پوشاک پہنتا ہے تو کہتا ہے وہ ترک — آنکھ مریخ لڑا وے تو لڑاتا ہون مین
نعمت عشق بھی ممکن نہین بے فضل خدا — شکر کرتا ہون اگر داغ بھی کھاتا ہون مین

ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے
یہ قدح میرا ہی خیر اس کی مناتا ہوں مین

بے نقاب آتا ہے گلگشت کو وہ رشک بہار
بلبلوں کو چمنستان سے اُڑاتا ہوں مین

ساقی میکدہ نے مجکو یہ خدمت دی ہے
نشہ مین مست جو گرتا ہے اُٹھاتا ہوں مین

شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند
سوزش دل کو زبان پر نہین لاتا ہوں مین

کوئی مقصود کے سودے مین شب و روز آتش
جادہ کی طرح مجھے راہ مین پاتا ہون مین ہا

دسترس شانہ کے مانند جو پا جاتے ہین
کوچۂ زلف مین جو پائے بلا جاتے ہین

عاشقوں کی ترے کوچہ کو نہ کیونکر ہو رجوع
باغ فردوس مین مردان خدا جاتے ہین

اختیاری حرکت جان نہ مجبوروں کی
لئے جاتی ہے جدھر ہمکو قضا جاتے ہین

اے صنم ان کو کمر تک بھی خدا پہونچاوے
دوش تک تو ترے گیسوئے رسا جاتے ہین

واہ ری بے بصری واہ ری نابینائی
صورت آباد سے مشتاق لقا جاتے ہین

صبح نزدیک ہی بیدار ہو مل لے غافل
زہرہ و مشتری و ماہ و سہا جاتے ہین

زہر کھاتے ہین طلبگار شہادت قاتل
ہاتھ سے تیر ترے میسر دیا جاتے ہین

کنج زندان سے ہوئی تنگ مری وحشت سے
وہ زمین ہفت فلک جس مین سما جاتے ہین

رنج یاران چمن کو ہے آتش انھین دان راحت ہے
اے خوشا حال جو دنیا سے خفا جاتے ہین

تیرا نیاز مند جو اے نازنین نہین
دونون جہان مین اس کا ٹھکانا کہین نہین

ہم بوسہ مانگین اور کرے تو نہین نہین
انصاف چاہتا ہے یہ اے نازنین نہین

تیغ برہنہ کب نہین قاتل کے ہاتھ مین
کس وقت کہنیوں سے چڑھی آستین نہین

نقلوں سے کچھ غرض نہین مطلب ہے یار سے
نظارہ باز حسن ہون مین قبح بین نہین

سودا زدون سے اپنے نہین بیخبر وہ زلف
کب بند و لبست سلسلۂ عنبرین نہین

فرمان قدرتی مین ہے طغرا اے قدرتی
رخسار شاہ حسن مین چین جبین نہین

آنکھین دکھاؤ تم تو شیاطین بھاگ جائین
تیر شہاب ہے نگہ خشمگین نہین

رخسار بادشاہ ہے دل مجھ فقیر کا
اتنا تفاوت اس مین ہے چین جبین نہین

عمر گذشتہ کا کہین لگتا نہین پتا
بالائے آسمان نہین زیر زمین نہین

پہنا کے تجھکو دیکھیے اے جامہ زیب حیف
کلیان قبائے گل مین نہین آستین نہین

کوئی مرے کوئی جیے مطلق نہین خیال
مستا بھی بے نیاز کوئی نازنین نہین

گل ہوتے ہین بہار چمن سے چراغ عقل
کام آستین کا کرتی ہے گو آستین نہین

ہمکو سنا کے کہتا ہے دل بھر کے جام عشق
جو چاہے پی لے زہر ہے یہ انگبین نہین

اللہ بے خبر نہین بندون سے بے خبر
عالم سے غافل اپنے جہان آفرین نہین

آنکھون کے سامنے سے نہ ہٹ اے خیال یار
مجھسے کوئی عزیز دم واپسین نہین

دیتے ہو سیدھی بات کا الٹا ہمین جواب
کیا دلپسند ہو سخن دلنشین نہین

دیکھا مساس کرکے صبا کی طرح بہت
نازک ترے بدن سے سیان یاسمین نہین

سوز فراق سے نہ کچھ آتش کا حال پوچھ
دم اژدہے کا ہے نفس آتشین نہین

رہتے ہین ہم روز و شب کوچۂ دلدار مین
عمر بسر ہوتی ہے سایۂ دیوار مین

دل نہ جہان مین کسی چیز کا خواہان ہوا
سیر ہی کو ہم مگر آئے تھے بازار مین

قیمت مال مزید بیچیے ہین جنس دل
کچھ بھی جو انصاف ہو چشم خریدار مین

نور کا بکتا نہین کوئی حسین یار سا
روشنی مہر ہے چاند سے رخسار مین

راستی آئی پسند دل کو قد یار کی
لطف کجی کا ملا ابروے خمدار مین

سیر ریاض جہان رکھتی ہے دلکو اداس
بوے محبت نہین اک گل رخسار مین

کبک کی ہے یہ روش اور نہ طاؤس کی
اور ہی انداز ہے یار کی رفتار مین

کشور دل مین مرے یار ہے فرمان روا
سکۂ یوسف چلے مصر کے بازار مین

سرو سبکبار مین پیچش سنبل کہان
فرق ہے آزاد مین اور گرفتار مین

عالم پیری مین شغل اس کا کرے آدمی
نشہ جوانی کا ہے بادۂ گلنار مین

کافر و دیندار مین فہم سے اپنے خلاف
رشتہ وہی ایک ہے سبحۂ و زنار مین

سرو کو لگا نہین قامت دلچسپ سے ۔ گل نہین رخسار سا یار کے گلزار مین
یار کے اک پیچے کا اس مین تکلف نہین ۔ طرۂ زرین کہان لالہ کی دستار مین
ہجر کی طاقت نہین دل کو مرے بعد وصل ۔ زہر ملا لیجیے شربت دیدار مین

دیکھیے آتش قدم رکھتے ہین ان پردہ کب
آنکھین بچھائین تو ہین ہم نے رہ یار مین

گیسوؤن کا ترے سودا شعرا رکھتے ہین ۔ یہی باعث ہے جو یہ فکر رسا رکھتے ہین
تاب دیدار نہین رکھتے ہین یار کھتے ہین ۔ چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہین
تیرے خونی کفنون کی یہ ادا رکھتے ہین ۔ پھول لالے کے لباس شہدا رکھتے ہین
دست و پا مین جو حسین رنگ حنا رکھتے ہین ۔ خون ہفتاد و دو ملت کا روا رکھتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ نہین دوسرا تجھسا کوئی ۔ اے صنم جھوٹ نہ بولین گے خدا رکھتے ہین
کون سے پارۂ دل پر نہین اک عشق کا داغ ۔ یہ نگین وہ ہین کہ جو نقش وفا رکھتے ہین
نرم کر دین گے دل سخت صنم کو دم سرد ۔ شرط الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہین
قلزم عشق مین تنکے کا سہارا بھی نہ ڈھونڈھ ۔ آسرا وہ نہین لیتے جو خدا رکھتے ہین
روے خورشید پرافشان کا جو عالم دکھلائین ۔ یہ شرف ذرۂ خاک شہدا رکھتے ہین
پانوٗن کو منزل مقصود مین مضطر سمجھے ۔ طاقت اُٹھنے کی اگر دست دعا رکھتے ہین
حال دل کہتا ہی یوسف نہین سنتا کوئی ۔ گوش کر قافلے والون کے درا رکھتے ہین
محتسب عقل جو رکھتا ہے تو تجھا نے نہ جا ۔ شیشہ و جام مے ہوش ربا رکھتے ہین
لامکان دیر و حرم مین نہین ہاتھ آنے کا ۔ پانوٗن توڑین وہ جو یہ سر مین ہوا رکھتے ہین
جامہ زیبون سے یہین تشبیہ گلون کو کیا دون ۔ جس مین اک بند نہین وہ یہ قبا رکھتے ہین
تیرے صدقے کا سمجھتے ہین مگر چو را ہا ۔ چار ابرو کو یہ آزاد صفا رکھتے ہین
بحر الفت مین تباہی کا ہے اندیشہ کیسے ۔ ناخدا جو نہین رکھتے وہ خدا رکھتے ہین
عارضی حسن دو روزہ ہی یہ منڈ جاوین گے ۔ عمر کوتہ ترے گیسوے رسا رکھتے ہین
دہن یار کو ہم تو نہ کہین جوہر فرد ۔ منطقی اس مین جو حجت کرین جا رکھتے ہین

جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی ہے
اک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہین

خون اجگر ہوتا ہے جو سنتا ہو رو دیتا ہے
درد آمیز فقیر اُس کے صدا رکھتے ہین

اپنے ہر شعر مین ہے معنی تہ دار آتش
وہ سمجھتے ہین جو کچھ فہم در کار رکھتے ہین،

خانہ خراب نالون کی بل بے شرارتین
بہتی ہین پانی ہو ہو کے سنگین عمارتین

سر کون سا ہے جس مین کہ سودا نہین ترا
ہوتی ہین تیرے نقش قدم کی زیارتین

خانہ ہے کھنچنے کا ہر اک قصر شہر عشق
گھر گھر ہین بادشاہیان گھر گھر وزارتین

دیدار یار برق تجلی سے کم نہین
بند آنکھین ہون گی دینگی دعائین بصارتین

آنکھون مین اپنے دولت بیدار ہین وہ خواب
ہوتی ہین تیرے وصل کی جنمین بشارتین

کہتے ہین مادر و پدر مہربان کو بد
کرتے ہین وہ جو ارض و سما کی حقارتین

گویا زبان ہو تو کرے شکر آدمی
سمجھے جو تو تو کرتے ہین یہ گنگ اشارتین

زیر زمین بھی یاد ہین ہفت آسمان کے ظلم
بھولا نہین مین سنگدلون کی شرارتین

خضر و مسیح کاٹتے ہین رشک سے گلا
تو بھی تو کر شہیدون کی اپنے زیارتین

عالم کو لوٹ کھایا ہی اس پیٹ کے لئے
اس غار مین گئین ہین ہزارون ہی غارتین

باقی رہے گا نام ہمارا نشان کے ساتھ
اپنی بھی چند بیتین ہین اپنی عمارتین

اہل جہان کا حال ہی کیا تم سے کیا کہین
بدگوئیان ہین پیچھے تو منھ پر اشارتین

نقش و نگار حسن بتان کا نہ کھا فریب
مطلب سے خالی جان لے تو یہ عبارتین

عاشق ہین ہمکو مد نظر کوئے یار ہے
کعبہ کے حاجیون کو مبارک زیارتین

ایسی خلاف ہم سے ہوئی ہے ہوائے دہر
کافور کھائیے تو ہون پیدا حرارتین

آتش یہ شش جہت ہے مگر کوچہ یار کا
چارون طرف سے ہوتی ہین ہم پر اشارتین

اس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین
کعبہ مین چل کے سجدہ تجھے چار سو کرین

عاشق جو حسن پاک مین کچھ گفتگو کرین
دامن کا تیرے نام لین پہلے وضو کرین

شرمندہ ہون زمین مین گڑین سرخرو کرین
استادگی جو سرو ترے روبرو کرین

پیدا کرین جو مجھکو انھین کو ہے دسترس
پامروہین وہی جو تری جستجو کرین

لیجا چکی چمن مین صبا بوے زلف یار
سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کرین

افسانہ گوئی اُنھی گیسوے یار مین
خاموش ہون چراغ جو ہم گفتگو کرین

دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے
دامن کو پھاڑلین جو گریبان رفو کرین

اے بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے
عاشق دعائے خیر مجھے کو بکو کرین

دیدار عام کیجیے پردہ اُٹھا دیئے
تا چند بندہاے خدا آرزو کرین

مستی مین مجھسے بے ادبی ہوگی یار سے
مجلکو گناہگار نہ جام و سبو کرین

دیوان حسن مین سے ہوئی ہے یہ انتخاب
عاشق مزاج سیر بیاض گلو کرین

وردزبان ہے روز و شب اُنکی ثنائے حسن
شایان ہے جس قدر کہ یہ شاعر غلو کرین

لکھد یتے ہین حسینون کو ہم خط بندگی
مشق ستم کو ترک جو یہ تندخو کرین

حیران کار ہون ترے رخسار صاف کا
سکتہ ہو آئینہ جو ترے روبرو کرین

مرغ چمن ہون زمزمہ پیرا بہار آئے
ہنگامہ گرم شگفتۂ رنگ و بو کرین

تاثیر دار لوگ ہین اللہ کے فقیر
سنگ صنم ہون آپ جو ہم ذکر ہو کرین

موجود گو کہ تو ہے مگر چاہتا ہے شوق
آوارہ ہون تلاش تری چارسو کرین

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس مین ہے قول درد
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

عاجز نہ ہو تصور حسن و جمال مین
مھندی بندھی نہین ترے پائے خیال مین

نسبت نہین حسین کو تجھسے جمال مین
بو مشک کی ہے زلف مین عنبر کے خال مین

آتی ہے کوہ سوختہ طور سے صدا
نظارۂ جمال غضب ہے جلال مین

لوث گناہ کا جو کبھی آگیا دھیان
غوطے لگائے ہین عرق انفعال مین

حسرت ہی آنکھ کو رہی اس سبزہ رنگ کی
ریحان ہرا ہوا نہ کبھی اس سفال مین

تسبیح تو نے ڈال کے گردن مین اے صنم
کھینچا ہما کو مرغ مصلے کے جال مین

جور و جفاے یار سے ترک وفا نہ کر
لطف اس معاملے کا نہین انفصال مین

اُن ابروون سے بڑھ کے نکلین وہ مسین کہ ہم
ان چار خلط کا ہے مزا اعتدال مین

دور شراب حلقۂ بیرون در ہے یان
اس بزم مین ہے مست ہر اک اپنے حال مین

پیدا کرے جو تیرے سگ کو کی منزلت
طوق طلائی ہووے گلوئے غزال مین

آتی ہے باغ سے تو صبا سے ہون پوچھتا
کتنے شگوفے آئے ہین کس کس نہال مین

دکھلاؤ اپنی آنکھون کے انداز ناز بھی
برسون رہے مشاہدہ خط و خال مین

زندان سے چھپٹ کے چاہیے ہونا عزیز مصر
تعبیر خواب کی رہے یوسفؑ خیال مین

پہنے بہار مین ہو گریبان تو شکر کر
ہوتی ہے خیر جان کی نقصان مال مین

مثل صبا اُڑا دے اسے اے جمال دوست
تا چند ہم دبے رہین گرد ملال مین

ایسی پلا کہ بیخبری ہووے ساقیا
اتنک نہ امتیاز ہے درد و زلال مین

رخسار مین ہے چودھوین کے چاند کی چمک
کافر ہو جس کو شک ہو تمھارے کمال مین

موجود سمجھے صبر کو کیا عشق بد بلا
یہ دیو و جن کبھی نہین لاتا خیال مین

پوچھین جو کچھ کہ پوچھنا ہو منکر و نکیر
عاجز نہین ہون مین بھی جواب سوال مین

بھولین گے عیش مین بھی نہ آتش غم و الم
یاد آئین گے فراق کے صدمے وصال مین

گل کو نظر سے اشک خونی اُتارتے ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین

یہ کہہ کے گشت گل پر اُن کو اُبھارتے ہین
سیر چمن کو چلیئے بلبل پکارتے ہین

مردے وہ زندہ کرتے زندون کو مارتے ہین
اِس کو بگاڑتے ہین اُس کو سنوارتے ہین

ہستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہے کرتا
سوے عدم کمر کے جو یاسدھارتے ہین

مشتاق ہمکناری ملتے ہین ہاتھ کیا کیا
تن تن کے جب وہ اپنا سینہ ابھارتے ہین

وہ دلپسند ہے تو جب دیکھتے ہین مجھکو
کر تے ہین گنگ اشارے گویا پکارتے ہین

بیتاب دل کو تسکین ہوتی ہے دید خط سے
وہ بوٹی ہے یہ جس سے پارہ کو مارتے ہین

قائل ہون مین تو اپنی نالون کی گرمیون کا
داغون کو میرے دل کے کیا کیا ابھارتے ہین

دریاے رحمت اُس کا غالب کہ موجزن ہو
تقصیر وار توبہ توبہ پکارتے ہین

دن رات کھیلتے ہین باہم قمار الفت
وہ ہم سے جیتتے ہین ہم اُن سے ہارتے ہین

شیرین لبون کے اوپر رال اپنی ہے ٹپکتی
بوسہ کا نام سُن کر ہم منہ پسارتے ہین

سینہ کے اوپر لئے گل کھائین گے تمھارے
پھلون سے اس پری کے یہ قول ہارتے ہین

اس گل سے صبح کے اوپر کرتے ہین گل کو صدقے
اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین

رو رو کے دل کو خالی کرتے ہین جسجگہ ہم
دریا کی طرح چشمے وہان موج مارتے ہین

رہتی ہے اک پریشان حالی و بد دماغی
سودے مین گیسوون کے سر دے دے مارتے ہین

پوشاک ہر طرح کی حاضر ہے کشتیون مین
اِس کو پہنتے ہین وہ اُس کو اُتارتے ہین

جاتے ہین عاشق اس کے کوچہ کے گرد پھرنے
بہر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین

دم دے انھین بھی وہ بت انکا بھی دل اچک لے
زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہین

مرد فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر
شیر اپنے نیستان مین آتش ڈکارتے ہین

خم فلک سے بھر دن وہ شراب شیشے مین
یقین ہو ذرہ دن کو ہو آفتاب شیشے مین

ہنوز ہے کئی ساغر شراب شیشے مین
ہنوز باقی ہے اپنا حساب شیشے مین

وہ میر زانمش آ نکلے شاید اے ساقی
شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین

ہماری گھر مین ہے شب کو بھی روشنی دن کی
کرم سے ساقی کے ہے آفتاب شیشے مین

خزان مین مرغ چمن میکدے کے ساکن ہو
بہار رکھتی ہے گلگون شراب شیشے مین

زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے
رہے گی درد کی مٹی خراب شیشے مین

وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
پھر اندیکھا ہو جس نے شہاب شیشے مین

کھلی ہے چاندنی بے چھپے تو موقع ہے
طلوع ماہ ہے اور آفتاب شیشے مین

ہر ایک مست کی ہو حق ہے نالۂ بلبل
شراب شیشے مین ہو یا گلاب شیشے مین

بتائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
سوال کا ہے ہمارے جواب شیشے مین

سفید ہو ہوئے ترک قدح کشی کیجے
عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین

یہ ہم سے نشہ مین ہووے گی بے محل حرکت
شراب پی کے بھرین گے کباب شیشے مین

وہ ترک آئے تو دورے مین اپنے حاضر ہے
کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

شرف بخشا گہر کو صرف کر کے تو نے زیور مین
نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانہ زر مین

یہ کیفیت اُسے ملتی ہے ہو جس کے مقدر مین
مئے الفت نہ خم مین ہے نہ شیشے مین نہ ساغر مین

رہا کرتا ہے نظم شعر کا سودا مرے سر مین
عروس فکر ان روزون لدی رہتی ہے زیور مین

تکلف برطرف ایسی نازنین موقوف آرایش
نزاکت سے دبا جاتا ہے کیون پھولونکے زیور مین

کرین گے سیر شب کو کیمیا گر تیرے کوچے کی
بھگوئین گے فلیتے روغن گوگرد احمر مین

قیامت تک یہی گردش رہے گی روز و شب انکو
مہ و خورشید حسن یار سے آ لے ہین چکر مین

مرے ویرانے کی حد مین کبھی اُڑ کر جو آ نکلے
پلاؤن جغد کو پانی ہما کے کاسہ سر مین

تفنگ یار کے چھرون کی عالم کو تمنا ہے
یہ لوہے کے چنے ہین دیکھیے کس کے مقدر مین

نکل کر کنج عزلت سے نہ کر ہنگامہ افروزی
شرر یاقوت کا ہمسنگ ہے جبتک ہے پتھر مین

کرے بوٹا سا قد ہر چند پیدا اس کی ہو دونی
تمہے کانون کے پتون سے کہان پتے صنوبر مین

شرف اللہ نے بخشا ہی آدم پر محمد کو
فضیلت ہے مقدم سے زیادہ یان موخر مین

جہان چاہے بسر اوقات کر لے چار دن بلبل
چمن مین آشیانہ ہے قفس صیاد کے گھر مین

خدا اچھا ہے تو نالون سے مرے پگھلے دل اُس بت کا
یہ شان اُسکی ہے نرمی موم کی پیدا ہو پتھر مین

نہ جبتک ہم پیالہ ہو کوئی مین مے نہین پیتا
نہین مہمان تو فاقہ ہے خلیل اللہ کے گھر مین

الٰہی بازوے قاتل مین زور دست قدرت دے
روانی ہے اسی کے دم سے آب خشک خنجر مین

لب لعلین کو تیرے وصل کی شب ہمنے چوسا ہے
نہون گے تشنگی سے ہونٹھ اپنے خشک محشر مین

دگرگون عشق حسن یار سے ہے رنگ عالم کا
کوئی چہرہ بحال اب ہم جو سنتے ہین تو دفتر مین

کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دو ٹکڑا
بنائے جوہر انصاف قاتل تیرے خنجر مین

دہن اے حور ہے تیرا بعینہ چشمہ جنت کا
تبسم سے ترے لیتی ہین لہرین موج کوثر مین

خیال بام سودا ہے ترے دروازہ تک پہنچے
پر جبرئیل پیدا ہوں جو بازو سے کبوتر میں

تری تلوار دکھلا دے بہار باغ اے قاتل
لہو سے میرے گل پھولیں چمن بندی کے جوہر میں

رہا منظور خاطر خاتمہ بالخیر عاشق کا
کوئی چینونٹی موئی تو اُس کو گاڑا میں نے شکر میں

وہ ترک چشم دیکھیں ملک دل غارت کرے کس کا
رہا کرتی ہے صف بندی بہت مژگاں کے لشکر میں

وہی تاثیر دے گا آتشیں نالوں میں بھی آگے
لیاقت دی ہے جس نے شیشے کے بننے کی پتھر میں

ڈراتا ہے بہت رندوں کو ذکر نار دوزخ سے
تماشا ہو جلے واعظ لگ اٹھے آگ منبر میں

یہ راہ و رسم خود بینی حسینوں میں ہے مدت سے
کھلے تھے جوہر اس آئینہ کے عہد سکندر میں

خیال آتا ہے جنت کا تو آنکھوں میں پھر جاتی ہیں
وہ شہد و شیر کی نہریں زمیں مشک و عنبر میں

نہ اٹھنے دیں گے جب تک بت جواہر کا نہ لینگے
برہمن کو بٹھایا ہے جب قصاب کے گھر میں

مآل کار کی صورت بھی آنکھوں کو نظر آئی
لگا دینا تھا اک آئینہ بھی قبر سکندر میں

نہایت حرص مے ہے زندگی میں مجھ قدح کش کو
یقیں ہے نشہ رہ جائے مرے مٹی کے ساغر میں

ترے دانتوں کا دھوکا دیکھا تھا میری آنکھوں کو
صفا تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر میں

قناعت دی ہے مثل قبر مجھکو خاکساری نے
رہوں گا باغ باغ آتش میں اک پھولوں کی چادر میں

عجب چشم سیہ کا ہے رخ رنگین جاناں میں
تماشا ہے عوض بلبل کے شاہیں ہے گلستاں میں

وہ چشم سرمگیں ہے فتنہ پردازی کے ساماں میں
کھنچی رہتی ہے تیغ ابرو کی صف بندی ہے مژگاں میں

یہ مجھ دیوانے کو راحت ملی ہے سنگ باراں میں
کہیں ہوں جبہ کو ہونگا میں بازیگاہ طفلاں میں

پری پیکر نہیں اس دلربا سا قوم انساں میں
فلاطوں کو کرے دیوانہ جا نکلے جو یوناں میں

ہمیشہ تلوے کھجلایا کئے شوق بیاباں میں
رہی نالاں ہمارے پاؤں سے زنجیر زنداں میں

جنوں پر وہ در دکھلا رہا ہے داغ سینے کے
تماشائے چمن ہے کوچۂ چاک گریباں میں

یہ مجھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے
وہ کیچڑ میں پھنسا ہے جو ہے آب و گل کے زنداں میں

جب آیا سامنے غم نوش بے صرفہ کیا اُس کو
نہ فرق آیا ہماری اشتہائے زیر دنداں میں

گرفتاری میں آزادی کی کیفیت رہی حاصل
رہا جامہ سے باہر اپنے میں دیوانہ زنداں میں

جہان کے کارخانے مین نہین مدنظر تکتا
لگے ہین پردہ ہائے چشم عاشق تیرے ایوانمین

اسیری مین بخار دل جو نالون سے نکالا ہے
بہا ہے موم ہو کر آہن زنجیر زندان مین

جو ہوگا دسترس اپنا کبھی شانے کی صورت سے
ملینگے عطر مجموعہ کا اس زلف پریشانمین

شب آدینہ چلیگے اپنے کشتون کے مزارون پر
چراغ حسن روشن کیجئے گنج شہیدان مین

گلون کا حسن بلبل بے چھری کے ذبح کرتا ہی
ہوا اُس ترک کے کوچہ کی چلتی ہی گلستانمین

ہوئی ہی روح ناطاقت نہایت سونگھ کر جسکو
بسی ہی سیب کی بو ہے اُس گل کے زنخدانمین

بہار گل کی جو دیوانگی یاد آئی آنکھون کو
بہت رویا مین منھ کو ڈال کر اپنے گریبانمین

دُر دندان و لعل لب کے مضمون لکھتے ہین آتش
جواہر خانہ ہی ہر بیت موزون اپنے دیوان مین

لپٹ کر سوئیے اُس آتشین تن سے زمستانمین
نکل کر سنبلہ سے آفتاب آیا ہی میزان مین

عجب کیا مار مہرہ ہو جو گوش یار کا موتی
اُلجھ جاتا ہی اکثر حلقۂ گیسوئے پیچان مین

نقاب یار سے کہدے کوئی اندھیر سے باز آ
چھپائے رکھیگا کبتک چراغ مہر دامان مین

کرم کا جوش جو آجاتا ہے ابر بہاری کو
ڈبو دیتا ہی طاؤس چمن دریائے بارانمین

نہین مشتاق دل کب اُس عزیز جان کے آنیکا
ہمیشہ سوئے در رہتی ہین آنکھین شوق مہمانمین

گیا ہون جوش وحشت مین جو اُڑ کر مثل پروانہ
دکھائے ہین چراغ چشم غولون نے بیابانمین

نزاکت برگ گل کی رکھتے ہین لب لعل کی سُرخی
صفا موتی کی ہیرے کی چمک ہی تیرے دندانمین

کھنچے کیونکر نہ یار اپنی طرف جذب محبت سے
پری کو یہ عمل کر دینا ہے قابوئے انسانمین

ہمارے اشک کے قطرے ہین حاضر آب گوہر سے
بھرا جاتا ہے جو پانی وہ صنم چاہ زنخدان مین

کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اس رخسار رنگین سے
کہان تک غنچہ رکھیگا بہار گل گریبان مین

ہر اک عضو بدن بے مثل ہی اُس حور پیکر کا
جواب اپنا نہین رکھتا ہی جو سورہ ہی قرآنمین

صدا یہ سرزمین کوچۂ قاتل سے آتی ہے
شگوفہ پھولتا ہی اک نیا روز اس گلستانمین

تباہی مین ہی لازم یاد حق اہل توکل کو
خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفانمین

تماشا ہی جو چشم بلبل و پروانہ سے دیکھے
عجب شمعین ہین محفل مین عجائب گل گلستانمین

گہر سے آبدار آتش ہو منھ سے بات جو نکلے
تکلف شرط ہے آویزۂ گوش سخندان مین

توڑ لے توبہ کو کیجئے بادہ خواری اندنون
موسم گل ہے کہان پرہیزگاری اندنون

تیغ ابرو سے ہے شوق زخم کاری اندنون
نیم بسمل کی طرح ہے بیقراری اندنون

جان بلب رکھتا ہے اک رشک مسیحا کا فراق
دم نکل جاوے یہ حالت ہی ہماری اندنون

شوق آرائش ہے اُس جان جہان کو آجکل
لپٹی ہی رہتی ہے دامن سے کناری اندنون

دوڑتے ہین ہم جلو مین ایک شاہ حسن کے
توتیاے چشم ہے گرد سواری اندنون

لو لگی ہے تیغ قاتل سے شہادت کا ہے شوق
خون ہے زخمون کی طرح آنکھون سے جاری اندنون

روز و شب کرتا ہے وہ محبوب گل اندام رقص
اڑتی ہے ٹھوکر سے دامن کی کناری اندنون

کاہشون سے عشق کے ایسا ہوا ہون ناتوان
رات سے بیمار کے بھی دن ہے بھاری اندنون

فصل گل ہے یاد آتی ہے مجھے رفتار یار
چلتی ہے بن بن کے کیا باد بہاری اندنون

سامنا رہتا ہے اشک سرخ و رنگ زرد کا
آشنائی درد سے ہے غم سے یاری اندنون

دوستدار اُس کا جو مجھ سا اُٹھ گیا دنیا سے ہے
بیکسی پھرتی ہے کیسی ماری ماری اندنون

بستر غم پر پڑا رکھتی ہے مردے کی طرح
بیخودی بے طاقتی بے اختیاری اندنون

یار آزردہ ہے آتش آسمان ہے برخلاف
کون سنتا ہے ہماری آہ و زاری اندنون ۱

سالک راہ محبت کو پس و پیش نہین
مصلحت بین نہین مین عاقبت اندیش نہین

مصحف رو کی تلاوت ہے نہایت مشکل
اس مین اے قاری بو زیر و زبر و پیش نہین

ناخن غم سے ترے ہجر مین ای رشک بہار
دل نہین وہ جو رخ گل کی طرح ریش نہین

خون کو مومن و کافر کے ہے جائز رکھتا
نیک اعمال ترا غمزۂ بدکیش نہین

شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کھلا
نوش جا ہے جو زمانہ مین تو بے نیش نہین

شہر مین پھرتے ہین وہ سیل حوادث کیطرح
کونسا گھر ہے خرابی جسے درپیش نہین

قبلۂ مذہب کی نہین حسن پرستون کیلئے
کافر عشق ہون مین کوئی مرا کیش نہین

عشق مین سرو سے قد کے ترے ای خسرو حسن
ذکر قمری سے سوا کوئی درویش نہین

غیر کے ہاتھ نہ بیچین گے ہم آئینۂ دل
یار جو چاہے سو دے قید کم و بیش نہین

نکہت گل ہی نہین جامے سے اپنے باہر
کون دیوانہ وہ تیرا ہے جو بے خویش نہین

خط نکلنے کی تمنا نہین آتش کو ترے
رو سے سادہ کا یہ عاشق ہے بد اندیش نہین

رخ انور کو دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
حسین ہو جیسے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین

وہ شاہ حسن ہو تو گیسوے عنبر فشان تیرے
ہما کو اپنے سایہ سے سعادت مند کرتے ہین

نہین سے ہے جو ناز حسن کو دیدار کا پردہ
نقاب آپ اُلٹیے ہم اپنی آنکھین بند کرتے ہین

محبت اُس صنم سے کیون نہو مین وصل کا سائل
دعا اللہ سے رو رو کے حاجتمند کرتے ہین

کہون کیونکر نہ اُن کو نور کے ٹکڑے وہ رخسارے
اندھیرے مین اُجالا چاند سے وہ چند کرتے ہین

ہمیشہ رہتی ہی اصلاح یان رنگین خیالون کی
پھٹے کپڑے گل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہین

ارادہ ہے گریبان پھاڑ کر لون راہ صحرا کی
نصیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہین

کھڑے رہتے ہین در پر اُن کے مشتاق انکی صورت کے
توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہین

دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین
ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین

تمھارے شربت دیدار کی لذت نہین پاتے
ہزار آپس مین آمیزش گلاب اور قند کرتے ہین

کھلا بے مایہ کے مضمون بستہ باندھ لینے سے
پسر کو غیر کے بھی لاولد فرزند کرتے ہین

زبان سے جو کہ بے تصدیق کی کھائی نہین جاتی
تصور اُس قسم کو ہم تری سوگند کرتے ہین

بھرون گا پینۂ مینا کو مین زندان مین اے ساقی
بہت واعظ مرے گوش آشنائے پند کرتے ہین

محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے
نیاز اپنا وہی ہو ناز وہ ہر چند کرتے ہین

نہا کر معرکہ مین آتش آب تیغ قاتل سے
خدا چاہی تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

دکھا کر آنکھ بیہوشون کو وہ ہشیار کرتے ہین
ترش روئی سے اُنکی نشئے مستونکے اترتے ہین

گرفتارون نے تیرے لطف اسیری مین اُٹھایا ہی
چلے منقار قینچی کی طرح تو پر کترتے ہین

لہو ہے گاہ گاہے اشک اپنے دیدۂ تر مین
کبھی پانی کبھی اس طشت مین ہم رنگ بھرتے ہین

خیال آیا ہی شانے کا اُنھین آئینہ دیکھا ہے
بلا نازل ہوئی بکھرے ہوئے گیسو سنورتے ہین

حسینون کا تکلف اُنکی آرائش نہین رکھتی
نظر آتی ہے میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین

تمھارے خط نورس کی طرح ہے جبکہ لہراتا
عجب رعنت سے آہو سبزۂ صحرا کو چرتے ہین

لب جان بخش کا بوسہ نہین دیتے وہ عاشق کو
مسیحا ہین مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہین

لگے سو جاتے ہین گہ سنناتے گاہ تھراتے
ترے کوچہ مین پائے رہبر وان کیا کیا پسر تے ہین

بل اُنکی زلف پیچان کسطرح کیا کھائیگا سنبل
وہ ایسے بد بلا ہیں بھٹنے کی چوٹی کو کترتے ہین

حیا و شرم آنکھین سامنا کرنے نہین دیتین
لڑکپن ہی ابھی وہ صورت عاشق سے ڈرتے ہین

خوش آئی ہو زیادہ تیری تیغ تیز مین قاتل
سر احباب کیا کٹتے ہین اس سے پوچھا تےہین

ہمیشہ منھ کے اوپر مردنی سی چھائی رہتی ہے
نہین زندہ نہین ہم اُس دن سے پر جیتے مرتے ہین

تصور سے ترے موجین رہا کرتی ہین لہر و مین
ہوا بھر کر ترے سر مین حباب بحر ابھرتے ہین

لگا کر عیب دو دن مین لسے تم پھیر بھیجو گے
تو خط کش ہو تو ہم قیمت کا دلکی نام دھرتے ہین

کہان تک پردہ ای آتش کہو اس لاابالی سے
محبت کا تری ہم بھی دم اے محبوب بھرتے ہین

ردیف واو

فکر مین مضمون عالی کا جو دل آمادہ ہو
دست بستہ بام پر ہر سرو قد استادہ ہو

پھر بھی وقت فکر ہم باندھین حنائے دست یار
لاکھ یہ مضمون رنگین پیش پا افتادہ ہو

عشق پیدا کر کسی مستانہ آنکھون کا دلا
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو

آستان دیر تک جاوے تو اے کعبہ نشین
پردۂ باب صنم خانہ ترا سجادہ ہو

عشق ہونے مین نہین ادنی و اعلی کی تمیز
خوبصورت ہو گدا زادہ ہو یا شہزادہ ہو

آشنا چشم سخندان سے رہے میرا کلام
منزل مقصود کی ہر سطر دیوان جادہ ہو

سبز پیراہن مین رنگ سرخ یون ہے یار کا
جیسے مینائے زمرد گون مین گلگون بادہ ہو

حسن کے آغاز کا انجام ہو یارب بخیر
نقش جب کا خط نورس سے وہ لڑکے سادہ ہو

خشت رکھکر زیر سر سوتا ہی خاک گور پر
صاحب مسند ہو تو یا صاحب سجادہ ہو

خار پیدا ہون نہ جس جا گل شگفتہ ہون مین
آسمان اُس کو بنا دون جو زمین افتادہ ہو

فرش سبزہ پر لب جو مجکو پینی ہے شراب
خیمۂ ابر سیہ اے آسمان استادہ ہو

بے ادب وادی مین اپنے پاؤن رکھ سکتے نہین
خار رہ نقش قلم ہو مار رہزن جادہ ہو

چھین کر شمشیر قاتل سے رگڑتا ہون گلو
جان سے اپنی نہ تنگ اتنا کوئی دلدادہ ہو

روسیہ دشمن عبث کرتا ہے میری پیروی
بندۂ زنگی نباوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو

پاؤن رکھتا ہے جو آتش کوچۂ جلاد مین
زندگی سے ہاتھ دھو کر مرگ کا آمادہ ہوا

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو
صفائے قلب نے حاصل کیا ہی پاکبازی کو

ہماری خاک کو اے شہسوار عرش دکھلایا
خدا ہمت زیادہ دے تمھاری ترک تازی کو

مآل کار ہے دعوائے باطل کا پشیمانی
خدا سے اے بتو سیکھو طریق کارسازی کو

جلا کرتی ہے گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری
یہ کس گو سے بدنگی اسنے دیکھا ہی گدازی کو

نہین غم تیغ ابروئے صنم سے قتل ہونے کا
شہادت بھی بمنزل فتح کے ہی مرد غازی کو

فزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو ہی
جھکانی پڑتی ہی گردن نمازی بے نمازی کو

بتون نے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین اُسکا
خدا بھی کام فرماتا ہی ہم سے بے نیازی کو

خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہے
مکان تنگ مین کوڑا غضب ہے اسپ تازی کو

دلاوین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسارے
بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو

کفن خلعت ہی مین دولہ جنازہ تخت دامادی
براتی نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو

زبان کو بند کر آتش بس اب اس یاوہ گوئی سے
گواہ کیجیے تلکے تری بے امتیازی کو

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نیلگون گنڈا انچھایا مردم بیمار کو

حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
جبر تکلیف نگہ ہے مردم بیمار کو

حسن بے پردہ کا عالم جلوہ گر پاتا ہون مین
دم بھڑک جاتا ہے عریان دیکھکر تلوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابرِ سیہ
برق دیکھی ہو نہ جس نے دیکھے اس رخسار کو

مطلع ہو کچھ تو حالِ زار سے وہ بیوفا
زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہے مین نے یار کو

روئے روشن سے مشابہ ہے نہایت آفتاب
دھوپ مین ٹہلائے گا مجھ تشنۂ دیدار کو

میری آہون کے دھوین نے گھر بنایا خانۂ باغ
نرگسِ شہلا کیا ہر روزنِ دیوار کو

رات بھر آنکھون کو اس اُمید پر رکھتا ہون بند
خواب مین شاید کہ دیکھون طالعِ بیدار کو

بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست
نشۂ مے مین اگر دیکھے تری رفتار کو

غنچۂ گل کو یہ نسبت ہے دہانِ تنگ سے
جس طرح تشبیہ غنچہ کی دہن سے غار کو

وصفِ قامت مین ہر اک مصرع ہے دو پہلو کا شعر
سرو بھی کہتے ہین بوٹا بھی قدِ دلدار کو

صبر کو کھو کر نہ ہوگا تو بھی اے دل بالغ باغ
پھوکتے پھلتے نہ دیکھا ہے غریب آزار کو

لکھ کے خطِ حسرت مین قاصد کے لہو رو دیا ہے مین
کر دیا چشمِ کبوتر روزنِ دیوار کو

بوٹیان اپنے کفِ پا کی جو صحرا مین اڑین
رتبۂ سیخ کباب آتش ملا ہر خار کو

نالۂ جانسوز نے پھونکا دلِ بیتاب کو
عشق کی آتش نے کشتہ ہی کیا سیماب کو

ہجر پیغامِ اجل ہے عاشقِ بیتاب کو
زندہ دیکھا ہی نہین ہے ماہیِ بے آب کو

عالمِ حُسن جوانی قدرت اللہ سے ہے
چودھوین شب کوئی دیکھے صورتِ مہتاب کو

سبزۂ خط نے کیا پژمردہ دل کو بیقرار
زندہ کرتی ہے یہ بوٹی کشتۂ سیماب کو

نیمجانون کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا
کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخِ قصاب کو

جان کھوئی حسرتِ آبِ دمِ شمشیر مین
طے کیا ہمت نے میری منزلِ بے آب کو

ہجر کی شب کی مصیبت کس طرح تحریر ہو
جمع کر سکتا نہین کوئی پریشان خواب کو

تشنۂ خونِ دلِ بیتاب ہین چشمانِ تر
بیشتر مرطوب خلقت کھاتے ہین سیماب کو

گور پر بھی آسمان اُس گل کو لائیگا نہین
خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہین قصاب کو

پہن کر پوشاک سرخ آیا جو تو بالائے بام
راہ رَو سمجھے شفق مین مہرِ عالمتاب کو

پست فطرت کو ہمیشہ سربلندون سے ہے لاگ
زلزلہ ڈھاتا ہے دیوار و درِ محراب کو

اس مین رکھتی ہے جوہر چرخ سے وارفتگی	منزل رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب کو
کیا نفاق انگیز جنبان ہوائے دہر ہے	نیند اڑ جاتی ہے سننے سے نفیر خواب کو

روز و شب رویا مین آتش رفتگان کی یاد مین
عمر بھر آنکھین نہ بھولین صورت احباب کو

دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو	آدمی کو کس طرح اپنی قضا معلوم ہو
پھر گیا ہے اس قدر رنگ زمانہ چاہیے	آئینہ مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو
آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دل مین راہ	مل ہی رہتا ہے مکان جس کا پتا معلوم ہو
عاشقون سے پوچھیے خوبی لب جان بخش کی	جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو
خط توام مین لکھا ہے یار کو مکتوب شوق	آرزوئے وصل کا تا مدعا معلوم ہو
کانپتا ہے آہ سے میری رقیب رو سیاہ	اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو
اس لیے مارا ان آنکھون نے مجھے تا خلد مین	چشم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو

دام مین لایا ہے آتش سبزۂ خط بتان
سچ ہے کیا انسان کو قسمت کا لکھا معلوم ہو

بید مجنون دور سے خم ہو گیا تسلیم کو	ہر بگولا سرو قد اٹھا مری تعظیم کو
کون کہتا ہے الف ہوتا ہے قد کو یار کے	لام کو زلفون سے کیا نسبت دہن سے میم کو
گورے گالون پر ترے زیبا ہے خال عنبرین	تھا یہی مینا سزاوار ایسے لوح سیم کو
شانۂ گیسوئے جانان مین صفا حاصل ہوئی	آئینہ حاضر ہے ناز و غمزہ کی تعلیم کو
مہربان ہو دوست کچھ دشمن کا چل سکتا نہین	آتش نمرود ہے گلزار ابراہیم کو
خواب و بیداری یہ مرگ و زیست ہوئے ہیچ	لوح دل پر سے مٹا نقش امید و بیم کو

ہمت مردانہ نے آتش کیا ہے بے نیاز
جانتا ہون مین گدا سلطان ہفت اقلیم کو

شفا مریض محبت کو زینہار نہو	برنگ شمع نہون ہم اگر بخار نہو
کمال شہرۂ حسن حبیب سنتا ہون	ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہو

ہوا تو پھر اسے جاتے ہوئے نہیں دیکھا
غبار چشم دل یار کا غبار نہ ہو

در حرم کو ہے تشبیہ طاق ابرو سے
سوال کعبۂ مقصود زلف یار نہ ہو

فقیر کو نہین درکار طاق کسریٰ کا
بلند نقش قدم سے مرا مزار نہ ہو

پیادہ پا ہون پر اُڑتا ہون باد کے مانند
ہلاک نقش قدم پر مرے سوار نہ ہو

صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے
گلہ نہین ہے جو صوفی شراب خوار نہو

کبھی کبھی جو دکھا آئے روئے رنگین تو
خزان مین مرغ چمن کو غم بہار نہو

فراق یار مین احوال کیا کہون اپنا
دل دو نیم نہو جان بیقرار نہ ہو

کمال موت کا مشتاق ہے دل بیمار
خزان کا باغ مین نرگس کا انتظار نہو

[illegible]بت اسے دل ہمت بلند رکھتا ہے
غم فراق کہین شیر کا شکار نہو

برنگ سایہ گذر شاہ راہ ہستی سے
کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہو

دھیان اس کاکل مشکین کا جو آیا مجکو
خواب مین آکے سیاہی نے دبایا مجکو

نہ سنا تھا سو وہ کانون نے سنایا مجکو
جو نہ دیکھا تھا ان آنکھون نے دکھایا مجکو

شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہین
یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجکو

واشد دل کے لئے باغ مین آنکلا تھا
یارب غنچون نے ہنس ہنس کے رُلایا مجکو

طور پر حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی
بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو

اُس پریرو کے جو گیسو کا ہوا سودائی
مین نے جانا کہ یہ دل پیچ مین لایا مجکو

جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے
کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجکو

فکر اشعار مین کاٹی شب تاریک فراق
رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجکو

بعد مردن بھی دکھاوے گی شجاعت جو ہر
شیر مارے گا جو روباہ نے کھایا مجکو

جوش وحشت مین جو اکتا کے کبھی اُٹھ بیٹھا
سیکڑون کوس غزالون نے بھگایا مجکو

شام سے پہلوئے خالی لے اک آفت چھائی
صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجکو

حشر کے روز مین اتنا تو کہون گا آتش
ان پریرویون نے دیوانہ بنایا مجکو

چاند کہتا ہے غلط یار کے رخسارون کو
نسبت ذرۂ خورشید نہین تارون کو

اے صنم ہو وے نہ خورشید قیامت طالع
دھوپ مین تو نہ بٹھا اپنے گنہگارون کو

حسن یوسف کو ترے حسن سے نسبت کیا ہے
پھونک دے گرمی بازار خریدارون کو

داغ چیچک کے ترے چاند سے منہ پر دیکھے
پہلوِ ماہ مین دیکھا جو نہو تارون کو

ہون وہ مردود خلائق کہ یقین ہے پس مرگ
نہ ہو فاتحہ خیر مرے یارون کو

اے بتو دل مین تمھارے جو اثر ہو تو نہو
زلزلے آئے ہین ان نالون سے کہسارونکو

یار بن مجکو چمن ہو گیا آتش خانہ
برگ گل سے نہ ہا مرتبہ انگارون کو

عید قربان ہے ہزارون ہی گلے کٹتے ہین
تو بھی آزاد کر اب اپنے گرفتارون کو

اے اجل جسم سے چھٹ بھی چکے جان شیرین
زندگی تلخ ہوئی ہے مرے غمخوارون کو

اپنی بیماری کی حالت کو وہ صحت سمجھے
دیکھے نرگس جو تری چشم کے بیمارون کو

منہ نہین پھیرنے کا قاتل کی طرف سے میرا
چہرہ پر کھاؤن گا مین یار کی تلوارون کو

جان گھبراتی ہے سینہ مین تو دل کہتا ہے
توڑ دیے قلعۂ فولاد کی دیوارون کو

کوئی انسان سے سوا سخت نہ پایا ہم نے
موت آئی نہ شب ہجر کے بیدارون کو

اپنے ہاتھون سے کیا حب مجھے بیدردنے قتل
غیر تو مر ہی گئے داغ رہا یارون کو

جا کے اس باغ سے کیا یاد کرین گے آتش
چشم تر ہم کو ملی خشک زبان خارون کو

چشم بیمار کا یارب کوئی بیمار نہ ہو
زلف کے پھندے مین دشمن بھی گرفتار نہو

قصد تکلیف لب بام اُسے کرتا ہے حسن
شرم سمجھاتی ہے سایہ پس دیوار نہ ہو

برہمن آنکھون کو ملتا ہے جو پائے بت پر
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار نہ ہو

ٹھوکرین کھائین گے دل جائین نکلجا وینگی
یار کی چال ہے یہ کبک کی رفتار نہ ہو

غیر سے یار سوا تشنۂ خون ہے میرا
دشمن و دوست کی آنکھون مین کوئی خار نہو

متصل نالون کی آواز چلی آتی ہے
جسم خاکی قفس مرغ گرفتار نہ ہو

کر دیا ہے یہ حوادث نے دل عالم سرد
آتش حسن سے بھی گرمی بازار نہ ہو

نام سنتا ہون جو مین گور کی اندھیاری کا
دل دھڑکتا ہے جدائی کی شب تار نہ ہو

گور مین ساتھ لئے جائین گے اپنے ہم اسے
نہین ہوتا جو کوئی دل کا خریدار نہ ہو

بے طرح جوش مین سیلاب سرشک آیا ہے
چار دیوار عناصر کہین مسمار نہ ہو

چمن دہر مین وہ سبزۂ خوابیدہ ہون
باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہ ہو

باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہووے
دل بیمار ہے یہ نرگس بیمار نہ ہو

ترک الفت کا ارادہ نہ کر آتش زنہار
دل سے بیزار تو ہے جان سے بیزار نہ ہو

سرو بستان تجھے گو اے باد صرصر خشک ہو
غیر ممکن ہے ہمارا مصرع تر خشک ہو

خون ہوا جاتا ہے دل کیا دیدۂ تر خشک ہو
رو نہ ٹانکے ٹوٹتے ہین زخم کیونکر خشک ہو

ٹھنڈی سانسون مین اثر ہے یان ہوا ہے برف کا
سرد ہون آتشکدہ خون سمندر خشک ہو

بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو ہے
ہاتھ آئے بے طلب نان جوین گر خشک ہو

باغ ویران مین جو روؤن یاد قد یار مین
سبز ہو جاوے جو برسون کا صنوبر خشک ہو

اس قدر کاہیدہ ہون پس جائے زیر آبلہ
سوکھ کر کانٹا اگر میرے برابر خشک ہو

تند خو پہونچا سکین عالی دماغون کو نہ رنج
ارغوان زار شفق صرصر سے کیونکر خشک ہو

داخل فردوس ہو آتش نفس مجھسا اگر
گلشن جنت خزان ہو حوض کوثر خشک ہو

چشمۂ حیوان دہن ہے تو ذقن چاہ عمیق
کس طرح سے سبزۂ رخسار و لب خشک ہو

کس توقع پر چلا اس میکدے مین ہم زبن
لب نہ تر ہو دین اگر سارا سمندر خشک ہو

چار دن مین اس نے سارا باغ ویران کر دیا
یا الٰہی دست گلچین ستمگر خشک ہو

وہ شجر ہون مین جو تابستان مین جلنے سے بچے
موسم سرما مین پانی سے مقرر خشک ہو

حسرت آب بقا کا نقش دل پر سے مٹا
گور مین ایسا نہو حلق اے سکندر خشک ہو

سوز غم سے کیا کہون مین حال دل اے ہمنشین
آگ لگ جائے جو اک دم دیدۂ تر خشک ہو

میری قسمت سے جو ہوا انگور پیدا تاک مین
آب اسمین اسکا مثل آب گوہر خشک ہو

غیر خالق کون کرتا ہے کسی کی پرورش
دایہ پیدا ہو جو آتش شیر مادر خشک ہو

مجھ سراپا داغ کو کیا گو گلستان سبز ہو
یہ خیال خام ہے سرو چراغان سبز ہو

حسرت پابوس مین کھوئی ہے مین نے جان آہ
خاک سے میرے حنا بے ابر باران سبز ہو

وہ جو کامل ہین فضیلت ہے انھین ہر حال مین
سرخ ہووے یا سیہ یا خط قرآن سبز ہو

یاد دلواتی ہے فصل گل مئے انگور کو
تاک خشک اے پرتو خورشید تابان سبز ہو

حسن خاکی سے بہار باغ کو نسبت ہے کیا
زرد پھر ہوتا نہین جب رنگ انسان سبز ہو

سیر گلشن مین اگر ٹوٹے ترا بند نقاب
رنگ اُڑے رخسار گل سے سرو بستان سبز ہو

جام دے ساقی مئے گلگون سے بھر کر حیف ہے
خشک ہو نخل تمنا کشت دہقان سبز ہو

جوش وحشت مین جو روتا ہون کبھی دل کھولکر
زرد ہوجاتا ہے کیسا ہی بیابان سبز ہو

شیر کی آواز پیدا ہوتی ہے نے کے نالے مین
میرے مدفن کی جو مٹی سے نیستان سبز ہو

حسن سبز یار سے ممکن نہین آتش فروغ
رنگ پیدا کرے گو شمع شبستان سبز ہو

ترے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو
جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو

نکلتی ہی نہین آئینہ خانہ سے باہر
غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو

گلے مین یار کے پڑنے کا ہاتھ ہے مشتاق
کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو

غرور کھوتی ہے تعلیم خاکسارون کی
اُگے جو سرو مری خاک سے بلند نہ ہو

گوارا یان دل دشمن کی بھی شکست نہین
ہماری کفش سے موذی کو بھی گزند نہ ہو

زیادہ بوسے سے دشنام مین حلاوت ہے
وہ زہر ہے یہ کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو

لبون سے جان نکلنے دے ٹھہر جا قاتل
ہماری روح سے آگے ترا سمند نہ ہو

جو رووے حال پر اپنے وہ کیا کسی کو ہنسے
وہ دل دکھائے کسی کا جو دردمند نہ ہو

ہزارون دیدۂ بد ہین تو اک نگاہ ہے پاک
غضب ہی ہو جو تری بزم مین سپند نہ ہو

برابر اُس کے کھڑا ہو کے سرو اکڑتا ہے
الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو

زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے
وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

کیجیے ثابت دہان تنگ سے رشک ماہ کو
کان مت سے سنا کرتے ہین اس افواہ کو

کوچہ محبوب مین آنکھون نے اپنی بارہا
سر سے کی قیمت لیا ہے مول گرد راہ کو

ہم فقیرون کو تمنا ہے ہی اے شاہ حسن
جھاڑیے جاروب مژگان سے تری درگاہ کو

باہر اُس سے ہم نہین جو کچھ ہماری ہے بساط
جان حاضر ہو جو ہو مطلوب اس دلخواہ کو

اس قدر ہے سر کو سودا اے زنخدان حبیب
تشنہ لب کی آنکھ سے مین دیکھتا ہون چاہ کو

برہمن حاصل ہے تجھکو جس طرح بت کا حضور
اس طرح پاؤن تو پھر چھوڑون نہین اللہ کو

بھاگتا ہے اپنی آنکھون سے خیال روے یار
کس طرح آغوش مین رکھتا ہے ہالہ ماہ کو

روپ دکھلا کوئی تو ہمکو نیا اے آسمان
یاد کیا آنکھین کرینگی اس تماشہ گاہ کو

کوتہی کی ایکدن پہونچی نہ گوش یار تک
دور ہم سمجھے ہوئے تھے نصف شب کی آہ کو

موسم گل مین بھی ساقی سے کہتا ہون مین مست
جام مالامال دلوا اپنے دولت خواہ کو

دیکھیے دونون مین کس کا ہو بخیر انجام کار
بت کو سجدہ برہمن کرتے ہین ہم اللہ کو

سبزۂ خط نے کیا ہے جیسے اُس رخ پر ابھار
کوہ پر بھاری سمجھتا ہون نہین برگ کاہ کو

زلف حائل ہے نگہ رخسار جانان پر نہ ڈال
ہے شگون بد دلا جب سانپ کاٹے راہ کو

نسبت کیجے سرو کو اے طفل بڑھکر قد ترا
طول دے جوش جوانی جامہ کو تاہ کو

مہر کی صورت نہ ڈلے آنکھ اُٹھا کر دیکھیے
دلفریبی یار کے رُخ کی جو ملتی ماہ کو

فکر رنگین نے تمھین مفلس کیا تو کیا عجب
یہ عروس آتش گدا کر دیتی ہے نوشاہ کو

طول شب فراق کا قصہ بیان نہ ہو
خط یار کو لکھون تو سیاہی روان نہ ہو

مارا ہے ضبط نے مجھے عشق حبیب مین
مُردا مرا جلائین تو اُس مین دھوان نہو

صورت کوئی صفائی کی اب اے صنم نہین
جبتک ہمارے تیرے خدا درمیان نہ ہو

یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نہ کر سکین
چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہ ہو

اے آسمان نمود نہین ہم کو چاہیے
بعد فنا مزار کا اپنے نشان نہ ہو

بلبل ہزار فرخ ہون ٹوٹے نہ ایک گل
صیاد ہو چمن مین مگر باغبان نہ ہو

گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام
اس باغ کی بہار الٰہی خزان نہ ہو

عاشق تری گلی مین بہت خاک اڑاتے ہین
اس سر زمین کے گرد کہین آسمان نہ ہو

دیر و حرم مین شیخ و برہمن رہین خراب
ملتا ہے وہ کہان کہین جس کا مکان نہ ہو

سبزہ پر اس ذقن کے نگہ جا کے رہ گئی
سچ کہتے ہین کہ گھاس کے نیچے کنوان نہ ہو

نالون کی محبت کا کسے آتش دماغ ہے
یا ہم تہو وین یا جرس کاروان نہ ہو

حلقۂ دام مین وہ نرگس فتان مجکو
چار دیوار قفس ہین صف مژگان مجکو

دور کر چہرۂ روشن سے نقاب اے محبوب
داغ دیتا ہے چراغ تہ دامان مجکو

شادی وصل مین جامہ سے ہون باہر دونون
مین برہنہ اُسے دیکھون تو وہ عریان مجکو

دیکھ لون پہاڑ کے آئینہ مین اے دست جنون
رہنے دو زیب جو دے چاک گریبان مجکو

خاک مین ملکے بھی لپٹون گا ترے دامن سے
اپنے کوچہ کی سمجھ گرد پریشان مجکو

یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے
دل سمجھتا ہے مرا حافظ قرآن مجکو

پھر نہ نکلون مین چمن سے جو صبا تیری طرح
غنچۂ گل مین کبھی دیکھ کے خندان مجکو

لب محبوب کی سُرخی ہو نہین اسمین سنتا
لعل کو دیکھنے جانا ہے بدخشان مجکو

فکر اشعار کو لازم ہے دماغی قوت
سونگھنا چاہیئے وہ سیب زنخدان مجکو

دل مرا نعرۂ تکبیر ہلا دیتا ہے
جتنے کافر ہین سمجھتے ہین مسلمان مجکو

موسم گل نہین آتا ہے اجل آتی ہے
گور سے تنگ ہوا جاتا ہے زندان مجکو

دست رنگین کی تری بیعت اسے کرواتا
ہاتھ آتا جو کوئی پنجۂ مرجان مجکو

کم ہے جتنا کہ ہون ممنون ترا بندہ نواز
صورت انسان کی دی جوہر انسان مجکو

ہمہ تن ہوکے جو دل اس مین گرون ای آتش
رکھے یوسف کی طرح چاہ زنخدان مجکو

صاف ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو
کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو

روے زیبا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو
دل تو دینا سہل ہے پر جان کی مشکل نہو

یار تو بھولا کرے غماز ہی ای کاش یاد
دوست تو غافل ہو او دشمن کہین غافل نہو

نیم بسمل کی طرح سے زندگانی ہے خراب
اس قدر بھی آدمی کو حسرت قاتل نہو

اے صنم کوئی نہین محبوب تجھسا دوسرا
سخت کافر ہے جو وحدت کا ترے قائل نہو

مشق طفلان سے زیادہ روز ہوتا ہے سیاہ
نامۂ عصیان ہمارا کاغذ باطل نہو

اے بت بے رحم عزرائیل عاشق کا نہین
سینۂ بیمار الفت کے لئے تو سل نہو

ہے غرور حسن دو روزہ سے از خود رفتہ یار
اس قدر بھی نشۂ معجون آب و گل نہو

اٹھ چکا روز قیامت روئے قاتل سے نقاب
عرصۂ محشر نگہ کے تیر کی منزل نہ ہو

حرمت کعبہ طریق صاحب اسلام ہے
چاہئے رنجیدہ کافر کا بھی تجھسے دل نہ ہو

ہے ہر اک مصرع مرا خط بتان کے وصف مین
مدعا ہے عشق کو اس سے کبھی حاصل نہ ہو

ڈوب جانا پار اُترنا ہے محیط عشق سے
یہ تو ہے بحر محبت کی نہین ساحل نہ ہو

اپنے اشکون کی جو غلطانی دکھاؤن مین اُسے
گوہر غلطان کی نیسان سے صدف سائل نہو

کنج تنہائی مین مین نے زندگی کی ہے بسر
گور بھی میری کسی کے گور کے شامل نہ ہو

دام مین صیاد نے کھینچا انھین اچھا کیا
باغ ہے کچھ بلبل و قمری کی یہ محفل نہو

حشر تک زیر زمین تڑپا کرے گا گور مین
کشتۂ ابروے آتش تیغ کا بسمل نہ ہو

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

مشتاق جو ہوتا ہون کعبہ کی زیارت کا
آنکھین پھری جاتی ہین طوق حمائل کو

توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہے
کافر ہے سمجھتا ہے کیا کعبہ کی منزل کو

نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا
لیلی سے کے ہوئے مجنون ہم دیکھکے محمل کو

آب دم تیغ آب انگور ہے ای قاتل
مستون کی طرح پاتا ہون رقص مین بسمل کو

رخ سے جو نقاب اپنے وہ آئینہ رو اُٹھے
حیران ہو بیخود ہو سکتا سا ہو محفل کو

سودائیون کی تیرے روح آئی ہے قالب مین
اے زلف سیہ سُن کر آواز سلاسل کو

بیوجہ نہین اپنے مزے کو یہ بھولا ہے
رخ کا ترے تل سمجھا کافور نے فلفل کو

کشتہ ہو دل کیونکہ اللہ نے بھیجا ہے
شمشیر سے دو ابرو دیکر مرے قاتل کو

تاخیر نہ کر کوئے محبوب کے چلنے مین
کھوتی نہین کرتے ہین فردوس کی منزل کو

بے طرح پھنسا ہے تو اس زلف کے پھندے مین
اللہ کرے آسان اے دل تری مشکل کو

جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

کھائیگا خنجر جلاد کا جو پر کا پہلو
زخم پہلو کو مبارک ہو جگر کا پہلو

ہدف تیر نگہ ہین جگر و دل دونون
دیکھیے ہووے کب آباد کدھر کا پہلو

شب تنہائی جہنم مین مجھے رکھتی ہے
داغ پہلو سے نہ ہو گرم لشکر کا پہلو

نالۂ صبح شب وصل دلاتا ہے یاد
خالی ہوتا ہے مگر مرغ سحر کا پہلو

بڑھ چلا لاکھ قد یار کی موزونی سے
مصرع سرو مین نکلا نہ کمر کا پہلو

بیقراری مری رکھتی ہے مرے پہلو سرد
نہ تو ڈھلکتا ہے ادھر کا نہ اُدھر کا پہلو

دُور سے کوچہ دلبر کو کھڑا تکتا ہون
نہ تو دیوار کا تکیہ نہ تو در کا پہلو

زخم کاری ہے مری جان جدائی تیری
دم نکل جائیگا پہلو سے جو سر کا پہلو

یاد آتا ہے تل اُس سیب زنخدان کا مجھے
نظر آجاتا ہے داغی جو ثمر کا پہلو

صاف دل خاک ہو اُس کافر کینہ جو سے
نکلے جب صلح کی باتون مین بھی شر کا پہلو

کوئی صورت نہین کمبخت کی آبادی کی
روز ویرانہ ہے مجھ خاک بسر کا پہلو

شور واعظ سے نہین کام قدح خوار و نکو
پھر بگڑ جائیگی پایا جو ادھر کا پہلو

زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہووے
چاند سے صاف ہے اُس رشک قمر کا پہلو

خلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج
کہین ہوتا ہے جدا سکہ سے زر کا پہلو

خاکساری نے فضیلت مجھے دی ہے آتش
شملۂ شیخ دیا ہے دُم خر کا پہلو

دلایا یاد شب اُس نے جو تیری ساق سیمین کو
رولایا صبح تک ہنس ہنس کے میرے شمع بالین کو

خزان نے بیشتر کار گل و بلبل کیا آخر
جزائے خیر دے اللہ صیاد و در گلچین کو

ہزار افسوس ہے اے بےمروت تو نہین آتا — غش آجاتا ہے اکثر ترے بیتابونکی تسکین کو

تماشہ دیکھتا ہون گھر مین بیٹھے ہفت کشور کا — بنایا ہے مرا دل توڑ کر جام جہان بین کو

تکلف سے مبرا ہے مزاج عاشق شیدا — نہ دیکھا قمریون کی گردنون مین طوق زرین کو

نئے ہر سال سرکار جنون سے داغ ملتے ہین — بہار گل کیا کرتی ہے جاری تازہ آئین کو

نہ گھبرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی — دعا تو مانگ غافل سعد اختر ہے آمین کو

عدم ہو نجائے گا شوق اُس کمر کا مجکو ہستی سے — سمجھتا ہون گرے مین گور کے گام نخستین کو

سوار اسپ اے گلگون قبا تجکو اگر دیکھین — منجم منزل مریخ سمجھین خانۂ زین کو

پری سے چہرے پر لہرا کے سو سو بار آتی ہے — ہوا ہے آج کل سودا تمھاری زلف مشکین کو

نشین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی — تمھاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

سواری مین دکھائی دینگے سیرے خاک کے ذرے — ہوا ہون دیکھکر اک آفتاب خانۂ زین کو

حسینون کو ہے لازم رحم اپنے عشقبازون پر — رعیت پر رعایت چاہیئے کرنی سلاطین کو

ہماری قبر ہو مشق خرام ناز کی تختی — قلم کی چال اڑا جلوائے اُن پائے نگارین کو

بشر کو بعد نعمت کے ہے ہوتی قدر نعمت کی — غنیمت جانتا ہے لنگ اپنے پائے چوبین کو

ہمارے یار کی رہتی ہے جنگ زرگری آتش
نہین کچھ دخل اس قصہ مین عقل مصلحت بین کو

لپٹ کر یار سے چوما نہایت روئے رنگین کو — چمن مین توڑتے دیکھا جو مین نے پھول گلچین کو

ہمارا کاسۂ سر راہ افتادہ ہے مدت سے — خدا توفیق دے ٹھوکر کی اُن پائے نگارین کو

تمھاری زلف کے ہر مو کو ہین مار اژدہا کہتے — سزا دلوائیے ان شاعران ناتوان بین کو

یہ گستاخی شب وصل اپنے ہاتھون نے عجب کیا ہے — کرین طوق کمر جو یار کی ساق بلورین کو

خرام ناز کی مشق آج کل اُنکو نہایت ہے — رہا کرتا ہے گھڑیون زلزلہ سا کوہ تمکین کو

نہین مین کافران عشق کے مُنھ سے جو ترسین — مسلمان ڈھونڈھتے پھرتے ہین اُس غارتگر دین کو

نظر پڑ جائے جو تیرے صفائے رُخ کا آئینہ — نگہ بدبین کی بھر کر کور کر دے چشم بدبین کو

فراق یار مین جب سامنے آیا تو آنکھون نے — نگاہ زہر آلودہ سے دیکھا خواب شیرین کو

کہاں پیچ و خم گیسوے شکین زلف سنبل میں
فراق یار میں سودائے آسائش نہیں تمپر
گل رخسار اپنا تمنے جس شاعر کو دکھلایا
خیال آتا ہے دلکو جانکنی کی جبکہ مشکل کا
رسائی دار لبست تاک تک جنکی نہیں ہوتی
جمال یار سے روشن ہیں آنکھیں گھر منور ہے
فقیری کا تر ے کوچہ کی جنکے سر کو سودا ہے
جھکائے رکھے گی کب تک حیائے حسن وہ آنکھیں
بسر کیا کر سکیں گے کام دست قدرت حق کا
وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہے آج اے شکار افگن

تمھاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہے نسرین کا
نہ آئی نیند تو توڑوں گا سر سے خشت بالین کو
سواد وہ ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے مضمون رنگین کو
زبان سے گوش پر ھوا کر سنا کرتے ہیں تسکین کو
وہ مفلس جانتے ہیں خوشہ انگور پروین کو
نہیں بھولا سماتا دل خوشی سے جان غمگین کو
پروں کا تکیہ وہ سمجھے ہوئے ہیں خشت بالین کو
کوئی دن چشم پوشی طائر دل سے ہے شاہین کو
بنا یا خوبصورت یار سا اک لعبت چین کو
لپٹ جاتا تھا جسسے دیکھکر تو شیر قالین کو

تمنا دولت دنیا کی اے آتش نہیں رہتی
قناعت سے غنی اللہ کر دیتا ہے مسکین کو

دل بیتاب کو فریاد و فغان کرنے دو
جانب دشت عدم خیمہ روان کرنے دو
سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہووےگا
کوہ غم ٹوٹنے پر آہ ہے یہاں کم ظرفی
سامنے آہی گئی لشکر اندوہ و ملال
آخر کار تہ خاک ہے مسکن سب کا
میں تو شاعر نہیں عاشق ہوں مجھے کیا ڈر ہے
رنگ اُڑ جائے گا رخسارہ نافرمان سے
اُس کا افسانہ دکھاوے گا مجھے خواب عدم
انتظار ملک الموت میں بیدار ہوں میں
آج تک آ کے کوڑوں سے بدن نیلا ہے

پہلے عمازہی کو قصہ بیان کرنے دو
وحشت دل کو علاج خفقان کرنے دو
شمع کافوری کو بھی چرب زبان کرنے دو
ٹھیس سے کاسۂ چینی کو فغان کرنے دو
اب تو سیدھے مری آنکھوں کو نشان کرنے دو
اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو
کاکل یار پہ اٹھنے کا گمان کرنے دو
باغ میں تم مری آہوں کو دھواں کرنے دو
کمر یار نزاکت کو نہان کرنے دو
بخت خفتہ کو مرے خواب گران کرنے دو
آسمان کو سب مجھے رسوائے جہان کرنے دو

کمرِ یار کا مضمون نہیں بندھ سکنے کا
موشگافوں کو رگِ گل کا گماں کرنے دو

اہلِ اسلام ہوں غیبت نہیں شیوا میرا
میرے دشمن کو مرے عیب عیاں کرنے دو

پھوٹ بہنے دو انھیں یار کے آگے آتش
دل کا احوال بھی آنکھوں کو بیاں کرنے دو

جور و جفائے یار سے رنج و محن نہ ہو
دل پر ہجوم غم ہو جبیں پر شکن نہ ہو

شادی نہیں قبول مجھے غم قبول ہے
میری خوشی ہے تنگ مرا پیرہن نہ ہو

دیکھوں تو ناگہاں نہیں ہوتا ہے رام تو
انساں ہے آخر اے بتِ وحشی ہرن نہ ہو

رو اس قدر کہ آبروئے ابرِ تر رہے
اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو

پہونچے نہ راستی میں ترے قد کو سرو قد
ہم پلہ نازکی میں گل یاسمن نہ ہو

وہ کم نصیب ہوں کہ میسر کبھی مجھے
معشوق نوجوان و شرابِ کہن نہ ہو

آئینہ سے حجاب نہ ٹوٹے حبیب کا
شانہ سے صاف زلفِ شکن در شکن نہ ہو

شرمندہ پیش یار ہیں گلبرگ و آئینہ
ایسا لطیف و صاف کسی کا بدن نہ ہو

بیمار مدتوں سے ہے میرا دلِ حزیں
اس کا علاج بوسۂ سیبِ ذقن نہ ہو

بوسوں سے عارضوں ہی کے لب لطف اٹھائینگے
رخسارِ یار میں جو نہیں ہے دہن نہ ہو

ہستی میں یاد آئے نہ کیونکر عدم مجھے
وہ آدمی نہیں جسے حب الوطن نہ ہو

ہم تشنہ لب موے سے تو سزا جاہ نکی تھی
عزت سے پانی پانی وہ چاہِ ذقن نہ ہو

عاشق ہوئیں معاف ہوں میرے سوا تجھے
عریاں جو چاہے اس کو میسر کفن نہ ہو

یہ رعبِ حسنِ یار سے محفل ہے دم بخود
ڈھونڈھو تو عرض حال کو یارائے سخن نہ ہو

کس گھر میں روشنی نہیں اندھیر ہے دلا
روشن چراغِ عشق سے قصرِ بدن نہ ہو

وہم و خیال سے بھی نہ ہاتھ آئے وہ کمر
صحبت کا اس دہن کی کسی کو دہن نہ ہو

عالم پسند صورتِ زیبا سے ہے ترے
یہ سکہ وہ نہیں ہے کہ جس کا چلن نہ ہو

کھینچ ہر ایک عضو سے یہ روح چل بسی
اس طرح بے چراغ کوئی انجمن نہ ہو

سیلنگوں کو اپنے دیکھے کھڑو نہ نظر کرے
ہم چشم یار چشم سیہ سے ہرن نہ ہو

رنگینی سخن رہے گی روز حشر تک
اڑ جائے چار دن میں یہ رنگ چمن سنو

آتش جو بوسہ لیجئے تو اس کا برا نہ مان
عاشق ہے اے صنم یہ ترا برہمن نہ ہو

سامنے آنکھوں کے پہروں ہی بٹھایا یار کو
مال مارا ہمنے لوٹا دولت دیدار کو

غش سے آنکھیں کھولکر دیکھے جو زلف یار کو
روز صحت کا شب تاریک ہو بیمار کو

آسمان پر حسن نے پہونچا دیا دلدار کو
دھوپ سایہ کو کیا سورج کیا رخسار کو

چیر کر پہلو کیا قاتل کے خنجر نے کرم
اپنے گھر میں آیا مہمان توڑ کر دیوار کو

سلسلا اپنا رخ محبوب تک پہونچا دیا
زلف نے شیرازۂ مصحف کیا زنار کو

شہد پروانہ میں اکثر جلائی ہمنے شمع
نام بلبل پر لٹایا بارہا گلزار کو

کسکے چار ابرو کے قبلہ نے دم میں گرا دیا
درمیان پاتا ہوں دل کو چار سو تلوار کو

پر زنے اڑتا ہے دل صیاد ہر نالہ کیساتھ
باغبان قینچی سمجھتا ہے مری منقار کو

ڈالتا ہے عاشقوں پر آپ کے غیبت کی آنکھ
آنکھ دکھلاؤ نہ تم اپنے روزن دیوار کو

درد دل نے پردہ اپنی لاغری کا رکھ لیا
تار قانون کر دیا نالوں نے جسم زار کو

چار ہی دن میں نہ رکھا بلبل و گل کا نشان
کھا گئی صیاد و گلچیں کی نظر گلزار کو

خواب میں بھی دیکھنے سے یار کے رکھتا ہے باز
فتنۂ بیدار کہئے دیدۂ بیدار کو

سلطنت اپنے صنم کا انصاف سے خالی نہیں
شمع روشن کی تو نیوتا مرغ آتش خوار کو

دشمنوں کو جان کے دل کی طرح رکھا عزیز
گرگ کو پالا بغل میں آستین میں مار کو

سرکشی نے پائی آتش خاکساری سے شکست
فضل سے اللہ کے توڑا بت پندار کو

دوست رکھتے ہیں جو اکثر اہل جوہر یار کو
قتل کر زرے سپاہی لیتے ہیں تلوار کو

صاف یوں کرتا ہے شانہ موئے جعد یار کو
جنتری میں کھینچتے ہیں جیسے خط تار کو

کر دیا نوع دگر سرمہ نے چشم یار کو
نرگس شہلا بنایا نرگس بیمار کو

خوشنویسی میں بھی کی اس طفل نے مشق ستم
خون سے بلبل کے لکھا قطعہ گلزار کو

ابروؤن سے وہ حسین کیونکر نہ ہووین لبریز
خوبصورت ہمنے دیکھا راست خم تلوار کو

شمع کے شعلہ کو جب گلگیر نے منہہ مین لیا
پر نچا آنکھون نے دیکھا مرغ آتشخوار کو

سنگریزے کیا خدا اُسکو نہ دیتا باغ مین
کبک نے رزاق سمجھا ہے گلِ کہسار کو

جب سے دیکھا ہے گذرگاہ نگاہِ یار اُسے
نالۂ ناوک جانتا ہون روزن دیوار کو

پیچھے رکھنا میرے داغون پر لیے اے دیدو
آپ کہہ دیکھو پہلے مرہم زنگار کو

پردۂ دل سے نکلنا نالے کا یاد آگیا
خوب رویائن کے مین آواز ہو سلغار کو

دست قدرت نے بنایا حسن کا مجکو گدا
آنکھونکے کاسہ دیے دریوزۂ دیدار کو

سبز خط سے حسن نے گورے زنخدان مین کرے
چشمۂ کافور کی کائی کیا زنگار کو

یاد صحرا نے یہ زندان مین رولایا مجکو خون
گل سے رنگین کر دیا زنجیر کے ہر خار کو

خون جگر ہوتا ہے یہ گفتار کیسی جان جان
پیستے ہو دل کو کیا کہتے ہین اس رفتار کو

دل کو بہلاتا ہے وہ ترک آتش اپنی تیغ سے
رقص بسمل کا دکھایا کرتی ہے وہ یار کو

کیا ہوا نادم دکھا کر آئینہ مین یار کو
تپ چڑھ آئی دیکھ اپنی نرگس بیمار کو

سمجھے ہم دیکھا جو قد وابروے دلدار کو
راستی ہے تیر کو زیبندہ خم تلوار کو

چلکے دکھلادے جو انداز خرام یار کو
ہنس کی گردن مین ڈالون تو ہونکے کو

طاق ابرو مین یہ چشم یار سے ظاہر ہوا
بہر صحت لاتے ہین مسجد مین بھی بیمار کو

شربت عناب آب تیغ زہر آلودہ ہے
سیب لب نارِ آتشین ہے عشق کے بیمار کو

وہ تنک مشرب ہین ہم خمخانۂ افلاک مین
نشۂ زر ہو مجھین گر شربت دینار کو

خاک سے روشن ضمیرون کی بنی ہے یہ مگر
سیر بیرون درون ہے روزن دیوار کو

چہرۂ رنگین کی دکھلائی تصور نے بہار
بند آنکھون کو کیا کھولا درِ گلزار کو

جوش وحشت مین کیا مین نے گریبان چاک چاک
ہڈیان زخمون کی پہنائین گلے کے ہار کو

یاربن سمجھا گلونکو مین گنہگارونکی بھیڑ
سرو و سنبل نے دکھایا ریسمان و دار کو

وقت آخر عشقِ پنہان یار پر ظاہر ہوا
نزع مین عیسیٰ نے پہچانا مرے آزار کو

لب بلب فرہاد کو شیریں سے ہونا ہے محال / لعل قسمت میں نہیں کان کنِ کہسار کو

حسن کے جلوہ سے روشن ہو گئے آنکھوں کے چراغ / کور مادر زاد دیکھیں گے ترے دیدار کو

پھر گیا آنکھوں میں آتش گورِ تیرہ کا گڑھا / خاک اُڑائی میں نے جب سے چاہ آل کار کو

جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان ایذا کو / عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو

وہ منصف ہوں اگر میں نے کیا ختم کلام اللہ / ثواب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو

خدا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشوں کا / لڑا کر جام سے توڑا ہے بدمستی میں مینا کو

حنا اے بحر خوبی تیرے دست و پا میں لازم ہے / نہیں دیکھا ہے خالی پنجۂ مرجاں سے دریا کو

شب و روز اس کو رقص شادمانی میں میں پاتا ہوں / حصارِ عافیت گرداب نے سمجھا ہے دریا کو

دل پژمردہ ہوتا ہے شگفتہ کوئے جاناں میں / ہوائے باغ جنت زندہ کر دیتی ہے موتا کو

کیا استاد کو شاگرد اُس طفل پری رو نے / پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق مُلّا کو

نہیں جس کا کوئی اُس کا خدا ہے پوچھنے والا / اٹھاتے ہیں ملائک آ کے بے وارث کے موتا کو

مری میراث ہے خلد بریں فرزند آدم ہوں / سر علاقے جانتا ہوں اپنے میں زلفوئے حوراں کو

حوراں

شب تاریک میں آنکھوں کو وہ دلبر نظر آیا / سیہ خیمہ میں مجھ مجنوں نے دیکھا روئے لیلا کو

تراشا مجھ کو جس بت ساز نے اے بت قیامت کی / بنایا شیشہ سے نازک مزاج سنگ خارا کو

دکھایا کس پری پیکر نے خال چہرۂ رنگیں / غنیمت جانتا ہے لالہ اپنے داغ سودا کو

چمن میں یار مہ رو بن جو رویا میں تو اشکوں نے / گلوں کے کان کا جھمکا بنایا ہے ثریا کو

قریبوں سے نہ رکھ امداد کی امید مشکل میں / نکالا ناخن پا نے کہاں خارِ کفِ پا کو

وہ محبوب جہاں ہے تو ہوائے تیرے کوچے کی / چھڑایا شیخ سے کعبہ کو راہب سے کلیسا کو

ید بیضا سا روشن یار کا رخسار ہے آتش / لب جاں بخش رکھتے ہیں دم پاک مسیحا کو

یا رب آغازِ محبت کا بخیر انجام ہو / شیشہ میں اُترے پری پختہ جنوں خام ہو

دل کو عشق آتش گل سے جلا مثل سپند / نالہ آ دل میں اے بلبل تجھے آرام ہو

دفن ہوں دولت سرائے یار کی دہلیز میں
اُس صنم کا آستانہ میرے گھر کا بام ہو

مرغ دل کو کنج لب میں زلف پیچاں لے گئی
اُسطرح سے جیسے رہبر قفس کا دام ہو

اس قدر شوق قبائے تنگ و چست اچھا نہیں
جامہ سے باہر نہ وہ محبوب گل اندام ہو

کیسی کیسی راحتیں پائی ہیں کوئے یار میں
صبح جنت سے منور اُس گلی کی شام ہو

مے سے تلوار اپنی بھوائی ہے اُس سفاک نے
دیکھئے لبریز کس بیگنہ کا جام ہو

دست انصاف و ترازوئے خرد موجود ہے
وہ تُلے اُس چشم سے بے مغز جو بادام ہو

ابر دریا بار آ پہونچا قریب میکدہ
ناخدائے کشتی مے ساقی گلفام ہو

ہے یہی اپنی دعا زلف سیاہ یار کو
ہو نہ جس سر کو تیرا سودا اُسے سرسام ہو

حسن کا شہرہ ہو ہمکو خاک لُٹ ہوائے عشق
کار مردانہ کرے کوئی کسی کا نام ہو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہیں جس پر ہر قدم
کام وہ کرتے ہو تم جس میں کسی کا کام ہو

کم تکلف چاہیئے دولت سرائے یار میں
نقرئی دیوار و در ہوویں طلائی بام ہو

راز ہے جن لو سے تم سے کئے رکھتے ہیں ہم
انجمن میں بات خلوت کی نہ آتش عام ہو

بے یار ساری رات جلایا شراب کو
تا صبح بیتے مُنھ نہ لگایا کباب کو

کھلجائے پردہ آپ کے حسن و جمال کا
عاشق نگاہِ بد سے جو دیکھیں نقاب کو

امیدوار ہیں نگہِ لطف کے کھڑے
آنکھوں کے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو

ترک فراق یار ہے وہ ترک بد مزاق
کھا جائے بے نمک کے جو کچے کباب کو

دندانِ یار کھلتے ہیں ہنسنے میں بیشتر
بے آبرو کریں گے یہ دُرِّ خوشاب کو

سنتے ہیں روز حشر کو منھ ہوگا اسطرف
ذرے بھی دیکھ لیں گے رُخ آفتاب کو

کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذب عشق کا
غش سُن کے میرے یار نے بھیجا گلاب کو

اُس کا جواب ہے نہ تو اُس کا جواب ہے
رُخ یار کو ملا ہے نہ پشت آفتاب کو

قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے
لکھا ہے میں نے خط میں نہ لکھنا جواب کو

دلکو رہیں گے جوش محبت سے ولولے
ہوگا وہ مست جو کہ پئے گا شراب کو

فرقت مین یار کے ہے بعینہ یہ رنگ
آنکھون مین اپنی مین نے جو دیکھا ہے خواب کو

بیکر شراب نشہ سے اس نونہال نے
شمشیر آبدار کیا ہے شباب کو

دے گنتی بوسہ لین گے رخ دلپسند کے
عاشق ترے پڑھے نہین علم حساب کو

رکھتے ہین اہل مدرسہ بھی عشق یار سے
سمجھے ہوئے ہین روئے کتابی کتاب کو

سودائے زلف یار کی سر مین ہوا نہ رکھ
اے دل لگا نہ جان کے پیچھے عذاب کو

اے شہسوار خانۂ زین کا ہے تو چراغ
ہین قدم سے تیرے شرف ہے رکاب کو

آگے ترے ہو جو غسل کو عالم ہے وجد کا
دریا اچھالتا ہے کلاہ حباب کو

نعمات بیحساب کو تیرے کمی نہین
پایا طعام خوان مین کوزہ مین آب کو

آتش جو شوق کعبہ ہے دل سے کر رجوع
دیکھو اس آستانۂ عالی جناب کو

بیقراری مین مری بار اثر پیدا ہو
سر کو دیوار سے ٹکراؤن تو در پیدا ہو

جوہر پاک سے پاکیزہ گہر پیدا ہو
صلب یعقوب سے یوسف سا پسر پیدا ہو

خوش جمالون سے زمانہ نہین ہوتا خالی
مہر پنہان ہو نظر سے تو قمر پیدا ہو

ابر نیسان کے کرم سے در یکتا لاکھون
گوش تو کوئی سزاوار گہر پیدا ہو

شعر گوئی مین مری طبع کو دقت ہے نسیم
تنگ دو لب ہون تو اک مصرع تر پیدا ہو

بے نمودون کو بھی ہو شوق نموداری کا
ناف کیطرح وہ معدوم کمر پیدا ہو

مجھ مسافر کی تو صورت نہ کسی نے دیکھی
مین تو خورشید رہا گرد سفر پیدا ہو

ایک دم مین مین لٹا دون ابھی نشہ مین آ کے
مجکو دولت سے اگر نشہ زر پیدا ہو

باغ عالم مین ہوا چلتی ہے وہ وحشت خیز
صورت بید ہو مجنون جو شجر پیدا ہو

عہد پیری مین طبیعت کو جوان ہم بھی کرین
خوبصورت جو وفادار بشر پیدا ہو

حلقۂ زلف سے وہ چہرۂ روشن نظر آئے
ظلمت شام مین بھی نور سحر پیدا ہو

سبزے اشعار گل اندام ہین رنگین اے آتش
فکر رنگین مین مرے رنگ اثر پیدا ہو

ٹھوکرین مار کے مردون کو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو

اُن کی پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صدا
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو

باغ مین آئے ہو ساتھ اُن کے بھی پھر لو دو گام
کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنین
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو

سائل بوسہ کو منھ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ
نیک طینت ہو تو بدذاتی پر آتے نہ چلو

گرے پڑتے ہین کنوئین اور گڑھون مین گھر
ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین گریان انکے
یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو

گوش مالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے
طفل غنچہ سے غریب اُس کو ڈراتے نہ چلو

یہ مشقت ہے رہ عشق نہ طے ہو دو گام
کوسون دریا جو پسینے سے بہاتے نہ چلو

منھ چھپا کر یہ نکلنا ہے تمھارا اندھیر
رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی
کون سی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھون سے نہ اندھون کا گلا کٹواؤ
یون چلو پاؤن کی آواز سناتے نہ چلو

کوئے معشوق مین لے عاشقوں جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون نیک نہین خاک اڑاتے نہ چلو

اُن سے کہدے کوئی آتے ہین جو یہ لکۂ ابر
چشم آتش کیطرح آنسو بہاتے نہ چلو

محبت سے بنا لیتے ہین اپنا دوست دشمن کو
جھکاتی ہے ہماری عاجزی سرکش کی گردن کو

بیان کچھ تو کرے آگے ہمارے حال گلشن کو
خدا نے دس زبانین ایک تن مین دین تھیں سوسن کو

دل بیتاب بسمل کیطرح سے رقص کرتا ہے
چھری سے ایک کڑی ہوگئی ہے لاگ گردن کو

نقاب اُس آفتاب حسن کا اندھیر رکھتا ہے
رخ روشن چھپا کر شب کیا ہے روز روشن کو

اڑاتے دولت دنیا کو ہین ہم عشق بازی مین
طلائی رنگ پر صدقہ کیا کرتے ہین کندن کو

ملاحت کا تمھاری دور دور افسانہ پہونچا ہے
چمن سے باغبان نے کھود کر پھینکا ہے سن کو

یہی سودا رہا شمشیر قاتل کی تمنا مین
پیا پانی بجھا یا لال کر کے جب کہ آہن کو

قبائے سرخ وہ اندام نازک دوست رکھتا ہے
لٹانا خاک میں عاشق کا ہے شغل انکے دامن کو

تجھے لواکے کسی باغ لے محبوب بہلانے
گھڑی بھر کو جو ملتی چشم نرگس روئے سوسن کو

کوئی شمشیر جوہر میں جو نظر آئی ہے میلے میں
گیا ہے یاد ہمنے اپنے قاتل کے لڑکپن کو

نہایت زخم کے سینے میں کرتی ہی یہ بیدردی
کسی مژگان سے تو کم رشتہ داری ہو نہ سوزن کو

تصور لالہ و گل کا رہا کرتا ہے آنکھوں میں
قفس میں بھی سلام شوق کر لیتے ہیں گلشن کو

سوار اُس تیغ زن کو دیکھتا ہے جو وہ کہتا ہے
ہمارا خون حاضر ہے اگر رنگواؤ توسن کو

کمی ہو گی نہ بعد مرگ بھی بیتابی دل میں
قیامت تک رہے گا زلزلہ سا میرے مدفن کو

قدم مردانگی کے ساتھ مارا دوست داری میں
کیا ہشیار غافل پا کے اکثر ہم نے دشمن کو

دگرگون رنگ رہتا ہے مرا شوق شہادت میں
گران ہے دوش کو گردن تمہاری سر ہے گردن کو

تبسم میں نظر آنا ترے دندان کا آفت ہے
چمکنے سے لگاتی ہے یہ بجلی آگ خرمن کو

حقیقت ہم سے پوچھے کوئی اس عشق مجازی کی
بہت دیکھا ہے تصویر گلی کے رنگ و روغن کو

یہ قصر یار کو پیغام دینا اے صبا میرا
نگاہیں ڈھونڈھتی ہیں تیرے دیوارونکے روزن کو

پڑے ہو غش میں کیا مردیسے آتش آنکھ کو کھولو
خبر کے واسطے اُس بت نے بھیجا ہے برہمن کو

حاضر ہیں ہم جو معرکہ کارزار ہو
مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو

رسوا نہ نالے کر کے دل بیقرار ہو
بدتر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو

رنگ حنا سے سُرخ کف دست یار ہو
خون شہید مہر و فا سازوار ہو

یارب اسیر زلف دل داغدار ہو
طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو

زاہد فریب نرگس جادو کے یار ہو
بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو

کج رکھ کے وہ کلاہ جو چڑھتے ہیں اسپ پے
گردن پر اُن کی خون ہمارا سوار ہو

مست شراب عشق کب آتے ہیں ہوش میں
یہ نشہ وہ نہیں ہے کہ جس کو خمار ہو

الٹی ہوا زمانہ میں چلتی ہے چاہیئے
اُس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو

پنہان دہن جو ہے تو رہے کچھ غرض نہیں
بوسہ کے واسطے لب یار آشکار ہو

اے آفتابِ حسن یہ حسرت ہے بعدِ مرگ / ہر ذرہ میری خاک کا تجھ پر نثار ہو
بلبل کو مول لیکے حوالہ کرون چمن / کوچہ مین یار کے جو مرا اختیار ہو
دستِ جنون سے زلف کے سودے مین چاک ہے / پیراہنِ حیات مرا تار تار ہو
کب سے دل و جگر ہین نشانہ بنے ہوے / دیکھون کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو
چنگاریان جو دین عوضِ قطرہ ہاے آب / برسائے آگ ابر جو دل کا بخار ہو
وردِ زبان ہو نام ترا جس کو اے حبیب / حاصل اُسے نگین سے سوا اعتبار ہو
دھوکا جو تیرے آتشِ رخسار کا کھائے / سیماب آگ مین نہ کبھی بیقرار ہو
اُس رشکِ گل کی چین جبین مین نہو کبھی / شبنم کی طرح سے کوئی گریان ہزار ہو
گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو / تم آگے پیچھے پیچھے ہمارے بہار ہو
سرمہ نہ سمجھے ہو کہ تری گردِ راہ کو / آشوب ہو اٹھے آنکھ کے اندر غبار ہو
بیزار زندگی سے ہون یہ شوقِ مرگ مین / ڈھونڈھون چراغ لیکے جو بیمارِ زار ہو
لازم نہین ہے وصل کی شب مین نہین نہین / ایسا نہ غمزہ کیجیے جو ناگوار ہو

آتش ہو دل دو نیم سخن چین اگر سنے / اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو

ہوس نعمت کی بعدِ مرگ بھی رہتی ہے انسان کو / لحد مین پاس رکھ دیتے ہین دور افتادہ دندان کو
جلا دیتی ہے اپنی گرم رفتاری بیابان کو / کھٹکتے ہین ہمارے آبلے خارِ مغیلان کو
بہار آئی ہے دیوانو چلو سیرِ بیابان کو / گریبان پھاڑنے پر باندھو اپنے اپنے دامان کو
نہ اٹھکر دربدر ہو کنجِ عزلت مین جو بیٹھا ہے / دہن سے چھوٹ کر بیقدر دیکھا ہمنے دندان کو
روا ہے عاشقون کی اپنے معشوقون کو دلداری / محبت سے محبت ہوتی ہے انسان سے انسان کو
مٹھائی کھائی تو شکر لبِ شیرین کیا پھر دن / پیا پانی تو دی ہمنے دعا چاہِ زنخدان کو
فراقِ دوست کا صدمہ نہو دشمن کے دلکو بھی / محبت ہو اُسے بھی جس سے الفت ہووے انسان کو
کبھی جو ہاتھ اُس محبوب کی ٹھڈی مین ڈالا ہے / کہا ہے توڑ تو لوگے نہ تم سیبِ زنخدان کو
ترا مُنھ دیکھ کر پڑھتا ہون سورہ قل ہو اللہ کا / مسلمان ہون بجا لاتا ہون مین تعظیم قرآن کو

ہر ایک حلقہ مین ہو سو سو دل عاشق کی گنجائش / خدا جمعیت خاطر دے اُس زلفِ پریشان کو

نہین تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی / سکندر تشنہ رہ جائے پیے خضر آبِ حیوان کو

تری درگاہ کے ذرون سے ہے جب سامنا ہوتا / حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین مہر تابان کو

دل دیوانہ کو میرے پھنسا کر تم نے زلفون مین / دکھایا خانۂ زنجیر مین مجنون سے مہمان کو

نگاہونکا اُن آنکھونکے نشے سے ترچھا پن نہین چھٹتا / وہی کاوش وہی دل سے خلش رہتا ہے مژگانکو

فغان کرتا ہون جب اندام مین رعشہ سا ہوتا ہے / دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہے زندان کو

فراقِ یار مین گریہ کا ضبط آتش نہین بہتر
بخارِ دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

کرین گے جمع معنی فہم اجزا اسکے پریشانکو / شکنجے مین بہت کھینچین گے صحاف اپنے دیوانکو

فقیری سلطنت ہے خاکسارِ کوے جانان کو / مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

مذاق اُسکو ہے جو بوسے لب شیرین جانانکو / دماغ اُسکا ہے جو سونگھے کسی سیبِ زنخدان کو

خمِ ابروے قاتل پھر گیا ہے اپنی آنکھونمین / لیا ہے بوسہ دیکھا ہے جو ہم نے تیغ عریان کو

تمہارے چہرۂ پُرنور کے بے داغ ہونے نے / نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو

ہوا ہے یار جو سیرِ چمن مین ساتھ اپنے / کبھی گل کی طرف دیکھا ہے گاہے روے خندانکو

غمِ اُلفت کو کتنا ہی نگلیے دل نہین بھرتا / یہ وہ نعمت ہے بھوکا رکھتی ہے جو اپنے مہمانکو

انگلین سے جوہری فریاد کرنے اُنکی آتے ہین / ہیرے پسے جاتے ہین موتی پیستے ہین جب دندانکو

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا / تماشہ تھا جو دیکھا چشمِ بلبل سے گلستان کو

جنون کے جوش مین کرتا ہون کار سیل مین مجنون / نکل جاتا ہون صحرا کو توڑ کر دیوارِ زندان کو

کئے ہین کافر و دیندار اُن زلفون نے سودائی / ہوئے ہین جان کا جنجال ہندو و مسلمان کو

کبھی دل کھول کر رویا جو ہون شوقِ شہادت مین / کیا ہے حلقِ بسمل خونِ دل سے چشم گریان کو

جنون کے جوش مین اکثر گلے کو اپنے گھونٹا ہے / حکومت ہو تو دلوا دیجیے پھانسی گریبان کو

شبِ وصلت مین بوسے لیکے اُس رُخِ کتابی کے / جبین سے تا زنخدان ختم کر دیتا ہون قرآن کو

خیال آتا ہے صحرا کا جو شب کو جوشِ وحشت مین / بناتا ہون فتیلہ پھاڑ کر مین جیب و دامان کو

دو روزہ نوجوانی ہے دو روزہ تاجداری ہے
مروت حسن کو اللہ دے انصاف سلطان کو

منور کر جمال و حسن کے نظارہ سے آنکھین
الٰہی بھیجدے گھر مین مرے یوسف سے مہمان کو

ترا مجروح مثل ارغوان ہوتا جو گلشن مین
گل خندان کو شرماتا دکھا کر زخم خندان کو

تمھارا حسن اپنے جوہر حکمت کرے ظاہر
شفا بیمار پائین سونگھکر سیب زنخدان کو

رہے اقبال سیم و زر رہے عز و شرف آتش
تمام آرائشون مین سے چُنا اُس رُخ نے افشان کو

ہنسنا ہی خوش آیا نہ تو رونا مرے دل کو
میٹھا ہی نہ بھایا نہ سلونا مرے دلکو

اکسیر سے بہتر ہے درِ یار کی مٹی
منظور نہ چاندی ہے نہ سونا مرے دلکو

تا صبح تجھے یاد کیا مجھکو جگا کر
بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دلکو

بہو جبر رلانا نہین دکھلا کے رُخ یار
آنکھون کو ہے ساتھ اپنے ڈبونا مرے دلکو

بس ہو تو ابھی چیر کے پہلو نکلجائے
رکھتا ہے بہت تنگ یہ کونا مرے دلکو

یوسف سے حسین ہووے کوئی طفل تو چاہون
کچھ کھیل نہین جان کا کھونا مرے دلکو

بازیچۂ ہستی مین وہ مجنون پری ہون
اطفال سمجھتے ہین کھلونا مرے دلکو

پہلو مین نہین جب سے کہ وہ غیرت لالہ
داغ اوڑھنا ہے داغ بچھونا مرے دلکو

نالون سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا
رسوائی ہے اُس دکھڑے کا رونا مرے دلکو

نظارہ کیا کین وہ یہ دیدار کو ترسا
دن رات رہا آنکھون کا رونا مرے دلکو

کانٹا سا کھٹک جاتا ہے جب یاد ہے آتا
بالے مین ترا پھول پرونا مرے دل کو

خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہے
اچھا نہین اس تخم کا بونا مرے دل کو

انکار ترے قد کی قیامت کا نہ ہوگا
مومن ہون مین کافر نہین ہونا مرے دلکو

تر گریۂ شادی سے رہونگا مین شب وصل
بے فصل کے مینہ مین ہے بھگونا مرے دلکو

گل سے جو شجر قطرۂ شبنم ہین ٹپکتے
یاد آتا ہے منھ کا ترے دھونا مرے دلکو

کچھ خاک اُڑا لے سے نہین ملنے کا آتش
بیکار یہ مٹی کا ہے ڈھونا مرے دل کو

نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن میں
تماشائے نخل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر میں سے یہ آواز آتی ہے
مسیحا ہو جو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر پڑے جاتے ہیں صاحب کے
ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملیں وہ راہ میں بانکی تو کہتا ہوں جو ہو سو ہو
دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز میں عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی
کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں
خدا کے واسطے پھر پھیر دیکھتے جاؤ

کوئی ان سے کہے منہ پھیر کر جو قتل کرتے ہو
تڑپتا ہے تمہارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہ لطف کا شائق ہے تحت و فوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

کبھی بلجاتے ہیں ابرو کبھی جنبش ہے مژگاں کو
دکھاتے تو ہمیں شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

نقاب اک دن الٹ کر تم نے یہ منہ سے فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو داغ سے منہ آتش جو کچھ درپیش آجائے
دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے ہوز

ہے نرالی کشش عشق جفا کار کی راہ
چاہ کنعاں میں ملی مصر کے بازار کی راہ

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ

کثرت شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ
مردہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ

شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا
نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

بیشتر سب سے کیا طالع بد نے برباد
حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے نار کی راہ

تنگ دستی نے زمانہ میں یہ پایا ہے رواج
یوسف اس عہد میں تکتا ہے خریدار کی راہ

نہیں مجھ سا کوئی دنیا میں سکندر طالع
آئینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ

لب بام آکے جو دیدار کرے عام وہ شوخ
ایک ہو جائے ابھی کافر و دیندار کی راہ

پیار سے کہتے ہین اُن کو مسیحا عاشق
ناز سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ

دیکھکر صورت احباب کو پھر جاتا ہے
کج ادائی سے ہے اُلٹی ترے رخسار کی راہ

زلف مشکین کے جو سودے مین ہے دل گمراہ
پوچھتا پھرتا ہون ہر ایک سے تاتار کی راہ

حسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا
شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ

کھینچی ہے تو لگا نہین تامل نہ کرو
کھوئی ہوتی ہے میان آپ کی تلوار کی راہ

عید ہوگی رمضان جائیگا اے بادہ کشو
بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل
آتش پاک دل مین نہین ہوتی ہے دوچار کی راہ

دیکھا ہے سبو کو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ
یاد آیا ہے ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ

دامن کا خیال آتا ہے جب جیب دری مین
دیوانونکے ہو جاتے ہین اوپر کے تلے ہاتھ

دل دوستی بت کا نہ پابند ہو یارب
دشمن کا بھی دب جائے نہ پتھر کے تلے ہاتھ

گرمی نہ تمھاری سی ہوئی آتش گل سے
گلچین کا نہ رکھا کبھی اخگر کے تلے ہاتھ

یاد آتا ہے وہ قد کشیدہ جو چمن مین
ملتا ہون مین جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ

تبدیل شب وصل سے ہو روز جدائی
بالش کے عوض ہو سر دلبر کے تلے ہاتھ

عاشق سے نگاہون مین یہ کہتی ہین وہ آنکھین
مژگان جو چھوئین رکھدیا خنجر کے تلے ہاتھ

مستی مین طلب گار تو ساقی سے ہے مے کا
کاٹونگا مین کانپے کا جو ساغر کے تلے ہاتھ

صحرا کو چلو چاک گریبان کرو آتش
لنگر مین نہ ہین پانون نہ پتھر کے تلے ہاتھ

اس قدر دل کو نکرا بت سفاک سیاہ
زیب دیتی نہین اس کعبہ کو پوشاک سیاہ

میل تزئین جو تری نرگس فتان کو ہوا
طور کو واسطے سرمہ کے کیا خاک سیاہ

پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگہ کا مارا
دل کافر سے ہے چشم بت بیباک سیاہ

یار سے وعدۂ فردا ہے عجب کیا اس کا
روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ

کسی حالت مین نہ ظاہر ہو جو ہو اصل نجس
سرخ ہو یا کہ ہو رنگ سگ ناپاک سیاہ

نہ ہوا شانہ گیسو نہ تو دستار کا گل
بخت رکھتا ہے ہمارا دل صد چاک سیاہ

نظر آیا اُدھر آنکھوں سے اُدھر غائب تھا
اسپ مشکین ہے ترا آہوئے چالاک سیاہ

کون سے باغ میں لاتی ہے مجھے شامت بخت
گل سیہ بوٹے سیہ سرو سیہ تاک سیاہ

نگہ بد سے بچے دیکھے تو اے عالم نور
کوئلے سے ہو سوا روئے ہوسناک سیاہ

کون سا صید زبوں صید فگن نے باندھا
خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ

جس بیابان میں لگی نالۂ آتش سے لُون
کوسوں تک ہو گئے جل کر خس و خاشاک سیاہ

سُرخ مہندی سے نہیں اُس بت خونخوار کے ہاتھ
دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ

بندگی کی یہ تمنا ہے کوئی لے جو ہمیں
بکتے ہیں کوڑیوں کے مول خریدار کے ہاتھ

نیم جان دل ہے طلبگار سلوک شمشیر
آبرو اپنی ہے اب ابروئے خمار کے ہاتھ

حق خدمت میں نہیں کوئی کمی کی ہم نے
جانفشانی کا اب انصاف ہے سرکار کے ہاتھ

پاؤں کو اُنکے نہ چھوا میں نے تو ہنسکے بولے
کاٹے جاتے ہیں تو ایسے ہی گنہگار کے ہاتھ

نہیں بے وجہ یہ ابرو سے اشارے اُن کے
عشقبازوں کو بتاتے ہیں یہ تلوار کے ہاتھ

زر سا محبوب ستمگار نہیں اُس کے لئے
بیچیے سر کو جوانمرد ہیں سردار کے ہاتھ

روئے زیبا نہ دکھایا کریں ہر ایک کو آپ
قدر اُس شے کی نہیں جو گئی دو چار کے ہاتھ

توڑ لے اے شجر حسن لبوں کے عُناب
ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے بیمار کے ہاتھ

کام جس کا ہے اُسی سے ہے تعلق رکھتا
پاؤں کی طرح سے زیبا نہیں رفتار کے ہاتھ

وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہوگا
قتل کر ہاتھ پڑا اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ

نہ جلائے نہ لو گاڑے کوئی ہم کو آتش
مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

پاس دل رکھتا ہے منظور نظر ہر آئینہ
نیک و بد سے پیش آتا ہے برابر آئینہ

جب نہ تب چڑھتا ہے اُس قاتل کے منہ پر آئینہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوئیگا اک دن مقرر آئینہ

چاند سے مکھڑے کو دکھلا کر چھپانا قہر ہے
اُس خدا ناترس کو دکھلاؤں کیونکر آئینہ

چاند کے اوپر نہین پڑتی کسی صورت نگاہ
سُنتے تو دیکھین لیکے یوسف کے برادر آئینہ

دیکھکر حال زبون کو میرے حیران رہگیا
یار کے دل سے بھی تھا ہر چند پتھر آئینہ

ہو کے اُس شمشیرِ ابرو کے مقابل بچ چکا
ایسا کیا پہنے ہوے ہے خود و بکتر آئینہ

آنکھ بھر کر ایک دن دیکھا نہ روئے صاف یار
مین وہ مفلس ہون نہین جس کو میسر آئینہ

صورتِ نفرت کوئی مجھسا نہین حیران ہون
مجھسے صورت آشنا ہوتا ہے کیونکر آئینہ

روبروئے یار ہوتے ہی زبان ہوتی ہے بند
کس طرح طوطی کو کرتا ہے سخنور آئینہ

اب زمین پر پانون بھی رکھکر نہین چلتا ہے یار
کر چکا آراستہ اُس کو مقرر آئینہ

یہ نہین بیوجہ اسے قمری اکڑتا سرو کا
آبجو اُس کو دکھاتی ہے مکرر آئینہ

ہرزہ گوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خموش
خود پسندی تا کجا اب طاق پر دھر آئینہ

معشوق نہین کوئی حسین تمسے زیادہ
مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ

کیا کیجئے ترے عاشق بیتاب ہین کتنے
ذرون سے زیادہ ہین یہ انجم سے زیادہ

گرمی مری پشمینہ سے رکھتی ہے مجھے گرم
سنجاب سے افزون ہے یہ قاقم سے زیادہ

سیلاب کا کام اشک کرین خانۂ تن مین
ان چشمون مین بھی جوش ہے قلزم سے زیادہ

تنگ ابلق ایام نہ ہو مار کے ٹھوکر
ہے عنترا کاسۂ سر سُم سے زیادہ

اندھیر ہے دل لیتے ہین سرمہ کسطرح سے
آنکھین نہ لڑایا کرو مردم سے زیادہ

میخانۂ الفت مین نہین جائے تنک ظرف
کس جام مین یان نشہ نہین خم سے زیادہ

منظور نظر ہے دلِ بلبل کا دُکھانا
شوق اندنون اُس گل کو ہے گلدم سے زیادہ

صوفی جو سُنے نالۂ موزون کو ہمارے
حالت ہو مغنّی کے ترنم سے زیادہ

ٹھوکر ہے تری صاحب اعجاز مسیحا
نالہ تری خلخال کا ہے قم سے زیادہ

آئینہ مین دیکھا ہے جو منھ چاند سا اپنا
خود گم ہے وہ بت عاشقِ خود گم سے زیادہ

فائق ہو غضب پر کرم اُس بت کا الٰہی
اجلاس وہ دلارام کرے قم سے زیادہ

دشمن ہین مرے خرد و کلان عشق مین آتش
موذی ہوئے ہین افعی و کژدم سے زیادہ

حسرت کی نگاہون سے عیان حال ہے میرا
گویا ہون خموشی مین تکلم سے زیادہ

بجلی کو جلادین گے وہ لب دانت دکھا کر
شغل آج کل اُن کو ہے تبسم سے زیادہ

کہتا ہے وہ شوخ آئینہ مین عکس سے آتش
تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ

مرد آلودہ نہ ہون دنیائے بازیگر کیساتھ
کب وفاداری زنِ فحبہ نے کی شوہر کیساتھ

منزل مقصود کا سودا ہے اپنے سر کے ساتھ
گردرہ کی طرح لپٹے جاتے ہین رہبر کیساتھ

چل سکینگے کبک کیا اُس فتنۂ محشر کے ساتھ
کوہ مثلِ کاہ اڑتے پھرتے ہین ٹھوکر کیساتھ

حلقۂ دیوانگان ہے اُس پری پیکر کیساتھ
اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کیساتھ

دیکھتا ہون حسن کے عالم کو مین زیور کیساتھ
مجکو بھاتی ہے بنا گوشِ صنم گوہر کیساتھ

میکش عاشق مزاج اے ساقی مہرو ہون مین
بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کیساتھ

سبزۂ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہے جنھین
حشر اُن لوگون کا ہوگا خضر پیغمبر کیساتھ

پر کترتا ہے مرے صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرت پرواز بھی اُڑ جائے بال و پر کیساتھ

جوہر اُس کے اکدن اے سفاک اسیر کھولدے
لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کیساتھ

مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حسنِ شباب
آتش افروختہ یکسان ہے خشک و تر کیساتھ

اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہین
شیر دایہ نے پلایا ہے مجھے شکر کیساتھ

جسقدر نفرت ہے اُس سے مجھ توکل پیشہ کو
اسقدر ہوگی نہ قارون کو محبت زر کیساتھ

یہ اشارہ جنبش مژگان سے اُس گلرو کی ہے
دم نکلجاتا ہے سودائی کا اس نشتر کیساتھ

قدر دیوانہ کی بے ہنگامۂ طفلان نہین
چاہیئے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا ہو
صندل اس بت خانہ مین ملتا ہے دردسر کیساتھ

جب رلاتا ہے تصور تیرے دانتون کا مجھے
تولتا ہون اشک کے قطرون کو مین گوہر کیساتھ

ہمرہی کا جو کبھی ہوتا ہے آتش اتفاق
خضر صحرا گرد دیتا ہے مرا امر کیساتھ

اونچا ہو لاکھ تاڑ سے بھی سر دچار ہاتھ
رتبہ بلند ہے ترے قد کا ہزار ہاتھ

کھاتے ہیں غوطے رہگذر گریۂ یار میں / رہتا ہے میرے اشکون سے تیر قمار ہاتھ
دامن چھڑا کے جیب سے گیا ہے وہ بیوفا / دانتونسے کاٹتا ہون میں بے اختیار ہاتھ
دو کو کمر میں دو تری گردن میں ڈالتا / دیتا جو اے صنم مجھے اللہ چار ہاتھ
دونگا سزا میں تار گریبان سے باندھکر / راز جنون کرینگے اگر آشکار ہاتھ
دیوانے منتظر ہیں نسیم بہار کے / کپڑونکے پھاڑنے سے ہیں امیدوار ہاتھ
رخسارۂ صنم سے الٹ کر نقاب کو / دکھلا رہی ہے قدرت پروردگار ہاتھ
چپّی شب وصال سحر تک کیا کئے / پائے حبیب کے رہے خدمتگار ہاتھ
صید افگنی کا لطف دکھاتا ہے دام فکر / مضمون کو جانتے ہیں ہم آیا شکار ہاتھ
چھلّے جڑاؤ رکھتے ہیں وہ پور پور میں / دکھلا رہے ہیں ہمکو جواہر نگار ہاتھ
کہتا ہون دست قاتل بیرحم چوم کر / وقت عطائے رحمت پروردگار ہاتھ
نعمت وہ تیرے خوان کرم کی ہے بیحساب / خالی نکر سکیں جسے ہژدہ ہزار ہاتھ
کھجلائی پیٹھ اسکی تو بولا وہ گلبدن / ہو جائے خشک ہوکے ترا پشت خار ہاتھ
کیفیت حیات ہے پیری میں میہمان / لبریز جام روح ہے تن رعشہ دار ہاتھ
زنجیر کو بہار میں توڑا نہ طوق کو / گردنسے اور پانونسے ہے شرمسار ہاتھ
منہ ہی لگا کے قتل جو مجکو نہیں کیا / غیرت کے مارے ملتا ہے حسرت سے یار ہاتھ

چاہیے جو ہمنشینی کے حق کو ادا کرے / آتش ہو بار توڑ کے گلچین کا خار ہاتھ

ردیف یائے تحتانی

خدا ملوا گیا مجکو بتون کی بے نیازی سے / ملا بام حقیقت زینۂ عشق مجازی سے
رسائی مصر تک اس کی تو اسکی عرش تک ہے / مہ کنعان کو کیا نسبت ہے خورشید حجازی سے
طرحداری کریگی عاشقو تنکو جامہ سے باہر / گریبان چاک ہونگے یار کی دامن درازی سے
برنگ سبزہ روندتا ہون رہ محبوب گلرو میں / یہ پامالی ہے بہتر دو جہان کی سرفرازی سے

صفائے قلب سے زیرِ نگین ہین بحر و بر دونون
ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبین ساؤن سے اے بت ترے کعبہ کو بطر رکھے
نہ دکھلائے خدا اُس کعبہ کو خالی نمازی سے

بھلایا اسم اعظم کو فسونِ حسن تُولی نے
فرشتون کی حقیقت کھل گئی عشق مجازی سے

پناہ اے پُر فریبو قہر سے اللہ کے مانگو
سزا دیتا ہے حاکم آدمی کو قلب سازی سے

ہزارون کشتیِ تن پار اُترے گھاٹ سے اُسکے
رہے دریائے خون جاری تری تیغ جہازی سے

تنِ محرور کا میرے پڑے اُس پر جو پرچھا نوان
یقین ہے موم شرما جائے آہن کی گدازی سے

رہی ہین بند اک کانِ ملاحت کے تصور مین
مزا لوٹا ہے آنکھون نے مری نظّارہ بازی سے

شب آدینہ بھی آتا نہین گورِ غریبان پر
ہنوز آگہ نہین وہ شمع و مسکین نوازی سے

کمیت خامہ خوش رفتار ہے کس مرتبہ آتش
قدم مین آگئے ترکی سے رہا سرپٹ مین تازی سے

گیسوئے مشکین رُخِ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کروایا پسینے نے نقاب گلعذار
قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے

چال لیلی کی کنارِ جو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے

لیکے دل کو چار بوسون پر دیا اک یار نے
ہم نے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

تو بھی تو اے شعلہ رو اک شب اُلٹ منھ سے نقاب
گرد شمعون کے بہت رہتے ہین پروانے لگے

کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ
دیکھ لے طاؤس کافر کو تو چلانے لگے

گاہ مستی کی دھڑی ہے گہ لکھوٹا پان کا
رنگ عاشق سے تمھارے لعل لب لانے لگے

نام جس نے عشق کا روئے کتابی سے لیا
اُس کو زلفون کے شکنجے مین وہ کھنچوانے لگے

آنکھ پھیری تم نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا
مردے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سونگھ کر اک بد دماغی سی ہوئی
یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو
عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے

مرکے بھی جاؤں تو نہ آتش گور پر آئے وہ گل
کام تمکین کو غرورِ حسن فرمانے لگے

صبر ہر چند ہو سینہ کیلئے سل بھاری
نہ سُبک ہو یہ جو سمجھے اُسے غافل بھاری

بوسۂ خال کے سودے میں ہے جان یہ زار
تو لیے مجھ سے ترازو میں تو ہو تل بھاری

بارِ ہستی نہیں اب مجھ سے سنبھالا جاتا
یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری

حاملِ جسم ہوئی روح ہی کا حوصلہ تھا
کوہ ناقہ ہو تو آتش یہ ہے یہ محمل بھاری

نہ پھرا در بدر اے دیدۂ معشوق طلب
دستِ ہمت کو ہے اب کاسۂ سائل بھاری

صورتِ سدرہ منی میں ہے باز آن سے
پھیر کھا کھا کے نہ کر پاؤں سے منزل بھاری

بسکہ تھی کوچۂ جلاد سے الفت مجھکو
ہو گیا کوہ گراں سے تن بسمل بھاری

ذوقِ مجنوں سے رہ عشق و جنوں میں مجھکو
اُسکی زنجیروں سے ہوں میری سلاسل بھاری

زور کر توڑ کے جان دل کو اٹھا دینا ہے
یہ وہ پتھر ہے نہیں جس سے کوئی سل بھاری

نہ اٹھا بہر خدا ناز حسینان اے دل
نہیں اٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہے غافل بھاری

خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر
کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری

شمع رو نے مرے الٹا سرِ محفل جو نقاب
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

ناتوانی سے کہاں ہرزہ دری کی طاقت
گھر سے دروازہ تلک ہے مجھے منزل بھاری

بارِ خاطر ہو نہ عالم کا سُبک باتوں سے
زندگانی میں نہ ہو مردہ سے غافل بھاری

مجھسے ہر بات میں قرآن وہ اٹھواتا ہے
گردنِ یار میں شاید ہے حمائل بھاری

ہمرہ غیر گیا چاندنی کی سیر کو یار
ہو گیا مجکو ستارۂ مہ کامل بھاری

آتش ان سے نہیں نظارہ کا لپکا چھٹتا
میری آنکھوں کو ہے شاید کہ مرا دل بھاری

واقعہ دل کا جو موزوں ہے تو مضمون غم ہے
صفحہ ہر اک مرے دیوان کا صفِ ماتم ہے

خاکساری سے جھکا ہے سرِ شوریدہ مرا
وائے بر حالِ ندامت سے جو گردن خم ہے

دل میں آتا ہے کہ اب اپنے گلے کو کاٹوں
نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہے

دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین
اپنے مجموعہ کا ہر اک ورق برہم ہے

کس نے دیکھا ہے محبت کی نظر سے اُن کو
صفِ مژگان ہے تلے زلفِ سیہ برہم ہے

دل کو آنکھون نے کیا کشتۂ رخسار ملیح
نہ سمجھتے تھے ہم اُس کو کہ نمک بھی سم ہے

کیا کہون مین کمرِ یار ہے کیسی نازک
عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہے

زندگانی سے جو تنگ آ گئے ہے دل گھبراتا
پوچھنے جاتا ہون مردون سے کہ کیا عالم ہے

کھینچ لاتا ہے جو جل جاتی ہے جذبِ دل کی
منتظر یار کا ہون آنکھون مین جب تک دم ہے

زلف و رخ کو ہین حیا سے وہ چھپائے رکھتے
شانۂ و آئینہ ناواقف و نامحرم ہے

بام پر جب سے ہے اک رشکِ پری کو دیکھا
روح دیوانۂ سیرِ فلکِ اعظم ہے

وعدۂ شربتِ دیدار ہے بیمارون سے
دم کو دینے کو مسیحا بھی مرا حاتم ہے

دردمندانِ محبت کا ہے تو تسکین بخش
زخمِ فرقت کے لئے وصل ترا مرہم ہے

دلِ عاشق کو نگینہ کے عوض جو جڑوا دے
دستِ معشوق کو زیبا ہے تو یہ خاتم ہے

کوچۂ یار کی حسرت مین ہون رویا کرتا
شوقِ گلزار مین آنسو نہین ہے شبنم ہے

عاشقون سے یہ اشارہ ہے تری مژگان کا
اس صفِ جنگ مین جو کھیت رہا رستم ہے

وصلت حور کی حسرت نہ رہیگی آتش
خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہے

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہے اٹکے گی جان اپنی آ کے گردن مین
سنا ہے جا ہے قریبِ رگِ گلو تیری

وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری

شبِ فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہین حصہ مین آئی بو تیری

پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری

میری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

فرشتے بھی تجھے کہتے ہیں بشر شاعر
یقین ہوا ملک الموت میں ہے خو تیری

یہ گردشِ فلکِ پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

شراب شرم و حیا و حجاب کھو دے گی
دکھائے گا ہمیں کیفیتیں سبو تیری

رہا نہ شبہ ہمیں اُس کے حلقہ ہونے سے
یہ عقدہ ناف نے کھولا کہ ہے ہو تیری

ہوا جو دست رس اسکا بھی پائے قاتل تک
حنا بھولائے گا شوخی مرا لہو تیری

شب فراق میں اے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ میں ہے اور جستجو تیری

جو ابر گریہ زنان ہے تو برق خندان زنان
کسی میں خو ہے ہماری کسی میں خو تیری

یہ چاک جیب کے حق میں دعائے مجنوں ہے
نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اے شہ حسن
فقیر دیکھتے ہیں راہ کو بکو تیری

چمن میں صبح کو جا کر نہ منھ دکھانا تھا
برنگ آئینہ حیران ہے آبجو تیری

زمانہ میں کوئی تجھسا نہیں ہے سیف زبان
رہے گی معرکہ میں آتش آبرو تیری

کوچۂ دلبر میں میں بلبل چمن میں مست ہے
ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن میں مست ہے

نشۂ دولت سے منعم پیرہن میں مست ہے
مرد مفلس حالت رنج و محن میں مست ہے

دور گردون ہے خداوندا کہ یہ دور شراب
دیکھتا ہوں جسکو میں اس انجمن میں مست ہے

آج تک دیکھا نہیں یان آنکھوں نے روز خمار
کون مجھسا گنبد چرخ کہن میں مست ہے

گردشِ چشمِ غزالان گردش ساغر ہے یان
خوش رہیں یا اہل وطن دیوانہ بن میں مست ہے

ہے جو حیران صفائے رخ حلب میں آئینہ
بوئے زلفِ یار سے آہو ختن میں مست ہے

غافل و ہشیار ہیں اُس چشم میگون سے خراب
زندہ زیر پیرہن مردہ کفن میں مست ہے

ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہے غلط
اے خوشا طالع جو شیخ و برہمن میں مست ہے

وحشتِ مجنون و آتش میں ہے بس اتنا ہی فرق
کوئی بن میں مست ہے کوئی وطن میں مست ہے

شوق وصلت میں ہے شغل اشک افشانی مجھے
ہجر میں کرنا پڑا آخر لہو پانی مجھے

یاد مین آئینۂ رخ کے ہے حیرانی مجھے
زلف کے سودے مین رہتی ہے پریشانی مجھے

فی الحقیقت تجھ سے اے دلبر ہزار ار سجود
کوئی دکھلائی نہین دیتا ترا ثانی مجھے

تنگ کرتا ہے گریبان کٹنے لگتا ہے گلا
موسم گل کی جو یاد آتی ہے عریانی مجھے

ہون وہ دیوانہ کہ اپنا نام رٹنے کیلئے
اک پری نے دی ہے تسبیح سلیمانی مجھے

ایک حرف اُس کی عبارت کا پڑھا جاتا نہین
لکھدیا کس خط مین ہے یہ خط پیشانی مجھے

چشمہائے چشم مین گریہ سے ہے دریا کا جوش
غوطے کھلواتا ہے سیل اشک کا پانی مجھے

خواب سے بیدار وہ خورشید رو آکر کرے
ایسی اے آنکھون دکھاؤ صبح نورانی مجھے

ذبح ہی کرتے گلے لگنے جو دیتی تھی نہ شرم
عید قربان تھی سمجھتے آپ قربانی مجھے

عشق میرا مہربان ہے حسن بندہ یار کا
آئینہ سا رخ ملا ہے اُنکی حیرانی مجھے

بوسہ لیتا ہون دہان ناپدید یار کے
آشکارا ہو گیا ہے گنج پنہانی مجھے

گو نئے گلشن مین بلبل چہچہے کرتا نہین
یار کے کوچہ مین زیبا ہے غزلخوانی مجھے

ساقیان ماہ پیکر پر کیا کرتا ہون حکم
میکدہ مین عالم مستی ہے سلطانی مجھے

خشک رہتا ہے بہت شوق شہادت سے گلا
ہو سکے تو ہمدمو خنجر کا دو پانی مجھے

خاک مین ملوا رہا سودائے زلف یار ہے
مثل گرد راہ رہتی ہے پریشانی مجھے

اے خیال یار کرتا ہون ریاضت سے صفا
خانۂ دل مین ہے کرنی تیری مہمانی مجھے

حسن کے جلوہ سے اُس رخ کا اشارہ ہے یہی
کافری زلفو تمھو زیبا ہے مسلمانی مجھے

شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج
تشنہ لب مر جاؤن تو ممکن نہ ہو پانی مجھے

عشق اُسکا جان کھوتا ہے برنا و پیر کی
اُس شاہ حسن کو یہ دعا ہے فقیر کی

بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی
سیدھی ہے سمجھے تو اگر الٹی کبیر کی

صحرا سے لیچلا ہے ہمین شہر کیطرف
گم ہو گئی ہے عقل جنون سے مشیر کی

بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجئے
ہو لے مرے سوال سے صورت فقیر کی

پیدا کرے گا یوسف گم گشتہ جذب عشق
تاثیر ایکدن بھی ہے دعائے اسیر کی

غافل نہ شل برق ہو شادی سے خندہ زن / باران غم سے ہے گل آدم خمیر کی
زنجیر ہو گئین ہین بدن کو مری رگین / کھینچی ہے ناتوانی نے تصویر اسیر کی
دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہے دل / زنجیر مین ہماری صدا ہے فقیر کی
اللہ رے اُس صنم کے بدن کی ملائمت / جامہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی
خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلئے / رنگ اس مین ہے گلال کا بو ہے عبیر کی
دم بند اُسکا زمزمون نے میرے کر دیا / آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہم صفیر کی
وہ لعل لعل لب ہے مرے شاہ حسن کا / سودے مین جس کے بکتی ہے گدڑی فقیر کی
دیکھا مشیر کار نہ دیوانہ کا کوئی / اُس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی
چھیڑا ہے مینے جاکے برہمن کو دیر مین / لی ہے قسم بتون سے خدائے کبیر کی
جس تودے مین شریک ہوئی اپنی خاک آہ / حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی
جیسا کہ شادمان ہون مین روز دعا مین / شیعہ کو یہ خوشی نہ ہو عید غدیر کی
اُس طفل شوخ کا جو لیا ہے زبان نے نام / بو آتی ہے ہمارے دہن مین سے شیر کی
آ نکلے تھے کدھر سے کہان یان سے جائینگے / اوّل کی نہ کچھ خبر ہے نہ ہمکو اخیر کی
تیری زیادتی مین نہ ہوگی کبھی کمی / اے عشق خیر چاہیے حسن شریر کی
اُس ماہِ چاردہ کو ہے حاصل کمال حسن / رُخ مین صفا ہے سینۂ روشن ضمیر کی
تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کرون / طفلی مین تجھ پہ رال ٹپکتی تھی پیر کی
دیکھے اگر مرا دلِ سودا زدہ وہ زلف / ہر مو سے ہو بلند صدا دار و گیر کی
اپنی شرارتون سے نہ باز آئے آسمان / کودک مزاجی مجکو خوش آتی ہے پیر کی
سودائے راہِ یار کا اللہ رے اثر / جادہ بنی جو ہم نے زمین پہ لکیر کی

اُس گوش و چشم سا نہ تو دیکھا ہے نے سنا / آتش قسم ہے ذات سمیع و بصیر کی

کب تک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھیے / کٹتی ہے کس طرح سے شب تار دیکھیے
بیمار عشق مرتے ہین اس اشتیاق مین / پی جائیے جو شربت دیدار دیکھیے

رعنت کی آنکھ ڈالیے ذرّون کی طرح سے
روشن جو آفتاب سا رخسار دیکھیے

دل کو بغل مین مار کے لے تو چلین مگر
کہتی ہے کیا نگاہِ خریدار دیکھیے

بے موت روز مرتے ہین عاشق خبر نہین
اے شاہِ حُسن پرچۂ اخبار دیکھیے

جاتے ہین کوئے یار سے ہم ایسے ہوکے تنگ
کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ زنہار دیکھیے

آہستہ پاؤن رکھیے قیامت نہ کیجیے
ٹھوکر سے فتنے ہوتے ہین بیدار دیکھیے

طاؤس و کبک کو ہے نکل چلنے کا خیال
چلتا ہے یار کونسی رفتار دیکھیے

بلبل کی طرح عشق جو ہم کو چمن سے ہو
سو جائیے تو خواب مین گلزار دیکھیے

قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین
کیا لوٹیے جو دولتِ دیدار دیکھیے

جن جن کے قتل کیجیے انصاف شرط ہے
حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیے

عاشق مسیح بھی ہمین کہتے ہین مہربان
حال اُس کا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے

مشتاق دل ہے جنبشِ ابروئے یار کا
چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے

دروازے مین سے چلیے سر لیے جبین مین
حسرت سے تا کجا پس دیوار دیکھیے

سودے مین ابروؤن کے ہون وہ ماہ [illegible]
جس مین کہ چاند دیکھ کے تلوار دیکھیے

عالم کی سیر کیجیے آتش ملیگا یار
یوسف جو چاہین آپ تو بازار دیکھیے

کون سے دل مین محبت نہین جانی تیری
جس کو سنتا ہون وہ کہتا ہے کہانی تیری

کچھ دہن ہی نہین وہم شعرا کے نزدیک
مو سے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری

جس کے آگے سے گذرتا ہے وہ کہتا ہے یہی
دیکھی اے روحِ رواں ہم نے روانی تیری

شیشۂ مے سے کوئی میری زبانی کہدے
خوش نہین آتی ہے یہ پنبہ دہانی تیری

کیا تری شان ہے قربان ہون اے عفو کریم
آس رکھتا ہے ہر اک فاسق و زانی تیری

اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب
جستجو ہمکو ہے اے گنج نہانی تیری

عین احسان ہے مرے صفحۂ دل پر مجکو
ایک تصویر اگر کھینچدے مانی تیری

صبح تک شام سے کرتی ہے زبان [illegible]
نیند آتی ہے کسے سُن کے کہانی تیری

مثل گل ہنسکے کسی روز تو دل کو خوش کر
خون رولاتی ہے ہمیں غنچہ دہانی تیری

تازہ انداز و ادا میں ہے ترقی دہ چند
فتنہ طفلی تھی قیامت ہے جوانی تیری

کون سے غلہ کا دانہ ہے تو اے دانۂ خال
ہم نے ارزانی میں بھی پائی گرانی تیری

گرم جوشی سے جلایا کرے کشت و خرمن
برق ہو سکتی نہیں شوخی میں ثانی تیری

جان کی طرح سے رکھتا ہے عزیز اے گلرو
داغ دل لالہ نے سمجھا ہے نشانی تیری

مصرع تیغ ہے ہر مصرع موزون آتش
دیکھ لی یار مری سیف زبانی تیری

مہندی سے تیرے ہاتھ کی گل ضرب دست کھائے
چوٹی سے کر فتح پیچ سے سنبل شکست کھائے

لبریز کر پیالہ کو ساقی اس ابر میں
افیون نہ تنگ ہو کے کوئی مے پرست کھائے

شیر و پلنگ و گرگ سے باہر نہیں ہیں
جو چاہے ران کھائے جو چاہے سو دست کھائے

دل کو برشتگی سے ہو حاصل شگفتگی
دھوکا کباب مرغ کا وہ چشم مست کھائے

ظالم کو سعی سے نہیں بجز جہان میں نفع
ممکن نہیں کباب جو مچھلی کا شست کھائے

پھر خوشے اُتریں پھر کھنچے انگور کی شراب
پھر شاخ تاک پیچ سر دار بست کھائے

طے کر چکوں کہیں میں نشیب و فراز دہر
تا چند ٹھوکریں یہ بلند اور پست کھائے

اس بند و بست جسم سے جان کو نجات ہو
چھوٹے پری طلسم عناصر شکست کھائے

دھوکا نہ دے مجھے تری شوخی کی چال کا
بل تو کمر نہ چیتے کی ہنگام جست کھائے

برخاست ہو ہماری جو جب بیٹھتے ہیں آپ
غم کون دیکھ کر یہ ہماری نشست کھائے

جڑ سے اکھیڑ کر میں جلاؤں تمام تاک
میرے چمن میں دھوپ اگر دار بست کھائے

اس لالہ رو کے حسن کا جیسے ہوا ہے عشق
کھاتا ہوں داغ یوں میں گزک جیسے مست کھائے

کہنا بلے وہ بھولے نہ اے ساقی ازل
لغزش نہ پائے آتش مست الست کھائے

پیمبر میں نہیں عاشق ہوں جانی
رہے ہر سے لہی سے یہ لن ترانی

سلیمان ہم ہیں اے محبوب جانی
سمجھتے ہیں تجھے بلقیس ثانی

کھلا سودے مین اُن زلفون کے مر کر — پریشان خواب تھی یہ زندگانی
یہ کیون آتا ہے اُن سے قدکشی کو — گڑی جاتی ہے سرو بوستانی
وہی دے گا کباب نرگسی بھی — جو دیتا ہے شراب ارغوانی
رنگا ہے عشق نے کس دردسر سے — ہمارا جامۂ تن زعفرانی
مسافر کی طرح رہ خانہ بردوش — نہین جائے اقامت دار فانی
ترے کوچہ کے مشتاقون کے آگے — جہنم ہے بہشت آسمانی
وہ پیکش ہون دیا ہے قابلہ نے — جسے غسل شراب ارغوانی
یقین ہے دیدۂ باریک بین کو — کرے عینک طلب یہ ناتوانی
وہ خط ہے یادگارِ حُسن رفتہ — وہ سبزہ ہے گلستان کی نشانی
نکلتی منہ سے قاصد کے نہین بات — مگر لایا ہے پیغام زبانی
یہ مشت خاک ہو مقبولِ درگاہ — صبا کی چاہتا ہون مہربانی
لئے ہین بوسۂ رخسارۂ صاف — پیا ہے ہمنے آئینہ کا پانی
سفیدی مو کی ہو کافور ہرچند — کوئی مٹتا ہے یہ داغ جوانی
نہ خوش ہو فربہی تن سے غافل — سبک کرتی ہے مردے کو گرانی
موے جو پیشتر مرنے سے وہ لوگ — کفن سمجھے قبائے زندگانی

جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
کسی پردہ نشین کی لن ترانی

دوسرا

وہ افسون ہے ہماری شعرخوانی — جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی
مبارک ابر کو دریا کا پانی — ہمین دُردِ شرابِ ارغوانی
لہو سے اپنے لکھون گر خطِ شوق — قلم بھولے سیاہی کی روانی
دلِ عالم ہو عشق حُسن سے داغ — رہے ہر فرد پر تیری نشانی
فراق یار کو دل نوش جان ہو — یہ یوسف گرگ کی ہے میہمانی
وہ ترک آیا لگا اے آتش گل — کباب طائرانِ بوستانی

کرین گے یار کو عریان شب وصل
عیان ہو جائے گا راز نہانی

ہوا کوئی نہ حالِ دل سے آگاہ
رہی مشتاقِ گوش اپنی کہانی

بہین گے مثلِ دریا دیدۂ تر
پیئین گے ابر ان چشمون کا پانی

اُڑا دے گی صبا مثلِ پر کاہ
سلامت ہے جو اپنی ناتوانی

ہماری قبر پر وہ شمع رو آئے
رہے روشن چراغ مہربانی

رُلاتا ہے وصالِ یار کا شوق
فراق اپنا لہو کرتا ہے پانی

خدا کے حکم سے ہے قوت نطق
کلام اپنا ہے خالق کی زبانی

کہون ہرجائی تو بولے وہ کافر
نہین مومن کو لازم بدگمانی

بڑھی ایڑی سے چوٹی اُس پری کی
زمین پکڑے بلائے آسمانی

نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال
مگر کانے تلونکی ہے گرانی

نہین واقف ہم اُس بت کی کمر سے
خدا کے واسطے ہے غیب دانی

رُلاتی ہے مثالِ ابر پیری
دکھا کر داغ طاؤس جوانی

مراد یوان ہے اے آتش خزانہ
ہر اک بیت اس مین ہے گنج معانی

مدت سے ہے دوش پر سر گردنکے بوجھ سے
ہر ایک بوجھ بھاری ہے سومن کے بوجھ سے

ہوش و خرد ہے باعث تکلیف آدمی
دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے

راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان
آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے

سار سفر کبھی نہ ہوا بار دوش یان
سمجھا مین مال و جنس کو رہزن کے بوجھ سے

سختی بخت عشق بتان دونون قہر ہین
کم بوجھ سنگ کا نہین آہن کے بوجھ سے

رندون کو قید سبحہ و زنار کی نہین
واقف نہین مین شیخ و برہمن کے بوجھ سے

غماز اپنا ذکر نہ لاوے حضور دوست
گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے

عاشق ملال خاطر اہل جہان نہون
خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے

آتش یہ سارے رنج ہین اس زندگی کیساتھ
مُردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

رنگ جو جو کچھ کہ چاہین لائین بن بن آبلے
پائے بوسی کر رتے تھے وطن مین آبلے

چشم زخم خار سے یارب بچانا تو انھین
اک رفیق حال ہین رنج و محن مین آبلے

بدگمانی سے عبث پھرتا ہے گلچین میرے ساتھ
ڈھونڈھتے آئے ہین کانٹون کو چمن مین آبلے

کون سرگردان نہین ہے جستجوئے یار مین
پڑ گئے ہین پائے شیخ و برہمن مین آبلے

آدمی کی بے شعوری ہے طلب راحت کی یان
داغ ہین یہ خانۂ چرخ کہن مین آبلے

پانؤن کے چھالے تو نذر خار صحرا کر چلے
پھوڑئیے اب چلکے دل کے انجمن مین آبلے

تیغ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر
دیکھتا ہون اپنے زخمون کے دہن مین آبلے

خار بھی میرے نصیبون کا بیابان مین نہین
کیا شریک حال ہووین گے کفن مین آبلے

اس قدر مجھ سے زمانہ کی ہوا ہے برخلاف
کیا عجب ہوئے حنا ڈالے بدن مین آبلے

حالت بد کا نہین کوئی زمانہ مین شریک
جسم سان ممکن نہین ہین پیرہن مین آبلے

ایڑیان رگڑین نہ آتش پھوڑ کر سر مر گیا
مثل مجنون تھے نہ پائے کوہکن مین آبلے

رہ گیا چاک سے وحشت مین گریبان خالی
سی لیے خار سے ہم گوشۂ داماں خالی

ایک بوسہ دہن یار سے حاصل نہ ہوا
اپنی تقدیر کا تھا چشمۂ حیوان خالی

وقت فرصت کو غنیمت سمجھ آتا ہے تو آ
اے اجل عالم تنہائی ہے میدان خالی

کوچۂ یار مین مشتاق رخ و قد آئے
ہو گئے بلبل و قمری سے گلستان خالی

دل عاشق سے اشارہ ہے یہ ان ترکون کا
قلعہ کر لیتے ہین یہ دستۂ ترکان خالی

چشم پروانہ سے دیکھا تو ہوا یہ روشن
جا تری دل مین ہے اے شمع شبستان خالی

مرغ دل سینہ کو کھوتے ہین نشانے کیطرح
ترک چشم ان کے کرین ترکش مژگان خالی

باغ عالم مین نہین کوئی کسی کی سنتا
نہ دماغ اپنا کر اے مرغ خوش الحان خالی

قید مذہب کی گرفتاری سے چھٹ جاتا ہے
ہو نہ دیوانہ تو ہے عقل سے انسان خالی

عہد پیری مین کہان اب وہ جوانی کے رفیق
صاف پہلوئے زبان کر گئے دندان خالی

تیری درگہ کے فقیرون کے لئے اے محبوب
تخت پر اپنی جگہ کرتے ہین سلطان خالی

خال مشکین سے شکار اہلِ قلم کو کیجئے
گل جلے شیر سے کرتے ہین نیستان خالی

بتِ کافر نہین ہوتے جو ہم آغوش نہ ہون
بغل گور مین ہے جائے سلیمان خالی

ہنستے ہنستے تو کیا قتل گنہگارون کو
رو دیا دیکھ کے جلاد نے زندان خالی

دل بےکینہ کدورت نہین رکھتا آتش
خس و خاشاک سے ہے اپنا بیابان خالی

بندِ نقاب عارضِ دلدار توڑیے
باغ مرادِ عشق کی دیوار توڑیے

وہ درد دوست ہین جو خدا ہمکو زخم دے
سو بار ٹانکے کھائیے سو بار توڑیے

دیکھے ترا جو مصحف رو برہمن کہے
بت کو سلام کیجے زنار توڑیے

بے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا
لازم ہے بال مرغ گرفتار توڑیے

مرغ ترانہ سنج ہون اس بوستان کا مین
خون بہار ٹپکے اگر خار توڑیے

اپنا کچھ اختیار شفا مین نہین طبیب
پرہیز سے نہ خاطر بیمار توڑیے

ہر اک صید زندہ ہے زلف سیاہ یار
ٹوٹین ہزار دل اگر اک تار توڑیے

گردن ہی اپنی دوش پر اپنے وبال ہے
کیا چھین کر حریف کی تلوار توڑیے

عاشق کی بیقراری سے اے بت بنا ملک
ٹکرائیے جو سر کو تو کہسار توڑیے

بوسے کسی کے چہرۂ رنگین کے لیجے
اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑیے

انسان کو پاس خاطر نازک ضرور ہے
شیشہ شراب کا بھی نہ زنہار توڑیے

یوسف کے دیکھنے کا ہے آنکھون کو اشتیاق
بندِ نقاب کو سر بازار توڑیے

سودائے دل نہ کیجئے گو لاکھ سر کا ہو
جب تک نہ خوب پائے خریدار توڑیے

نامرد آسمان سے گوارا ہے کس کو جنگ
آتش سپر کو چیرئیے تلوار توڑیے

حسرت جلوۂ دیدار لئے پھرتی ہے
پیش روزن پس دیوار لئے پھرتی ہے

اس مشقت سے اسے خاک نہ ہو گا حاصل
جان عبث جسم کی بیکار لئے پھرتی ہے

دیکھنے دیتی نہین اسکو مجھے بیہوشی
ساتھ کیا اپنے یہ دیوار لئے پھرتی ہے

کسی فاسق کے تو منہ کو نکرے گی کالا ؟ / کیوں سیاہی یہ شب تار لیے پھرتی ہے

تو نکلتا نہیں شمشیر بکف اے قاتل / موت میرے لیے تلوار لیے پھرتی ہے

مال مفلس مجھے سمجھا ہے جنون نے شاید / وحشت دل سر بازار لیے پھرتی ہے

کعبہ و دیر میں وہ خانہ برانداز کہاں ؟ / گردش کافر و دیندار لیے پھرتی ہے

رنج لکھا ہے نصیبوں میں مرے راحت سے / خواب میں بھی ہوس یار لیے پھرتی ہے

چال میں اس کی سراپا ہے کسی کی تقلید / کبک کو یار کی رفتار لیے پھرتی ہے

در یار آئے ٹھکانے لگے مٹی میری / دوش پر اپنے صبا بار لیے پھرتی ہے

ہنستے ہیں دیکھ کے مجنون کو گل صحرائی / پابرہنہ طلب خار لیے پھرتی ہے

سایہ سا حسن کے ہمراہ ہے عشق بیباک / ساتھ یہ جنس خریدار لیے پھرتی ہے

کسی صورت سے نہیں جان کو قرار اے آتش
طپش دل مجھے لاچار لیے پھرتی ہے

رفتگان کا بھی خیال اے اہل عالم کیجئے / عالم ارواح سے صحبت کوئی دم کیجئے

حالت غم کو نہ بھولا چاہیئے شادی میں بھی / خندۂ گل دیکھ کر یاد اشک شبنم کیجئے

عیب لعنت روز ازل سے مری طینت میں ہے / داغ لالہ کے لیے کیا فکر مرہم کیجئے

اپنی راحت کے لیے کسکو گوارا ہے یہ رنج / گھر بنا کر گردن محراب کو خم کیجئے

عشق کہتا ہے مجھے رام اس بت وحشی کو کر / حسن کی غیرت اسے سمجھاتی ہے رم کیجئے

رات صحبت گل سے دن کو ہم بغل خورشید سے / رشک اگر کیجئے تو رشک بخت شبنم کیجئے

دیدۂ دل کو دکھایا چاہیئے دیدار یار / حسن کے عالم سے آئینوں کو محرم کیجئے

شکل گل ہنس ہنس کے روز وصل کاٹے ہیں بہت / ہجر کی شب صبح رو رو کر مثل شبنم کیجئے

تھی سزا اپنی جو شادی مرگ قسمت نے کیا / ہجر میں کس نے کہا تھا وصل کا غم کیجئے

آپ کی نازک کمر پر بوجھ پڑتا ہے بہت / بڑھ چلے ہیں حد سے گیسو کچھ انھیں کم کیجئے

اٹھ گئی ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں / روئیے کس کے لیے کس کس کا ماتم کیجئے

روز مردم شب کئے دیتا ہے سرمہ پونچھئے / خون ہوتے ہیں بہت شوق حنا کم کیجئے

آئینہ کو روبرو آنے نہ دیجئے یار کے
شانہ سے آتش مزاج زلف برہم کیجئے

اثر رکھتی ہے گلگونکی کیفیت کا ہستی سے
اسے پینے میں حباب بحر کے اک جوش مستی ہے

دکھائی دیتے ہیں ہندو وہی ہندو مجکو خالون سے
رخ محبوب ہے یا نا مسلمانون کی بستی ہے

پسند طبع محبوبان دل عاشق نہین ہوتا
نظر مین کب کسی کے جرأت ہے جو جنس سستی ہے

وہ دہقان غریب سرزمین عشقبازی ہون
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہے

فرو مایہ کی گردن خم فلک سے بھی نہین ہوتی
بھلا تیغ گلی کو بھی کہین دیکھا کہ کستی ہے

غم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع مین
کوئی تصویر روتی ہے کوئی تصویر ہنستی ہے

نہین معلوم لذت کون سی رکھتا ہے خم ایسی
نہایت روح آب تیغ کے خاطر ترستی ہے

غنیمت جان یار آوے لحد پر جان کھونے سے
مراد دل ملے کونین تک دیکر تو سستی ہے

نہین رہتا مزاج سفلہ ہرگز ایک حالت پر
بلندی کا بگولے کی مآل کار پستی ہے

نہین منظور بعد از مرگ پتھر اُس کی چھاتی پر
برہمن اس لئے مصروف کار بت پرستی ہے

ستارہ اپنا گردش مین ہے آتش اس کی گردش سے
فلک کی تنگ چشمی سے ہماری تنگ دستی ہے

کام ہمت سے جوان مرد اگر لیتا ہے
سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے

ناگوارا کو جو کرتا ہے گوارا انسان
زہر پیکر مزۂ شیر و شکر لیتا ہے

ہالہ مین ماہ کا ہوتا ہے چکورہ دنکو یقین
کبھی انگڑائی جو وہ رشک قمر لیتا ہے

وہ زبون بخت شجر ہون کہ دہقان میرا
پیچھے بوتا ہے مجھے پہلے تبر لیتا ہے

منزل فقر و فنا جائے ادب ہے غافل
بادشاہ تخت سے یان اپنے اُتر لیتا ہے

گنج پنہان ہے تصرف مین بنی آدم کے
کان سے لعل یہ دریا سے گہر لیتا ہے

ضبط کرتا ہے جو نالہ کا شب فرقت مین
زخم پہلو مین نمک پیس کے بھر لیتا ہے

نظر آجاتا ہے لے گل جسے رخسار ترا
پھول سے دامن نظارہ وہ بھر لیتا ہے

رہ پر خوف محبت مین جو رکھتا ہے قدم
گور مین گام نخستین کو وہ دھر لیتا ہے

پیش کش گل سے طلب کرتے ہین نگہین معنی
سرو سے باج مرا مصرع تر لیتا ہے

عقل کر دیتی ہے انسان کی جہالت زائل
موت سے جان چھپانے کو سپر لیتا ہے

نگہ لطف کی حسرت سے ہین پھوٹے نصیب
کسطرح سرمہ گردون آنکھون مین کر لیتا ہے

یاد رکھتا ہے عدم مین کوئی ساغر کش سے
ہچکیان شیشہ مے شام و سحر لیتا ہے

روح و قالب کی جدائی ہے جدائی تیری
دم نکلتا ہے جو تو نام سفر لیتا ہے

ہجر مین وصل کا ملتا ہے مزا عاشق کو
شوق کا مرتبہ جب حد سے گذر لیتا ہے

عزت نالہ و فریاد نہ کھوا اے آتش
آشنا کوئی نہین کون خبر لیتا ہے

اللہ ری روشنی مرے سینہ کے داغ کی
اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

ہستی چند روز نے تو تنگ ہی رکھا
خواب عدم مین دیکھینگے صورت فراغ کی

بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے
اک رنگ پر ہوا نہین رہتی ہے باغ کی

بخت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی
رنگین مرے لہو سے ہے منقار زاغ کی

ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے
کرتی ہے کام خاک بھی عالی دماغ کی

سو تاڑ سے بلند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہے دیوار باغ کی

اخگر کی طرح سے جو دہکتے ہین داغ عشق
سینہ مین اپنے رہتی ہے گرمی اجاغ کی

رخ کیا ملائیگا رخ رنگین یار سے
لالہ کو کیا خبر نہین ہے جا و داغ کی

ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہے سبز
مہندی کی ٹٹی ہو گئی دیوار باغ کی

شاعر ہون بوے سیب زنخدان مین نکتا
اصلاح رہتی ہے مجھے اپنے دماغ کی

گم ہونگے ایسے ڈھونڈھے بھی پائے نجائینگے
کھووے گی فکر تمکو تمھارے سراغ کی

ملتی ہے شوق آتش عذار یار مین
ہے شمع سوختہ اسی چشم چراغ کی

پاتے نہین زمانہ مین آتش خوشی کا نام
عنقا ہے اپنے دور مین گردش ایاغ کی

حسن امرد کا بہت مائل دل بیباک ہے
گرد راہ نو سواران آخر اپنی خاک ہے

خطِ روئے یار حجت بہرِ حسنِ پاک ہے
جانتے ہیں سب کہ کعبہ کی سیہ پوشاک ہے

سرخ شادی سے رخِ ساغر کشِ بیباک ہے
زرد روئے محتسب ہے سبز شاخِ تاک ہے

بالش کا رتبہ ہے بیس قدِ موزون سرو کو
گل کو تیرے روبرو حکمِ خس و خاشاک ہے

خنجرِ قاتل سے کارِ روح کا طالب ہون مین
روح مدت سے گرفتارِ طلسمِ خاک ہے

قلب ماہیت سے جائے نفرت پاکان نہو
جوش کھا کر مے ہوا انگور جب ناپاک ہے

مومن و کافر جگہ دیتے ہین آنکھون مین اُسے
طور کا سرمہ کسی نقشِ قدم کی خاک ہے

جوشِ گریہ سے روان رہتا ہے دریا گرد پیش
آب پہونچتا ہے وہ مجھ تک جو کوئی تیراک ہے

بخت یاور نے دیا انگور سا فرزند اسے
خاندان کا فخر اپنے سلسلہ مین تاک ہے

دستِ وحشت پنجۂ مژگان اشک افشان ہو یہان
آستین میری گریبان کی طرح سے چاک ہے

کلفتِ ایام سے پروہ نہین کچھ حسن کو
خوبرویون کو مزیب ململی پوشاک ہے

وہ گریبان گیر ہے تیرا مین دامن گیر یار
عشقبازان گستاخ ہے جوانِ حسن بیباک ہے

بہرہ ور دیدار سے یہ وصل کی حسرت اُسے
شاد ہین آنکھین ہماری دل اگر غمناک ہے

دورِ ساغر سے دگرگون رنگ ہو جاتا ہے یان
میکدہ مین لطف رکھتی گردشِ افلاک ہے

ڈھونڈھ لونگا چار دن قاتل اپنے واسطے
دیکھتا ہون آسمان کو کسقدر سفاک ہے

نارسائی طالعِ بد کی بیان کیا کیجئے
پانون شل ہو جائین قاصد کے اگر چالاک ہے

کون سے صیاد نے صید افگنی کی اختیار
حلقۂ گوشِ غزالان حلقۂ فتراک ہے

مرد سے بہتر ہے نام مرد ہیچ ہے یہ مثل
پہلوانی ہے سو ہے رستم کی آتش منہ کالک ہے

کبھی جو جذبِ محبت سے کام ہوتا ہے
نقاب الٹتا ہے دیدارِ عام ہوتا ہے

وہ صبحِ عید جو بالائے بام ہوتا ہے
مہ صیام مین روزہ حرام ہوتا ہے

بلائے بزمِ جہان ہے وہ چشم کی گردش
نگاہ پھیرتی ہے دورہ تمام ہوتا ہے

اٹھاؤن کس لئے احسان یار گردن پہ
مرا تو اُس کے تغافل سے کام ہوتا ہے

خدا کی یاد جوانی مین غافلو کر لو
وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے

الٰہی کیون نہین خواہان کوئی صنم اُسکا
یہ دل تو شرطِ وفا پر غلام ہوتا ہے

کسیکو کیا کوئی گھر اپنے دل مین کرنے دے
نگین سے دیکھنے پر عکس نام ہوتا ہے

فرشتے سنتے ہین آوازہ دورباش کا شور
کبھی ہمارا جو وان اہتمام ہوتا ہے

زیارت اُن کی جو کرتے ہین مومنین آگے
زبان حور مین اُن سے کلام ہوتا ہے

ہزار لال ہوئے اخگرون سے داغِ جنون
ہنوز پختہ ہے سودائے خام ہوتا ہے

کوئی زمانہ سے جاتا ہے کوئی ہے آتا
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

پھنسا جو زلف مین اُس گل کے مُرغِ دل بولا
نہ تھی خبر یہ کہ سنبل بھی دام ہوتا ہے

ہمارے حلقہ مین کرتا ہے شیشۂ دل خالی
ہمارے دور مین لبریز جام ہوتا ہے

کمندِ شوق ہو درگاہ عشق کی رہبر
یہ آستانہ بلندی مین بام ہوتا ہے

وہ کون ہے جو نہین اُن کو دیکھنے آتا
نظارہ بازون سے ایک اژدہام ہوتا ہے

ملازمون مین ہین سلطان عشق کے ہم بھی
کبھی ہمارا بھی آتش سلام ہوتا ہے

جمال حور و پری پہ ہے طعنہ زن مٹی
بلائے جان ہوئی سُرخ و سفید بن مٹی

قدم پڑے جو ترا اُس پہ اے گل رعنا
زمین شور کی ہو قابل چمن مٹی

خدا کے واسطے اے آسمان حوالہ کر
دھرے دھرے نہین ہمرہِ کفن مٹی

یہی جو تیشہ زنی ہے تو ایک دن سُننا
کرے گا اینٹ کا گھر اپنا کوہکن مٹی

جلا رقیب سیہ رو حسد سے مین سمجھا
ہوئی ہے گبر کے مردے کی شعلہ زن مٹی

ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی

زمانہ مین کوئی غربت زدہ نہین ہم سا
اُڑی نہ اپنی کبھی جانبِ وطن مٹی

قبول خاطر مردم ہو توتیا کی طرح
عزیز تیری کرین شیخ و برہمن مٹی

ہوائے تند سے رہتا ہے ہم بربادی
تپ درون نے کیا ہے زبس بدن مٹی

نہوئے قالب خاکی غبار خاطرِ روح
قبول سینہ کے اوپر ہزار من مٹی

نظارہ باز یہ در پردہ کون ہے اِسکا
دکھاتی ہے کبھی چشم و لب و دہن مٹی

زمین سے ہوویگا اک آسمان نو پیدا | پس از فنا جو ہوئی اپنی چرخ زن مٹی
کسی کا یار برے وقت مین نہین کوئی | نہ دیکھا ہم کو ہوتے شریک تن مٹی
گڑے ہین اسمین صباحت کے سیکڑون گنج | عجب نہین ہو جو دے بوئے یاسمن مٹی
مآل کار کا اپنے نہین خیال آتا | ملایا کرتے ہین مٹی مین گورکن مٹی

کسی نے اُف بھی نہ کی شمع جل کے خاک ہوئی
نہ ہووے گی مگر آتش ہماسخن مٹی

آبلون سے خار صحرا ابھی نہین سر کھینچتے | بید کے پتے بھی مجنون برہن خنجر کھینچتے
کیمیاگر روغن گوگرد اگر شیشے کھینچتے | ہم تری زلفون کو دھو کر عطر عنبر کھینچتے
ناتوانی کا برا ہو گر اثر ہوتا نہ کچھ | آہ ملنے کو تو نالے ہم مقرر کھینچتے
محو کرین کھائین ہین جو ہمنے تیر عشق مین | آپ ہو جاتے جو یہ آزار تجھ پر کھینچتے
شاعرون نے تیرے قد سے دی ہی جو تشبیہ یار | قمریون کو سرو مین سولی کے اوپر کھینچتے
دیکھکر وہ خال رخ ملتے ہین روغن ساز ہاتھ | ان تلون کا تیل کھنچتا تو مقرر کھینچتے
فکر معنی خیز صفحہ کو بناتی صید گاہ | دام ہو کر مرغ مضمون تار مسطر کھینچتے
رعشۂ پیری ہے وہ جوش جوانی کا عوض | یہی بدمستی کا خمیازہ نہ کیونکر کھینچتے
بوالہوس عاشق کے جیتے جی نہین شایان قتل | دوست تھے میرے تو دشمن پر نہ خنجر کھینچتے
جنبش مژگان سے چل جاتے ہین سینے جان پر | دل شکنجے مین ہین گیسوئے معنبر کھینچتے
یاد کرتے ہین تجھے تنہائی مین اے نازنین | معتکف رہتے ہین ہم چلے ہین اکثر کھینچتے
ہجر کی شب مین ہے روز وصل کا آنکھو کو شوق | دسترس ہوتا تو ہم دامان محشر کھینچتے
جب سے دیکھا ہے تجھے آنکھون نے اے بالا بلند | قد کے سودے مین ہین تصویر صنوبر کھینچتے
زندگی مین سیر جنت کا جو بھرتا دل کو شوق | ہم تجھے اپنی طرف اے حور پیکر کھینچتے
مین اڑا دیتا ہون انکو دیکے اک اک خط شوق | دام مین صیاد ہین جو جو کبوتر کھینچتے
تیرہی صورت آئینہ گرتا جو اُس محبوب سے | فخر سے مردہ ترا ہم اے سکندر کھینچتے
زردستی حسن کرتے آتش اپنی گور پر | شمع رویون کو شب آدینہ مر کر کھینچتے

بے رخِ یار مجھے جان سے بیزاری تھی
چاندنی رات نہ تھی گور کی اندھیاری تھی

کام ہی ہو گیا امیدِ شفا میں آخر
دل کی بیماری تھی یا چشم کی بیماری تھی

گیا مزا کالبدِ خاک میں لے روح ملا
یا نکلتی ہی نہیں یا تو وہ بیزاری تھی

یاں مرے پاؤں میں زنجیر تھی واں گردن میں
یار سے بیتے بدی شرطِ وفاداری تھی

نہ موا میں تو ہے قسمت کا قصور اے قاتل
ہاتھ کمزور نہ تلوار تری بھاری تھی

نالہ کرنے سے نہ کم ظرف کہو جلادو
ضبط فرمایا بس اب آگئے دل آزاری تھی

وائے قسمت کبھی پہونچے بھی جو ہم کم طالع
میلے سے میدنی کے بھرنے کی تیاری تھی

بوسۂ لعل لبِ یار کی حسرت ہی رہی
مردِ مفلس کو جواہر کی خریداری تھی

طور جب برقِ تجلی نے کیا خاک سیاہ
تیرے آتش کدۂ حسن کی چنگاری تھی

گاہ روتا کبھی ہنستا تھا نصیبو نیند میں
خواب بد سے لئے حالتِ بیداری تھی

چھوٹ کر عشق کے پھندے سے ہوں تنگ اے آتش
مجھکو آزادی سے بہتر وہ گرفتاری تھی

ایڑیوں تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی
کل جو آئی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی

روزِ ہجراں شبِ تاریک جدائی ہوتی
مرضِ عشق و طبیعت سے لڑائی ہوتی

قدِ موزوں رخِ رنگیں جو دکھاتا تو ہمیں
سرو قمری گل و بلبل میں جدائی ہوتی

دستِ محبوب کا مرجان نے دیا تھا دھوکا
پنجہ جیسا تھا جو ویسی ہی کلائی ہوتی

چھین کر دل کو لیا خوب کیا اے شہِ حسن
مانگ کر ہمسے جو لیتا تو گدائی ہوتی

دولت اللہ سے کرتے جو طلب دیوانے
نقرئی طوق تو زنجیر طلائی ہوتی

بزمِ رنگیں میں تری سبز قدم رہنے دیا ہیں
گھاس اکھڑتی جو چمن سے تو صفائی ہوتی

ذاتِ باری کو لیا ظلمِ بتاں نے ثابت
عدل کرتے یہ اگر اُن کی خدائی ہوتی

چھوٹتے بندِ محبت سے گرفتار اگر
طوق سے گردنِ قمری کی رہائی ہوتی

عیش ہوتا کچھ اگر غم کدۂ دنیا میں
روح قالب میں خوشی سے نہ سمائی ہوتی

گھر گرایا جو مرا سیلِ حوادث نے تو کیا
چار دیوارِ عناصر کی گرائی ہوتی

توڑتے آبلے دیوانہ دست رنگین — خار پر تہمت انگشت حنائی ہوتی

غیر کمھور نگہ سے تجھے حیف ہے یار — آنکھ ہم سے جو لڑاتا تو لڑائی ہوتی

اُن غدارون کی جو باقی یہ صباحت آتش
یاسمین باغ مین پھولے نہ سمائی ہوتی

پیرہن تیرے شہیدون کے گلستان ہوگئے — زخم خندان غیرت گلہائے خندان ہوگئے

آرزوئے دل رہی ناآشنائے گوش یار — حرف مطلب اپنے منہ تک آکے دندان ہوگئے

حسن وہ شے ہے کہ تجھ مین بھی کرتا ہے اثر — چشم عاشق کی طرح آئینے حیران ہوگئے

منزل دل کی خرابی کا الم کیا کیجئے — کیسے کیسے خانۂ آباد ویران ہوگئے

سیر نیرنگ جہان دیکھا کئے رندان عشق — شیعہ سنی ہوگئے ہندو مسلمان ہوگئے

عاشقون سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی — چشم سے برگشتہ تیرے ہوکے مژگان ہوگئے

کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانہ مین ہوا — سیکڑون مجموعۂ صحبت پریشان ہوگئے

آہ برلب داغ بردل بسکہ غربت نے کیا — شمع و گل ہم بر سر گور غریبان ہوگئے

موسم گل کردیا اُن کی قبائے سُرخ نے — چاک تا دامن ہزارون ہی گریبان ہوگئے

زخم کھانے کا مزا دل کو ملے گا وقت قتل — ابروئے قاتل بھی جو دو تیغ عریان ہوگئے

دل نے جب سمجھا ہمارے یادگار رفتگان — یوسف اپنی آنکھ مین داغ عزیزان ہوگئے

جو چلن چاہین چلین آتش تلون ہو فنا
عشق جب پیدا ہو سب عیب پنہان ہوگئے

کوئے جانان چمن سے بہتر ہے — اُس کا کتا ہرن سے بہتر ہے

گل قبا پر ہم جامہ سے باہر — کب ترے پیرہن سے بہتر ہے

گور مین بھاگ اہل دنیا سے — خلوت اس انجمن سے بہتر ہے

چمن دہر کا ہے ہر گل خوب — نسترن یاسمن سے بہتر ہے

ہنسنے والا نہین ہے روتے پر — ہمکو غربت وطن سے بہتر ہے

ترک دنیا سمجھ جوان مردی — نفرت اس پیرزن سے بہتر ہے

بار زوائد کا مکان شکم اُس کا ۔۔۔ دعکد کی بو زرتن سے بہتر ہے

نہیں کھلتا کسی طرح سے پھر ۔۔۔ عیب پوشی کفن سے بہتر ہے

سیب ہے یہ تو پھر بھی ہے وہ ۔۔۔ غبغب اے دل ذقن سے بہتر ہے

مانگئے کیا خدا سے چشمۂ خضر ۔۔۔ کیا صنم کے دہن سے بہتر ہے

دشمنِ جان اجل کو جان آتش
دوستی گورکن سے بہتر ہے

کون سی شب ہے جو رو رو کے نہیں کٹتی ہے ۔۔۔ شام ہوتی ہے اُدھر چھپاتی ادھر ڈھلتی ہے

صورت شمع ہوں ہرچند فروغِ محفل ۔۔۔ بات کرنے نہیں پاتا کہ زبان کٹتی ہے

دردِ دل سے کبھی نالہ جو کر اُٹھتا ہوں میں ۔۔۔ آسمان چرخ میں آتا ہے زمین پھٹتی ہے

کس کی دیوار کے سایہ کا میں دیوانہ ہوں ۔۔۔ میری پرچھائیں سے دیوار پرے ہٹتی ہے

لاش پہ لاش نکلتی ہے ترے کوچہ میں ۔۔۔ کیا تماشہ ہے کہ پھر بھیڑ نہیں چھٹتی ہے

بینیٔ یار سے دعوی ہے گل زنبق کو ۔۔۔ بے حیائی ہے مگر ناک نہیں کٹتی ہے

حسن سے اپنے وہ نادان بھلا ہے آگاہ ۔۔۔ آرسی سامنے سے اسکے نہیں ہٹتی ہے

بوسہ کا اُس لب شیریں کے زبان نام نہ لے ۔۔۔ جان جاتی ہے مٹھائی نہیں کچھ بٹتی ہے

عشق محبوب میں غم ہے کسے مرجانے کا ۔۔۔ جان جاتی نہیں عاشق کی بلا کٹتی ہے

طلب آرام کی بیجا ہے گرفتاری میں ۔۔۔ کب بھلا خانۂ زنجیر میں چھت پٹتی ہے

شب ہجران کی درازی کا گلا کیا کیجئے ۔۔۔ خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہے

گوش وہ ہے جو سنا کرتا ہے افسانۂ حسن ۔۔۔ وہ زبان ہے جو صنم نام ترا رٹتی ہے

سائل دولت دنیا ہو نہیں اے آتش کیا
گنج قارون سے بھی اوقات نہیں کٹتی ہے

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے ۔۔۔ خال مشکین دلبری میں گوئے سبقت لیگئے

خاک چھانی ہم سبکروحوں نے مثل گردباد ۔۔۔ وادیٔ پرخار سے تلوے سلامت لیگئے

زہر کھا کر اک شکر لب پر موا ہوں دیکھنا ۔۔۔ قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے

عالمِ اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن
چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

ناتوانی سے فشارِ قبر کی طاقت نہ تھی
گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا
صبح کو کوسے اُٹھا کر شمع تربت لیگئے

دیدۂ دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین
کھینچکر مجھکو فرشتے سوئے جنت لیگئے

باغِ عالم مین ہے نافہمونکو بے برگی کا غم
سبز پتے اِس چمن سے زرد صورت لیگئے

کوئی مومن ہو نہ گلِ ورگلِ الٰہی بعدِ مرگ
وائے بر حال اُنکے جو دل مین کدورت لیگئے

گردشِ چشمِ غزالان نے ستایا دشت مین
ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

مصحفِ رخسار کے مضمون سا مضمون نہین
سب کے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے

دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود
کھود کر بت ساز آتش سنگِ تربت لیگئے

ہے یہ امید قوی زلفِ رسائے یار سے
کج بیچ چھٹنے مہرہ اُگلائے دہانِ مار سے

سامنا جب اُس مسیحا کا ہوا بیمار سے
بھر دیے آنکھونکے کاسے شربتِ دیدار سے

نازک اندامی مین کیا نسبت کسی کو یار سے
بدّھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہار سے

کم ہے ایذا ہو جو کچھ عاشق کو زلفِ یار سے
یہ بلائے بد زیادہ ہے شبِ بیمار سے

چاہیے لیکر جوابِ نامہ قاصد ہو پھرا
بالِ ہدہد کی ہوا آتی ہے کوئے یار سے

بعدِ مردن بھی رہیگا دل کو شوقِ [illegible]
سایہ بنکر روح لپٹے گی مری دیوار سے

عاشقونکے دل کو پیسا کرتی ہے مشقِ خرام
رہتی ہے پازیب نالان یار کی رفتار سے

وجدِ اہلِ حال سے یہ منکشف ہمکو ہوا
پردے کی آواز سُن لیتے ہین موسیقار سے

بادشاہِ حُسن نے خلعت دیا ہے عشق کا
یہ علاقہ ہے ہمارے نام پر سرکار سے

مشتریِ حُسن مجھسا دوسرا عاشق نہین
بوئے یوسف آتی ہے گھر مین مرے بازار سے

کر دیا ہے عشقِ زلفِ یار نے خوش ذائقہ
شہد کا ہمکو مزا ملتا ہے زہرِ مار سے

جان سودین تمھارے خالِ رُخ کے جائیگی
رکھتی ہے پرہیز یہ حب شفا بیمار سے

دامنِ نظارہ لبریزِ جواہر کیجئے
ہنسکے کھلوا دیجئے دندانِ درِ شہوار سے

شب کی شب مین ہوگئی اس مرتبہ دلبستگی
صبح کو روتی ہوئی شبنم گئی گلزار سے

دم فنا ہوتے ہین دیکھے سے تمھارا بانکپن
قتل کرتی ہے یہ شملے کی لٹک دستار سے

غیر سے احوال یہ سی یار کرتا ہے مری
گوش گل بلبل کی سنتا ہے زبانِ خار سے

دل کو داغِ عشق حسن آیا زمانہ مین پسند
یہ شگوفہ پھلے آکر ہم اس گلزار سے

بے سبب مشق خرام ناز صاحب کی نہین
کبک کو سیدھا کرو گے پائے کج رفتار سے

حسن سے ساقی کے حاصل ہوگی کیفیاتِ عشق
مست ہو کر جائینگے ہم خانۂ خمار سے

آرزومندِ شہادت ہون ارادہ ہے یہی
بھیک مانگون زخم اے قاتل تری تلوار سے

کی ہے جن آنکھون نے بلبل کی نگہ سے سیرِ باغ
ہمنے یہ جانا کہ نابینا گئین گلزار سے

لوٹ لینے کا ارادہ مردمِ دیدہ کا ہے
سامنا تو ہو نگہ کا دولتِ دیدار سے

حشر کی گرمی مین تو یاد آئیگا اے قصرِ یار
دھوپ بچ جاتی ہے تیرے سایۂ دیوار سے

خار خارِ دل سے جاتی ہے ہماری جان یار
دور کر یہ غنچہ سا گھونگھٹ گلِ رخسار سے

آنکھ رغبت کی اگر میری طرح سے ڈالتا
پھانسی دلواتا برہمن کو وہ بت زنار سے

نیند آتی ہے کسے آتش فراقِ یار مین
خواب کو نفرت ہے اپنے دیدۂ بیدار سے

کوچہ یار مین چلیئے تو غزل خوان چلیئے
بلبلِ مست کی صورت سے گلستان چلیئے

دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لئے گھر مین مرے مہمان چلیئے

پاؤن مین تا رہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیئے

زلف مین لعل لبِ یار کا مشتاق ہو دل
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیئے

شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیئے

دم فنا کیجئے اپنا نفسِ سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرفِ گورِ غریبان چلیئے

کافرِ عشق فرشتہ کی نہین سنتے ہین
کس سے کہتا ہے وہ غارتگرِ ایمان چلیئے

ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
حصہ رہتا ہے یہی باتون کو یان وان چلیئے

رہتا جوش جنون سا ہے بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجئے زندان چلیئے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیئے

برنگ آئینہ انسان کی قسمت ہے اگر سیدھی
زمین پر پاؤن رکھکر آسمان پر ناز کرتا ہے
سرِ مغرور کو جمعیت دنیا جھکاتی ہے
نہ پستی و بلندی ہے نہ ایسے پیس کے رستے
نہین زور آوری مین بازوئے قاتل کی شک ہرگز
پس از مردن بھی حسرت باقی رہتی ہو جفاکی
اثر کرتی نہین تعلیم تیرہ روزگارون کو
کریگی صاف چین اُن ابروؤن کی گرمی صہبا
محبت ہو ہمیشہ کاملون کو راست بازون سے
غریب آزار کا انجام کار اچھا نہین ہوتا

موافق ہے زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی
نگر کھو کرے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدھی
نہین دیکھی چمن مین ہمنے شاخِ بارور سیدھی
عدم کی راہ سب راہون سے ہو اے بیخبر سیدھی
کرے گی صاف دو ٹکڑے پڑی تلوار اگر سیدھی
لحد مین کیتے ہین پیران خم گشتہ کمر سیدھی
ادھر سیدھی ہوئی شانہ نے کی وہ زلف ادھر سیدھی
کمان رخ کر گئی جب پھر وہ ہوگی آگ پر سیدھی
کمر مین رکھتے ہین تلوار اراد ت بستر سیدھی
بس اب اے آہ چرخِ پیر پر بھی نہ کر سیدھی

جو منھ مین یار کی آتا ہے بک جاتا ہے اے آتش
نہ الٹی ہی سمجھتا ہے نہ وہ نہ رشک قمر سیدھی

کوچہ تیر اتیس باغ اے یار بے تاویل ہے
آفت جان سامنا اُس کا ہے انسان کیلئے
یعنی توریت موسائی سمجھتے ہین تجھے
بلبل و قمری ہین نالان راہ کوئے یار مین
گرد رہتے ہین ستارے رات بھر پروانہ وار
جلوۂ قربانیان عشق کسدن دان نہین
کیا سمجھ کر لبون کو حسن سے الگ کے ہے عشق
عشقبازی مین ہین فرہاد و مجنون کیہ ذوق
بے سروپائی نے پایا ہے یہ عالم مین رواج

چشم اشک آلود عاشق اُس مین موتی جھیل ہے
خوبصورت جس کو کہتے ہین وہ عزرائیل ہے
واسطے عیسائیون کے مطلب انجیل ہے
گل جو ہے سنگ ختان ہے سرو جو ہے میل ہے
ماہ تابان کون ہے دروازے کی قندیل ہے
روز اُس یوسف کی کو مین عید اسمٰعیل ہے
چار دن مین رنگ رخسار چمن تبدیل ہے
لیلی و شیرین سے تکو حسن مین تفضیل ہے
پا جو ہے بے کفش ہے سر ہے سو بے مندیل ہے

بادشاہ وقت اُس کے شیفتہ ہیں اے صنم
گیسوؤں کا تیرے سودا ہند کی تحصیل ہے

شعر الہامی یہ پہونچاتی ہے وہ لاتا تھا وحی
فکر عالی منزلت بھی ہمرہ جبریل ہے

راہ پر لاتے ہیں جب گمرہ ہوا ہے آسمان
بیشتر ہمنے بنایا ہے جو بگڑا نیل ہے

ہو کہ دیوانہ ہے حاضر ہووے بازیگاہ میں
لڑکوں کو چھٹی ہے روز جمعہ ہے تعطیل ہے

عشق کے غم سے کوئی نعمت نہیں لذت سرشت
نوش کیجے اس غذا کو جس قدر تحلیل ہے

منتظر ہے چشم روز وعدۂ دیدار کی
گوش مشتاق صدائے صور اسرافیل ہے

بستۂ عشق و جنون کی سیر کے قابل ہو تو
شیر کے مانند آتش تجھ میں زور فیل ہے

کیف مے نے سرخ و درخ کر دیا عناب سے
آتش گل کس منہ سے کیا بھڑکی تاب سے

تیرے سودے میں کھلونا بن گیا ہے اے پری
کھیلنے آتے ہیں طفل اپنے دل بیتاب سے

باغ عالم میں ہو تسکین خاک مجھ بیمار کو
اک زنخدان سیب سا دو لب شیریں عناب سے

سامنا ہوتا ہے جب تیرے ہوائے آرام جان
مردم دیدہ چرا لیتے ہیں آنکھیں خواب سے

دیکھتے ہیں زور اپنے ہاتھ کا وہ آج کل
خون عاشق ملکے پنجہ کرتے ہیں قصاب سے

تم اندھیری رات میں الٹو جو چہرے سے نقاب
روئے رشک مہر ذروں کو جگا دے خواب سے

رعشۂ پیری بچا تن کو گریۂ طفلی سے پھر
زلزلہ سے ڈھے گیا بچ کر یہ گھر سیلاب سے

چاہتا ہوں یار کو پیش نظر آٹھوں پہر
مانگتا ہوں رات پروانے سے دن سرخاب سے

کیمیاگر دیکھکر کہتے ہیں خط سبز یار
کشتہ اس بوٹی سے ہونگے سیکڑوں سیماب سے

حلقے اُن آنکھوں کے ہیں یا ابروؤں سے ہو نما
خوبصورت جیسے ہوجاتا ہے در محراب سے

جسم خاکی ہو گیا داخل گڑھے میں گور کے
کھنچ گئی آخر یہ کشتی جذبۂ گرداب سے

حسن اگر چلنے لگے عاشق تو لازی کا چلن
کبک مردہ کا کفن ہو چادر مہتاب سے

جان بھی عشق بازی میں نظر آتی نہیں
دوستی رکھتا ہے دل اک دشمن احباب سے

بوسہ دینے کا نہیں ہرگز زنخداں کا شرف
تشنہ لب محروم پھرتا ہے چہ بے آب سے

یار کے رخسار روشن پر ہے افشاں کا عجب
کیونکر انجم پیش آئے مہر عالمتاب سے

دل نے اے آتش کیا داغِ محبت کو پسند
ساتھ جاوےگی یہ شے اس عالمِ اسباب سے

گل سے افزون مری آنکھون مین ہین یہ جو کانٹے / پھول رکھتا ہے تری بو تو تری خو کانٹے
شیفتہ سبزۂ خط کا نہ ہو اے دل ہرگز / بے شعور اپنے لیے آپ نہ بو تو کانٹے
ہمنشین دل نہین اک آبلہ سا کہتا ہے / جی مین آتا ہے بھرون چیر کے پہلو کانٹے
نہ تو بلبل نظر آتا ہے چمن مین نہ تو گل / اک طرف برگِ خزان ڈھیر ہین یکسو کانٹے
کام اک آبلہ کا اُن سے نہین ہوتا ہے / نہین معلوم ہین کس درد کی دارو کانٹے
بد سرشتون کو نہ نیکون کا اثر ہو ہرگز / صحبتِ گل سے نہ ہو دین کبھی خوشبو کانٹے
گرمِ رفتاری سے ہر آبلہ اک اخگر ہے / پانون سے میرے تہی کرتے ہین پہلو کانٹے
زاہدِ خشک کے ایمان کا یقین ہو کیونکر / نہ مسلمان ہین ثابت نہ تو ہندو کانٹے
باخراشی ہے مری کوہنی سے افزون / پہلے پیدا تو کرین قوتِ بازو کانٹے
باغِ عالم مین جو راحت ہے تو پھر رنج بھی ہے / تا مگر گل ہین تو یان تا سرِ زانو کانٹے
ایک دن دعوتِ جمازۂ لیلی ہوگی / اس لیے بیچ مین مجنون ہے یہ ہر سو کانٹے
دیکھتے ہی انھین تلوے مرے کھجلاتے ہین / اے جنون جانتے ہین کیا کوئی جادو کانٹے
خار خارِ غمِ الفت کا اثر کیا کہیے / نکلے آخر مرے تن پر عوضِ مو کانٹے
کیا سمجھ کر انھین خوش چشمون سے نسبت دیجیے / پھول یہ سونگھتے ہین کھاتے ہین آہو کانٹے
جو نہ دے رنج کسی کو اُسے ہوتا نہین رنج / پانون پر میرے نہین پانے کے قابو کانٹے

یار و اغیار کو روپوشی ہے مجھ سے آتش
گل ہی یان سامنے آتا ہے نہ بر رو کانٹے

وہم سا اک اے بتِ مغرور پیراہن مین ہے / نام کو میرا تنِ رنجور پیراہن مین ہے
شمعِ ایمن وہ سراپا نور پیراہن مین ہے / داغِ سینہ یان چراغِ طور پیراہن مین ہے
جسم کے جامہ کو بھی دیکھا تو ہے تن پر تنگ / سخت دیوانہ ہے جو مسرور پیراہن مین ہے
موجِ عنبر ہے کہ سیلی ہے شکم پر یار کے / ناف ہے یا چشمۂ کافور پیراہن مین ہے

غش سی لگتی ہے ٹھنڈی سانس ہجر یار میں
روح قالب میں نہیں زنبور پیراہن میں ہے

عطر کیا ملتا ہے غافل آخر کار ملک دن
بوئے آب سدرہ کا فور پیراہن میں ہے

یار کی تصویر کھنچوائی تو کہتا ہے وہ شوخ
قالب بیجان کسے منظور پیراہن میں ہے

چار دیوار میں ہے یاں لباس خستہ تن
داغ کا گل زخم کا انگور پیراہن میں ہے

شبہ ہو جاتا ہے مجھکو شمع کا فانوس میں
نور کا عالم ترا اے حور پیراہن میں ہے

ناتوانی سے ہے یکساں ظاہر و باطن مرا
تار پیراہن تن رنجور پیراہن میں ہے

عالم پیر تنگ ہے دنیا طبائع مختلف
تنگ ہے غنچہ تو گل مسرور پیراہن میں ہے

مصرع رقت کو پڑھیے کپڑے آتش پھاڑیے
ہے قبا میں عقرب اور زنبور پیراہن میں ہے

پیری میں آئے گو وہ رخ روشن نظر مجھے
دکھلائے آفتاب کی صورت سحر مجھے

خال رخ صبیح ہے مد نظر مجھے
یوسف سے بھی عزیز ہے زنگی پسر مجھے

اے نونہال تو بھی دکھا چشم نرگسی
دکھلا رہے ہیں اپنے شگوفے شجر مجھے

جاتا ہوں اڑ کے شہر سے صحرا بہار میں
جوش جنوں پری کے لگاتا ہے پر مجھے

بے قصر یار میں گئے آیا نہیں قرار
دیوار پھاندی بند ملا ہی جو در مجھے

گم ہوں خیال میں دہن ناپدید کے
رکھتی ہے پیچ و تاب میں نازک کمر مجھے

قاصد کی طرح قتل جو کرتے تو عید تھی
ہونا تھا خط شوق کا خود نامہ بر مجھے

کانوں نے میرے یار مرے ہوش اڑا دیے
تیری خبر سنا کے کیا بے خبر مجھے

رسوا چکور سے ہوں سوا اسکے عشق میں
پہچانتا ہے خوب وہ رشک قمر مجھے

لب بند ہو گئے لب شیریں کے وصف میں
میرا دہن ہوا گرہ نیشکر مجھے

کس مست کا خیال ہوں حیران یا ہما
عینک کی طرح رکھتے ہیں پیش نظر مجھے

پیری میں جب سکی جو نہ روٹی تو آئی یاد
دانتوں سے کھولنی گرہ نیشکر مجھے

برسوں سے میں خراب ہوں انکی تلاش میں
رکھتا ہے شوق کعبہ میان سفر مجھے

سودے میں تیغ ابروئے خمدار یار کے
گردن وبال ہو گئی ہے بوجھ سر مجھے

دونون جہان کے کام کا رکھا نہ عشق نے
دنیا و آخرت سے کیا بے خبر مجھے

واماندگی سے میری نہ نالان ہوا ہے جرس
منزل مین سب سے دیکھیو تو پیشتر مجھے

معشوق تھے غرور سزاوار تھا تمھین
شکوہ نہین ہے تم نے نہ پوچھا اگر مجھے

حلقون سے زلفِ یار کے ہم زار ہون مین
پھانسی نہ دین کہین یہی رہتا ہے ڈر مجھے

ملتا نہین ہے دل سے بھی میرے مرا مزاج
صحبت کا تیری یار ہوا ہے اثر مجھے

طالب نہین ہے دولتِ دنیا کا دل مرا
اُس سیم تن کا وصل ہے تحصیلِ زر مجھے

جب دیکھتا ہے یار تو ہے دانت پیستا
ڈوبون گا مین ڈبوئے گا آبِ گہر مجھے

شمشیرِ خارجی نہین ہونیکی کارگر
حُبِ علی کی کافی ہے آتش سپر مجھے

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھون مین مبدل ہے
چراغِ لالہ چشمِ غول ہے گلزار جنگل ہے

شبِ تاریک مرقد دیکھتے ہی یار کو دیکھے
دمِ آخر ہمارا عاشقی کا روزِ اول ہے

ہزارون حسرتون کے روز و شب ہوتی ہین خون مین
نہین معلوم دل ہے یا مرے پہلو مین مقتل ہے

بدن سے یار کے نرمی مین کچھ نسبت نہین اسکو
جو مخمل وہ شکم تا ناف ہے تو ٹاٹ مخمل ہے

قدم رکھے تو گُل در گِل رقیبِ روسیہ ہووے
گلی مین یار کی ایسی مرے اشکون سے دلدل ہے

سوا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کافر ہون
دوئی جس دل مین ہے وہ دل نہین ہے چشمِ احول ہے

بنایا ہے اُسے شاید کہ دودِ روغنِ گل سے
ہزارون گل بھلاتا یار کی آنکھون کا کاجل ہے

جو عالم حسن رکھتا ہے تو حالت عشق غارت گر
کہین زلفِ مسلسل ہے کہین اشک مسلسل ہے

جو روتا ہون تو دو دو دن مرے آنسو نہین تھمتے
ہجومِ یاس سے ابرِ مژہ ساون کا بادل ہے

فروغِ ظاہری کرتا ہے کیا باطن کو روشن گر
طلائی گو کہ ہو مطلب سے خارج خطِ جدول ہے

ہو گئی ہے مجھے ہر صبح بے کوشش مری روزی
توکل آدمی کیواسطے گویا موکل ہے

وہی عالم ہے اب تک خاکسارانِ محبت کا
وہی نقشِ قدم کی خاک پیشانی کا صندل ہے

ہوا ہے آج مجنون عشق مین لیلیٰ کے دیوانہ
یہ زنجیر اُس کی گردن مین مری طفلی کی ہیکل ہے

اندھیری رات مین دیتی ہے دھوکا روشنی مجھکو
فروغِ حسن سے کس کا رُخِ پُر نور مشعل ہے

بہار آئی ہے ہنگام جنون ہے کپڑے پھٹتے ہین
مسلسل ہوں مین دیوانہ در زندان مقفل ہے

تفاوت ہے بڑا آئینہ و آئینہ رو مین
یہ صیقل کا نہین محتاج وہ محتاج صیقل ہے

فقیری جس نے کی گویا کہ اُس نے بادشاہی کی
جسے ظلِ ہما کہتے ہین درویشون کا کمبل ہے

کتابی چہرہ پر زلف پریشان ہے وہ مجموعہ
کہ جس کے سامنے اک مختصر نسخہ مطول ہے

لب نانِ جوین حتیٰ کہ رکھتا ہے دہن شیرین
قناعت شہد ہے آتش ہوائے حرص حنظل ہے

ہاتھ مشتاقِ گریبان ہے جنون کا جوش ہے
پیرہن تن پر مرے گرمی مین بالاپوش ہے

دور رہون یکجائی پر بھی صورتِ فانوس و شمع
ہے بغل مین یار پر خالی مرا آغوش ہے

کشورِ خوبان مین مرگ و زیست دونون ہیں خوش
یار خاطر زندہ ہے مردہ وبالِ دوش ہے

جان جاتی ہے ولیکن آہ دل کرتا نہین
ناقۂ لیلیٰ روان ہے پر جرس خاموش ہے

کوچہ و بازار مین رسوا نہ کر عاشق کو تو
اے صنم اللہ کو سنتے ہین پردہ پوش ہے

عاقل اتنے تو بکار خویش ہم دیوانے ہین
موسم گل تک گریبان پھاڑنے کا ہوش ہے

حال دل سنکر وہ چپکا ہو رہا مین خوش ہوا
نیم راضی کا نشان یعنی لب خاموش ہے

روتے روتے پانی ہو کر بہہ گیا آخر کو مین
قصر تن کے ڈھانے کو سیلاب دل کا جوش ہے

ضعف پیری سے نہین ہوتا ہے قد انساں کا خم
ٹوٹتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہے

دردِ دل کہنے کی خو مجکو نہ سننے کی اُسے
عہد مین میری زبان نایاب عنقا گوش ہے

ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہے جس کو زندگی
طوق کا حلقہ پری کا حلقۂ آغوش ہے

موت کا سامان ہے بے یار سامانِ نشاط
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہے

گور مین کیونکر قوی ہووے نہ امید وصال
رات اندھیری ہے چراغ خانہ تک خاموش ہے

ناگوار آتش ہے اپنی ہمت مردانہ کو
باندھنا مضمون غیر اُتری ہوئی پاپوش ہے

فصلِ گل ہے خون حیض دخت رز کا جوش ہے
گردن قاضی مین دست رند ساغر نوش ہے

یار سے دست و بغل ہوتا ہے عنقا کا شکار
تنگ اُس گل کی قبا سے بھی مرا آغوش ہے

حال دل ہوتے ہیں حسرت کی نگاہوں سے عیاں
میری اس کی گفتگو میں اب زبان خاموش ہے

پشت بر دیوار حیرت ہیں ہزاروں صورتیں
صاحب آئینہ خانہ آج تک روپوش ہے

جامۂ ہستی جنوں میں مثل گل پرزے اُڑا
سنگ یان بہر شکست شیشۂ مے کا جوش ہے

موسم سرما میں رُلواتا ہے پہلوئے تہی
اب کت دریا بدن پر میرے بالاپوش ہے

وصل کی شب کھوئی شادی مرگ ہوکر جان زار
تنگ مردے پر ہماری گور کا آغوش ہے

عرض الفت کا مآل کار ہے عاشق کو موت
جب شرابی کو زیادہ نشہ ہو بیہوش ہے

مردہ کس بیکس کا دریا میں بہایا جائیگا
جس حباب بحر کو دیکھا سراپا دوش ہے

گفتگوئے اہل غفلت کی حقیقت کچھ نہیں
خواب میں چلائے ہر چند آدمی خاموش ہے

اہل دنیا حال ہم دیگر سے کیا ہوں مطلع
مجلس تصویر میں کس کو کسی کا ہوش ہے

یار سر گرم خرام ناز میں محو جمال
گوہر جان گرامی صدقۂ پاپوش ہے

کنج تنہائی میں بھی چلا کے رو سکتا نہیں
لوگ کہتے ہیں در و دیوار کے بھی گوش ہے

گل ہر اک ساغر بکف بلبل ہر اک نغمہ طراز
سیر باغ آتش مہیائے ناؤ نوش ہے

پاس رسوائی سے دل پر مردے کا سا جبر ہے
ضبط نالہ ہجر کی شب میں فشار قبر ہے

صاف میرے آنسوؤں کا تار ہے اسکی جھڑی
دیدۂ تر کا کسی عاشق کے رومال ابر ہے

پہلے پروانہ سے مغز شمع میں لگتی ہے آگ
بے تامل حسن بھی ہے عشق اگر بے صبر ہے

کوچہ محبوب میں میں خانۂ کعبہ میں شیخ
بتکدہ میں برہمن آتش کدہ میں گبر ہے

مصحف رُخ کی تلاوت میں ہوا ہے دم فنا
نور سے ایمان کے روشن ہماری قبر ہے

کان کھولے رکھتے ہیں سُن رکھو اے [illegible]
اختیار آگے تو اب ہجر ہمکو جبر ہے

شغل مے خواری چمن میں چل کے آتش کیجیے
فرش سبزے کا لب جو ہے ہوا ہے ابر ہے

خون تیغ زلفوں کے دم شمشیر سے ٹپکے
کیا کیا نہ کمان دار ترے تیر سے ٹپکے

وہ حسن جوانی ہے ترا [illegible] کے مانند
دیکھے سے جسے رال لب پیر سے ٹپکے

دیوان میں ہمارے ہے مرقع کا سا عالم
مضمون ہے رنگیں جانہی تصویر سے ٹپکے

شب باش ہوں سایہ تلے جسکے میں بلاکش
شبنم سی وہ چھت شامت تقدیر سے ٹپکے

بیرنگی رہی مد نظر گو سحر و شام
رنگ شفق اس سقف زمیں گیر سے ٹپکے

گھلوانی ہے سر شمع جو ثابت قدمی سے
آنسو بھی نہ اندیشۂ گلگیر سے ٹپکے

وصف لب شیریں وہ کرے اپنی زباں سے
یوں شیرۂ جان جس کی کہ تقریر سے ٹپکے

آہن کو کیا آب تپ حار جنوں نے
قطرے ہوئے دانے مری زنجیر سے ٹپکے

غصہ سے بھی کرتیجے نہ سرخ آنکھو کو صاحب
خون بھی مژۂ عاشق دلگیر سے ٹپکے

پونچھے نہ بھوؤں پر سے جو رومال پسینہ
آب ابرو خمدار کی شمشیر سے ٹپکے

جس نے کہ لکھا اسکو نہایت ہی وہ رویا
آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے

گھلوائے جو بشاشی سے سر میری طرح شمع
نادم ہو پسینہ رخ گلگیر سے ٹپکے

دیکھے نگہ بد سے جو میرے نفسوں کو
کوڑھی کی طرح شومی تقدیر سے ٹپکے

ہے ہم سے غریبوں نے پی سیکڑوں عمریں
اس تابش خورشید کی تاثیر سے ٹپکے

اس مست کے ہو تیر نگہ کا جو نشانہ
مے چشم کباب دل نخچیر سے ٹپکے

مثل شفق چرخ وہ مہر آئے لب بام
رنگ اثر اس نالۂ شبگیر سے ٹپکے

گر ابر سیہ جھومتا آتا ہے تو ہر سے
یہ فیل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے

بیرنگ زمیں ہو تو اسے کیا کرے شاعر
رنگینی ہو تو رنگریز کی تدبیر سے ٹپکے

مضمون کہو آتش انھیں یا آم انھیں سمجھو
ہاتھ آگئے ہیں دو چار یہ تقدیر سے ٹپکے

تیرۂ و تار جہاں ہو دل روشن ٹوٹے
خاطر دوست نہ یاں خاطر دشمن ٹوٹے

آہ کھینچوں جو پیالہ کو کبھی ٹھٹیں لگے
سر کو پھوڑوں میں صراحی کی جو گردن ٹوٹے

مصحف رو سے ترے کعبہ کی بنیاد مٹی
مسجدیں بننے لگیں دیر برہمن ٹوٹے

اثر سنگ کیا باد خزاں نے پیدا
شیشۂ رنگ گل و لالہ و سوسن ٹوٹے

فکر درماں جو کروں درد گر پیدا ہو
سنعق خار سے ہو پاؤں میں سوزن ٹوٹے

ہوں میں وہ کشت بچے برق سے بارانِ اگر
شکر ہو ریے غارتِ خرمن ٹوٹے

شاہدِ حُسن کی بیدادگری سے ہے یقین
پائے بت کو جو چھوے دستِ برہمن ٹوٹے

حائلِ منزلِ مقصود سیہ بختی ہے
یا الٰہی کمرِ افعیِ رہزن ٹوٹے

اُڑ چلے پرزے جو آڑے رہے گریباں ہم
بس نہ اب سلسلۂ جنبشِ دامن ٹوٹے

سایہ ساں لگ چلی دیوار سے تیری جو نگاہ
بجلی بن بن کے ہر اک ذرۂ روزن ٹوٹے

پشتِ پا سنگ کو لگ جائے تو ٹھوکر آ جائے
سر پٹکیے تو درِ قلعۂ آہن ٹوٹے

جلوۂ یار سے داغِ دلِ بیتاب ہوں دور
کشت پر یاس کے برقِ شررافگن ٹوٹے

کوچۂ یار کی زینت ہے مری چشمِ پُر آب
رونقِ باغ کہاں جب چہ گلشن ٹوٹے

اہلِ دنیا کی خرابی ہوئی ظاہر مجکو
نظر آئے جو کہیں گنبدِ مدفن ٹوٹے

اُس رہِ سخت میں لائی ہے پیادہ قسمت
گر سوار آئے یقین ہے سمِ توسن ٹوٹے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا سے اے دوست
تیری پاپوش سے اک دن سرِ دشمن ٹوٹے

چلی ہے ایسی زمانہ میں کچھ ہوا اُلٹی
کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا اُلٹی

بیان حالتِ دل پیشِ یار ہو نہ سکا
زبان کبھی نہ دمِ عرضِ مدعا اُلٹی

نہ روزِ ہجر ہی کچھ خوب ہے نہ شامِ فراق
گلیمِ بخت سیہ سیدھی ہووے یا اُلٹی

نگاہِ ناز ہے ترچھی کچھ اُس صنم کی نہیں
خلافِ عشوہ و انداز ہے ادا اُلٹی

ہمارے خون سے ہوئے دست و پائے قاتل سرخ
نصیب اپنے پھرے قسمت حنا اُلٹی

کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسمِ حسرت و یاس
درِ قبول سے ٹکرا کے سر دعا اُلٹی

خلافِ وضع ہے انسان کیواسطے معیوب
بدن کی زیب نہ ہووے کبھی قبا اُلٹی

شبِ فراق میں میں نے جو منہ لپیٹا ہے
خیالِ وصل میں پہر دن نہیں ردا اُلٹی

گِلہ ہے حشر کے دن ہم کو سخت جانی سے
ہزار بار پھری آن کر قضا اُلٹی

نگاہِ یار کی پھرتے ہی ہم سے اے آتش
زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا اُلٹی

سر شمع سان کٹائیے پر دم نہ ماریئے
منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریے

مقسوم کا جو ہے سو وہ پہونچیگا آپ سے
پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پساریے

طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیا ذلیل و خوار
زر کی طمع سے چھانتے ہین خاک نیاریے

برہم نہ ہو مزاج کسی وقت آپ کا
ابتر ہوئی ہین زلفین نہایت سنواریے

ہو صرف رنگ زرد نے دی تہمت طلا
اک عمر میری خاک کو چھانین گے نیاریے

نرگس کو صدقہ کیجیے بیمار چشم کے
زلف سیاہ پر تری سنبل کو واریے

تنہائی ہے غریبی ہے صحرا ہے خار ہے
کون آشنائے حال ہے کس کو پکاریے

اے ماہ ناز ہے یہی اُس شاہ حسن کو
چین جبین کو قتلِ جہان پر ابھاریے

تبدیل روز وصل سے فرقت کی شب ہوئی
آئی ہوئی بلا ٹلی صدقہ اُتاریے

تم فاتحہ بھی پڑھ چکے ہم دفن بھی ہوئے
بس خاک مین ملا چکے چلیے سدھاریے

دکھلائی دے جو آنکھون کو یوسف کا امتحان
چلائیے جرس کی طرح سے پکاریے

نازک دلون کو شرط ہے آتش خیال یار
شیشہ خدا جو دے تو پری کو اتاریے

یار قاتل ہے تو کس کو موت سے پرہیز ہے
سر تصدق ہے اگر مژگان کا خنجر تیز ہے

توڑیے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آج کل جوش جنون کا اپنے لوہا تیز ہے

طول عمر خضر دے تم کو خدائے ہیچ چو
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہے

رو دیئے جس جا یقین ہے وان سے پیدا ہو چنار
آتش پنہان اِس آب اشک مین آمیز ہے

زندگی کی کونسی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہے نالہ بلا انگیز ہے

سر کو لیکر ہاتھ پر رکھو کوچۂ قاتل مین پانون
آسمان سے بھی سوایان کی زمین خونریز ہے

افعی رہزن ہے سنبل حسن کے گلزار کا
کہنہ گرگ اِس بوستان کا سبزۂ نوخیز ہے

کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہے روز حشر
خط پیشانی ہمارے پاس دست آویز ہے

پر زنے اُڑتے ہین ہمارے خط کے کوئے یار مین
خون قاصد سے در و دیوار رنگ آمیز ہے

یار بن ساقی قیامت ہے مجھے ساغر کشی
قلقل مینا نہین ہے شور رستاخیز ہے

زہر کھانا ہے نہ پینا اب شراب شوق کا / وصل کی شب ہے پیالہ ہجر کا لبریز ہے

غیر رسوائی کبھی ان سے نہ کچھ حاصل ہوا / عشق سے نفرت ہے مجکو حسن سے پرہیز ہے

منزل مقصود تک اللہ پہونچائے ہمین / وقت شب ہے ابر ہے صحرا ہے آفت خیز ہے

عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجئے / کوہکن اُس پر مرے جو کشتۂ پرویز ہے

ظلم کرتے ہین بتانِ سنگدل بیحد و عدد / شہرۂ آفاق جو ان خلق سے چنگیز ہے

فکر کی دقت سے یان طبع روان آگہ نہین / توسن چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہے

بلبل بستان کے نالہ سے یہ آتی ہے صدا / گوش گل نا آشنائے حرف شوق آمیز ہے

اشک کے شامل ہے خوناب دل پر داغ بھی / الحذر اے آستین یہ آب آتش بیز ہے

تختہ پارہ کی طرح ہے حالِ دلِ آتش تباہ
بیقراری لجۂ دریائے طوفان خیز ہے

کوچۂ یار کے نظارہ مین اغیار الجھے / سیر گلزار مین دامن سے مرے خار الجھے

پائے قاتل پہ الٰہی سرِ مغرور جھکے / رگ گردن سے مری خنجر خونخوار الجھے

چین جبین پر نہ ہو ہر چند وہ ابرو کج ہون / بھون نہ ٹیڑھی ہو جو زلف سیہ یار الجھے

فرصت وقت ہے تدبیر کے خاطر لازم / پھر سلجھتے نہین جب آنسوؤنکے تار الجھے

باغبانون سے ترے شیفتۂ زلف اے گل / سنبل الطیب کے ہو ہو کے خریدار الجھے

جوش اشکون کا یہی ہے تو یقین ہے دلکو / دامن سیل سے خارِ سرِ دیوار الجھے

ناتوانی نے یہ دم بند کیا تارِ نفس / سینہ مین صورت موئے سر بیمار الجھے

کفر و اسلام سے آزاد ہون بے قید ہون مین / مجھسے کافر ہی نہ جھگڑے نہ تو دیندار الجھے

روئے رنگین سے ترے باغ مین وا ہو نقاب / صحبت گل سے دلِ بلبل گلزار الجھے

کوچۂ یار مین ہنگامہ رہا غیرون سے / دن کو دو چار سے کے رات کو دو چار الجھے

حسن کو ایک طرح پر نہین اک لحظہ قرار / صاف سو بار وہ گیسو ہوئے سو بار الجھے

شیشہ گر کرتے ہین بند اپنی دکانین آتش
کس کے دیوانہ سے لڑکے سرِ بازار الجھے

منزلِ گور راہ مجھے اے آسمان درکار ہے
مرد بیمار کو نقلِ مکان درکار ہے

ہجر کی شب مین کہانی سے کوئی آتی ہے نیند
قصہ خوان کے بدلے یان لیسین خوان درکار ہے

ساحلِ دریائے ہستی ہے کنارہ گور کا
کشتی تن کے لئے بھی بادبان درکار ہے

دیکھئے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوب جائے
یار کو پیراہن آب روان درکار ہے

کچھ علاجِ وحشتِ عاشق نہین جز طوق گ
ایسے دیوانے کو زنجیر گران درکار ہے

آدمی کیواسطے کچھ اور ہووے یا نہ ہو
ساقی دمے سبزہ و آب روان درکار ہے

سیر بام عرش کی دکھلاتی ہے دلکی تڑپ
صاحب تاثیر کو کیا نرد بان درکار ہے

قیمت دل ان بتون سے کیا سمجھکر مانگئے
رہزنون کو مفت مال کاروان درکار ہے

خالی ہاتھ آئے ہین خالی ہاتھ عاشق جائینگے
وان نہ کچھ منظور تھا ہمکو نہ یان درکار ہے

ابرو و مژگان معما ہے جو تو سمجھے اسے
ترک حسن یار کو تیر و کمان درکار ہے

شہر و صحرا مین پھرا کرتا ہون اس امید پر
وہ جگہ دیکھون مری مٹی جہان درکار ہے

میری پامالی اگر مقصود ہے اے آسمان
کہہ خدا سے مجکو اک سرو روان درکار ہے

سبزۂ خط کے تماشے سے مجھے ظاہر ہوا
حسن کو رشک بہارِ گل خزان درکار ہے

چاہے سگ کو دے اسے چاہے ہما کو دے اسے
آسمان لے لے جو مشت استخوان درکار ہے

نیشتر بند ھتے ہین مضمونِ ہم آغوشی یار
بہر فکر شعر اک تنہا مکان درکار ہے

نالۂ بلبل کو سن کر اُف نہین کرتا کبھی
گوش گل کے واسطے آتش زبان درکار ہے

شب برات جو زلفِ سیاہِ یار ہوئی
جبین سے صبح مہ عید آشکار ہوئی

یہ سرخ نشہ مین چشم سیاہِ یار ہوئی
زیادہ تر شفقِ شام سے بہار ہوئی

تپ دروں نے نہ رکھا نشان تک باقی
ہمین حرارتِ قلب آتش چنار ہوئی

گذر ہوا جو کبھی مرقد غریبان پر
گھٹائین چھوٹے ہین برق بیقرار ہوئی

شب فراق کی ظلمت جو آئی گور مین یاد
سفیدۂ صبح کا تارہ کی مزار ہوئی

پیادہ پا جو چمن مین بہار کو دیکھا
ہوا کے گھوڑے کے اوپر خزان سوار ہوئی

بڑی خرابی و جانکاہی سے اسے کاٹا
شبِ فراق مجھے فیل کا تسکار ہوئی

زمین کو زلزلہ آئے گا چرخ کو چکر
ہماری روح لحد مین جو بیقرار ہوئی

شبِ فراق کے صدمون سے جان بچ جاتی
عنانِ مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی

وہ کوہ ہون مین پرِ کاہ ہے گران جسکو
وہ کاہ ہون کمرِ کوہ پہ جو بار ہوئی

بھری ہے دل مین زبس آرزو شہادت کی
تڑپ گیا مین جو تلوار آبدار ہوئی

یہ کیسا تیشہ سے فرہاد نے اِسے کاٹا
بلند و پست بہت راہ کوہسار ہوئی

وفا سرشت ہون شیوہ ہے دوستی میرا
نہ کی وہ بات جو دشمن کو ناگوار ہوئی

سنا ہے قصۂ مجنون و وامق فرہاد
کسیکو عاشقی آتش نہ سازوار ہوئی

غم نہین کوئے بتان مین جو نہین جا خالی
باغِ فردوس مین ہے پہلوئے حورا خالی

اے صنم مہر و وفا سے نہین دنیا خالی
کون سا دل ہے نہین جسمین تری جا خالی

نیمچی نظرون سے ہوا اُسکی زمانہ پامال
آنکھ اُٹھائی تو کیا عالمِ بالا خالی

شبِ تنہائی مین کیا گرم ہو پہلو اِس سے
ناز و انداز سے ہے صورتِ زیبا خالی

دیکھکر جان نکلتے ہوئے بھاگے اغیار
مین نے مر کر بھی کیا یارون کا پالا خالی

گردشِ چشم کہان گردشِ ساغر بھی نہین
نظر آیا یہ مجھے گنبدِ مینا خالی

نکلے پہلو مین ہر اک نام کے ستر ستر
نہ ملی بعدِ فنا گور مین بھی جا خالی

سر بکف کوچۂ جلاد مین حاضر ہون مین
فتنہ سمجھے نہ مرے عہد مین دنیا خالی

پیاس بجھتی نہین مستسقیِ الفت کی ترے
سوکھ جاتے ہین کنوئین ہوتے ہین دریا خالی

گردشِ چشم نہین گردشِ افلاک سے کم
گھر کے گھر کرتی ہے وہ نرگسِ شہلا خالی

شکر کس منھ سے کرون گوشۂ تنہائی کا
مجھکو دل کھول کے رونیکو ملی جا خالی

جوش کھایا جو مرے خون نے نہین رہنے کا
پائے محبوب مین جائے کفِ پا خالی

سمجھے آتش نہ کوئی آدمِ خاکی کو حقیر
نہین اسرار سے یہ خاک کا پتلا خالی

موت مانگون تو رہے آرزوِ خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

میری ایذا کیلئے مر دسے مین جان آتی ہے
کاٹنے دوڑتی ہے ماہیِ بے آب مجھے

وہمِ گرگ سے جیتا جو بچون صحرا مین
ذبح کرنے کیلئے ہول لے قصاب مجھے

ہون تصور مین صفائے بدنِ یار کے غرق
حلقۂ ناف ہوا حلقۂ گرداب مجھے

مردمِ دیدۂ قربانی ہون مین دیوانہ
آئے دروازہ کھلے بن نہ کبھی خواب مجھے

اے فلک ہنے دے عریان ہی پس از مرگ بھی تو
سونپتا کیا ہے کفن دزد کا اسباب مجھے

نہین رکھتے ہین اسیری کی ہوس مردِ فقیر
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

جوش سے اشکونکے پھر جائے گا سر پر پانی
کھینچ لیجائے گا دریا مین یہ سیلاب مجھے

دیر و کعبہ مین اُن آنکھونسے نہین حلقۂ در
کوئی ابرو سے دکھاتا نہین محراب مجھے

فرقتِ یار مین کرتی ہے قیامت برپا
روزِ محشر سے نہین کم شبِ مہتاب مجھے

مرضِ عشق سے بچ جاؤن جو تم دلوا دو
صدقہ اپنے لبِ جان بخش کا عناب مجھے

چین لینے نہ دیا دردِ جدائی نے کبھی
کب مین سویا کہ جگایا نہین بد خواب مجھے

نہین بھولا ہے جنون مین وہ حواس اگر جانا
یاد ہے بر ہمیِ صحبتِ احباب مجھے

نام کو میرے بھی احباب مین اپنے لکھے
ذرہ سمجھا رہے وہ مہرِ جہان تاب مجھے

دل غنی چاہیے گو ہون مین فقیر اے آتش
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

برقِ بے پردہ اگر چہرۂ نورانی ہے
پردہ پوشی تری تلوار کی عریانی ہے

ایک عالم ہے صنم بس کہ ترا فریادی
عرصۂ حشر جلوخانۂ سلطانی ہے

دل کے خون ہونے سے اے جان خدا نا گھبرا
ایک دن تو بھی غمِ یار کی مہمانی ہے

یارِ جلادی مین یکتا ہے زمانہ ہے اگر
واجب القتل نہین کوئی مرا ثانی ہے

حال پر اپنے کسی وقت تو کر چشم کو تر
سے ہے پھر اندھا وہ کنوان جس مین نہ پانی ہے

صورتِ غنچۂ گل ہے دلِ بستہ میرا
مجکو واشد کی طلب فکرِ پریشانی ہے

سر نگون خاک مین ملوا کے ہوا مجکو فلک
کارِ بد کردہ کا انجام پشیمانی ہے

بے تمیزی سے ہے اپنی مجھے امید نجات
باعث بیگنہی طفل کی نادانی ہے

ہونٹھ چھوٹا اٹھے تا حال محبت کا مزا
زخم دل پر وہی ابتک نمک افشانی ہے

زندگانی مین ہون مین مردہ سے بدتر آتش
نقش تعویذ لحد کا خطِ پیشانی ہے

روئے خورشید سے روشن رخ نورانی ہے
صبح صادق سے کشادہ تری پیشانی ہے

تاب نظارہ کہان اور کہان دیدۂ شوق
صورت یار مین آئینہ کو حیرانی ہے

شام ہوتے ہی نہ معلوم ہوئی پھر شب وصل
عمر کوتہ سے وفا چاہنی نادانی ہے

ٹھوکرین رہگذر یار مین کھاتا ہون مین
عاشق نقشِ کف پا مری پیشانی ہے

تا دم مرگ رہا منتظرِ قاتل مین
شاہد حال مرا دیدۂ قربانی ہے

صورتِ یار مین اٹکیگا دم بازپسین
حالت نزع سے مشکل مری آسانی ہے

نیم جان چھوڑکے نادم ہوا ہوگا یار
سر جھکا کر جو ہوئی مجھکو پشیمانی ہے

آئینہ دیکھ ہوا یار غریق حیرت
منزل خوف شناور کو بندھابانی ہے

دل سا دشمن ہے شب و روز عزیز پہلو
اپنے قاتل سے مجھے الفتِ روحانی ہے

وعدہ ہوتا نہین تا چند برابر سیرا
اے اجل دیکھون تو کب تک نگہبانی ہے

نوجوانی مین غم عشق نہ بڑھنا معلوم
شب کوتاہ ہے افسانۂ طولانی ہے

دشمنی ہے عوضِ دوستی یان اے آتش
درد سر ہی سبب صندل پیشانی ہے

کیا کیا نہ رنگ تیرے طلبگار لا چکے
مستون کو جوش صوفیون کو حال آ چکے

ہستی کو مثل نقشِ کف پا مٹا چکے
عاشق نقاب شاہد مقصود اٹھا چکے

کعبے سے دیر دیر سے کعبے کو جا چکے
کیا کیا نہ اس دو راہے مین ہم پھیر کھا چکے

گستاخ ہاتھ طوق کمر یار کے ہوئے
حد ادب سے پاؤن کو آگے بڑھا چکے

کنعان سے شہر مصر مین یوسف کو لیگئے
بازار مین بھی حسن کو آخر دکھا چکے

پہونچے تڑپ تڑپ کے بھی جلاد تک نہ ہم
طاقت سے ہاتھ پاؤن زیادہ ہلا چکے

ہوتی ہے تن میں روح پیام اجل سے شاد
دن وعدۂ وصال کے نزدیک آ چکے

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو کہیں
ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے

دیوانہ جانتے ہیں ترا ہوشیار ہمیں
جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اُڑا چکے

ہو جو ہر دم آئینہ پیش نظر نہیں
سمجھے ہم آپ آنکھوں میں اپنی سما چکے

اس دلربا سے وصل ہوا دیکے جان کو
یوسف کو مول لے چکے قیمت چکا چکے

اُٹھا نقاب چہرۂ زیبائے یار سے
دیوار درمیان جو تھی ہم اُسکو ڈھا چکے

زیر زمیں بھی تڑپیں گے اے آسمانِ حُسن
بیتاب تیرے گور میں بھی تاب لا چکے

آرائشِ جمال بلا کا نزول ہے
اندھیر کر دیا جو وہ مسّی لگا چکے

دو ابرو اور دو لب جان بخش یار کے
زندوں کو قتل کر چکے مردے جلا چکے

مجبور کر دیا ہے محبت نے یار کی
باہر ہم اختیار سے ہیں اپنے جا چکے

صید ہوں نے عشق و حُسن کے دم کر دیا فنا
آتش سزا گناہِ محبت کی پا چکے

زلزلہ گاہ گیے چشمۂ خون جاری ہے
گور پہ بھی مرے مردے کا قدم بھاری ہے

دور اتنا بھی بس اے منزلِ مقصود نہ کھینچ
تھک گیا لاکھ میں ہمت تو نہیں ہاری ہے

شاق کیونکر نہ ہو عاشق کو جدائی تیری
کون ہے وہ کہ جسے جان نہیں پیاری ہے

غم کو میں فراموش ہوا الفت میں
لاکھ آزادی نہ اک دل کی گرفتاری ہے

رات آرام سے کٹتی ہے نہ دن راحت سے
زندگانی دو روزہ مجھے بھاری ہے

تھا اے بادِ بہاری مجھے تکلیف شراب
آ گئے ہی گھڑی گناہوں کی مری بھاری ہے

وصل میں ہجر کا دھڑکا ہے بجا عاشق کو
چار دن چاندنی ہے چار دن اندھیاری ہے

سایۂ دامنِ جلاد میں ٹھنڈا ہو لوں
منزلِ سخت ہے پشتارہ بہت بھاری ہے

نسبت اے پردہ نشیں تجھ سے نہیں یوسف کو
قدر اُس کی نہیں جو حُسن کہ بازاری ہے

دل کا گاہک وہ بلا کو ہے خدا خیر کرے
بد بلا حاکم ظالم کی خریداری سے ہے

نہیں معشوق جو آتش نہیں میرا مطلوب
سکۂ عشق مرے نام پر اب جاری ہے

دیدۂ مشتاق کو منظور تو عالم میں ہے
دم ترا بھرتے ہیں دم جبتک کہ اپنے دم میں ہے

خوش قدی کا بحثے دعوے کرکے اس تقصیر پر
سرو دن بھر دھوپ میں ہے رات بھر شبنم میں ہے

اک نہ اک دن یار ہوگا مہربان کام آئیگا
سو ہنر سے بہتر اک عیب محبت ہم میں ہے

خندہ زن دشمن نہ گر ہاے دوستا میرے حال پر
رتبۂ ہمائے بے وارث مجھے عالم میں ہے

اس قدر پیٹے حنائی ہوگئے یارون کے ہاتھ
صرف سینہ پنجۂ ہمرجان مرے ماتم میں ہے

آئینہ دل کا ریاضت سے اگر ہو جائے صاف
پھر تماشہ ہے وہی ممکن جو جامِ جم میں ہے

آنکھ رغبت کی نہیں بیوجہ ذرے ڈالتے
روشنی اُس رخ کی کچھ کچھ نیّر اعظم میں ہے

توڑتا ہے کس طرح دست جنون زنجیر و طوق
دیکھتا ہون میں بھی کتنا زور اس رستم میں ہے

گرد پھر تیرے اے بت عاشقونکو ہے طواف
عالم محراب کعبہ ابروؤنکے خم میں ہے

دشمن جان سنتے تھے مہر و محبت کا مزا
چکھ کے دیکھا تو حلاوت شہد کی اس سم میں ہے

ایک بوسہ بھی غنیمت ہے لب جان بخش کا
وہ کرے تکرار حجت جسکو بیش و کم میں ہے

غیر عاشق دیکھ سکتا ہے تجھے کون اے حسین
ایسی یار آئی نظر کب چشم نامحرم میں ہے

قید عفت میں ہے محبوب عاشق جان بلب
نزع میں بیمار عیسے دامنِ مریم میں ہے

کھینچ لائے یار کو بھر دے مرا زخم فراق
وہ اثر ہو جذب دل میں جو اثر مرہم میں ہے

قالب خاکی کو سنتے ہیں آتش زیر خاک
کچھ نہیں معلوم ہم کو روح کس عالم میں ہے

الٰہی افعی گیسوئے دلستان کاٹے
اجل کہیں مرے بالون کی بیڑیان کاٹے

برنگ غنچۂ پژمردہ دل گرفتہ چلے
شگفتہ ہوکے نہ وہ دن بھی ہم نے یان کاٹے

لگالے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر پہ کاش
بڑا پہاڑ یہ فرہادِ خستہ جان کاٹے

کہے گا اُس سے پیام زبانی کیا قاصد
جو ذکر سے مرے غمّاز کی زبان کاٹے

منھ آئینہ میں جو دیکھے وہ غیرت یوسف
ادھر یہ اور اُدھر عکس اُنگلیان کاٹے

ہزار بار اگر زندہ ہون نئے سر سے
تو پھر بھی سر وہ مرا بہر امتحان کاٹے

نکل چلا ہے حسینون کے قد موزون سے
درخت سرو کو کھوڑا سا باغبان کاٹے

خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل
تڑپ تڑپ کے کہاں تک یہ نیم جان کاٹے

تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن میں
شہید نازجو یاد آئے ارغوان کاٹے

قیامت آتی ہے اس عمرِ چند روزہ کو
زمین کی طرح عزیزبھی ہے آسمان کاٹے

بناتا ہے خط گل چہرہ یار یوں حجام
چمن کی گھاس کو جس طرح باغبان کاٹے

زبان چلتی ہے قینچی کی طرح سے ہر بار
یقین ہے بات کو پیرون کی وہ جوان کاٹے

سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہے
وہ زرد ہوتا ہے جو کشت زعفران کاٹے

ملاؤن خاک میں اہل سخن کے دشمن کو
اکھیڑون جڑسے میں وہ دانت جو زبان کاٹے

کسی کا ہو رہے آتش کسی کو کر رکھے
دو روزہ زیست کو انسان نہ رائیگان کاٹے

مردمِ دیدہ رہے سایۂ مژگان کے تلے
زیست کا لطف ملا خنجرِ بران کے تلے

عیب لگتا ہے کسے جامۂ عریانی سے
اے جنون داغ نہیں اپنے گریبان کے تلے

دوست یاران وطن سے نہیں مٹی درکار
دب مرونگا میں کہیں ریگ بیابان کے تلے

شجرِ خشک ہوں رہتا ہوں گرفتار بلا
آرہ کے نیچے سے جاتا ہوں میں سوہان کے تلے

لیجلے وحشت دل اب کی جو صحرا کی طرف
فرش آنکھوں کو کروں پائے غزالان کے تلے

نیند آتی نہیں اک دم اُسے بےگل تکیے
تکیہ دیکھا تھا مرے یار نے قرآن کے تلے

اسقدر دانت مرے قتل پہ لے یار نہ پیس
سورہ الناس کا آجائیگا دندان کے تلے

آسمان میری طرف سے نہ عداوت رکھے
روند ڈالے قدم گبر و مسلمان کے تلے

رنج دنیا سے زیادہ ہے عذاب مرقد
جائے آرام نہیں گنبدِ گردان کے تلے

حسرتِ بوسہ سے ہونٹھوں کو چباتا ہوں میں
زہر بنتی ہے مٹھائی مرے دندان کے تلے

دستخط فرد تو قسمت کی ہوئی ہے لیکن
بھولے سے رہگئی ہے سندِ سلطان کے تلے

بوجھ شانے کا نہ اُسیر پڑے اے شانہ
کمر یار بھی ہے زلفِ پریشان کے تلے

بد بلا لعل لب یار تلے اور مسّی
سرمہ آسیب پری سایۂ مژگان کے تلے

لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیرین
ذائقہ بس ہے زبان کا مرے دندان کے تلے

بخت بد نے مجھے ہرچند مٹایا آتش
رہ گیا نام مرا گنبدِ گردان کے تلے

اب کے زندہ ہم اگر یار کے در تک پہونچے
مردہ بھی اُٹھ کے یقین ہے کہ نہ گھر تک پہونچے

شعلۂ حسن نے کی ہے یہ حرارت پیدا
آگ لگ اُٹھے جو پردہ کبھی در تک پہونچے

حسرتِ بوسہ سے پانی مرے منھ مین بھر آئے
دہن مور اگر تنگ شکر تک پہونچے

دمِ آخر ہی وہ کاش آئے گلہ کچھ نہین پھر
دوست رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہونچے

منت سفلہ اُٹھائین نہ کبھی عالی جاہ
اُڑ کے کافور کہان داغ قمر تک پہونچے

گرم جوشی نکرا اے یار کسی سے یہ نہ ہو
آگ لگ کر مرے گھر غیر کے گھر تک پہونچے

موت ہی آئے جو آنسو نہین تھمتے یارب
دامن خاک ہی اس دیدۂ تر تک پہونچے

صورت آئینہ حیرت سے ہوے ہین بیخود
سامنے سے ترے پھر کر ہین جو گھر تک پہونچے

دلِ خونخوار سے ہوتی ہے کدورت کوئی دور
زنگ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہونچے

آئینہ آپ نے دیکھا ہے تو توڑین اُس کو
تم سے منھ پھیر کے ثابت نہ یہ گھر تک پہونچے

جان بیچنے کی خوشی ایسی ہو نوبت رکھون
نوبت شام جدائی جو سحر تک پہونچے

رگِ گل کہتے ہین شاعر کبھی تارِ سنبل
دست فکر اُن کے نہین تیری کمر تک پہونچے

خدمتِ یار مین ہو ایسی رسائی یارب
مہر تک ذرہ جو اُڑ کے قمر تک پہونچے

حسن و خوبی کا ہوا نصف جہان سودائی
اے پری بال ترے سر کے کمر تک پہونچے

تیغ ابرو کی محبت مین گل اُس پر کھائے
پھول بارے مرے سینہ کی سپر تک پہونچے

وائے قسمت ہمین حسرت رہی سرگوشی کی
کان تک یار کے یاقوت و گہر تک پہونچے

جسم خاکی کی تمنا ہے یہی بعد فنا
مشت خاک اپنی تری راہ گذر تک پہونچے

آب شمشیر جو یہ تا کمر قاتل ہے
جوش مین آکے ابھی مرے سر تک پہونچے

عشق طفلان ہے خطِ شوق ہمارا آتش
پڑھ سکے یار نہ ہرچند نظر تک پہونچے

ابلیس حسد سے رہے تدبیر مین میری
تدبیر کو کیا دخل ہے تقدیر مین میری

خال رخ محبوب کے مضمون میں ایک نکتہ
نقطہ کی جگہ اب نہیں تحریر میں میری

معشوق بھی کوئی نظر آتا ہے تو ٹھنڈا
اوقات بسر ہوتی ہے کشمیر میں میری

دنیا میں محبت کا کہیں نام نہیں ہے
گم عقل ہے ربط شکر و شیر میں میری

ہر لحظہ ہے یان وردِ زبان ذکر الٰہی
دم مارنے کی جا نہیں تقریر میں میری

دل کو نہیں اُس گوشۂ ابرو کے سوا چین
آسودگی ہے سایۂ شمشیر میں میری

ہر لحظہ دگرگون ہے مرا حال پریشان
صورت نہیں ملتی مری تصویر میں میری

اس رعشۂ پیری سے تو موت آنی ہے بہتر
دن رات ہے اک زلزلہ تعمیر میں میری

پھر بھی چلے شمشیر گلے پر نہیں آتش
جلاد کو شک آتا ہے تقصیر میں میری

زاہد فریفتہ ہیں مرے نونہال کے
عاشق بزرگ لوگ ہیں اس خورد سال کے

ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید
سوتا ہوں ہاتھ گردن مینا میں ڈال کے

مضمون رفتگان سے طبیعت کو اپنی ننگ
گاہک نہو وین ہم کبھی مردے کے مال کے

شان و شکوہ نے ہمیں برباد کر دیا
مثل حباب اُڑ گئے خیمہ نکال کے

رنج خمار اٹھانے کی طاقت نہیں مجھے
پیتا ہوں میں شراب میں بھی لون ڈال کے

بے عشق لوگ کہتے ہیں ماہِ چہار دہ
سنکر مقر ہوئے ہیں تمھارے کمال کے

اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی
تودے لگائے خاک شہیدان کلال کے

سرمہ نہیں ہوا ہے تجلی سے طور ہی
ہم بھی ہیں سوختہ تری برق جمال کے

شام شب فراق سے بیٹھے ہوئے جو لگ
آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے

اُس شمع رو کا واہ رے جسم گداز و صاف
اللہ نے بنایا ہے سانچے میں ڈھال کے

افعی ہے زلف خال ہے انگلی کی مردمک
عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلف و خال کے

آنکھوں میں اپنی رکھتے ہیں اہل نظر انھیں
سرمہ ہوئے ہیں پسے ہوئے تیری چال کے

اخوان دہر سے عجب اسکا نجا نے
یوسف کی فکر میں جو پھرین گرگ پال کے

معنی کے شوق میں جو ہوا دل کو میل فکر
تصویر شعر بنگئے پتلے خیال کے

سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا
ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدۂ غزال کے

شک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہوتے ہوئے صنم
پنجہ مین آفتاب کے ناخن ہلال کے

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہے صاف
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

رخصت یار کا جس وقت خیال آتا ہے
عمر رفتہ کو بھی یاد دلا جاتا ہے

آتش گل سے کیا ہے مری طینت کو خمیر
دامن باد بہاری مجھے بھڑکاتا ہے

اے ہما منھ نہ لگانا تو مری ہڈیون کو
سگ دیوانہ مجھے کاٹ کے مر جاتا ہے

ذرے اُس کوچہ مین جا سکتے نہین روزن تک
سایہ دیوار سے لگ چلنے نہین پاتا ہے

گوش زد یار کے ہوتی نہین فریاد دلا
عالم خواب مین گویا کہ تو برّاتا ہے

خار سے خشک ہون گو ہجر مین اُس گل رو کے
پردہ کا نٹا ہون جو دامن نہین الجھاتا ہے

خس و خاشاک کا رتبہ ہے مجھے عالم مین
پہلے پھنکتا ہون مین جو آگ کو سلگاتا ہے

امتحان عاشق صادق کا سزاوار نہین
زر خالص کو بھی اے یار کوئی تاتا ہے

مشت خاک اپنی ہون گرد ونکے حوالہ کرتا
دامن گور مرے سامنے پھیلاتا ہے

جان کھوتا ہے عبث عشق بتانین آتش
سر کو نادان کوئی کہسار سے ٹکراتا ہے

میری قسمت مین لکھی ہوت جو تلوار کی تھی
شیر دایہ مین حلاوت نئی ہر دھار کی تھی

آب شمشیر دوا عشق کے بیمار کی تھی
چاشنی اسمین مگر شربت دیدار کی تھی

جلئے ہر موئے تن اے کاش مین گردن رکھتا
آب ابرو کی ہر اک بال مین تلوار کی تھی

آرزو رہگئی اُس کوچہ مین پامالی کی
دھوم ہی دھوم فقط چرخ جفاکار کی تھی

دل دیوانہ زبس عشق صنم رکھتا تھا
ہر نفس کا مجھے منزل مجھے کہسار کی تھی

کیا بناتا ہے شکستہ نفسون کو صیاد
فکر لازم دل مرغان گرفتار کی تھی

گرم جوشی سے تپ عشق کی کیونکر بچتا
نبض اول ہی سے دودی ترے بیمار کی تھی

پا بہ گل بیخودی شوق سے مین رہتا تھا
کوچۂ یار مین حالت مری دیوار کی تھی

حسنِ یوسف ہے وہی رونقِ بازار ابتک
وہی کثرت ہے جو کثرت کہ خریدار کی تھی

ایڑیان راہ مین رگڑا کے ہم واماندے
پہونچے منزل مین وہ طاقت جنھین رفتار کی تھی

چہچہے کنجِ قفس مین بھی وہی باغ کے ہین
سرِ بلبل مین ہوا تھی وہ جو گلزار کی تھی

تیغِ ابرو سے مجھے قتل کیا قاتل نے
وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی تھی

مصلحت تھی وہی جو کچھ کہ کیا جس سے سلوک
دل جو تھا یار کا تھا جان جو تھی یار کی تھی

راہِ صحرا مین جنون کیون نہ کھے سرگشتہ
جستجو آبلہ پایون کو ترے خار کی تھی

شب جو تھی پیشِ نظر صورتِ زیبائے حبیب
روشنی گھر مین مرے چاند سے رخسار کی تھی

خوب سمجھا کئے مضمون کو اُس کے شاعر
چست اسطرح کی بندش تری دستار کی تھی

جو محبت کی نظر سے تھے خریدار اے یار
پھونک دیتی انھین گرمی ترے بازار کی تھی

طور پہ پہونچا **آتش** کو عزیزو دمِ دفن
آرزو اُسکو بہت جلوۂ دیدار کی تھی

ہر دم تفِ درون سے ہم آفت طلب رہے
ہے دشمنِ حیات جگر مین جو تب رہے

جا کی ہے تو نے منزلِ دل مین تو اے صنم
آنکھون کا بھی حجاب یہ ہمسے نہ اب رہے

دامان دوست کی ہے سکندر کو آرزو
باہر کفن سے ہاتھ نہین بے سبب رہے

اللہ رے بے نیازی محبوب آفرین
دل سے قریب ہوکے کوئی دور جب رہے

معدوم جوشِ گریہ سے کیا ہو بخارِ دل
کچھ گرد تو نہین جو بہ باران سے دب رہے

مانع تھا عرضِ حال کا از بسکہ رعبِ حسن
منھ دیکھتے ہی یار کا محفل مین سب رہے

روپوشی حبیب کا کشتہ ہون چاہیئے
مرقد بھی بے چراغ مرا شب کی شب رہے

عزلت گزین کو عیب لگاتی ہے سرکشی
دندان وہ بد نما ہے نہ جو زیرِ لب رہے

آتش ظہور مہدیِ دین ہو خدا کرے
تا چند بے چراغ یہ معمورہ اب رہے

عاشقِ روے کتابی اگر انسان ہووے
اُس سے بہتر ہے جو یہ حافظِ قرآن ہووے

میرے مرنے کی خبر ہو نہ کسی کو معلوم
دوست گریان نہ تو دشمن کوئی خندان ہووے

نفسِ سرد سے یہ صبح کو آتی ہے صدا
ٹھنڈے ٹھنڈے وہ سدھارے کہ جو مہمان ہووے

قدرت اللہ کی لے بت ہے ترا حسن و جمال
کافرِ عشق عجب کیا جو مسلمان ہووے

کون سا بال ہے اُس زلف کا بکھرا جو نہین
کوئی مجموعہ نہ اتنا بھی پریشان ہووے

دور مین دل ہو صفا سے تو تماشہ دکھلائے
آشکارا ہو وہ آنکھون سے جو پنہان ہووے

چاندنی چھٹکے اندھیرے مین تم الٹو جو نقاب
حسن کی جوت سے کارِ مہ تابان ہووے

جی مین آتا ہے کہ پیٹین سنون جلنے سے
دلِ بیمار کی مشکل کہین آسان ہووے

جان بھی جائے تو نکلے نہ زبان سے کبھی آہ
چاہیے سینہ ترا گورِ غریبان ہووے

بے حجابی ہے حیا سے بھی تمھاری قاتل
تشنۂ خون ہے وہ شمشیر جو عریان ہووے

رُخِ رنگین رہے منظورِ نظر اے آنکھو
دیکھیے اُس کا تماشہ جو گلستان ہووے

عاشقون کا تجھے لازم ہے خیال اے شہِ حسن
بیخبر ہو نہ رعیت سے جو سلطان ہووے

موسمِ گل مین اُڑاوے گی ہوا صحرا کی
باغ ہر چند کہ دیوانون کا زندان ہووے

حُسنِ بے عیب خدا نے وہ دیا ہے تم کو
مدعی ہو کے جو دیکھے وہ پشیمان ہووے

کفر و اسلام کی کچھ قید نہین اے آتش
شیخ ہو یا کہ برہمن ہو پر انسان ہووے

رشکِ بخیۂ مرجان بخیۂ حنائی ہے
صاف ہیرے کی تراشی یار کی کلائی ہے

کیا چمن شگفتہ ہین کیا بہار آئی ہے
کیا دماغِ بلبل مین بوئے گل سمائی ہے

اشتیاقِ وصلت مین جان لب تک آئی ہے
عشق نے ستایا ہے حُسن کی دہائی ہے

دیر سے نہین واقف بے خبر ہین کعبے سے
قصرِ یار کے در پہ شوق جبہہ سائی ہے

عرش سے بھی عالی ہے بامِ یار کا پایہ
آہ کی کمندون کو عذرِ نارسائی ہے

مر بھی دیکھیے شاید گور پر وہ شوخ آوے
یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہے

عشق ہے مرے دل کو حسن کے نظارہ کا
آنکھ کے پیالے سے حسرتِ گدائی ہے

پھر رہا ہے آنکھون مین حُسن پہ وہ سوز انکا
بے نقاب یوسف سے ہم سے آشنائی ہے

جسقدر بڑھین انکو چند روز بڑھنے دو
دیکھیے تو زلفونکی کس قدر رسائی ہے

زندگی ہے وابستہ اس مسیح کے دم سے / مژدہ فنا ہمکو یار سے جدائی ہے

سامنے سے تیرے ہے رنگ مدعی اُڑتا / ماہتاب کے منہ پہ چھوٹتی ہوائی ہے

اور کچھ نہین رکھتے اس پری کے دیوانے / سر برہنگی ہے یان یا برہنہ پائی ہے

مرغ روح قیدی ہے جسم کے تعلق سے / صورت قفس چھوڑا جب اسے رہائی ہے

جان زار پاتی ہے لطفِ یار سے تسکین / دل شکستہ عاشق کے حق مین مومیائی ہے

دل فریب عالم ہے حسن اے صنم تیرا / دم تیری محبت کا بھرتی خدائی ہے

روسیاہ زاہد ہے سجدۂ ریائی سے / اسکے ماتھے کا گھٹا داغ پارسائی ہے

بھاگتے ہین وہ آتش اُن سے ہم لپٹتے ہین / وان وہی کدورت ہے یان وہی صفائی ہے

دیوانہ اک پری کا ہے رکھتی ہوا مجھے / زندان سے تنگ تر ہے یہ وحشت سرا مجھے

ہوتا ہے لقمہ میرے دہن کا نصیب غیر / کم بختی نے کیا ہے سفالِ گدا مجھے

ظاہر مین گرچہ کاہ ہون باطن مین کوہ ہون / اپنی طرف نہ کھینچ سکے کہربا مجھے

ہے اتحاد میرے تیرے موج و آب کا / اے بحر حسن اپنا سمجھ آشنا مجھے

نازک حباب جو سے بھی میرا مزاج تھا / راس آئی اس چمن کی نہ آب و ہوا مجھے

کافر سے بھی نہ ہو سکے کرتا جو کچھ کہ فعل / بندہ جو ان بتون کا بناتا خدا مجھے

کب سے ہون اشتیاق مین قاتل کے جان بلب / یادش بخیر بھول گئی ہے قضا مجھے

پیتا ہون مین ہنوز چھپا کر شراب کو / تا حال رند جانتے ہین پارسا مجھے

ناز و نیاز کی ہے ترقی وہی ہنوز / صد آفرین ہے یار تجھے مرحبا مجھے

دل مثل غنچہ خون نہ کیا مجھ برہنہ نے / کیا لطف تھا جو ملتی پھٹی اک قبا مجھے

دانہ کی طرح رنج ضعیف و قوی سے ہے / ہے کام سور بھی دہن آسیا مجھے

افشان چھڑا کے چہرے سے تم نے دکھا دیا / ذرون کا آفتاب سے ہونا جدا مجھے

صوت حزین نصیب گلوئے بریدہ ہے / آتش حلال کرتی ہے بانگ درا مجھے

گوش گل کو نالۂ مرغ خوش الحان چاہیے
ناقۂ لیلیٰ کو مجنون سا حدی خوان چاہیے

روح کو تن مین خیالِ باغ رضوان چاہیے
تا قفس مین بند ہے شوق گلستان چاہیے

چہرۂ محبوب پھیکا ہے جو خال اُس مین نہ ہو
خوانِ نعمت پر ضرور اک نمکدان چاہیے

روز محشر تو بھلا سر کو جھکا کر مین چلون
تیغ قاتل کا مری گردن پر احسان چاہیے

چاہتا ہون اس پری پیکر سے دستاویز وصل
عہد نامہ پر مگر مہر سلیمان چاہیے

عشق مین اللہ کے ہون ہوگیا دیوانہ مین
کعبہ کے نقشہ کا مجھ مجنون کا زندان چاہیے

دشنۂ قصاب سے ہے تیز ہر موئے مژہ
روز مرہ تم کو شغل عید قربان چاہیے

اے جنون دیوانہ دست حنائی ہون مجھے
پنجۂ مرجان لیے چاکِ گریبان چاہیے

کچھ سوا اس کے علاجِ وحشت عاشق نہین
موت سی زنجیر یا مرقد سا زندان چاہیے

گل چراغ زندگی کرنیکا ہے دل کو خیال
جامہ زیبون کی قبا سے بادِ دامان چاہیے

بادشاہ حسن بھی کہتے ہین عاشق پیار سے
چین جبین پر آپکی مانندِ سلطان چاہیے

کہتے ہین بیمار عشق اُس نونہالِ حسن سے
سونگھنے لینے کے لئے سیب زنخدان چاہیے

دل کو لازم ہے خیال چہرۂ پُر نور یار
چودھوین کے چاند سا اس گھر مین مہمان چاہیے

زلف کا اُس غیرت لیلیٰ کے سودا ہو جسے
بیدِ مجنون کی طرح سے مو پریشان چاہیے

موسم گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی
اندنون جامہ سے باہر اپنے انسان چاہیے

اس خرابے کو کیا کرتے ہو تم زیر و زبر
آشکارا ہووے آتش گنج پنہان چاہیے

تری ابروئے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہے
کسی اُستاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہے

کفن دزدون مین قبر اہل دولت کا فسانہ ہے
تامی کی ہے چادر بادلے کا شامیانہ ہے

جو دیوانہ ہے صحرا مین وہ بھاگے میرے سایہ سے
سوار شیر مین مجنون ہون افعی تازیانہ ہے

گریبان پھاڑ کر دیوانہ نے زنجیر کیون پہنی
کرے کیا عقل دخل اس مین جنون کا کارخانہ ہے

کبھی کچھ ہے تلون سے کبھی کچھ ہے تلون سے
مزاج یار بھی نیرنگ سازی مین زمانہ ہے

کہا مجنون نے دنیا سے گذرنا سنکے لیلےٰ کا
کوئی آگے روانہ ہے کوئی پیچھے روانہ ہے

نظر آتی نہین آنکھونکو باریکی کے باعث سے
کمر ے یار کی ہمکو محبت غائبانہ ہے

صفا کا اُس رُخِ زیبا کی ہے حیران آئینہ
لٹک پر گیسوؤن کی پیستا دانت اپنے شانہ ہے

سمندِ حسن کو وہ ترک اُڑا دے جتقدر چاہے
مژہ مہمیز ہے گیسوئے مشکین تازیانہ ہے

پھرا آتا ہے عبث واعظ سرا اپنا بک کے رندونسے
تکلف برطرف یان لااُبالی کارخانہ ہے

سیاہی دور کر دل کی تو پیدا نورِ عرفان ہو
سرِ افعی کو کچلا جس نے مال اس کا خزانہ ہے

بلند اختر بلند اقبال قصرِ یار کو کہیے
ہوائے بام رکھتا ہے وہ عالی آستانہ ہے

چمن کی سیر مین لطفِ شکار آنکھونکو اُٹھیگا
ترے تیرِ نگہ کا بلبل اے گلرو نشانہ ہے

گلے مین اپنے باہین ہنستے ہنستے ڈال سکتے ہو
کرم ڈھونڈھے تمھارا تو بہانہ ہی بہانہ ہے

وبالِ جان ہوا ہے جسم خاکی ضعفِ پیری سے
قفس سے تنگ بلبل کو خزان مین آشیانہ ہے

نہین معلوم اُن آنکھون نے آنکھون مین ہی کیا کہا
دمِ بیگانگی بھرتا مرے دل سا یگانہ ہے

نہ مطلب کشت سے رکھیے نہ خرمن سے غرض آتش
سمجھ لے اپنے منھ مین مور جو قسمت کا دانہ ہے

اے جنون ہوتے ہین صحرا پر اتارے شہر سے
فصلِ گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے

خوب روئے حال پر اپنے وطن کا سنکے حال
کوئی غربت مین جو آنکلا ہمارے شہر سے

جان دونگا مین اسیر اے دوستو چپکے رہو
ذکر کیا اُس کا کہ دیوانہ سدھارے شہر سے

موسمِ گل مین رہا زندان مین اور آئی نہ موت
سامنے ہوتی نہین ہے آنکھ سارے شہر سے

جوشِ وحشت مین جو لی زندان سے مینے راہِ دشت
کو دکان مجکو خدا حافظ پکارے شہر سے

پانون مین مجنون کے تو طاقت نہین اے کوہکو
موسمِ گل کی ہوا آنکو اُبھارے شہر سے

اک نظر للہ ہم کو صورتِ زیبا دکھا دُ
تشنۂ دیدار جاتے ہین تمھارے شہر سے

وحشت گرمی کی نہین دیوانہ کو کچھ احتیاج
جامہ سے باہر جو ہے باہر ہے سارے شہر سے

چوٹ سی لگتی ہے دل جنگل سے ہوتا ہے کھٹا
سنگِ طفلان کرتے ہین مجکو اشارے شہر سے

جوشِ وحشت سے نہین پہونچا مین صحرا تک ہنوز
جانیوالے گور کے پہونچے کنارے شہر سے

موسمِ گل آئی نیت سیرِ دیوانون کی ہو
میوۂ صحرائی پر ہین منھ پسارے شہر سے

اب تو آزردہ ہے تو لیکن ملے گا ہاتھ پھر
جس گھڑی آتش نکلجاوے گا یار کے شہر سے

دل کو گھر اُس گل کی الفت کا بنایا چاہیے
بوئے یوسف سے یہ پیراہن بسایا چاہیے

نرگس جادو کو اُس گل کی دکھایا چاہیے
سامری کافر کو گو سالہ بنایا چاہیے

روزن دیوار چشمون کو بنایا چاہیے
خانگی معشوق سے آنکھین لڑایا چاہیے

اُس کے کوچہ کے تصور مین غش آیا ہے مجھے
آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے

وعدۂ دیدار آتا ہے اُلٹتا ہے نقاب
ٹکٹکی باندھین یہ آنکھون کو سمجھایا چاہیے

کوچہ گیسو کے سودے مین فنا ہوتی ہے رُوح
خانۂ زنجیر مین اے دل در آیا چاہیے

بھولی ہے بلبل خزان کے جور سے لطف بہار
پھر گلستان چند روز اُس کو پڑھایا چاہیے

برہمن کہتے ہین تیرا مصحفِ رو دیکھکر
کفر سے باز آئیے ایمان لایا چاہیے

گفتگو اللہ نے موسیٰ سے کی ہے اے صنم
ہم کو بھی آواز پردے سے سنایا چاہیے

ساعد زیبا تو ہین الماس کے ترشے ہوئے
اک نظر ساقِ بلورین بھی دکھایا چاہیے

دل کڑھاتی ہے نہایت نرگس بیمار یار
صدقے کر کے مرغ زر اُس پر اُڑایا چاہیے

اک راہ اتحاد اے دل یہ ہے جو ہو سکے
یاد مین اُسکی دو عالم بھول جایا چاہیے

عاشق بیخود کو بوسہ دیجیے مولا مرے
بندۂ مسکین کے اُوپر رحم کھایا چاہیے

آسمان شمس و قمر پر اپنے نازان ہے کمال
تاج زرین کجکلاہون کے دکھایا چاہیے

سیر دریا نشہ کے عالم مین دیکھیگا وہ شوخ
کشتی مے گھاٹ پر ساقی لگایا چاہیے

سر پھرا میرا نہ مین بیدار ہون لے نفخ صور
بے خبر سوتے جو ہون اُنکو جگایا چاہیے

گیسوئے مشکین کی دکھلا کر لٹک کہتا ہے دل
آتش اس افعی کے اوپر زہر کھایا چاہیے

عاشق ہون مین نفرت ہے مرے رنگ کو رو سے
پیوند نہین چاک گریبان کو رفو سے

دامن مرے قاتل کا نہ رنگین ہو لہو سے
ہر چند کہ نزدیک ہو رگہائے گلو سے

گلزار جہان پر نہ پڑی آنکھ ہماری
کوتاہ تھی عمر اپنی حباب لب جو سے

پیشانی بت پر اُسے ملتا ہے برہمن
آتی ہے جو خاک اُڑ کے مری یار کے کو سے

کرتا ہے وہ سفاک خط شوق کے پرزے
سندی ملی جاتی ہے کبوتر کے لہو سے

مُنھ پھیرتے ہی یار کو صورت ہی گئی بھول
ہم چشم وفا رکھتے تھے اُس آئینہ رو سے

عاشق ہون مگر کرتے ہین معشوق خوشامد
نازک ہے طبیعت مری بیمار کی خو سے

زلفون سے پھنسایا دل نالان کو صنم نے
طوطی کو گرفتار کیا حلقۂ مو سے

دیوانہ شرابی ہون خرابات مغان مین
ہے ننگ سے الفت تو مجھے عشق سبو سے

تھی اُس مین زمین کاکل مشکین کی سیاہی
نیند آگئی مجکو بغل گور کی بو سے

آرہتا ہے خود یار بغل مین مری ہر شب
دربان سے نہ جھگڑا نہ خلش یان سگ کو سے

کافر کو نہ ہو میل کبھی جانب مصحف
زلف سیہ یار پھری رہتی ہے رو سے

ہون نزع کی حالت مین جو مین منتظر یار
رگ رگ کے مری جان نکلتی ہے گلو سے

عاشق ہون برا یہ مجھے اندیشۂ جان ہے
دل کھائے ہوئے سانپ سے بکھرے ہوئے گیسو سے

ازبسکہ سمجھتا ہون اُسے دشمن جان مین
ہوتا ہے مجھے مرتبۂ عشق عدو سے

کشتہ ہون مین بیزاری جلاد کا آتش
تلوار نہین رنگ پکڑتی ہے لہو سے

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے
کاسۂ سر کو خم بادہ کا سرپوش کرے

کشتۂ عالم عریانی خوبان ہون فلک
ہے سزاوار جو مجکو نہ کفن پوش کرے

گردش چشم بتان سے نہ ہو کیونکر دل غش
ٹھگ مسافر کو یقین ہے یہ کہ بیہوش کرے

صورت قطرۂ شبنم ہون عزیز ہر دل
کھینچے خورشید تو گل مجکو دُر گوش کرے

عاشقون سے ہے اشارہ یہی اُن مژگان کا
نشترون سے ہین بھرے کنج لہو جوش کرے

ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی
کشتۂ حسن الٰہی اسے مدہوش کرے

اُس گذرگاہ مین لازم ہے گنہ سے پرہیز
راہرو چاہیے اپنا نہ گران گوش کرے

داغ دل ہو وین چراغون کی طرح سے معدوم
جلوہ فرمائی جو وہ صبح بناگوش کرے

اس تماشہ کی ہین مشتاق ہماری آنکھین
کبک ٹیڑھا چلے سیدھا تری پاپوش کرے

دشمنِ جان بھی تغافل کا نہو دے کشتہ
خاطرِ دوست کسی کو نہ فراموش کرے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا اے زاہد
تجکو غم نوش کرے مجکو قدح نوش کرے

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبلِ بیتاب گفتگو کرتے

پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
زبانِ غیر سے کیا شرحِ آرزو کرتے

مری طرح سے مہ و مہر بھی ہین آوارہ
کسی حبیب کی یہ بھی ہین جستجو کرتے

ہمیشہ رنگ زمانہ بدلتا رہتا ہے
سفید رنگ ہین آخر سیاہ مو کرتے

لٹاتے دولتِ دنیا کو میکدے مین ہم
طلائی ساغرِ مے نقرئی سبو کرتے

ہمیشہ مین نے گریبان کو چاک چاک کیا
تمام عمر رفوگر رہے رفو کرتے

جو دیکھتے تری زنجیرِ زلف کا عالم
اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے

بیاضِ گردنِ جانان کو صبح کہتے جو ہم
ستارۂ سحری تکمۂ گلو کرتے

یہ کعبے سے نہین بوجہ نسبتِ رخ یار
یہ بے سبب نہین مردے کو قبلہ رو کرتے

سکھاتے نالۂ شبگیر کو در اندازی
غمِ فراق کا اس چرخ کو عدو کرتے

وہ جان جان نہین آتا تو موت ہی آتی
دل و جگر کو کہان تک بھلا لہو کرتے

نہ پوچھ عالمِ برگشتہ طالعی آتش
برستی آگ جو باران کی آرزو کرتے

خاک ہونے سے درِ دلدار نے جا دی مجھے
ہو گئی اقبال آخر میری بربادی مجھے

ایک دن مین منزلِ ہستی سے جا پہنچا عدم
راہ زن سمجھا تھا جس کو ہو گیا ہادی مجھے

کم نصیب ایسا ہون گر ہو خرمی کو اذنِ عام
ہو نہ شادی مرگ ہونیکے سوا شادی مجھے

ترک کرنا جامۂ تن کا ہے یان ترکِ لباس
روح کی قالب سے آزادی ہے آزادی مجھے

یاد دلوا کر لبِ نمکین یار کا بسمل کیا
تیغ چوبین بھی ہوئی شمشیرِ فولادی مجھے

تلخ کامی شہد ہے سودائے زلفِ یار مین
عشق افعی نے کیا ہے زہر سے عادی مجھے

پابگل جب فرقۂ آزاد پایا مثلِ سرو
ہو گئی بدتر گرفتاری سے آزادی مجھے

روز و شب رہتی ہے مرغانِ مضامین کی تلاش
فکر سے کرنا پڑا ہے کارِ صیادی مجھے

کس قدر آدم کو تھی دلبستگی حوا کے ساتھ
حسنِ عالم گیر سے ہے عشق بنیادی مجھے

یہ عروس فاحشہ آتی نہیں دلکو پسند
زالِ دنیا کی نہیں منظور دامادی مجھے

ے بتو تیغ تغافل سے نہ چھوڑو نیم جان
سامنے اللہ کے بھیجو نہ فریادی مجھے

حسنِ قاتل سے ازل سے دلکو عشق پاک ہے
خوبصورت کی پسند آتی ہے جلادی مجھے

ول گذرگاہِ حسینان تھا تصور سے کبھی
یاد اُس ویرانہ کی آتی ہے آبادی مجھے

مین نے فنِ شعر اے آتش پڑھایا ہے تجھے
تجکو شاگردی ہے زیبا اور استادی مجھے

مرغِ دل کو ہدفِ ناوکِ مژگان کرتے
کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے

دلِ پُر داغ کو مدفون بیابان کرتے
کسی ویرانہ مین اس گنج کو پنہان کرتے

کنجِ تنہائی مین رہتا ہے نہایت دل تنگ
چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے

اور کوئی طلب ابنائے زمانہ سے نہین
مجھپر احسان جو نکرتے تو یہ احسان کرتے

بے وفائی کا اگر عیب نہ ہوتا تم مین
اے بتو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے

قامتِ یار کا عالم اُسے دکھلاتے ہم
منکرِ روزِ قیامت کو پشیمان کرتے

یار سے وعدہ فردا ہے جو ممکن ہوتا
شام سے صبح کا ہم چاک گریبان کرتے

سجع زن رہتے جو دریا نہ مرے اشکو نکے
سعز آب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے

اُس پری رو نے سُنی ایک نہ دیوانون کی
غل رہے خانۂ زنجیر کے مہمان کرتے

دل مین رکھتے ہین محبت جو تری پوشیدہ
حسنِ یوسف سے ہین روشن وہی زندان کرتے

مرغِ دل سیکڑون ہی لٹکے ہوے پاتا ہون مین
پیچشِ دام ہین وہ گیسوے پیچان کرتے

شربتِ وصل تو ناممکن و ناپیدا ہے
زہر ملتا تو علاجِ تپِ ہجران کرتے

دلِ یوسف سے نہ کیون داغِ محبت ہو عزیز
صاحب خانہ ہین کیا خاطرِ مہمان کرتے

گیسوؤن کو نہ ہوا سے اُنھین الجھانا تھا
اپنے سودائیون کے دل نہ پریشان کرتے

دم فنا کرتی چمک اپنی دکھا کر آتش
کارِ الماس وہ الماس سے دندان کرتے

ظاہر ہے یہ اے یار تری کم سخنی سے
لب بند ہوے جاتے ہین شیرین دہنی سے

اخوان کی عداوت سے ہوا شہرۂ یوسف
کچھ پیش نہین جاتی ہے قسمت کے دھنی سے

بوسہ سے لب یار کے کھوتی ہے تپ غم
یہ آگ بجھاتی ہے عقیق یمنی سے

افسانہ سے بدتر ہے جو ہو راز ہویدا
اظہار فقیری نہین بہتر کفنی سے

روتا ہے ادھر ابر اُدھر ہنس رہی ہے برق
گریہ سے کوئی خوش ہے کوئی خندہ زنی سے

طفلی مین اشارہ تھا یہ اس چشم سیہ کا
ہم آنکھ لڑا دین گے غزال ختنی سے

وہ صدمے اُٹھاے ہین تپ عشق سے مینے
اندیشہ نہین نزع کی اعضا شکنی سے

گردون سے نہ ہو دولت دنیا کا طلبگار
کب فیض کو پہونچا ہے کوئی مال دنی سے

افسوس کہ فرہاد کو پہلے ہی نہ سوجھی
سر پھوڑ کے مر جائیے اس تیشہ زنی سے

اللہ رے غرور زمین پر نہ رکھا پانون
پھولے نہ سمائے کبھی گل پیرہنی سے

کیا چیز ہے اے آہ ترے سامنے گردون
فولادی سپر ٹوٹی ہے برچھی کی انی سے

کرتے ہین عبث یار ملامت مجھے آتش
مجبور ہے یہ خاک کا پتلا شدنی سے

دم شمشیر کی موج نفس مین یان روانی ہے
گلے تک حسرت جلاد مین لوہے کا پانی ہے

چمن مین جاکے کن آنکھون سے دیکھون داغ لالہ کا
یہ میرا داغ دل ہے داغ لالہ کی نشانی ہے

دل نازک نہین تاب جمال یار لائے گا
مجھے پردے مین عزرائیل کو صورت دکھانی ہے

نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون وہ غنچہ ہون
وہ گل ہون مین جسے شبنم بلاے آسمانی ہے

عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر حورون کا
سنی مین نے بہت ترسا بچہ تر کی کہانی ہے

خرابی سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اُٹھانی ہے

شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچانے کے
سیہ بختی نے کملی میرے سر پر لاکے تانی ہے

الٰہی طول عمر خضر دے باد بہاری کو
مزار بیکسان پر پھولون کی چادر چڑھانی ہے

نہین یہ بے جہت سوباف چوٹی مین تمامی کا
تجھے ابر سیہ سے اے پری بجلی گرانی ہے

ارادہ عرش اعظم کا ہے آہ صبح گاہی کو
در فریادرس پر چل کے اب دھونی لگانی ہے

کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہے

سینہ پر سنگ ملامت جو گران جان روکے
گرزِ رستم کو یقین ہے کہ وہ انسان روکے

عرصۂ روئے زمین صحن گلستان روکے
چار دیوار چمن سارا یہ میدان روکے

نکہتِ گل ہون مین کیا مجکو گلستان روکے
بوئے پیراہنِ یوسف کو نہ زندان روکے

برق رفتار ہون منزل ہے مرے زیر قدم
ابر گھیرے مجھے ہر چند کہ باران روکے

جو خلش آبلون سے ہو تو ہو صحرا ہی مین ہو
راستے مین نہ مجھے خار مغیلان روکے

حشر کے روز وہ نامرد ہے گردن زدنی
تو ہال پہ تیری سروہی کو جو انسان روکے

کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سرِ میدان روکے

بلبلون کے لئے ہے دام رگ گل کافی
جال پھیلا کے نہ صیاد گلستان روکے

لذت زخم سے محروم نہ رکھے قاتل
ہاتھ کو اپنے نہ خیرات سے انسان روکے

انگلیان پا بخون تر دست نگارین توڑے
ایک زور اُس کا اگر پنجۂ مرجان روکے

شوق سے ٹھکے کمر پر ہین کچھ کام نہین
سامنا رخ کا نہ وہ زلف پریشان روکے

دوڑا آتا ہون جلو مین اُنکے مین دیوانہ
رحم مین اپنے مجھے لشکر طفلان روکے

غیرتِ عشق عطا شیر توفیق کرے
اے جگر اُڑکے تو راہ مہ تابان روکے

دھجیان کرکے رہِ دامنِ صحراؤن گا
تنگ مجکو نہ کرے دم نہ گریبان روکے

حافظ اللہ ہے ہم بے سر و سامانون کا
اُوس جس کلی سے چھنتی ہے وہ باران روکے

شوق صحرا سے نہین پاؤن زمین پر پڑتے
کس کو ٹھہرائے اُلجھکر کسے دامان روکے

دل مین اُس بت کے آئی ہے اگر ایسا
ہر طرف اُسکو کرے مجکو جو دربان روکے

چار دن ہو ہم گل مین تو رہون دشت نورد
راہ کھوٹی نکرے مجکو نہ زندان روکے

ہنستے ہین گل کی طرح اہل جہان کیا آتش
مثل شبنم گئے اس باغ سے مہمان رو کے

پو جنابت کا نمازِ زاہدِ سالوس ہے
نعرۂ اللہ اکبر نعرۂ ناقوس ہے

زلف و رخ سے تیرے وابستہ ہوئی مایوس ہی
چشم حیرت آئینہ شانہ کف افسوس ہے

قدر نعمت بعد نعمت کے ہو کرتا آدمی
عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہے

زلف کے سودے کو اپنے سر مین جنے دی جگہ
یہ سمجھ لے خانۂ زنجیر مین محبوس ہے

یہ صدا دیتی ہے خلخال اُنکی ہنگام خرام
خاک مین ملجائے جس کو حسرت پابوس ہے

حسن بے پردہ سے کیا کیا نوجوان ہوتے ہین قتل
شمع بھی شمشیر عریان ہے جو بے فانوس ہے

خوشنما ہے یار کے اندام پر یون پیرہن
روح کو جیسے مزیب جسم کا ملبوس ہے

آہ سرد و اشک گرم و رنگ زرد و درد عشق
دے جو اس معجون کو ترکیب جالینوس ہے

بخشے جاوینگے گنہگار محبت اے صنم
رحمت اللہ سے کافر ہے جو مایوس ہے

دیکھئے آغاز الفت کا ہو کیا انجام کار
بیوفا محبوب سے خاطر مری مانوس ہے

باغ مین دکھلا رہی ہے اپنی نیرنگی بہار
کثرت گل سے جو بوٹا ہے دم طاوس ہے

بادشاہ وقت ہے لیلی کا دیوانہ نہین
غلغلۂ زنجیر مجنون کا صدائے کوس ہے

محو حیرت کر دیا ہے اُس صنم کے حسن نے
دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہے

عاشق بیخود کو اندیشہ ملامت کا نہین
مرد دیوانہ جو ہے بے ننگ بے ناموس ہے

ہجر کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا
خواب بد بھی نیک ہے تعبیر اگر معکوس ہے

عاشقون سے اُس پری رخسار کا یہ ہے کلام
پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہے

خط نکلنا روئے رنگین پر ہے پیغام خزان
اس گلستان پر قدم اس سبزہ کا منحوس ہے

سر کو تیرے جب سے ہے سودائے پابوسی یار
ہاتھ ملتا ہون مین اے آتش کمال افسوس ہے

تصویر کھینچی اُس کے رُخ سُرخ فام کی
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی

اللہ رے تکلف ساقی بہار مین
مے کی گلابیان ہین مرصّع کے کام کی

ناساز ہے یہ انجمن دہر کی ہوا
مُطرب نے راہ بھولی ہے اپنے مقام کی

کیا اپنی انجمن مین صبا کو مین راہ دون
گلیون مین بوئے خلوت خاص اسنے عام کی

خط سیہ ہوا رُخِ پر نور رشک باغ
صبح بہار سبزۂ نورس نے شام کی

اصلاح لینے آتے ہین رنگین خیال لوگ
خدمت ہے اس چمن مین مجھے انتظام کی

اس پر چلین گے مثل قلم پائے خوشخطان
تربت ہماری تختی ہے مشق خرام کی

سر توڑنے محتسب کا جو اس میکدہ مین آئے
جام آہنی صراحی ہے سنگ رخام کی

بلبل قفس مین عرش کے اوپر دماغ ہے
حالت وہی ہے نکہت گل سے مشام کی

صورت پذیر ہو حرکت بے خبر کی کیا
پتلا بنا سکے نہ منی احتلام کی

حجت ہے بہر مذہب عشق ایک ایک ادع
سینہ مرا کتاب ہے علم کلام کی

اللہ رے پھڑکنا اسیران تازہ کا
صیاد خیر مانگتا ہے اپنے دام کی

نظارہ کرے قلزم حسن و جمال کا
مثل حباب ہے تجھے فرصت قیام کی

استادہ دیکھتا ہون گلستان مین سرو کو
آزادی پر بھی خو نہین بدلی غلام کی

ملتا ہون متصل کف افسوس روز و شب
حسرت ہے میرے ہاتھ کو کسکے سلام کی

مضمون کا چور ہوتا ہے رسوا جہان مین
چلکھی خراب کرتی ہے مال حرام کی

آتش کمال مہدی دین کا ہے اشتیاق
آنکھون کو آرزو ہے ظہور امام کی

فرقت کی شب مین گرمی ہے روز قیام کی
مردون کی نیند نالون نے میرے حرام کی

گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے
قرآن کا سامنا تھا جو ابجد تمام کی

سرخی پان ہو لعل مسی زیب یار پر
پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی

گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
فکر رسا کمند ہے کعبہ کے بام کی

اچھا نہین ہے صورت عاشق سے بھاگنا
صاحب سمجھ لین خود ہے یہ حرکت غلام کی

بلبل موا پھڑک کے تو کیا دے گا خون بہا
خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی

ہو سجادہ عرش پر جو در دل تلک گیا
رفعت ہے آستانہ مین اس گھر کے بام کی

پیش از سوال دون مین نکیرین کا جواب
ہے التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی

باغ جہان مین گل کی قناعت ہے جائے رشک
عمر دو روزہ ایک قبا مین تمام کی

غلمان و حورین مری خدمت کو خلد مین
پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی

پہچا ناحق کو چار دہ معصوم کے طفیل — زینہ سے رہنمائی ہوئی مجکو بام کی
بیمار عشق ہون مجھے عیسے جواب دے — کانون کو آرزو ہے اجل کے پیام کی
موئے سیاہ ہو گئے دو روز مین سفید — ثابت تھی پختگی ہمین اس رنگ خام کی
صرف نگین ہے لعل و زمرد بھی روز و شب — حسرت نہین عقیق ہی کو تیرے نام کی
پیدا نہ ہوگا دوسرا مجسا شراب خوار — مٹی خراب ہوگی مرے بعد جام کی
بیماری فراق سے ہے تلخ ہو گئی — شیرینی آب کی نمکینی طعام کی
اندیشۂ بہار سے رنگ خزان ہے زرد — دہشت لگی ہوئی ہے اسے انتقام کی

آتش خدا کیواسطے موقوف فکر شعر
طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

شب فرقت مین یار جانی کی — در کو پہلو نے مہربانی کی
منھ دکھاؤ بہت رہی تکرار — ارنی اور لن ترانی کی
جس کو کہتے ہین چودھوین کا چاند — تیری تصویر ہے جوانی کی
کمر یار ہو گئی غائب — سن کے دھوم اپنی ناتوانی کی
صورت حال پر ہمارے مہر — داغ نے زخم نے نشانی کی
سیر نعمت سے دوجہان کی کیا — دے کے شبنم کو بوند پانی کی
ہوگیا عشق حسن سے ناگاہ — پوچھتے کیا ہو ناگہانی کی
دل برشتہ ہوا جو مثل کباب — مین نے ترکون کی مہمانی کی
لب جان بخش کے قریب وہ خط — شرح ہے متن زندگانی کی
گوش زد ہوتے ہی ہوئی دشمن — نیند تیری مری کہانی کی
کھینچے اس غزال کی صورت — جو کڑی بھولتی ہے مانی کی
مجکو بٹھلا کے بار سوتا ہے — عاشقی کی کہ پاسبانی کی
رہ گیا شوق منزل مقصود — پائے خفتہ نے سرگرانی کی
مثل شبنم ہون صاف دل قانع — مجکو دریا ہے بوند پانی کی

برق چمکی تو سر فراز کیا | ابر آیا تو مہربانی کی

راحت مرگ کو نہ پوچھ آتش
نہ رہی قدر زندگانی کی ۷

واقف ہوئی خزان نہ ہماری بہار سے | بدلا نہ رنگ نشہ نے اپنے خمار سے
بعدِ فنا وصال ہوا ہم کو یار سے | توڑا طلسمِ ہجر کو لوحِ مزار سے
بے روئے یار گل نظر آتے ہین خار سے | صوتِ ہزار کم نہین صوتِ حمار سے
توڑون وہ گل جو سُرخ ہو روئے نگار سے | کانٹون مین سرو کو جو بڑھے قدِ یار سے
سرمہ کا چشمِ یار کی دل کشتہ ہو گیا | مارا پڑا مین زنگیِ ابلق سوار سے
چاہے وہ جس طرح سے کرے مرغِ دل اسیر | صیاد مطلع ہے کمین شکار سے
افسردہ دل وہ ہون جو مری قبر پر نصب | مانندِ خشتِ سنگ تہی ہو شرار سے
اُس بیوفا کے چہرہ سے تشبیہ ہی نہین | بھاگین گے دور شمع و گل اپنے مزار سے
جولان مین ہے سمند یہ کس رشکِ ماہ کا | ہر ذرہ اک ستارہ ہے گرد و غبار سے
خاموش دیکھتا ہون گل و سروِ بہار | حیرت مین ہون زمانہ کے نقش و نگار سے
عشرت کدہ ہے تیغ سے قاتل کی قتل گاہ | زخمون کی بدھی ملتی ہے پھولونکے ہار سے
کوچہ مین تیرے کشتون کا رہے ہجوم | خالی یہ صید گاہ نہ ہووے شکار سے
اور دن سے بیجے وعدۂ دیدار حشر پر | مرنا نہین قبول ہمین انتظار سے
بعدِ فنا قبول نہین ذکرِ نیک و بد | مٹ جائے پہلے نام نشان مزار سے
سمجھے تو رنج و راحت بلبل سے ہے مدعا | اس مطلع دو نکہت خزان و بہار سے
خط وار عارضون سے ہون ناقص پسند خش | رغبت نہین مجھے ثمرِ داغ دار سے
بیہودہ خاک اُڑانے سے کیا حاصل اے صبا | ناوک فگن سوار ہو پیدا غبار سے
ممکن ہوا نہ خون شہیدان کو دسترس | نکلا نہ پائے یار حنا کے حصار سے
کہتے ہین میری اُس کی محبت سے مدعی | دو دم ہوے جو ایک ہوے ذوالفقار سے
رکھدین برہنہ گور مین اہلِ جہان مجھے | دنیا گر کفن قبول نہین روزگار سے

نیرنگ روزگار سے آتش عجب نہین
چھلا اُتارے دزد حنا دست یار سے

بہار آئی چھکا ساقی شراب برج پرور سے
خزان کا غم بھلادے بادۂ گلگون کے ساغر سے

صفائے قلب کو حاصل کیا مین نے مقدر سے
یہ آئینہ مرے ہاتھ آگیا بخت سکندر سے

نگاہ ناز کا سائل ہون خوبان ستم گر سے
قضا کے تیر کا مشتاق ہون ترکون کے لشکر سے

جدائی دل کو پیش آئی ہے کس پاکیزہ گوہر سے
قوی ہے رشتۂ باریک اپنے جسم لاغر سے

کیا ہے عشق پیدا گردشِ چشم فسون گر سے
یہ کیفیت ہمین حاصل ہوئی ہے دورِ ساغر سے

نہ خط لیجائے میرا تا کوئی پھر جان کے ڈر سے
جواب نامہ لکھا یار نے خون کبوتر سے

لکھے ہین سیکڑون یک لخت مضمون لب شیرین
گلوئے خامہ کو بھر بھر دیا ہے مین نے شکر سے

کمال عشق و حسن گل سے بلبل کو ہوا حاصل
صبا دو پھول اڑا لائی تھی اکدن تیرے بستر سے

شگفتہ خاطر افسردہ کئے خالون کے بوسے نے
دل بیمار کو صحت ہوئی معجونِ عنبر سے

پھنسایا چاہتا ہے باغبان بلبل کو پھندے مین
کمر بند ہوائی ہے صیاد کی پھولون کی چادر سے

صف مژگان کی جنبش نے غبار خط کیا پیدا
نمود گرد کی بنیاد ہے تحریکِ لشکر سے

کسی دیوار کے سایہ کا عالم یاد آئے گا
قیامت ہوگی ہم پر گرمی خورشید محشر سے

خریدار اک نہین اس کا ہزارون اسکے گاہک ہین
دل وحشی مرا بے قدر ہے جنگلی کبوتر سے

ملے گا وہ پری رو مجکو مین دیوانہ ہون جس کا
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچاتا ہے شکر سے

جفائے حسن کا جس کو گلہ ہے سخت نادان ہے
نہین خالی کوئی شمشیر خونریزی کے جوہر سے

قفس مین بھی بہار باغ سے حاصل حضوری ہے
چمن کی سیر کر لیتا ہون دل کے صنوبر سے

خیال سینہ کب آتا ہے دل کو کعبۂ رو مین
پھرا ہے کون جا کر آج تک اللہ کے گھر سے

عداوت بے شعورون کی ضرر پہونچا نہین سکتی
ہوا کس روز دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے

خدا نے حسن کا رتبہ کیا ہے عشق پر غالب
جو اُس کو باز سے ہے شوق تو مجکو کبوتر سے

پریزادون کے کوچے مین ہوئے ہین گرد آلودہ
ہمارے پانؤن کو دھو دینگے آب حوض کوثر سے

ہوس بوسے کی خط پشت لب سے کوئی جاتی ہے
کسی نے شہد کو چھوڑا نہین زنبور کے ڈر سے

قیامت کی دلِ مشتاق پر سیرِ گلستان نے
اُکو کی بوٹا سا قد یاد آگیا مجھکو صنوبر سے

وہ ماتم دوست ہون رویا کیا ہون رات بھر آتش
چراغِ گور اگر گل ہوگیا ہے بادِ صرصر سے

وہی جنون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گورِ غریبان پر
ہوائے چرخِ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

تعلق ہے وہی تا حال اُن زلفون کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی سر کا پٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا
وہی راتون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

رواجِ عشق کے آئین وہی ہین کشورِ دل مین
رہ و رسمِ وفاداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی جی کا جلانا ہے پکانا ہے وہی دل کا
وہ اُس کی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

نیاز خادمانہ ہے وہی فضلِ الٰہی سے
بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

فراقِ یار مین جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہون
وہی روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی سودائے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا
یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

جنون کی گرم جوشی ہے وہی دیوانون سے اپنے
وہی داغون کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

عارف ہے وہ جو حسن کا جویا جہان مین ہے
باہر نہین ہے یوسف اسی کاروان مین ہے

پیری مین شغلِ مے ہے جوانانہ روز و شب
بوئے بہار آتی ہماری خزان مین ہے

ہوتا ہے گل کے سونگھنے سے دونا گرفتہ دل
مجھسا بھی بددماغ کم اس بوستان مین ہے

پشت خمیدہ دیکھ کے ہوتا ہون نعرہ زن
کرتا ہون صرف تیر جو زور اس کمان مین ہے

دکھلا رہی ہے دل کی صفا دو جہان کی سیر
کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکان مین ہے

دیوانہ جو نہ عشق سے ہو آدمی نہین
حسنِ پری کا جلوہ طلسمِ جہان مین ہے

پروانون کی طرح ہے ہجوم مقدح کشان
روشن چراغِ بادہ جو مے کی دکان مین ہے

اُس دلربا کے کوچہ مین آگئے ہوا سے جلے
اتنی تو جان اب بھی تنِ ناتوان مین ہے

دنیا سے کوچ کرنا ہے اک روز رہرو
بانگ جرس سے شور یہی کاروان مین ہے

پڑھ سکتا سرنوشت کا مطلب کوئی نہین
معلوم کچھ نہین کہ یہ خط کس زبان مین ہے

آیندہ و روندہ کی چلتی ہین ٹھوکرین
جادہ جو اپنا تھا اُسی خواب گران مین ہے

کشتے ہین ملیح مین بھی نزی تیغ ناز کے
بوئے شہید لالہ مین اور ارغوان مین ہے

عاشق کے رنگ زرد کو دیکھو تو ہنس پڑو
تاثیر اسمین بھی ہے وہ جو زعفران مین ہے

معدوم وہ کمر ہے نہ موہوم وہ دہن
کہتے ہین شاعران سے جو کچھ گمان مین ہے

گل ٹوٹتے ہین ہوتے ہین بلبل اسیر دام
صیاد مستعد مدد باغبان مین ہے

سرکش کی منزلت ہے سبک پیش خاکسار
وہ تمکنت زمین کی کہان آسمان مین ہے

سنبل سے مال گل ہون مین یہ کیلئے پوچھتا
کس سلسلہ مین تو ہے یہ کس خاندان مین ہے

دل مین خیال گیسوئے مشکین ہے بدبلا
یہ مرغ بیچ کے لئے سانپ آشیانا مین ہے

حکمت سے ہے یہ خاک کا پتلا بنا ہوا
نور آنکھون مین ہے اسکے تو مغز استخوان مین ہے

آتش بلند پایہ ہے درگاہ یار کی
ہفتم فلک کی رفعت اسی آستان مین ہے

طفلی مین بھی شادی سے متوحش رہی ہے
چھٹی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے

ہاتھ آنا تعجب نہین اس رشک پری کا
جل جائے تو کیا داغ جنون کم ہے درم سے

وہ گرم رو بادیۂ عشق جنون ہون
جلتا ہے چراغ آج مرے نقش قدم سے

دکھلاتے نہین دانت وہ ہنسکر ہین دکھاتے
چشمک زنی برق غضب ابر کرم سے

ہو حسن کا عاشق جو مری طرح برہمن
زنار کو دو تار ملین زلف صنم سے

ہستی مین مری فکر رسا باندھ کے اکثر
مضمون کمر یار کے لاتی ہے عدم سے

آنکھون کو رہے مد نظر مشتری دل
دلال خریدار لگا لاتے ہین دم سے

کعبہ مین بھی بت خانہ کی تکلو کو نہ بھولا
یاد آگئی ابرو مجھے محراب حرم سے

وہ رشک پری ذکر جو کرتا ہے ہمارا
کہتی ہے صبا آگے سلیمان کی قسم سے

گالی نہین زیبا لب شیرین سے تمھارے
یہ شہد کرو تلخ نہ آمیزش سم سے

میراث سمجھتا ہے جو فردوس بریں کو
فرزند وہ آدم کا ہے حوا کے شکم سے

اے چرخ نہیں زندے ہی بیداد سے نالاں
فریادی ہیں مردے بھی ترے ظلم و ستم سے

دیوانہ کو اطفال نہ گھیرے رہیں کیونکر
خالی کوئی لشکر نہیں دیکھا ہے علم سے

ہوتا ہے خط پشت لب یار سے ظاہر
کاتب کوئی بہتر نہیں یاقوت رقم سے

جاں بخشی بلبل ہو بہار آئے خزاں جائے
کانٹا ہوا ہے سوکھ کے گلزار کے غم سے

دیکھا ہے تماشائے جہاں آنکھوں سے بروں
کیفیت اٹھائی ہے بہت ساغر جم سے

ایسا بھی کوئی دور ہو گردش سے فلک کی
وہ لوگ زیادہ ہوں جو جھک جاتے ہیں کم سے

برچھی سے سوا نوک ہے اس موئے مژہ میں
ابرو کی کجی تیز ہے تلوار کے خم سے

تا چند کرے گا رقم سوز دل آتش
رکھ ہاتھ نکلتا ہے دھواں مغز قلم سے

قاتل عاشق ہر اک اس ترک کا انداز ہے
تیغ گویائی خموشی تیر بے آواز ہے

گرم جوشی محبت کا وہی انداز ہے
داغ دل سے ربط ہے سوز جگر سے ساز ہے

خانۂ صیاد کی ایسی ہوا ناساز ہے
روح بلبل کی قفس سے مائل پرواز ہے

مرد میداں وجد کرتے ہیں جو سنتے ہیں کبھی
نے گلو اپنا ہے نالہ شیر کی آواز ہے

سونگھنا گیسوئے مشکیں کا کرے گا دم فنا
کونسا سودا انہیں سر کے لیے ناساز ہے

اڑتی پھرتی ہے ہماری خاک ہمراہ صبا
بے پر و بالی میں بھی اپنی وہی پرواز ہے

بادشاہ وقت ہے دیوانہ تیرا اے پری
نالۂ زنجیر نوبت خانہ کی آواز ہے

صید گاہ عشق سے مایوس پھر نکلا نہیں
عاشق تیر نگہ ہے مرغ دل جانباز ہے

صورت محبوب کو آنکھوں نے تو دیکھا نہیں
گوش نے البتہ پردے سے سنی آواز ہے

حسن نے خط غلامی لکھ دیا ہے یار کو
گل سے گالوں پر نہیں یہ سبزہ کا آغاز ہے

انگلیاں کانوں میں دیتے ہیں وہ میرے ذکر سے
کاٹتا اپنی زبان کو دانت سے غماز ہے

بے مے گلرنگ فصل گل میں کیفیت نہیں
سنکے بجاوے جو تو اسکو تو اے دل ساز ہے

لپٹے جاتے ہیں ہم ان سے ہم سے ہیں وہ بھاگتے
اس طرف سے ہے نیاز اور اس طرف سے ناز ہے

روے روشن کم یدِ بیضاے موسیٰ سے نہین
سامری وقت وہ چشمِ فسون پرداز ہے

باندھتے ہین شعر مین مضمونِ چشم و لب شریک
ایک معجز ہے فسون اپنا تو اک اعجاز ہے

محو رہتا ہون مین یادِ حُسنِ عالمگیر مین
ذکرِ سلطان مجھ فقیرِ مست کا دمساز ہے

دل کو رکھ دیتے ہین یہ کہکر کمانداروں مین ہم
اس نشانہ کو اُڑا دے جو وہ تیر انداز ہے

رمز کی تقریر ہم سے پیش جانے کی نہین
بات اپنی بھی کنایہ ہے جو اے طناز ہے

ڈھونڈھتا ہون اک حسین قاتل نظر آتا نہین
صیدگاہِ عشق مین قحطِ شکار انداز ہے

مُرغِ دل عاشق کا چشمِ یار سے بچتا نہین
تیز پرِ شاہین سے بھی اُس کی نگہ کا باز ہے

فصلِ گل ہے شیشۂ و پیمانہ کا ہے دور دور
خانقاہین بند ہین میخانہ کا در باز ہے

لعل سے لب دُر سے دندان کے ہے مضمون باندھتا
مردِ شاعر تو نہین آتش مرصع ساز ہے

خرمنِ عمر جلے تیرے لبِ خندان سے
برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے

زلف سے چھٹکے نگہ الجھی رُخِ جانان سے
لیگئی کعبہ کو قسمت مجھے ہندستان سے

الحذر گردشِ چشمِ سیہ جانان سے
درہم اک خلق ہے برہم زدنِ مژگان سے

روزِ مولود سے ہے اصلِ حقیقت کا خیال
بوے خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے

مثلِ گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے
تخمِ امید نہ سرسبز ہوا باران سے

حالتِ شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے
سر کٹے پر نہ ہٹے پانوں مرا میدان سے

نیک طینت کو بدی کا نہین منظور عوض
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے

وحشت آباد جہان مین نہ کر آرام طلب
کب مسافر کو ملا چین دہ ویران سے

رہبر پیر اور جہنم ہے مجھے بے محبوب
استراحت ہے زمستان سے نہ تابستان سے

صحبتِ یار و رقیب آنکھون مین پھر جاتی ہے
داغ ہوتا ہے مجھے لالۂ نافرمان سے

آخر کارِ جہان سے ہو اگر آگاہی
صاحبِ خانہ نظر آتے نگین مہمان سے

پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلیٰ حاصل
ایک تہ خانہ کو دیکھا نہ بلند ایوان سے

دامن چاہے تو نہ رکھ عالمِ اسباب سے کچھ
ہاتھ آتا ہے کفن دزد کو کیا عریان سے

بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش
یار تک نامہ پہونچ جائے کسی عنوان سے

خام کو شادی ہے غم پختہ کو ہے احسان سے
کشت کو نفع ہے خرمن کو ضرر باران سے

کرم حق سے ہون ایمن ستم دوران سے
پائے کا ڈر نہین رہتا اثر باران سے

آستین ہون وہ کہ مربوط گریبان سے نہین
وہ گریبان ہون جسے قرب نہین دامان سے

تیغ قاتل سے اُڑا یون سر شوریدہ مرا
جس طرح سے حرکت گوے کو ہو چوگان سے

خط نو رس نے جگہ کی رُخ رشک گل پر
آشنا سبزۂ بیگانہ ہوا بستان سے

عشق آنکھون کو ترازو کے بنائے پلے
حُسن انصاف طلب ہوے اگر میزان سے

آسمان سے ہے توقع کسے سرسبزی کی
ہون وہ افتادہ زمین جو نہ اُٹھے دہقان سے

رنج دنیا مین زیادہ ہے تو راحت کم ہے
وصل کا روز ہے کوتاہ شب ہجران سے

سجدہ آدم کو فرشتون نے کیا خوب کیا
قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی ہے انسان سے

شمع کافوری کی حاجت نہین کچھ مدفن پر
دل منور ہے اگر روشنی ایمان سے

نالہ کش جب سے ترے حُسن کو مطلوب ہوے
عشق گل ترک ہوا بلبل خوش الحان سے

بخت خفتہ کو جگا کر اُسے نوکر رکھون
خواب کا روکنا ممکن ہو اگر دربان سے

کون سا لطف ترے روئے کتابی مین نہین
رطب و یابس کوئی باہر نہین ہے قرآن سے

شیر ہم اور نیستان ہے حصیر اے آتش
سلسلہ فقر کا اپنے ہے سہ مردان سے

کام آخر نہ ہوا اپنا صف مژگان سے
حسرت تیر لئے جاتے ہین ترکستان سے

وصل کے بعد کھلا ہم کو غم ہجران سے
یہین ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے

حیف ہے خاک کا پتلا نہ کرے یاد اُسکو
نعمت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے

زخم خندان سے تری تیغ کے کچھ فرق نہین
عشق بلبل کا سبب ہے گل خندان سے

زندگی زنجیر ہے مین روح ہون یہ قالب ہے
ملک الموت چھڑا دے گا مجھے زندان سے

کعبہ و دیر مین نافہمی سے پھرتا ہے خراب
دور سمجھا ہے جسے ہے وہ قریب انسان سے

قسمت مرغ گرفتار کی اللہ رے بدی
دام کو دانہ کا محتاج کیا دہقان سے

بسکہ رکھتا ہے اُسے دوش پہ لے قاتل تو
مثل گردن ہے تری تیغ خم اس احسان سے

طرفہ گرمی مرے محبوب قباپوش نے کی
شمع کشتہ کو فروزندہ کیا دامان سے

سائل صبر سکونت ہوں خدا سے شب و روز
منصب فقر ہے مطلوب مجھے سلطان سے

آتش و دود کا عالم نظر آیا بے یار
خفقان مجکو ہوا لالہ و نافرمان سے

خشمگین آنکھ دکھائی جسے وہ قتل ہوا
برچھیاں چل گئیں اے ترک تری مژگان سے

باغ میں زلف و خط یار سے یاد آجاتا
کبھی سنبل سے الجھتا ہوں کبھی ریحان سے

گردش بخت ہے یا گردش پرکار آتش
پاؤں اُٹھتا نہیں اس دائرہ دوران سے

ساغر صاف مے حب علی مشرب ہے
مرد مومن ہوں میں اثنا عشری مذہب ہے

حسن انسان سے ہر اک شعر میں یاں مطلب ہے
موج معنی ہے جو ہے بیت مری قالب ہے

سرو اولیٰ ہے مری آنکھوں میں گل انسب ہے
جو کہ ہے خوب ہے اللہ کا عالم سب ہے

ابلق یار کا پھرتا ہے خیال آنکھوں میں
روز نقرہ جو ہمارا ہے تو مشکی شب ہے

تو امیر اے بت سرکش تو یہ عاجز ہے فقیر
حسن عالمگیر ترا عشق مرا منصب ہے

مرد میدان کی حرارت ہے شجاعت کی دلیل
دائمی شیر نیستان کے لئے ایک تب ہے

کنج تنہائی میں آگے خفقان ہوتا تھا
اپنی پرچھائیں کی صورت سے بھی نفرت اب ہے

وصل کی شب بھی وہ کافر نہیں عریاں ہوتا
مثل گل پیرہن یار مگر قالب ہے

عشق نے حسن کا دیوانہ کیا ہے مجھکو
زلف زنجیر ہے زندان مجھے کنج لب ہے

ایک سے ایک کو پاتا ہوں میں یاں بالادست
زیر لب ہے جو ذقن زیر ذقن غبغب ہے

حکمت حسن ہویدا ہے رخ دلبر سے
چاہ نخشب ہے ذقن چہرہ مہ نخشب ہے

ترک خونخوار ہے یار اور میں مسکین شاعر
تیغ مقصود اُسے جوہر سے مجھے مطلب ہے

جلوۂ یار سے یاں سینہ ہوا ہے روشن
میں وہ ذرہ ہوں کہ خورشید مرا کوکب ہے

عشق کامل ہے سبب حسن سے یکرنگی کا
شمع و پروانہ کا جل جانے میں اک مذہب ہے

سوذیونکا بھی ہے یہ خاک کا پتلا موذی
زیر پاپوش سر مار و سر عقرب ہے

شہسوارون کو گراتا ہے یہ پشت زین سے
کس قدر ابلق ایام برا مرکب ہے

عجب ہے سوزش دل کا نہو شکوے سے علاج
بیشتر ورنہ پسینے سے اُترتی تب ہے

دوست ہو جائے جو دشمن مرے اشعار سُنے
مدعا مہر و محبت سے وفا مطلب ہے

مرض عشق سے اک خلقِ خدا ہے رنجور
جلوۂ حسن جہان سوز بھی فصلی تب ہے

کونسی شے ہے زمانہ مین نہین جو اسمین
سیر کر دل ہی مین دنیا کا تماشہ سب ہے

حشر پہ وعدۂ دیدار نہ کر عاشق سے
کس کو معلوم ہے فردائے قیامت کب ہے

جسم کو جانتے ہین صنعتِ دست قدرت
روح کو ہم یہ سمجھتے ہین کہ امر رب ہے

مدوئے ابرو سے مقدم ہے تری زلف سیاہ
عید کے روزے اوّل رمضان کی شب ہے

مجکو لغزش نہ ہو ہر چند زمانہ ہل جائے
قطب تارہ مجھے کہتے ہین مرا کوکب ہے

روح کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہون
گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہون مرا قالب ہے

زور قوت سے ڈراتا ہے یہ کسکو آتش
مین بھی شمشیر علی ہون جو عدو مرحب ہے

اے صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہے
اُسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہے

تیغ بے آب ہے نے بازوئے قاتل کمزور
کچھ گران جانی ہے کچھ موت نے فرصت دی ہے

اس قدر کس لئے یہ جنگ جدل اے گردون
نہ نشان مجکو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے

سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب و روز آتین
کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہے

کوئی اکسیر غنی دل نہین رکھتی ایسا
خاکساری نہین دی ہے مجھے دولت دی ہے

آہ کا اپنے فتیلہ نہین کس رات جلا
عمل حُب کی بہت ہم نے بھی دعوت دی ہے

جسم کو زیر زمین بھی وہی پہونچا دے گا
رُوح کو جس نے فلک سیر کی طاقت دی ہے

فرقتِ یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون
زندگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے

یادِ محبوب فراموش نہووے اے دل
حُسن نیت نے مجھے عشق سی نعمت دی ہے

گوش پیدا کئے سننے کو ترا ذکر جمال
دیکھنے کو ترے آنکھون مین بصارت دی ہے

لطف دل بستگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ
دوجہان سے اس اسیری نے فراغت دی ہے

کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش
زلف خوبان سی رسا تکو طبیعت دی ہے

نفس شقی بھی روح کے ہمراہ تن مین ہے
یوسف کے ساتھ گرگ بھی اس پیرہن مین ہے

جنت جو ایک حور کے شیرین دہن مین ہے
شہد بہشت کا مزا اپنے سخن مین ہے

دیوانہ تیرے دونون ہوے اے بہار حسن
زندہ نہ پیرہن مین نہ مردہ کفن مین ہے

عاشق کو زہر دیجئے صاحب نہ پیس کر
الماس ہے جو دانت تمھارے دہن مین ہے

کیا طفل اشک کو مری رسوائی کا ہو پاس
نو دارہ دان گنبد چرخ کہن مین ہے

سونگھے سے زلف یار کے سودے کا کیا عجب
عنبر مین ہے یہ بو نہ تو مشک ختن مین ہے

سرمہ لگا کے آنکھ وہ دکھلائین تو کہان
خوش چشمی کی یہ شاخ لگی جو ہرن مین ہے

خالی زمانہ کو نہ سمجھ حسن و عشق سے
پروانہ اور شمع ہنوز انجمن مین ہے

زلفین ہٹائیے رخ روشن سے مہربان
اختر شناس کہتے ہین سورج گہن مین ہے

دکھلائے گا بہار کو حسن اپنا باغبان
آئینہ آب جو کا لگا یا چمن مین ہے

دھوکا نہ دے سکے گی سپیدی رنگ یار کا
سرخی نہین سفیدی اگر یاسمن مین ہے

حسن و جمال کا ترے شہرہ ہے دور دور
آب حیات حسرت چاہ ذقن مین ہے

ابرو ہر اک صنم کا ہے رشک ہلال عید
خوش وقتی ہے تو بت کدہ برہمن مین ہے

فرقت مین دل جلاتا ہے شوق وصال یار
اک آگ سی لگی ہوئی آتش بدن مین ہے

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہے تو یہ ہے
اس زلف کی بو سونگھیے سودا ہے تو یہ ہے

پہنچی نہین چلوائی مرے نامہ نے کسپر
پر وار کبوتر ہو جو عنقا ہے تو یہ ہے

کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست
شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہے تو یہ ہے

ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے
غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا ہے تو یہ ہے

اے نور نظر معجزہ حسن سے تیرے
اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہے تو یہ ہے

محشر کو بھی دیدار کا پردہ نہ رہے یار
عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہے تو یہ ہے

بینا ہون جو آنکھین تو رخ یار کو دیکھین
نظارہ کے قابل جو تماشہ ہے تو یہ ہے

مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے
لا حل جو مضمون مین معما ہے تو یہ ہے

گہ یاد صنم دل مین ہے گہ یاد الٰہی
کعبہ ہے تو یہ ہے جو کلیسا ہے تو یہ ہے

معشوق ثمر و خانۂ خالی و شب ماہ
عاشق کے لئے حاصل دنیا ہے تو یہ ہے

دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے
سر کار جنون کا جو سراپا ہے تو یہ ہے

دل کے لئے ہے عشق تو دل عشق کی خاطر
مے ہے تو یہ ہے اور جو مینا ہے تو یہ ہے

دیوانۂ قد کے کبھی نالون کو تو سنیئے
ہنگامۂ محشر کا سا جو غوغا ہے تو یہ ہے

ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش
حجت کی جو شاعر کے لئے جا ہے تو یہ ہے

ایذا مین روح ہے تن خانہ خراب سے
پائے سمند الجھا ہوا ہے رکاب سے

بیجوڑ ہے یار دولت حسن شباب سے
سچ ہے زیادہ نشۂ زر ہے شراب سے

افشان روئے یار وقوع محال ہے
ممکن وصال ذرہ نہ تھا آفتاب سے

جاتا ہے جو تو گور غریبان کی سیر کو
مردے نجات پاتے ہین اپنے عذاب سے

مضمون لب خیال رخ یار مین ملا
پیدا کیا ہے ہم نے یہ لعل آفتاب سے

نازک خیال اب بھی ہین موجود اے فلک
خالی رہا نہین کبھی دریا حباب سے

کھاتا نہین ہون اسکو مین کھاتا ہون اپنا گوشت
دل لوٹتا ہے گریۂ چشم کباب سے

برسائین گی ہماری بھی آنکھین لہو کا مینھ
بجلی گرائیے نہ نگاہ عتاب سے

سیر درون سے کنہ حقیقت کھلی مجھے
باہر نہین کتاب کا مطلب کتاب سے

بیدار بخت ایسا مین دیوانہ ہون جسے
پریان اٹھا کے لے گئین مین فرش خواب سے

اس سے ہرے درخت ہون اس سے شگفتہ گل
رتبہ مین اپنی خاک برابر ہے آب سے

قاتل لہو کو دیکھ کے غش آئے گا تجھے
تلوار کھینچ منہ کو چھپا لے نقاب سے

کیا سرخ کر دیا مرے قاتل کا پیرہن
کچھ کم نہین ہے خون شہیدان شہاب سے

نیرنگ حسن یار کا دلین خیال سے / شیشہ بھرا ہے ہم نے شفق گون شراب سے

نافہمی اپنی کرتی ہے انسان کو ذلیل / مطعون خلق صوفی ہے حال خراب سے

آتش وہ گنج حسن ملے تجکو چاہیئے
ظاہر یہ ہوتا ہے ترے حال خراب سے

ظاہر ہوا ہمین یہ تمھارے حجاب سے / یوسف چھپائے رکھتا تھا منھ کو نقاب سے

اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے / طاؤس وجد کرتے ہین ساقی سحاب سے

یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہے / اُس کو چھپایا اس کو نکالا نقاب سے

حیرت کی جا ہے خط رخ آتشین یار / نکلا ہے سبزہ بغل آفتاب سے

اے شہسوار پاؤن کا تیرے خیال ہے / آنکھون نے حلقہ دام لئے ہین رکاب سے

اُس بحر مین کھلاتی ہے غوطے مجھے قضا / ٹکرا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے

بیخود ہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو / چکر مین چرخ ہے قدح آفتاب سے

یاد آگیا ہے بوسۂ چشم سیاہ یار / وحشت ہوئی ہے مجکو ہرن کے کباب سے

گلہائے زخم کے لئے خوشبو ضرور ہے / اے ترک اپنی تیغ کو بھگو گلاب سے

دیوانے روز حشر کو پوچھے نہ جائین گے / خارج ہے سرنوشت ہماری حساب سے

گریہ سے اپنے اُس گل خندان کو آیا رحم / تسخیر قلب کرتے ہین ہم نقش آب سے

ہووے اگر حقیقت آدم سے مطلع / شیطان ہو منفعل عمل ناصواب سے

کہتے ہین ہاتھ دیکھ کے اُس بت کا برہمن / تم عاشقون کو قتل کروگے حجاب سے

عمر دو روزہ ہو گئی اک حال پر بسر / خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے

باتون مین بند ہو گیا غماز پوچ گو / ٹیڑھے سوال رد ہوے سیدھے جواب سے

روتا ہے وہ تو ہنستی ہے یہ اُس کے حال پر / نفرت ہے مجکو صحبت برق و سحاب سے

آتش کو چن کے قتل کیا اُس نے اسلئے
ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے

کوئی اچھا نہین ہوتا ہے بری چالون سے / لب بام آکے کھڑے ہو نہ کھلے بالون سے

روز و شب کس لئے رہتا ہون الٰہی بیتاب
نہ تو گورون سے محبت نہ مجھے کالون سے

جوشِ وحشت مین جو جنگل کی طرف جا نکلا
تپ چڑھی شیر نیستان کو مرے نالون سے

کوئی کچھ عشق کا کرتا ہے بیان کوئی کچھ
تنگ آیا ہون مین اس قضیہ کے دلالون سے

پیشتر صبحِ شبِ وصل سے ہم گذرین گے
زور او بار چلے گا نہ ہوش اقبالون سے

مست ہاتھی ہے تری چشم سیہ مست اے یار
صف مژگان اُسے گھیرے ہوئے ہے بھالون سے

روئے خوبان سے ملے گا ہمین بوسہ کہ نہین
حال ان شکلون کا کچھ پوچھیئے رمالون سے

عارضی حسن سے نفرت یہ ہوئی ہے دل کو
رتبہ زلفون کو نہین مکڑیون کے جالون سے

خط شب گون نے نکل کر عبث اندھیر کیا
کافرستان تو وہ رُخ آگے ہی تھا خالون سے

دو جہان حشر کے دن ہووین گے باہم موجود
متفق ہون گے اِدھر والے اُدھر والون سے

دل حسینون کے تصور سے بنا یا خالی
آئینہ خانون مین کثرت رہی تمثالون سے

کچھ تو ہلکا کرین خار رہ صحرائے جنون
بوجھ لنگر کا ہوئے ہین کف پا چھالون سے

اُن کے بوسون کی تمنا ہے لبون کو آتش
آئینہ کسب صفا کرتے ہین جن گالون سے

اُتار اُتار نہ تار ساقی جو شیشہ طاق سے ہے
لبون پہ آئی مری جان اشتیاق سے ہے

جواب دون ترے نالہ کا کیا مین اے بلبل
کراہنا مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہے

نہ سوئے ساتھ مرے رکھکے درمیان شمشیر
یہ اتفاق بھی کچھ کم نہین نفاق سے ہے

مقامِ شکر ہے ایذا جو دردِ عشق سے ہو
غنیمت اُس کو سمجھ حسنِ اتفاق سے ہے

ہمارے دل کو جلاتا ہے شمع کا جلنا
مشابہت بہت اسکو کسیکی ساق سے ہے

یہ وہ بلا نہین بے جان کے لئے جو ٹلے
یقین صبح کا کس کو شب فراق سے ہے

جمال چہرہ خورشید بھی ہے کیا نعمت
کہ دورون ذرہ ہوا اسیر الکلق سے ہے

نظارہ کے لئے ہے قحطِ حسن نوخیزان
کمال تنگ دل اپنا اس کہن رواق سے ہے

نہ بیٹھ پھول کے تو شاخِ گل پہ اے بلبل
خرابی ہی خس و آتش کے اتفاق سے ہے

خدا کے واسطے کشتی مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہے

خواہان ترے ہر رنگ مین اے یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے

بیداد کی محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسی کی ہو گنہگار ہمین تھے

وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہونا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے

کنگھی تری زلفونکی ہمین پر تھی مقرر
آئینہ دکھانے تجھے ہر بار ہمین تھے

نعمت تھی ترے حسن کی حصہ مین ہمارے
تو کانِ ملاحت تھا خریدار ہمین تھے

سودا زدہ زلفون کا نہ تھا اپنے سوا ایک
آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمین تھے

تو اور ہم اے دوست تھے یکجان دو قالب
تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمین تھے

بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی
اک مستحق شربت دیدار ہمین تھے

بے اپنے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی سے
دلسوز ہمین تھے ترے غمخوار ہمین تھے

اک جنبش مژگان سے غش آتا تھا ہمین کو
دو نرگس بیمار کے بیمار ہمین تھے

جب چاہتے تھے لیتے تھے آغوش مین تمکو
مجبور سے رہ جاتے تھے مختار ہمین تھے

ہم سا نہ کوئی چاہنے والا تھا تمھارا
مرتے تھے ہمین جان سے بیزار ہمین تھے

بدنام محبت نے تری ہم کو کیا تھا
رسوائے سر کوچہ و بازار ہمین تھے

دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا
اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے

بھڑکانے سے آتش کو جلانے لگے یا تو
الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

کنگ لائے لب یار سے گویا ہووے
آنکھین تلوؤن سے ملے کو رتو بینا ہووے

حبذا یار کا در باب سعادت کہئے
زہے دیوار رہا سایہ سے پیدا ہووے

چھپ سکی باد سحر سے نہ تری زلف کی بو
مشک کا چور یقین ہے یہ کہ رسوا ہووے

یار نے پردہ کیا ہم سے بہت خوب کیا
حسن ہے وہ بھی کوئی جو کہ تماشہ ہووے

اُس بیابان مین پیادہ مجھے لائی ہے قضا
شہسوارون کی جہان گرد نہ پیدا ہووے

ناف پر تیری ہو کیو نکر نہ نگاہون کا ہجوم
ہالہ بے ماہ جو ہو جاوے تماشا ہووے

دل نہین داغ ہے جسمین نہین کیفیت عشق
جسم بے روح ہے بے بادہ جو مینا ہووے

آبرو جاسے اگر معرکۂ الفت میں
کو دیڑا سین کوان ہووے کہ دریا ہووے

روز و شب چرخ ہنڈولہ کی طرح پھرتا ہے
کس طرح سے نہ زمانہ تہ و بالا ہووے

حشر کا روز گزر جائے لے حور و بہشت
وہ بھی دن ہو کہ نہ اندیشۂ فردا ہووے

لذت آنے مین جو کی تھی عوض اُس کا یہ سمجھ
روح کو جسم کے چھٹنے مین جو ایذا ہووے

سیری تکبیر کی آواز جو راہب سن پائے
درد سر نالۂ ناقوس کلیسا ہووے

روشنی سے مجھے اس کی یہ یقین ہوتا ہے
پنج شاخہ ترے در کا ید بیضا ہووے

دل کو خوش رکھتی ہے تا فہمی کم عمر آتش
کوئی دیوانہ ہو لڑکون کو تماشا ہووے

سر کاٹ کے کر دیجیے قاتل کے حوالے
ہمت مری کہتی ہے کہ احسان بلا لے

ہر قطرۂ خون سوز درون سے ہے اک اخگر
جلاد کی تلوار مین پڑ جائین گے چھالے

یون دیتے ہین وہ عاشق بے صبر کو بوسہ
جیسے کوئی صدقہ کرے بھوکے کے حوالے

شمشیر بھرا اے ترک نہین تیغ یہ تیری
سیفی ہے مرے سر کی بلا کو جو یہ ٹالے

نادان نہ ہو عقل عطا کی ہے خدا نے
یوسف کی طرح تجکو کوئی بیچ نہ ڈالے

نقاش ازل نے تری تصویر مین رکھے
انداز رخ و زلف زمانہ سے نرالے

ہستی کی اسیری سے شررسے ہین ہوا تنگ
چھوٹے تو ادھر پھر کے نہین دیکھنے والے

سالک کو یہی جادہ سے آواز ہے آتی
پامال ہو ہو راہ وہ منزل کی نکالے

کچھ اور لب یار کی تعریف کرون کیا
وہ لعل کہ دیکھے سے پڑین جان کے لالے

گرد رخ زیبا رہین کیونکر نہ وہ زلفین
دو سانپ حفاظت کو ہین اک گنج کے پالے

صیاد چمن ہی مین کرے مرغ چمن ذبح
لبریز لہو سے بھی درختون کے ہون تھالے

پیغام اجل ہوتے ہین اس عشق کے صدمے
یا لا نفس سرو سے اللہ نہ ڈالے

دشمن سے سمجھتے ہین ہم اُس دوست کو بدتر
مشتاق کو منھ اپنا دکھا کر جو چھپا لے

مضمون ہے تو شمع رخ یار کا آتش
شاعر ہے اسے فکر کے سانچے مین جو ڈھالے

آبلے پاؤن کے کیا تو نے ہمارے توڑے
خار صحرائے جنون عرش کے تارے توڑے

توقن و رخ مین نہ جا بوسون سے باقی رکھی
ثمر و گل چمن حسن کے سارے توڑے

سلسلہ اپنی گرفتاری کا کب قطع ہوا
پہنی پازیب انھون نے جو اُتارے توڑے

مست مجھ سا بھی کوئی نشہ کا ہوگا نہ حریص
پی کے مے جام کے دانتون سے کنارے توڑے

شربت وصل ہے تنقیہ کی خاطر موجود
تپ ہجر آکے بدن کو نہ ہمارے توڑے

خنجر دزدیدہ نگہ پر ہے تری طراری
دل نہین توڑے اجل کے پٹارے توڑے

آگیا وہ شجر حسن نظر جب ہم کو
بوسہ لیکر لب شیرین کے چھوارے توڑے

عشق بے درد سے کرنیکو کہا تھا کس نے
سر کو ٹکرا کے نہ دل درد کے مارے توڑے

کنج عزلت مین بٹھایا ہے خدا نے آتش
اب جو تم یان سے ہلے پاؤن تمھارے توڑے

پاتا ہون مہر و مہ کو بھی عدل و داد سے
خالی یہ کعبتین ہے نقش مراد سے

سودا ہے سر کو زلف گرہ گیر یار کا
دل بستگی ہے کافر خوش اعتقاد سے

زندہ نہ چھوڑے گی نگہ خشمگین یار
نیکی کی چشم داشت نہین بد نہاد سے

پار اُترین خاک بحر محبت کی کشتیان
طوفان نوح رہتا ہے باد مراد سے

شہرہ تمھارے حسن کا پہونچا ہے دور دور
مکتوب شوق آتے ہین کس کس بلاد سے

زور آوری پر اپنے نہ سرکش کرین غرور
عاجز نہین خدا کا غضب قوم عاد سے

مر کر ملائی سرکشی نفس خاک مین
کی جان کھو کے ہم نے فراغت جہاد سے

عاشق کے حال سے نہین معشوق بیخبر
بندہ کو بھولتا نہین اللہ یاد سے

دیوانہ ہو نہ دیکھ کے دل حسن عارضی
اچھا نہین ہے سابقہ بے اعتماد سے

اللہ سے مراد دلی کا ہون ملتجی
سائل ہون مین فقیر کریم و جواد سے

جو کچھ کہ ہون نہین خوب اُسے جانتا ہی دوست
دشمن ہزار بد کہے میرے عناد سے

بے درد و درد مند کا احوال کھل گیا
بیمار تندرست سے ناشاد و شاد سے

ہنگامہ حسن و عشق کا یون ہی رہیگا گرم
فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے

الوف یار مجھسے مین شیداے یار ہون
مشتاق ہم دگر ہین دو دل اتحاد سے

خون جگر سے پرورش شعر ہم نے کی
فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے

دشمن ہو جو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اُسے ابن زیاد سے

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے
زمین یان کی چہارم آسمان ہے

خدا پنہان ہے عالم آشکارا
نہان ہے گنج ویرانہ عیان ہے

دل روشن ہے روشن گر کی منزل
یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے

تکلف سے بری ہے حسن ذاتی
قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے

پسیجے گا کبھی تو دل کسی کا
ہمیشہ اپنی آہونکا دھوان ہے

برنگ بو ہون گلشن مین مین بلبل
بغل غنچہ کی میرا آشیان ہے

شگفتہ رہتی ہے خاطر ہمیشہ
قناعت بھی بہار بے خزان ہے

چمن کی سیر پر ہوتا ہے جھگڑا
کمر میری ہے دست باغبان ہے

بہت آتا ہے یاد اے صبر مسکین
خدا خوش رکھے تجکو تو جہان ہے

الٰہی ایک دل کس کس کو دو نین
ہزارون بت ہین یان ہندوستان ہے

یقین ہوتا ہے خوشبوئی سے اسکے
کسی گلرو کا غنچہ عطر دان ہے

وطن مین اپنے اہل شوق کی طرح
سفر مین روز و شب ریگ روان ہے

سحر ہووے کہین شبنم کرے کوچ
گل و بلبل کے دریا درمیان ہے

سعادت مند قسمت پر ہین شاکر
ہما کو مغز بادام استخوان ہے

دل بیتاب جو اس مین گرے ہین
ذقن جانان کا پارہ کا کنوان ہے

جرس کے ساتھ دل رہتے ہین نالان
مرے یوسف کا عاشق کاروان ہے

نہ کہہ رندونکو حسرت سخت واعظ
درشت اہل جہنم کی زبان ہے

قد محبوب کو شاعر کہین سرو
قیامت کا یہ اے آتش نشان ہے

آتش نالۂ بلبل سے دھوان ہوتا ہے — سیر گلزار سے مجکو خفقان ہوتا ہے
روئے گل کو رخ رنگین سے ترے کیا نسبت — قد صنوبر کا یہ بوٹا سا کہان ہوتا ہے
ظاہر بازی ایام ہے باطن سے خلاف — دانہ ہوتا ہے عیان دام نہان ہوتا ہے
وعدۂ شب نہ کرا ے مہرلقا جھوٹ نہ بول — جلوہ گر رات کو خورشید کہان ہوتا ہے
باتین کرتا ہون نگاہون پہ پڑا دون سے — دیدۂ شوق سے یان کار زبان ہوتا ہے
ابروے یار سے قوت ہے مژہ کو ساری — تیر کے واسطے سب زور کمان ہوتا ہے
فرش گل پر وہ نزاکت سے نہین سو سکتے — تن نازک مین رگ گل کا نشان ہوتا ہے
حسن کو داغ لگا دے گی یہ سیر گلزار — آب پر حور بہشتی کا گمان ہوتا ہے
صورت کعبہ دکھاتے ہین جو طاق ابرو — چاہ زمزم وہ زنخدان کا کنوان ہوتا ہے
حسرت انجام جہان گذران ہے غافل — حسن رہتا نہین گلزار خزان ہوتا ہے
جذبۂ دل سے الٹتا ہے نقاب رخ یار — پردۂ غیب کا احوال عیان ہوتا ہے
چشم تر عالم نیرنگ دکھاتی ہے مجھے — برج آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہے
زیر دیوار جو ٹھہرون تو حسد سے میرے — سایہ سر پر سے دبے پانون روان ہوتا ہے

جائے نامرد نہین بزم مین اپنے آتش
مصرع تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

خدا محفوظ رکھے دل کو اس افعی کاکل سے — نہین ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے
شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر — چمن سرسبز ہے باران رحمت کے تفضل سے
اگر نام آوری مقصود ہے نیکون سے صحبت رکھ — ہوا ہے شہرۂ آفاق لفظ طیب سنبل سے
پری لاتی ہے صندل گھسکے مجھ دیوانے کی خاطر — جو سر مین درد ہوتا ہے کبھی زنجیر کے غل سے
اٹھائی آستین جو چشم دریا بار سے اپنی — بنے گرداب دو دو دامن اشکون کے تسلسل سے
چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہے — طبیعت کو خفا کرتی ہے صحبت خار کی گل سے
خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہے دین و دنیا کا — یقین ہے دولت کونین حاصل ہو توکل سے
اثر پہونچاتی ہے معشوق کو بیتابی عاشق — پھٹے ہین پردہ ہائے گوش گل فریاد بلبل سے

اثر پیدا کیا گردش نے اس کے دور ساغر کا
تری آنکھون نے کیفیت اُٹھائی ساغر دل سے

متنفس کی طبیعت بار بن سامان عشرت سے
دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قلقل سے

شب مہ مین جو دریا کے کنارے جا کے روتا ہون
گذر جاتی ہے کشتی مار کر ٹھوکر سر پل سے

قیامت مین بھی کوئی حال کو اُنکے نہ پوچھیگا
کیا ہے کشتہ تو نے جنکو شمشیر تغافل سے

نہایت مشت خاک آتش بیکس کو حسرت ہے
کسی دامن تلک پہونچے صبا تیرے توسل سے

بالائے بام خانہ وہ عالی جناب ہے
منزل سے اپنی جلوہ نما آفتاب ہے

دیکھے جو بے نقاب تجھے کس کو تاب ہے
خورشید تیرے آگے گل آفتاب ہے

فصل بہار آئی ہے دور شراب ہے
قاضی و محتسب کا کلیجہ کباب ہے

زیر زمین بھی چین کی صورت نہین کوئی
آسودگان خاک کی مٹی خراب ہے

بیدار آج ہووے تو فردائے حشر کو
خواب اپنے بخت کا نہین مردہ کا خواب ہے

فصل بہار آکے خزان بار ہا ہوئی
انگور مین ہنوز ہمارے شراب ہے

دیوانگان عشق گرفتار حال ہین کہ
تو اے پری اسیر طلسم حجاب ہے

تصویر یار دیکھی ہے فردائے حشر کو
اتنا تو ہم کہین گے دہن لاجواب ہے

شاعر پسند حسن پر آشوب ہے ترا
دیوان روزگار کا تو انتخاب ہے

دوزخ بہشت ہو اگر اس کو نہ چھوڑیے
ہر بات اپنے دامن تر کا سحاب ہے

بہلائیے شراب سے دل کو کوئی گھڑی
لہرا رہا ہے سبزہ روان جوئے آب ہے

دریا مین ایک روز نہانے گیا تھا یار
اُس دن سے اب تک آنکھون مین جان حباب ہے

چندے مین پاک صحبت طاہر سے ہو نجس
سر کہ تنک سے چار گھڑی مین شراب ہے

بیداری سے زیادہ تڑپتا ہون خواب مین
آسودگی مین برق کا یان اضطراب ہے

خاطر نہ اس کی توڑیے جام شراب سے
مہمان چند روزہ یہ عہد شباب ہے

قاتل پر آشکار ہو صورت سے حال دل
چین جبین مرد دلیل عتاب ہے

ساقی ملے گا باغ مین دیکھا ہے خواب مین
جنت ہے دست حور مین جام شراب ہے

ڈورا کھینچا ہے کون سے قاتل کی تیغ پر
گردن مین کچھ رگوں کو بہت پیچ و تاب ہے

ملتے نہین ہین سامنے سے اشک ایک دم
آتش ہمارا تشنۂ دیدار آب ہے

تنگ دنیا کی خرابی مین ہون نازک خو سے
درد سر ہونے لگا فاختہ کی کو کو سے

ماہ نو دیکھ کے دیکھا کئے ہم صورت یار
ہر مہینے مین ہوا عید کا چاند ابرو سے

سیر گلشن مین ہوا یار برابر جو کھڑا
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے

شمع بیدود یہ آئینۂ بے زنگ ہے وہ
کم نہین خوبی مین کچھ ساق صنم زانو سے

حسن کافر کو کیا ہم نے مطیع الاسلام
بوسۂ خال لیا جزیہ لیا ہندو سے

غسل کرلے یہین دریا مین نہانے کو نہ جا
مچھلیان لپٹین گی اے یار ترے بازو سے

لب جان بخش سے ہے چشم فسون گر کا سوال
زندہ اعجاز سے ہووے جو مرے جادو سے

جسقدر ہووے دراز اسکو صنم ہونے دے
سنبل باغ کو بڑھ چلنے نہ دے گیسو سے

نہین معلوم اُن آنکھون کا ارادہ کیا ہے
کچھ اشارت مین تو مژگان نے کہا ابرو سے

زخم خندان ہے بعینہ گل خندان ہر ایک
بوئے خون آتی ہے اس باغ مین آب جو سے

صورت جام سبو ہجر کی شب گھبرا کر
خم گردن کو مین توڑون گا دم یا ہو سے

سونگھکر منھ کو ترے سونگھا تو بدتر نکلی
دہن غنچہ کی بو گندہ بغل کی بو سے

دیکھکر چشم سیہ کو ترے کہتے ہین عرب
شتر مست کو اندیشہ ہے اس آہو سے

حور بنکر مرے پاس آئیو اے عزرائیل
مرد ہون عشق مین رکھتا ہون زن خوشرو سے

رحم کر واسطے اللہ کے خاموش آتش
پردۂ گوش جلے نالۂ آتش خو سے

شہرۂ آفاق مجھ سا کون سا دیوانہ ہے
ہند مین مین ہون پرستان مین مرا افسانہ ہے

صیدگاہ مرغ دل رخسارۂ جانانہ ہے
دام زلف عنبرین ہے خال مشکین دانہ ہے

عرش سے رتبہ ہے اپنے عشق کامل کا بلند
آستانہ پر پری ہے بام پر دیوانہ ہے

ہمین رہتا ہے صفائے روئے جانان کا خیال
دل نہین پہلو مین اپنے آئینہ کا خانہ ہے

بیچتا ہون دل کو جو محبوب بہا ہے مول لے
بوسہ قیمت ہے توجہ کی نظر بیعانہ ہے

پھوٹیں وہ آنکھیں نگاہِ بد سے جو دیکھیں تجھے
آتشین رخسار مجمر خال کالا دانہ ہے

روز و شب اُس شمع رو کو بھیجتا ہون خطِ شوق
نامہ برون کو کبوتر رات کو پروانہ ہے

خار خارِ دل غنیمت جانتا ہون عشق مین
زلفِ دودِ آہ کی آراستگی کا شانہ ہے

شرح لکھا چاہیے اس کی بیاضِ صبح پر
مطلعِ خورشید بیتِ ابروِ جانانہ ہے

حالتِ آئینہ رکھتا ہے صفا سے دل مرا
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

قتل سے مجھ سخت جان کے منکر اے قاتل نہو
حجتِ قاطع تری تلوار کا دندانہ ہے

واسطے ہر شے کے دنیا مین مقرر ہین محل
شہر مین جب تک ہے مجنون کنجِ ویرانہ ہے

باغِ عالم مین نہین اُس شوخ سا کوئی حسین
گل ہے اپنا یار یوسف سبزہ بیگانہ ہے

اب نہین اے یار جوبن کو ترے بیمِ زوال
خطِ شکین حسن کی جاگیر کا پروانہ ہے

حال سے ہے جسکا اسی کے واسطے ہے خوشنما
نقص ہے تلوار کا وصف ارہ کا دندانہ ہے

یار کھینچے تیغ تیرے قتل کرنے کے لئے
سر جھکا آتش یہ جائے سجدۂ شکرانہ ہے

سائل نجات کا ہون خدائے کریم سے
رحمت بزرگ تر ہے گناہِ عظیم سے

آئی تھی کس کے سنبلِ عنبر شمیم سے
گلزار ہو رہے ہین معطر نسیم سے

حاضر ہے مرغِ دل جو دُرِ گوشِ یار لے
اک مشت پر عزیز نہین اس یتیم سے

تو شاہِ حسن حسن ہے تیرا فقیر یار
خطِ سیہ اشارہ سمجھ لے گلیم سے

دل دادہ جب سے ہون کہ مری جان آگئی
آواز آشنا نہ تھی گوشِ کلیم سے

بیدار بخت ہون مین وہ ہون مرے لئے
آتی ہے حور خواب مین باغِ نعیم سے

یاد آگئی بوئے پیرہنِ یار باغ مین
پھرون ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے

اللہ سے بھی اُنکو زیادہ غرور ہے
وہ باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے

کشمیر و روس لگئے آکر دو شالہ باف
کچھ نسیم چھوڑ گئے تھے ہمارے گلیم سے

کھلوایا پیڑ کر چلنے سے کھائے جو اُس نے پان
بندھوائی مہندی پانون مین دستِ کلیم سے

خوش ہو نہ دیکھکر قد و زلف و دہان یار
حرف الم عیان ہے الف لام میم سے

پھندے مین عشق کے نہین بچا کہ دل پھنسا
نکلے گی جان انکی عذاب الیم سے

صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال
شرمندہ ہوئے گل کے نہین ہم نسیم سے

مر جاؤن پر نہ راز محبت ہو آشکار
واقف نہ ہو کوئی مرے حال سقیم سے

اب کی بہار مین تو مجھے یار اُتار دے
کشتی مے دو آبۂ امید و بیم سے

سائل ہین آسمان سے لب نان کے کون کو
گل کھانیکو تو آپ ہی نہ لین ہم لئیم سے

دنیا کو ٹھوکتے نہین دیوانگان عشق
یان طوق ہے طلا سے نہ زنجیر سیم سے

اک مشت استخوان پہ نہ اتنا غرور کر
قبرین بھری ہوئی ہین عظام رمیم سے

بیقدر ہے سخن جو سخندان کوئی نہین
قدر اس گہر کی ہوتی ہے گوش فہیم سے

اللہ رے ہوا سے لب بام قصر یار
اڑ کر کبوتر آگے گیا ہے نسیم سے

داغ غم فراق کی کرتا ہون جلین سیر
آنکھون کو سینکتا ہون مین نار جحیم سے

طفلی سے سامنا غم و اندوہ کا رہا
کیا کیا نہ حادثے ہوئے ہمپر قدیم سے

ہم گل شگفتہ ہوتے ہین لیتے ہی انتقام
غافل نہین بہار خزان سے خصیم سے

شیشہ پری سے جان لے آتش بھرا ہوا
خالی سمجھ نہ خم کو فلاطون حکیم سے

آج تک واقف نہین کوئی ہمارے حال سے
سامنا آئینہ کا ہے عالم تمثال سے

پھنسکے اس مین مرغ جان چھوٹا نہ نکلے جال سے
اپنی الجھی ہوئی زلف پریشان حال سے

سامنے سینہ نہ کرائے دل دہن کے خال سے
رکتی ہے بندوق کی گولی کہین بھی ڈھال سے

نشۂ مے کا اثر رکھتا ہے مطرب کا سماع
کچھ خبر رہتی نہین صوفی کو اپنے حال سے

مطلب دیدار کے خاطر جو پھنکواؤن اسے
منہ چھپاوین سعد شکلین قرعۂ رمال سے

جب چنا ہے رخ کے نورانی پر افشان یار نے
اڑ گیا ہے مطلع خورشید بیت المال سے

افشرے کا بوسہ بازی مین مجھے ملتا ہے لطف
قند کی ڈلیان وہ لب ہین خال ہین فالسے

باندھتا ہون شعر مین مضمون طلائی رنگ کے
مرغ زرین صید کرتا ہون مین اپنے جال سے

کارِ اعلیٰ گو کرے ادنیٰ وہی بیقدر ہے
دیکھلے قیمت میں کم ہوتا ہے کمبخت لال ہے

ہاتھ ملکر رہگیا صیاد اُڑا کر لے گئی
دانۂ قسمت ہوا اسیر سے پرون کی جال ہے

ناتوان ہر چند مین مجنون ہون آنے دے بہار
اے جنون زنجیر توڑ دینا کاتر سے انفعال ہے

کسکو ہے فکر کفن پروانہ مردہ ہون مین
شمع کشتہ ہون مجھے کیا کام ہے غسال ہے

ماہ رو کیونکر کہین تجکو نہ ہم صاحب کمال
سینۂ عارف نہو گا صاف تیرے گال سے

دل اُلجھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا
زلف پیچان کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے

حشر تک ہووے نہ وہ زلف سیہ آتش سفید
دو دن جسے تشبیہ اپنے نامہ اعمال سے

خرام ناز مین شمشیر بران کی روانی ہے
تری پاپوش اے ترک ستمگر سیف خانی ہے

ہر ایک شعر اپنا معشوقون کو پیغام زبانی ہے
دلیل اُسپر ہمارے نظم کا کاف بیانی ہے

وہ ایسا کونسا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین اُن پر ہماری بھی نشانی ہے

ترقی حسن کی کھینچنے نہین دیتی شبیہ اُسکی
اودھر بہزاد عاجز ہے اُدھر مجبور مانی ہے

خوش الحان نالہ کش مجھسا نہو گا باغ عالم مین
غذا میری دو نان گندم داو دخانی ہے

ہوا سے اُڑکے پہونچا اُس پری پیکر کے کوچے مین
وہ مجنون ہون جسے تخت سلیمان ناتوانی ہے

مٹالے چار دن مجکو گیا جس روز جنت مین
کہان پیری وہی مین ہون وہی میری جوانی ہے

تری فرقت مین اے یوسف خلیل وقت ہین عاشق
غم و اندوہ حرمان کی ہمیشہ میہمانی ہے

خیال آیا ہے ہمکو اندنون مضمون گیسو کا
زمین شعر پر نازل بلائے آسمانی ہے

جسے دیکھا وہ ماہ چار دہ مطلوب ہے اُسکو
عزیز دل نہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہے

فقیر مست ہون نعمت مری حاضر ہے جو چاہے
کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے

نہین بننے کا سودا ہم سے اس بازار عالم مین
عداوت کی ہے ارزانی محبت کی گرانی ہے

نگہ پھرتی ہے اُس کی یک بیک دیوانہ ہو دیگا
پری سمجھا ہے دل جسکو بلائے ناگہانی ہے

ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے اپنا اے آتش
موافق ہے فلک اُس ماہ رو کی مہربانی ہے

بہار باغ آیا ہے شراب ارغوانی ہے
سخن گوئی کا باعث عشق چشم یار جانی ہے
تجھے اے ترک زیبا دعوے صاحب قرانی ہے
کمر سے ہاتھوں کو کسکا طوق کسکا بوسہ لے عاشق
فراق یار مین رد رو کے آنکھوں کو مین کھوؤنگا
حذر کر میرے گریہ سے نہ رلوا آسمان مجکو
نصیحت کرتے کرتے اُسنے دیوانہ کیا مجکو
وہ کھڑا دیکھکر بھولین گے اپنی کشت کو دہقان
نہ آوارہ ہو دیکھین ڈھونڈھ اُسے جو پاہے تو جسکا
غنیمت سمجھین اس وحشی کو کم رہن دو عالم مین اپنے

تسلسل چاہیے دور جام دور آسمانی ہے
فسون پرواز کی دولت سے یہ معجز بیانی ہے
کمر خنجر ترا لوح طلسم زندگانی ہے
دہن وہمی کمر اُس آفت جان کی گمانی ہے
مین ہون یعقوب کا ہم چشم یوسف کا ثانی ہے
یہ وہ سیلاب ہے جو خانہ ویرانی کا بانی ہے
الٰہی پند ناصح ہے کہ پریون کی کہانی ہے
خط اُس محبوب کے رخسار گندم گون کا دھانی ہے
یہی ویرانہ ہے جسمین کہ وہ گنج نہانی ہے
بھڑک کر جب اُڑا عنقا یہ طاؤس جوانی ہے

جو روتا ہون تو کہتا ہے وہ ہنسکر مجھ سے اے آتش
یہ کیا آزار ہے تجکو نہین پچتا جو پانی ہے

کہاں تک آنکھوں مین سرخی شراب خواری سے
رہا نہ پیچھے مین گریبان تری سواری سے
سبوئے غنچہ ہے معمور و جام گل لبریز
جمال دوست ہون یٰسین کے بدلے وقت اخیر
وصال شاہد مقصود ہوگا بعد فنا
مروڑون کان کو مجنون کے مثل طفل شریر
دکھاؤ ہنسکے صفا کرن اپنے دندان کی
رقیب کو تری تلوار نیم جان رکھے
ہماری خاک سمجھنا اُسے ہمارے بعد
ترے دہان و کمر کا ہے ذکر ورد زبان
چمک رہی ہے بہت برق کو ملاؤنگا

سفید ہو ہوئے بال آسیاہ کاری ہے
بلند گرد نہ ہونے دی اشک باری سے
ٹپک رہی ہے شراب ابر نوبہاری سے
سنون گا سورۂ یوسف زبان قاری سے
وہ دلربا جو ملے گا تو جان نثاری سے
عجب نہین یہ جنون کی بزرگواری سے
گھر ہین آگ کے مول اپنی آبداری سے
جو سرفراز ہو عاشق تو زخم کاری سے
رہے جو گرد نہ پیچھے تری سواری سے
ہمیشہ بحث ہے فرضی و اعتباری سے
ترے دوپٹے کی اُتری ہوئی کناری سے

تناے حسن مین اسکو خدا رواں رکھے
قلم نے پانون نکالے ہین سرگزاری سے

سوال بوسہ پر انکار جبر کرنا ہے
کنارہ کرتے ہو کیا امر اختیاری سے

ہرا بھرا رہے اے باغبان ترا گلزار
دماغ تازہ رہین نکہت بہاری سے

اکیلا پا کے نہین چھوڑنے کا مین تم کو
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے

حقیقت چمن دہر سے جو ہو آگاہ
گل مراد چنے تو ہر اک کیاری سے

وصال یار نہین تو وصال گور ہی ہو
جو کچھ کہ ہونا ہو آتش ہو آہ وزاری سے

عاشق جانباز کی گردن پر احسان کیجئے
طشت و سر موجود ہے شمشیر عریان کیجئے

وصل کی شب عیش و عشرت کا یہ سامان کیجئے
تو بھی عریان ہو جئے اسکو بھی عریان کیجئے

اپنی صورت دیکھنے سے ایکدن فرصت نہین
توڑکر آئینہ اس خودبین کو حیران کیجئے

کم نہین خورشید سے داغ جنون مین روشنی
صبح ہو جائے جو چاک اپنا گریبان کیجئے

راہ مین اکثر کنوان بنواتے ہین لوگ آپ بھی
فی سبیل اللہ یہ چاہ زنخدان کیجئے

منہ تو دکھلا دے خدا تیرا گلون سے پیشتر
چاک اے صبح بہار اپنا گریبان کیجئے

یہ سیہ دل صورت گیسو نہو گا روسفید
خال وہ ہندو نہین جسکو مسلمان کیجئے

پھینکئے آؤ آشکارا میرے گھر آئے تو کیا
اجر ہے اسکا بڑا جو خیر پنہان کیجئے

بلبل شیدا کے نالون سے یہ آتی ہے صدا
فصل گل ہے چار دن سیر گلستان کیجئے

اپنے کہنے سے اک آب تلخ تم پیتے نہین
آگ مین ہم کودتے ہین آپ اگر ہان کیجئے

یہ صدا ہے اسکے مشتاقون کے گھر من سے بلند
دیدہ و دل فرش یا انداز مہمان کیجئے

تم بھی دیوانے ہو آتش سنتے ہین آئی بہار
بیٹھے کیا کرتے ہو چاک اٹھکر گریبان کیجئے

پیری سے مرا نوع دگر حال ہوا ہے
وہ قد جو الف سا تھا سو اب دال ہوا ہے

مقبول مرے قول سے قوال ہوا ہے
صوفی کو غزل سن کے مری حال ہوا ہے

ان ہاتھون کی دولت سے کڑا مال ہوا ہے
ان پانون سے آوازۂ خلخال ہوا ہے

الحمد للہ بصد منت اُدھر سے
انکار تھا جس شے کا اب قبال ہوا ہے

جب قتل کیا ہے کسی عاشق کو تو دان سے
جلاد کی تلوار کو رومال ہوا ہے

کس عقدہ کو اُس زلف کے کھولا نہین ہنے
سلجھایا ہے اُلجھایا ہوا جو بال ہوا ہے

کس سر کو نہین یار کی رفتار کا سودا
معراج وہ سمجھا ہے جو پامال ہوا ہے

بیمار رہا برسون ہی عیسیٰ نفسون مین
پوچھا نہ کسی نے کبھی کیا حال ہوا ہے

جاوے جو صبا کوچہ گیسو مین تو کہنا
سودائیون کا تیرے برا حال ہوا ہے

بو مشک کی آئین ہے تو عنبر کی بھرا ئین
کچھ زلف سے بھی طرہ ترا خال ہوا ہے

لڑواتا ہے آپسمین خریدارونکو تیرے
دلال ترا قضیہ کا دلال ہوا ہے

دیدار ہے عام اہل نظر سے ہے اگر تو
دولت تیری خاطر سے جو کچھ مال ہوا ہے

اے ابر کرم تو ہی سفید اسکو کرے گا
برسون مین سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

جو ناز کرے یار سزادار ہے آتش
خوش رو و خوش اسلوب و خوش اقبال ہوا ہے

یہ کمانداری ہے دم تک عاشق دلگیر کے
اس نشانہ کو اُڑا کر پر لگین گے تیر کے

وا ہوے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے
سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے

بسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار
فتنے ہوتے ہین مرید اُس کافر بے پیر کے

آشنا معنی سے بھی ہو جائین گے صورت پرست
دیکھ لین گے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے

ایک میرے قتل سے دو لطف اے قاتل ہوے
زنگ دل تیرا مٹا جوہر کھلے شمشیر کے

کھائے ہین دو چار گل خوبان گل رخسار پر
داغ چند اس عشق مین نکلے اپنی بھی تقدیر کے

بوسہ لیتا ہون تو کہتا ہے طمانچہ مار کر
دیجئے تعزیر اُسے قابل جو ہو تعزیر کے

گفتگو تو نے غرور حسن سے اے بت نہ کی
رہگئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے

شہرہ ہے گیسوئے پیچان کا تمھارے ہر طرف
غلغلے ہین چارسو اس بے صدا زنجیر کے

جنبش مژگان سے وہ خونخوار کھیلے گا شکار
صید کے تودے لگا دین گے یہ دستے تیر کے

اپنے دیوانون کو صحرا ے عدم پہونچا دیا
چیر ڈالا ارہ سے مانگ اُس پری نے چیر کے

آج کل سے حسن پردہ نازین نازان نہین
عاشقون پر پیکر توڑے ہین دندان شیر کے

قہقہے کرتے ہین مثل کبک نالون کے عوض
عاشق شیدا تمھاری چاند سی تصویر کے

دولتِ دنیا سے آتش ہمنے جب پھیری نگاہ
جس طرف آنکھ اُٹھ گئی تودے لگے اکسیر کے

تیغ ابرو نہیں دی جانے کی ایدل خالی
سہل اس چوٹ کا کھا لینا ہے مشکل خالی

جو ستم چاہے سو کر یار نہ بد پر ہون گے
کینہ سے رکھتے ہین سینہ ترے مائل خالی

تیغ خوش آب سے تیری ہے توقع قاتل
سر سے پا تک نہ رہے زخم سے بسمل خالی

کیا پتیچے کی طرح ہم سے بھرا بھرتا ہے
کھینچ کر تیغ دل اپنا کرے قاتل خالی

دیتی ہے شانِ کریمی اُسے حسبِ دلخواہ
تیری درگاہ سے پھرتا نہین سائل خالی

قصر تن سا بھی نہ دلچسپ کوئی گھر ہوگا
روح مہمان اسے کرتی ہے بمشکل خالی

دلِ بیدرد سے رہتی ہے گران خاطر روح
بوجھ ناقہ کو ہے لیلیٰ سے یہ محمل خالی

برق وش یار کی فرقت مین ہوے جب بیتاب
ابر باران کی طرح رو کے کیا دل خالی

ہفت اقلیم ترا بھرتی ہے دم اے محبوب
حُسن کے عشق سے کوئی نہین منزل خالی

فرقتِ یار مین جامہ سے ہون باہر رہتا
بیخودی رکھتی ہے مجھسے مری منزل خالی

تیرے دم سے ہین بجا اپنے حواس خمسہ
نکلگیا تو تو ہوئی یار یہ محفل خالی

جنگ جو یار کا اصلاح پر آیا نہ مزاج
عقل سے ہوتا ہے فی الواقعی جاہل خالی

کعبہ مین ہم کو ہے مقصود بہار فردوس
دل مین جا ہے تری اے حور شمائل خالی

دل کے بہلانے کو گلزار مین آنکلا ہون
سر کو میرے نہ کرے شور عنادل خالی

روشنی حُسن کی رکھے گی زمانہ روشن
شمع رویون سے رہیگی نہ یہ محفل خالی

جام مین قطرۂ مے لب نہ مرے چھوڑینگے
مال کشتی کو کیا کرتے ہین ساحل خالی

قیس و فرہاد سے دل دادہ ہزارون آتش
تیشہ بیکار رہے گا نہ سلاسل خالی

نکلے تیشہ کھینچنا رنج و محن کیا چاہیے
جان شیرین تجھکو اے کوہکن کیا چاہیے

تیرے کشتون کو نہین پروائے رخت آخرت
ہو نہ ممکن تو شہیدون کو کفن کیا چاہیئے

مین گدائے حسن ہون صورت ہی میری ہے سوال
بہر عرض مدعا مجکو دہن کیا چاہیئے

دل جلا لینا کہین تیری طرح سے اے چراغ
ہمکو بالین مزار و انجمن کیا چاہیئے

جامۂ عریانی ہی سے تنگ مین دیوانہ ہون
پھاڑ کھا تیکو بدن کے پیرہن کیا چاہیئے

ہو تو سودائی نہین میری طرح سے زلف کی
دخل روغن مین تجھے اے یاسمن کیا چاہیئے

جان کھونے کے لئے لازم نہین ہے عشق حسن
ڈوب مرنے کے لئے چاہ ذقن کیا چاہیئے

تیوری رہتی ہے چڑھی کچھ تم کو سودا تو نہین
اس جبین پر گیسوؤنکی سی شکن کیا چاہیئے

یہ اشارہ کرتی ہے غربت مین شمشیر قضا
کہیلئے کہنا ہو جو کچھ اے بیوطن کیا چاہیئے

فکر رنگین ہم کو دکھلاتی ہے گھر بیٹھے بہار
مثل بلبل نالہ کرنے کو چمن کیا چاہیئے

چومتا ہون پانؤن اے آتش تو کہتا ہے وہ بت
مرد مومن کو طریق برہمن کیا چاہیئے

صورت سے اُسکی بہتر صورت نہین ہے کوئی
دیدار یار سی بھی دولت نہین ہے کوئی

آنکھونکو کھول اگر تو دیدار کا ہے بھوکا
چودہ طبق سے باہر نعمت نہین ہے کوئی

ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہے کوئی

یہ کیا سمجھ کے کڑوے ہوتے ہین آپ ہمسے
پی جائے گا کسی کو شربت نہین ہے کوئی

مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
معذور رکھیئے وقت فرصت نہین ہے کوئی

ہم کیا کہین کسی سے کیا ہے طریق اپنا
مذہب نہین ہے کوئی ملت نہین ہے کوئی

دل لیکے جان کے بھی سائل جو ہو تو حاضر
حاضر جو کچھ ہے اسمین حجت نہین ہے کوئی

ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہے عارفون کا
نا آشنائے معنی صورت نہین ہے کوئی

دیوانون سے ہے اپنے یہ قول اُس پری کا
خاکی و آتشی سے نسبت نہین ہے کوئی

ہژدہ ہزار عالم دم بھر رہا ہے تیرا
تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہین ہے کوئی

تا زان نہ حسن پر ہو مہمان ہے چار دنکا
بے اعتبار ایسی دولت نہین ہے کوئی

جان سے عزیز دلکو رکھتا ہون آدمی ہون
کیونکر کہون مین مجکو حسرت نہین ہے کوئی

یوں بدکما کرو تم یوں مال کچھ نہ سمجھو — ہم سا بھی خیر خواہ دولت نہین ہے کوئی
میں پانچ وقت سجدہ کرتا ہوں اُس صنم کو — مجکو بھی ایسی ویسی خدمت نہین ہے کوئی
ماد شما کہہ و مہ کرتا ہے ذکر تیرا — اس داستان سے خالی صحبت نہین ہے کوئی

شہر بتان ہے آتش اللہ کو کرو یاد
کس کو پکارتے ہو حضرت نہین ہے کوئی

بازار دہر مین تری منزل کہان نہ تھی — یوسف نہ جس مین ہو کوئی ایسی دکان نہ تھی
زردی نے میرے رنگ کی مجکو رُلا دیا — ہنسواے جو کسی کو یہ وہ زعفران نہ تھی
ظاہر سے خوبرویون کو باطن خلاف تھا — شیرین لبون کی طرح سے اُنکی زبان نہ تھی
منزل ہی دور ہے جو نہ پہونچے نہین ہنوز — دم لینے والی راہ مین عمر روان نہ تھی
دکھلائی سیر آنکھون کو بام مراد کی — ایسی کوئی کمند کوئی نردبان نہ تھی
قوسِ قزح سے ہم نے بھی تشبیہ دی اُسے — چلہ نہ ہونے سے جو وہ ابرو کمان نہ تھی
آگاہ جذب عشق زلیخا سے تھا نہ حسن — یوسف کو چاہ مین خبر کا[illegible]ان نہ تھی
یاد آگئی جو سلک گہر تیرے گوش کی — سوہانِ روح تھی مجھے شب کہکشان نہ تھی
رہ جانا پیچھے جسم کا جان سے عجب نہین — کس کاروان کی گرد پسِ کاروان نہ تھی
نافہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا — ابلیس کو حقیقت آدم عیان نہ تھی
عاشق کے سر کے ساتھ ہے سودائے کوئے یار — مومن نہ تھا وہ جسکو ہوائے جنان نہ تھی
بانگ جرس سے آگے ہر ایک کا قدم رہا — گرد اپنے کاروان کی پس کاروان نہ تھی
افسوس کیا جوانی رفتہ کا کیجئے — وہ کونسی بہار تھی جسکو خزان نہ تھی

نالون سے ایک دن نہ کئے گرم گوش یار
آتش مگر تمھارے دہن مین زبان نہ تھی

لخت جگر کو کیونکر مژگانِ تر سنبھالے — یہ شاخ وہ نہین جو بارِ ثمر سنبھالے
دیوانہ ہوکے کوئی پھاڑا کرے گریبان — ممکن نہین کہ دامن وہ بخیہ گر سنبھالے
تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہے یہ کہتا — منھ پر جو کھاتے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے

اللہ ناتواں کو دے طاقت توانا ہیکل کا بوجھ اُنکی نازک کمر سنبھالے
تکیہ میں آدمی کو لازم کفن ہے رکھنا بیٹھا رہے مسافر رخت سفر سنبھالے
اکدم نہ بیٹھنے دیتی اُن کی تنک مزاجی رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے
وہ نخل خشک ہوں میں اس گلشن جہاں میں پھرتا ہے باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے
اُڑتے ہیں ہوش تیرے دیکھے سے اے پریرو ممکن نہیں حواس خمسہ بشر سنبھالے
حرف درشت سنکر ہیں کان دل دکھاتے اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے
ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی لانا جواب خط کو اے نامہ بر سنبھالے
یا پھر کتر پر اسکے صیاد یا چھُری پھیر بے بال و پر نے تیرے پھر بال و پر سنبھالے

دردِ فراق آتش تڑپا رہا ہے ہم کو
اک ہاتھ دل سنبھالے ہے اک جگر سنبھالے

وہ کاوش خار خار غم کی ہم نے گلبدن بھولے تری بشاش صورت دیکھکر رنج و محن بھولے
جسے دیکھا وہ دیوانہ ہے تیرا باغ عالم میں بر رنگ بوئے گل پھرتے ہیں مردم پیرہن بھولے
جو دے تکلیف تیرا مصحف روانکو ایمائی کہے اللہ اکبر بت پرستی برہمن بھولے
لحد میں جاکے بزم دہر پھر ہمکو نہ یاد آئی مزہ پایا یہ خلوت میں کہ لطفِ انجمن بھولے
فسون پرداز ہے شیرین زبانی میرے دلبر کی کلام اللہ حافظ سُن کے اُس بت کا سخن بھولے
مزہ رکھتا نہیں ہے منہ ہم کا مجتمع ہونا الہی تلخ کوئی نکلے وہ شیرین دہن بھولے
نہیں اسباب دنیا کو نسا کشتی گر دون میں وہ اُٹھ کر پہنے خلعت کو جو بیٹھا ہو کفن بھولے
کسی دن تو ہوا ے یوسف لقا تازہ دماغ اپنا کبھی تو راہ اِدھر بھی تیری بوئے پیرہن بھولے
اُٹھا پردہ دوئی کا شاہد توحید کے رخ سے ہوے ہم دم بخود ایسے کہ ساری ما و من بھولے
گل رخسارہ صیاد سے جو عشق کامل ہو قفس میں آشیانے کی ہوا مرغ چمن بھولے
تماشا گوشہ گیری وشت غربت کا دکھاتی ہے وطن میں ہوں مگر مجکو ہیں یاران وطن بھولے

یہی اللہ سے آتش دعا ہے مرد مومن ہوں
حواس خمسہ زائل ہوں جو یاد پنجتن بھولے

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی
صبح تک شام سے یاہو کے سوا بات نہ تھی

التجا تجھ سے کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی
تیری درگاہ میں کس روز مناجات نہ تھی

اب ملاقات ہوئی ہے تو ملاقات رہے
نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی

غنچۂ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت سے
چھوٹے سے منہ کی سزاوار بڑی بات نہ تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا میں
سیر سے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی

اے نسیم سحری بہر اسیران قفس
تحفہ تر نکہت گل سے کوئی سوغات نہ تھی

جن دنوں عشق رُلاتا تھا ہمیں صورت ابر
کون سی فصل تھی وہ جس میں کہ برسات نہ تھی

کیا کہوں اُسکے جو مجھ پر کرم پنہاں تھے
ظاہری یار سے ہر چند ملاقات نہ تھی

جسنے باندھے ہوئے گاتی تجھے دیکھا پھر کا
دلربا شے تھی مری جان تری گات نہ تھی

خاک میں ملگئے اے شاہ سوار اہل نیاز
ناز معشوق تھا توسن کی ترے لات نہ تھی

لب کے بوسہ کا ہے انکار تعجب اے یار
پھیرے سائل سے جو منہ کو وہ تری ذات نہ تھی

گھر یار تھی ازبسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی

جن دنوں ہوتا تھا تو گھر میں ہمارے شب باش
روز روشن سے کم اے مہر لقا رات نہ تھی

بے شعوروں نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش
نکتہ سنجوں کو لطیفہ تھی تری بات نہ تھی

ناز و ادا ہے تجھ سے دلارام کے لئے
یہ جامہ قطع ہے ترے اندام کیلئے

وحشت میں کعبہ کو جو گیا کوئے یار سے
لئے جنوں نے جامۂ احرام کیلئے

عاشق ہوں ہر طرح سے گنہگار ہوں ترا
حاجت حضور کی نہیں الزام کیلئے

کیا کیا جپے گی کیسا رٹے گی زبان اُسے
تسبیح ہنسنے لی ہے ترے نام کیلئے

طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ
آغاز ہی میں روتے تھے انجام کیلئے

اچھا نہیں مقابلہ اُس چشم شوخ سے
آکون شکست فاش ہے بادام کیلئے

وہ نونہال آئے الٰہی مراد پر
حاصل ہو پختگی ثمر خام کیلئے

ہر چند اپنا نامۂ عصیاں سیاہ ہو
ہوگا سفید صبح ہے ہر شام کیلئے

نامرد اور مرد مین اتنا ہی فرق ہے | وہ نان کیلئے مرے یہ نام کیلئے
شل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر | اے قصر یار بوسے لب بام کیلئے
کیا چشم مست یار سے تشبیہ دیجئے | کیفیت نگاہ نہین جام کے لئے
رکھوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل | پیدا کئے ہین کشمکش دام کیلئے
دل میں سوائے یار جگہ ہو نہ غیر کی | خلوت سرا ہے خاص نہین عام کیلئے
جاتا ہے بہر غسل جو اے خوش دماغ تو | جلتا ہے عود گرمی حمام کیلئے

آتش جو جا ہے پائے توکل کی محکمی
جو صبح کو ملے نہ رہے شام کے لئے

قفل در قبول نہ کھولے بعید ہے | انسان کے پاس دست دعا ہے کلید ہے
دل کو خیال یار نہ ہووے بعید ہے | جوہر ہے آئینہ مین تو صورت کی دید ہے
نقصان جان بھی راہ خدا مین مفید ہے | مارا گیا جہاد مین جو وہ شہید ہے
انگشتری کا حلقہ ہے وہ ناف حلقہ دار | خال سیاہ اُس مین نگین حدید ہے
فقر و فنا کی بو نہین کس کے دماغ مین | عطار اپنے شہر کا ہر ایک فرید ہے
پاس ادب سے چلتے ہین عشاق سر کے بل | کوچہ مین اُس کے نقش قدم ناپدید ہے
آیا تو ہے وہ شوخ تماشائے باغ کو | مہندی ملے چمن مین تو لالہ شہید ہے
یہ ترک کردہ ہے شہ مردان سے بیر کی | دنیا کا خواستگار جو ہے زن مرید ہے
افطاری جام مے سحری ساغر شراب | مجھ رند کو شب رمضان روز عید ہے
کس کس ستارے نے شب ہجران دکھائی آنکھ | پیر فلک کا لاکھون ہی فتنہ مرید ہے
گل چاک چاک کر رہے ہین اپنے پیرہن | شاید قبائے یار کی قطع و برید ہے
صانع ہے وہ یہ صورتین ہین اسکی صنعتین | اللہ ہے قدیم یہ عالم جدید ہے
ہمکو بھی قید غم سے جو جلد اٹھ گلے لگو | زندانی چھوٹتے ہین تصدق مین عید ہے
لگ چل نہ گلرخون سے نسیم چمن کیطرح | بوئے حسین ان مین تو خوئے یزید ہے
اے بت اسیر عشق نکر زاہدون کو تو | قید نماز ہے نہین قید شدید ہے

تحسین سمجھ اُسے جو یہ نفرین کرے تجھے
انصاف اِن قریبون سے آتشؔ بعید ہے

ہر چشم کو دیدار ترا مدِّ نظر ہے
جو گوش ہے مقصود اُسے تیری خبر ہے

اُس خال اُس ابرو کی ہین خوب خبر ہے
یہ گوئے سعادت ہے وہ چوگان ظفر ہے

مو ہی رگِ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے
مین ہیچمدان ہون مجھے کیا اسکی خبر ہے

بیکار بنائے نہین آنکھون کے پیالے
دیدار کا سائل ہو جو یارائے نظر ہے

قالب کی طرح روح دکھائی نہین دیتی
پنہان یہ مسافر ہے عیان گردِ سفر ہے

گردش ہے اشارے سے ترے ہفت فلک کو
چشمک زنی انجم کی تجھے مدِّ نظر ہے

سونگھے جو اُسے سانپ کے سونگھے کا ہو عالم
اُس زلف کی بو مین سمِ افعی کا اثر ہے

دید کمرِ یار کی مشتاق ہین آنکھین
ہستی مین تماشائے عدم مدِّ نظر ہے

یہ صدمے اُٹھائے ہین جدائی مین کسیکی
دو قطرۂ خون ہین نہ تو دل ہے نہ جگر ہے

شبنم کو رُلا کر وہ ہنساتا ہے گلون کو
خورشید سے بھی گرم مرا رشکِ قمر ہے

آفت ہے کوئی ذکرِ فقیرانہ ہمارا
اک نعرۂ ہو مین دو جہان زیر و زبر ہے

کھول آنکھ کو اُٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
حاضر لئے آئینۂ خورشید سحر ہے

کس گل کے ہوا خواہ ہوئے ہین آتشؔ مسکین
کس نورسے بچے کے لئے خاک بسر ہے

آسمان مرے کو راحت ہو ہمین تھوڑی سی
پانون پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی

خود بخود دیکھ دل شیدا کو ہے اندوہ و ملال
کس حسین کے لئے درکار ہے چین تھوڑی سی

مجکو حیرت ہے حسینون سے بچی ہے کیونکر
بادشاہون کے لئے چین جبین تھوڑی سی

نعمتِ فقر ہے موجود جسے رغبت ہو
آبِ شیرین مین ہے نانِ نمکین تھوڑی سی

کونسا گل نہین گلزارِ جہان مین مغرور
کسکے چہرے مین ہے یان چین جبین تھوڑی سی

میہمانون مین ہین اِس خوانِ فلک کے ہم بھی
اپنی قسمت کی بھی ہے نانِ جوین تھوڑی سی

ہرگز اُن دانتون سے کرنا نہ صفا کا دعویٰ
آبرو تیری ہے اے دُرِّ ثمین تھوڑی سی

عفو ہو جائینگے ہر چند کہ لاکھون ہون گناہ
یہ عطا ہے تری رحمت کے قرین تھوڑی سی

چار دن اپنے مجنون سے محبت کر لے
لذت عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی

اے جنون تنگ نہ ہو وسعت کونین کو دیکھ
یہین تھوڑی سی جگہ ہے نہ وہین تھوڑی سی

چند پریان بھی کر دن مثل سلیماں تسخیر
یہ قلمرو بھی رہے زیر نگین تھوڑی سی

میہمان ہون مین جگہ دین مجھے تکلیف کرین
اُسکے اصحاب یسار اور یمین تھوڑی سی

گوش زد ہو وہ کہ جو وہم و گمان مین بھی نہ ہو
سُنین اپنی بھی جو ارباب یقین تھوڑی سی

توبہ کرنی ہے گنا ہون سے تو کر لے غافل
ورنہ فرصت ہے دم باز پسین تھوڑی سی

مدت العمر ہے اک چشم زدن کا وقفہ
کرلین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی

فکر رنگین سے لگا اسمین بھی اک باغ آتش
ربع مسکون سے الگ ہے یہ زمین تھوڑی سی

موت کو سمجھے رہین گبر و مسلمان آئی
روح قالب مین ہے دو روز کو مہمان آئی

بوئے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب
منت الحمد صبا مصر سے کنعان آئی

ہم سے دیوانے بھی ہو دینگے پریکے سائل
اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی

آئینہ نے رُخ انور پہ اجارا باندھا
شانہ کے حصہ مین وہ زلف پریشان آئی

یہ صفات مین کہان کتم عدم سے باہر
جسم کی طرح تری روح ہے عریان آئی

ڈھونڈین اپنے لئے معشوق کوئی گرماگرم
فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی

گلشن دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتم
شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی

جو گنہ وصل مین سرزد ہوئے تھے عفو ہوئے
فارغ البال ہوا مین شب ہجران آئی

خط کا آغاز ہوا اُس رُخ نورانی پر
چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی

سر شوریدہ کو اُس زلف کا سودا نہین خوب
اس بلا مین جو پھنسا شامت انسان آئی

عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آتش
بوئے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

بادبان کا کام کرتی ہے گھٹا برسات کی
کشتی مے سے موافق ہے ہوا برسات کی

جھومتی آتی ہے مستانہ گھٹا برسات کی
ساتھ کیفیت کے چلتی ہے ہوا برسات کی

سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل
میکدے کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی

دیدۂ تر سے ہمارے ہو گیا ہے سامنا
آبرو ہم چشم سے رکھ لے خدا برسات کی

پنجۂ مرجان بنینگے تیرے ہاتھ اے بحر حسن
بے کئے شوخی نہین رہتی حنا برسات کی

روتے روتے عاشق شیدا ہزارون مر گئے
مانگی اُس دہقان پسر نے جو دعا برسات کی

اُڑ کے ٹپکا دے گی مجھ مخمور کے منھ مین شراب
پر لگا دے گی بطِ مے کو ہوا برسات کی

غسل کر کے تجکو بھی لازم ہے تبدیل لباس
چاندنی نکھری ہے خوب اے مہ لقا برسات کی

ابر مین بے نشہ کے اکدم رہا جاتا نہین
دختر رز ہے ہماری آشنا برسات کی

حسرت ساقی مین روتا ہون جو مین دل کھولکر
گرمیون مین چلنے لگتی ہے ہوا برسات کی

غم بہت کھلوا نہ مجھ گریان کو تو اے ہجر یار
خوف بدہضمی کا رکھتی ہے غذا برسات کی

مے نہ دینا مجھ کو بیدردی ہے ابتو ساقیا
ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی

ساتھ دے گی کیا مرا ، رونین ساون کی جھڑی
سوزش دل سے نہین گرمی سوا برسات کی

چھلکے مے دستار لالہ کی اُچھالا چاہیئے
دیکھتا تھا راہ وہ گلگون قبا برسات کی

کیفِ مے کا ابر باران مین ہوا دل کو جو ذوق
ہم نے بے ساقی کے رو رو کر جلا برسات کی

روتے روتے مر گیا اک برق وش کی یاد مین
قسمت آتش مین لکھی تھی قضا برسات کی

غم نہین ثابت قدم کو گو جہان گردش مین ہے
قطب کو جنبش نہین ہے آسمان گردش مین ہے

حیف ہے بے نشہ اس میخانہ مین انسان رہے
روز و شب جام مہ و خورشید یان گردش مین ہے

تیغ ابرو جسقدر چاہے برش پیدا کرے
چشم فتان یار کی مثل فسان گردش مین ہے

پار اُترے کیا سلامت بحر الفت سے کوئی
سیکڑون گرداب اسکے درمیان گردش مین ہے

گرد پھرنیکا ترے سودا ہوا ہے ہم کو یار
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہے

دائرہ مین عشق کے جس نے کہ مارا ہے قدم
صفحۂ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہے

خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
تمکنت مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہے

جستجو مین تیرا انجم کی طرح اے ماہ حسن
ذرہ ذرہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہے

گنبد گردون سے نکلو جس طرح سے ہو سکے
ڈر ہے گر پڑنے کا آتش یہ مکان گردش مین ہے

ماسوا تیرے نہین رہنے کا کچھ باقی
جو ہے فانی ہے تری ذات ہے الا باقی

نوجوانی کی ہے پیری مین تمنا باقی
موسم گل کے گئے پر بھی ہے سودا باقی

دل کو اک سرو سے قد کی ہے تمنا باقی
روح کو ہے ہوس عالم بالا باقی

دیکھنی ہے جو قیامت کا تماشا باقی
ہو چکے وہ بھی جو ہے صحبت فردا باقی

تنگ غنچہ سے دہن گو کہ ہے اُس گلرو کا
پھر بھی ہے بوسۂ عاشق کیلئے جا باقی

رقص کرتے ہین جو بسمل تو یہ کہتا ہے وہ ترک
مجلس آخر ہوئی لیکن ہے تماشا باقی

جان پر بن گئی دم گننے لگا مین شب ہجر
گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تارا باقی

ساقیا گردش ساغر مین تامل کیا ہے
خم و خمخانہ ہے باقی مے و مینا باقی

میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجکو
اُٹھتے اٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی

عشق کی شرط ادا کرتے ہین انشا اللہ
کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی

آخر کار ہے میلے سے جہان کے چلنا
سیر کرتا نہ رہے کوئی تماشا باقی

کون وارفتہ ترے گیسوئے پیچان کا نہین
کسکو سودا نہین یہ سلسلہ ہے تا باقی

فرقت یار مین مردہ سا پڑا رہتا ہون
روح قالب مین نہین جسم ہے تنہا باقی

ٹھوکرین مار کے مردونکو ہے زندہ کرتا
میرے یوسف سے ہے اعجاز مسیحا باقی،

یار سے کہیو یہ پیغام زبانی قاصد
کچھ نہین یاد تری یاد ہے الا باقی

دہن یار کا مضمون بھی کوئی باندھو نہین
مرد شاعر ہون نہ رہجائے معمّا باقی

گریبان مین جو بہی آہ شرر افشان کی
نہین رہنے کا مرے یار کے پردا باقی

فرقت یار مبدل نہین وصلت سے ہوئی
تیرنا ہے در مقصود کا دریا باقی

قامت یار سے کسدن ہو قیامت دیکھین
آج تک تو ہے وہی وعدہ فردا باقی

صبح تک وصل کی شب شام سے عریان رکھا
نہ رہا پیرہن یار کا پردا باقی

مشکل نزع بھی آسان ہوئی جاتی ہے
نفس چند کی ہے روح کو ایذا باقی

اس قدر سینہ غم عشق سے معمور ہوا
نہ رہی دل مین مرے حسرت دنیا باقی

دہن یار کی شہرت سے دہن ثابت ہے
نام باقی ہنین گو ہاکہ ہے عنقا باقی

ٹکڑے ایسا مجھے قاتل نے کیا ہے کہ نہین
گور مین جاکے جدا ہونے کو اعضا باقی

دل مین لالہ ہی کے داغ رخ بیداغ نہین
سر سنبل مین بھی ہے زلف کا سودا باقی

محفل آباد ہے منھ پر سے نقاب الٹو تو
دیکھ لیگا کوئی ہووے گا جو بینا باقی

چھیڑ بیٹھے جو ہم افسانہ گیسوئے دراز
صبح ہو گی نہ رہے گی شب یلدا باقی

یہی آتش کی دعا ہے یہی آتش کی دعا
مغفرت ہووے مری بعد فنا یا باقی

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے
جس طرف دیکھا تمام ہو نظر آیا مجھے

حسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے
ریش پیغمبر ترا گیسو نظر آیا مجھے

روئے گل بے چشم و بے ابرو نظر آیا مجھے
سرو باغی قد بے بازو نظر آیا مجھے

راز دل افشا نہ ہو اسے دل کہے رکھتا ہون
پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے

تیری تلوار اس کو سمجھا مین کہ سے مشتاق زخم
جب کوئی تشنہ کنارہ جو نظر آیا مجھے

دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کیطرف
یوسف اس بازار مین ہر سو نظر آیا مجھے

دل شب فرقت رہا سینہ مین مردے کیطرح
گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے

کہکشان نے ساق پائے یار کا دھوکا دیا
ماہ تابان کا سر زانو نظر آیا مجھے

سامنا رخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز
رنگ اڑا ایسا گل شبو نظر آیا مجھے

خال مشکین کا ترے جس رات افسانہ سنا
سو گیا تو خواب مین ہندو نظر آیا مجھے

اے فراق اب عہد وصل دائمی ہے یار سے
بے طرح سمجھا اگر پھر تو نظر آیا مجھے

جب ترے روئے حجاب آلودہ سے تشبیہ دی
لالہ آتش رنگ و آتش خو نظر آیا مجھے

تو وہ گل ہے باغ عالم مین کہ جسکے واسطے
گل بھی آوارہ بہ رنگ بو نظر آیا مجھے

حاجیون کیطرح سے مین نے کیا اس کا طواف
کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے

تو نے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ
دام میں صیاد کے آہو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا بیکار عیب حسن نے
دست و پا ہر ایک بے قابو نظر آیا مجھے

چہرہ کی وصلی سے تھا وہ صفحۂ رو بسکہ صاف
قطعۂ اُستاد چار ابرو نظر آیا مجھے

چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
سامری ناواقفِ جادو نظر آیا مجھے

تو نے زلفوں کو اُلجھ پڑنے سے منڈوایا جو یار
شاہ بازِ حسن بے بازو نظر آیا مجھے

تیرے دندان میں دکھائی دی جو مسی کی لکیر
اے پری دُرِّ نجف میں مو نظر آیا مجھے

مشک و عنبر کی بھی بو چین و شکن کے ساتھ ہے
طرۂ سنبل پہ بھی وہ گیسو نظر آیا مجھے

بے تصنع اُس کو سمجھا میں نے تیغ بے نیام
جیب ترا بے آستین بازو نظر آیا مجھے

یاد کر اُس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا
پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

کیا سب کہیے کہ ہے سوزشِ داغِ جگر ایسی
سنتا نہیں وہ غیرتِ شمس و قمر ایسی

کوشش کا ارادہ ہے رہِ مہر و وفا میں
پھر کھل نہ سکے باندھیے کس کر کمر ایسی

پیری میں جلاتا ہے جو دل داغِ جوانی
پنبہ سے بھی گرمی نہیں کرتا شرر ایسی

نازک ہے رگِ گل سے فزون بال سے باریک
دیکھی نہیں البتہ سنی ہے کمر ایسی

مشکل ہوئی ہے روح کو قالب سے جدائی
چھٹتی ہی نہیں لپٹی ہے گردِ سفر ایسی

کیونکر نہ مرا شعر ہو عالم کی زبان زد
مشہور بہت ہوتی ہے جھوٹی خبر ایسی

بیدار رہوں منھ دیکھ کے اُس مہر لقا کا
وہ شام کہاں ہے جو دکھلائے سحر ایسی

ہووے نہ صفا میں ترے دانتوں کے مقابل
پیدا تو کرے قدر و شرافت گہر ایسی

کیا سینہ اُس ابرو سے بچا سکتا ہے دل کو
شمشیر قضا روکے نہیں ہے سپر ایسی

زلفوں کی طرح تا کمرِ یار پہونچتی
اے کاش رسا ہوتی یہ عقلِ بشر ایسی

محبوب نہیں باغ جہان میں کوئی تجھسا
بو رکھتا ہے گل ایسی نہ لذت ثمر ایسی

تیرے لب لعلین کا نہیں سہل پرکھنا
وہ جوہری ہے جس کو خدا دے نظر ایسی

دنیا کی نہ ہے فکر نہ عقبےٰ کا تردد
آتش کہو آئی ہے طبیعت کدھر ایسی

جان بخش لب کا یار کے رتبہ بلند ہے
فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہے

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہے
اقبال ساغر و خم و مینا بلند ہے

بالائے بام خانہ وہ بالا بلند ہے
گردن وہ ہے جو بہر تماشا بلند ہے

پروانے جلتے ہیں تری برقِ جمال سے
شمعون کے سر سے آتش سودا بلند ہے

بیداغ ہوتے سے رُخِ رنگین یار کے
داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہے

دو ساغر شراب ہیں دو چشم مست یار
گردن مثال گردن مینا بلند ہے

خال سیہ بناتا ہے رخسار پہ وہ ماہ
کیا اندنوں زُحل کا ستارا بلند ہے

طوفانِ نوح ہے مرے اشکونکے جوش سے
مُرغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہے

افضل نہ ہوگا بڑھ کے ترے قد سے سرو باغ
کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہے

باغ جہان مین فتنۂ محشر سے کم نہین
بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہے

دل کا مرے بخار نکالا ہے آہ نے
شعلہ ثرے سے تا بہ ثریا بلند ہے

سبزہ سے روئے یار کے ہے یار مُنکو فوق
فرمان کے خط سے منزل طغرا بلند ہے

بحر جہان مین حالتِ مجنون بنا ئیے
ہر ایک حباب محمل لیلےٰ بلند ہے

پوشاک سُرخ پہنے ہین وہ بام پر کھڑے
اپنی نظر مین طور سے شعلا بلند ہے

آتش یہ جان لے جو سر مو سفید ہو
شب ہے اخیر صبح کا تارا بلند ہے

مجھ سے مستی مین جو ہون شیشۂ و ساغر ٹکڑے
ساقیا کیجیو سیر سے بھی برابر ٹکڑے

موسم گُل ہے جنون خیز بہار گُل ہے
اُڑتے پھرتے ہین گریبان کے ہوا پر ٹکڑے

مستحق اِس کا ہما بھی ہے سگِ یار بھی ہے
استخوانون کے مرے دو ہون برابر ٹکڑے

مجھ گدا کو جو ہے گدڑی مین تکلف منظور
جوڑتے ہین اطلس و کمخواب و مشجر ٹکڑے

دل صد پارہ کو ڈھونڈھا ہے جو اُس کوچہ مین
ہاتھ آئے ہین مجھے شیشے کے اکثر ٹکڑے

نعمت فقر سے محظوظ ہوا ہون ایسا
خشک کر کے انھین کھاؤن جو ملین تر ٹکڑے

تری تلوار کی بُرش کا ہے شہرہ قاتل
ہم بھی دیکھین تو ہمین کرتے ہو کیونکر ٹکڑے

آشنا صورتِ ہفتاد و دو ملت سے ہوئین
آئینہ دل کا ہے پہلو مین بہتر ٹکڑے

سنگ در پر کسی محبوب کے دے پٹکون گا
بد دماغی جو یہی ہے تو ہوا سر ٹکڑے

نعمتِ فقر مین بھی خو نہین تنہا خوری
بانٹ کھاتا ہون جو ہوتے ہین میسر ٹکڑے

نامۂ شوق کا عاشق کے ہے وہانسے یہ جواب
پر رنے خط ہوتا ہے بازوئے کبوتر ٹکڑے

سر فرہاد کے تیشہ سے یہ آتی ہے صدا
کھائے یہ چوٹ جو پتھر تو ہو پتھر ٹکڑے

جڑ دئے ہین دہنِ یار مین دانتون کی جگہ
دستِ قدرت نے یہ الماس کے کیونکر ٹکڑے

زخمِ کاری کا جو سائل ہون کسی ترک سے مین
یہ گدائی کا اثر ہو کہ ہو خنجر ٹکڑے

ستم و قہر و غضب ہے روشِ مستانہ
شیشۂ دل کو کرے گی تری ٹھوکر ٹکڑے

چند بوسون سے بسر ہوتی ہے مجھ سائل کی
در گہِ حُسن سے ہین میرے مقرر ٹکڑے

نظر آئی مرے بد خو کو جو صورت ٹیڑھی
ساتھ آئینہ کے ہووے گا سکندر ٹکڑے

ناز کی چال جو گلشن مین چلا وہ خوش قد
دل عاشق کی طرح ہون گے صنوبر ٹکڑے

درِ سلطان کا گدا ہون مین گدا اے آتش
نانِ نعمت کے کھلاتا ہے مقدر ٹکڑے

خوشخطون پہ جو طبیعت مری آئی ہوتی
تجھسے وصلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی

آنکھ آئینہ سے تمنے جو لڑائی ہوتی
رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی

تارِ سنبل کوئی کہتا ہے رگِ گل کوئی
کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی

عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے اے یار
اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی

خواب مین وہ قد دلکش جو نظر آجاتا
جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی

کمر یار بھی آنکھون کو دکھائی دیگی
قاف تک تو ہے نگاہون کی رسائی ہوتی

صاحب ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا
دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی

چشمِ بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے
بوئے گُل پیرہنِ یار سے آئی ہوتی

میرے گریہ کا فسانہ وہ پری رو سُنتا
گوشِ گل تک درِ شبنم کی رسائی ہوتی

ہم نے چوما دہنِ یار کو گستاخی سے
مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی

کلیان آب گہر کی بھی جو خوشرو کرتے
تیرے دانتون کی نہ دانتوین صفائی ہوتی

سہل چھٹنا نہین اُس راحتِ جان کا آتش
رُوح و قالب مین ہے مشکل سے جدائی ہوتی

تیغ مین جوہر کہان وہ ابروے خمدار کے
زخم دکھلائی نہین دیتے ہین اس تلوار کے

ڈال دیتا ہون جو مین اُسکو گلے مین یار کے
بوئے یوسف آنے لگتی ہے گلون سے ہار کے

رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا اُس پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

حلقۂ چشم پری روزن ہین قصرِ یار کے
جن چڑھے اُس پر جو ٹھہرے سایہ مین دیوار کے

گوش افسانے سُنے تو تجھسے خوش دیدار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

دن بسر ہوتا ہے یون سودے مین کوئے یار کے
دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سایہ مین دیوار کے

فرشِ گل کو بھی قدم سے کیجئے اپنے سرفراز
گل بھی سبزہ کی طرح پامال ہون رفتار کے

لالہ ہی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندۂ آزاد قدِ یار کے

چھوڑ کر ہم نے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

چشمِ وحدت بین سے لازم ہے تماشائے چمن
خار و گل دونون بغل پروردہ ہین گلزار کے

کس طرف بھجوائے ہمکو دیکھئے سلطانِ عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین یہ اِس سرکار کے

مرہم زنگار ہے زخمی کو خطِ سبز یار
خال لب حب شفا ہے واسطے بیمار کے

دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرایش پسند
طرہ کے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے

بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہے دماغ
غنچے کیا چٹکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے

ہمکو درپردہ محبت غائبانہ عشق ہے
لن ترانی اُن سے ہو سائل جو ہون دیدار کے

خواہ مروارید کے خواہ سیم و زر کے ہون
طرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

حُسن کا نظارہ وہ نعمت نہین جو دل بھرے
سیر ہونے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے

روئے رنگین کا ترے سودا ہوا ہے باغ کو
لالہ و گل کی رگین ہین اور نشتر خار کے

واقعہ منصور کا سُن کر کُھلا ہم کو یہ راز
حق کہے سے آدمی ہوتا ہے قابل دار کے

کچھ جو غیرت ہے تو اے سفاک ٹکڑا دے کبھی
زخم اوچھے ہنستے ہین مُنھ پر تری تلوار کے

جو کوئی بیٹھا نہ اٹھا پھر وہ پشتے کی طرح
ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے

باغ مین پی ہے شراب اُس کجکلہ نے بارہا
پیچ بھڑے اکثر کئے ہین لالہ کی دستار کے

کعبہ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوئے یار کے

تا ہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لئے
ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لئے

نور تجلی ہے ترے رخسار کے لئے
آنکھین مری کلیم ہین دیدار کے لئے

فدیے بہت اُس ابروِ خمدار کے لئے
جوہر نگ کی کمی نہین تلوار کے لئے

قول اپنا ہے یہ سجۂ زنار کے لئے
دو پھندے ہین یہ کافر و دیندار کیلئے

لطفِ چمن ہے بُلبُل گلزار کے لئے
کیفیت شراب ہے میخوار کے لئے

سیری نہ ہوگی تشنۂ دیدار کے لئے
پانی نہین چہ ذقنِ یار کے لئے

اُتنی ہی ہے نمود میرے یار کے لئے
شہرہ ہے جس قدر مرے اشعار کے لئے

دشت عدم سے آتے ہین باغ جہا مین ہم
بے داغ لالہ و گل بیخار کے لئے

شمشاد اپنے طُرّے کو بیچے تو لیجئے
اُس لالہ رو کی پٹّی دستار کے لئے

دو آنکھین چہرہ پہ نہین تیرے فقیر کے
دو ٹھیکرے ہین بھیک کے دیدار کیلئے

سرمہ لگایا کیجئے آنکھون مین مہربان
اکسیر یہ سفوف ہے بیمار کے لئے

حلقہ مین زلفِ یار کے موتی پروئیے
دندان ضرور ہین دہنِ مار کے لئے

گفت و شنید مین ہون بسر دن بہار کے
گل کے لئے ہے گوش زبان خار کیلئے

بے یار سر پٹکنے سے ہلتا ہے گھر مرا
رہتا ہے زلزلہ در و دیوار کے لئے

بیٹھا جو اُس کے سایہ مین دیوانہ ہوگیا
سایہ پری کا ہے تری دیوار کے لئے

بُلبُل ہی کو بہار کے جانیکا غم نہین
ہر برگ ہاتھ ملتا ہے گلزار کے لئے

اے شاہ حُسن زلف و رُخ و گوش و چشم و لب
کیا کیا علاقے ہین تری سرکار کے لئے

چال ابر کی چلا جو گلستان مین جھوم کر
طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لئے

آیا جو دیکھنے ترے حسن و جمال کو
پکڑا گیا وہ عشق کی بیگار کے لئے

حاجت نہین بناؤ کی اے نازنین تجھے
زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لئے

بیمار تندرست ہو دیکھے جو روئے یار
کیا چاشنی ہے شربت دیدار کے لئے

اُس بادشاہِ حُسن کی منزل مین چاہیئے
بالِ ہما کی پھبتی دیوار کے لئے

سودائے زلفِ یار مین کافر ہوا ہون مین
سنبل کے تار چاہئین زنار کے لئے

زنجیر و طوق جو کہ ہے بازار دہر مین
سودا ہے اُس پری کے خریدار کے لئے

چونا نہین گے بعد فنا اپنے استخوان
دولت سرائے یار کی دیوار کے لئے

معشوق کی زبان سے ہے دشنام دلپذیر
شیرینی زہر ہے تری گفتار کے لئے

جان سے عزیز تر ہے مرے دلکو داغِ عشق
مہتاب ہے لحد کی شب تار کے لئے

وہ مست خواب چشم ہے کوئی بلائے بد
کیا مرتبہ ہے فتنۂ بیدار کے لئے

خلوت سے انجمن کا کہان یار کو دماغ
وہ جنس بے بہا نہین بازار کے لئے

پہنا ہے جب سے تو نے شب ماہ مین اُسے
کیا کیا شگوفے پھولتے ہین ہار کے لئے

چھکڑا ہوے ہین سوچ کے راہِ وفا میری کن
پہیئے لگائیے انھین رفتار کے لئے

جو مشتری ہے بندہ ہے اُس خوش جمال کا
یوسف بنے غلام خریدار کے لئے

سونے کے پتے ہو وین ہرا گل کے کان مین
مقدور ہو جو بلبل گلزار کے لئے

گلہائے زخم سے ہون شہادت طلب نہال
توفیق خیر ہو تری تلوار کے لئے

اندھیر ہے جو دم کی نہ اُس کے ہو روشنی
یوسف مرا چراغ ہے بازار کے لئے

احسان جو ابتدا سے ہے آتش وہی ہے آج
کچھ انتہا نہین کرمِ یار کے لئے

ٹھہرے نہ پھر جو راہ مین تیرے نکل چلے
بسمل ہو گئے جو بالون تو ہم سر کے بل چلے

جوبن سے اپنے زیب وہ بلغ ڈھل چلے
رنگ ان گلون کے جارہی دن مین بدل چلے

لیجا ئینگے بہا کے خطِ شوق یار تک
قاصد سے کم نہین ہین جو آنسو نکل چلے

خط یادگار چھوڑ چلے گیسوانِ یار
یہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اُگل چلے

اڑ کی پھبتی کہکے افعین کا ملے ذرا
شمشاد سرو قد سے تمھارے نکل چلے

ساقی معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو
مے کیا ہے وہ دودھ جو بیکراول چلے

درگاہ یار سے یہ کرامت نہین بعید
کھلی ہین پاؤن راہ میں لے جو شل چلے

سر ہاتھ پہ لیے ہوئے ہین کشتنی کھڑے
وہ تیغ ناز آج چلے خواہ کل چلے

جو کچھ عذاب زیر زمین ہو عجب نہین
ساتھ اپنے گور مین بھی ہمارے عمل چلے

کی دو نون نے شوق کی تکلیف کوے یار
لیکر مجھے بہشت مین حسن عمل چلے

اتنی شکار گاہ جہان مین ہے آرزو
ہم سامنے ہون اور تمھارے رفل چلے

اٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس
وہ کوہ سے تھے جو صبر و تحمل وہ ٹل چلے

ثابت ہوا جو کشتۂ دندان یار مین
ہنس ہنس آکے قبر پہ مری موتی اوگل چلے

بانکی ادا سے قتل اُنھون نے کیا ہمین
مہندی لگا کے پاؤن مین پنجون کے بل چلے

دل بھر کے سیر کی نہ مزا بات دہر کی
سیلاب کی طرح سے ہم آج آئے کل چلے

بے دام و دانہ چاہیے بلبل اسیر ہو
عطر گلاب باغ مین صیاد مل چلے

طرفہ پری ہے کوئی نسیم بہار بھی
دیوانے اپنے جامہ سے باہر نکل چلے

آنکھین تمھاری پھر گئین آئینہ دیکھکر
آخر غرور حسن سے تیور بدل چلے

آسودہ سیر ہو کے چوکے اپنی جان سے
خوان فلک سے ہم غم دغصہ نگل چلے

یاد آ گئے چمن مین وہ مہندی لگائے پاؤن
مہندی کی پہرطی دیکھ کے ہم ہاتھ مل چلے

آئے جو کیف سے مین وہ گلگشت باغ کو
غنچہ سے ٹوپی لالہ سے پگڑی بدل چلے

تڑپا جو مین فشار لحد کے عذاب سے
تھرائی گور قبر کے تختے نکل چلے

للہ چلیے سایۂ دیوار یار مین
گرمی سے آفتاب کے آتش پگھل چلے

چہکارتے ہین مرغ خوش الحان نئے نئے
دکھلا رہا ہے رنگ گلستان نئے نئے

کرتا ہے تازہ وہ شہ خوبان نئے نئے
آئین تازہ تازہ ہین فرمان نئے نئے

سودائے زلف یار مین یہ چاہتا ہے شوق
آنکھین ہون اور خواب پریشان نئے نئے

کیونکر چبا چبا کے نہ باتین کرے وہ شوخ
نکلے ہین منھ مین یار کے دندان نئے نئے

پروانون کے شریک ہون چلنے مین قمریان
روشن ہوئے ہین سرو چراغان نئے نئے

بدتر ہے حال اُس ہوس غبغب کے شوق مین
دیتا ہے داغ سیب زنخدان نئے نئے

دریائے قہر یار جو آجائے جوش مین
پیدا ہون ہر تنور سے طوفان نئے نئے

ویرانہ شہر ہون تری شمشیر ناز سے
آباد ہو وین گنج شہیدان نئے نئے

وہ زخم تیغ عشق ہون مین روزگار مین
مُنھ سے لگے ہین جس کے نمکدان نئے نئے

اے ترک جیسے منزل سودا ہے سر مرا
گیسو ترے ہوئے گئے پریشان نئے نئے

گہ تیر بنتی ہے کبھی خنجر کبھی سنان
لاتی ہے سانگ یار کی مژگان نئے نئے

ہون کہنہ عاشق رُخ محبوب آئین گے
سویم مین میرے حافظ قرآن نئے نئے

رہتی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر
اس گھر مین آنکلتے ہین مہمان نئے نئے

رخسار خط نکالے گا اُس شاہ حُسن کا
پیدا کرے گا مور سلیمان نئے نئے

قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم
یوسف ہمارا رکھتا ہے زندان نئے نئے

کیا باغ کوئے یار ہے سیر اسکی کیجئے
آتش شگوفے پھوٹتے ہین یان نئے نئے

جوہر نہین ہمارے ہین صیاد پر کھلے
لیکر قفس کو اُڑ گئے رکھا جو پر کھلے

شیشے شراب کے رہین آٹھون پہر کھلے
ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے

کچھ تو ہین حقیقت شمس و قمر کھلے
کس کجکلہ کے عشق مین پھرتے ہین سر کھلے

انصاف کو ہین دیدۂ اہل نظر کھلے
پردہ اُٹھا کہ پردۂ شمس و قمر کھلے

رنگریز کی دُکان مین بھرے ہین ہزار رنگ
طرّہ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے

کیا چیز ہے عبارت رنگین مین شرح شوق
خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے

جو چاہین یار سے کہین اغیار غم نہین
خواجہ کو ہین غلام کے عیب و ہنر کھلے

حیوان پر آدمی کو شرف نطق سے ہوا
شکر خدا کرے جو زبان بشر کھلے

یوسف کی اک دُکان مین سنتوتے تلاش کی
بازار کون کون سے اے بے خبر کھلے

شیریں دہن سے تیرے تعجب ہے گفتگو
اعجاز ہے اگر گرہ نیشکر کھلے،

کٹ جائے وہ زبان نہ جس سے دعاے خیر
پھوٹے وہ آنکھ جو کہ نہ وقت سحر کھلے،

کوتہ ہے اسقدر مرے قدپرد اے عیش
دُعا کون جو پائون کو تو یقین ہے کہ سر کھلے

قاتل جزائے خیر ملے تیری تیغ کو
زخمون کے مُنھ کھلے نہین جنت کے در کھلے

فصل بہار آئی ہے چلتا ہے دور جام
مے کی دُکان شام کھلے یا سحر کھلے

پاپوش ہم نے ماری ہے دستار و تاج پر
سودائے زلف یار مین رہتے ہین سر کھلے

کیفِ شراب ناب کا انجام ہو بخیر
شلوار بند ساقیِ رشکِ قمر کھلے

ناخوانده شرح شوق جلائے گئے خطوط
باندھے گئے وہ جو کہ مرے نامہ بر کھلے

چاہے صفا تو ساتھ طہارت کے ذکر کر
پرہیز کر تو تجکو دوا کا اثر کھلے

ہنسکر دکھائے دانت جو ہمکو تو کیا ہوا
لے لیجئے جو قیمت سلکِ گہر کھلے

کہتا ہون راز عشق مگر ساتھ شرط کے
کانون ہی تک رہے نہ زبان کو خبر کھلے

مشتاق بند شون کے ہین خوبون کو چاہیے
بندھوائین شاعرون سے جو اُنکی کمر کھلے

رُکتی نہ اُس سے چوٹ نہ چلتی یہ قاتلا
ہاتھون سے تیرے جوہر تیغ و سپر کھلے

مطلب نہ سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر
دیوانہ مہجال قضا و قدر کھلے

چلنا پڑے گا یار کی خدمت مین سر کے بل
سمجھے ہو کیا جو بیٹھے ہو آتش کمر کھلے

نکہتِ گل سے مجھے یار کی بو آتی ہے
خار سے یاد اُلجھ پڑنے کی خو آتی ہے

شرم تجکو بہت اے آئینہ رو آتی ہے
میری صورت سے مگر عشق کی بو آتی ہے

صبح تک دیدۂ تر سے نہین آنسو تھمتے
پانی کرنے کو شب ہجر لہو آتی ہے

موسمِ گل کی ہوا نے کئے ساقی بیکار
بطے اُڑ کے لب مست کو جو آتی ہے

فصل گل باقی ہے کرون گا گریبان پھرچاک
آنے دو سوزن اگر بہر رفو آتی ہے

پاک دامانیِ معشوق کا سودا ہے جنھین
نیند اُن کو نہین بے قید وضو آتی ہے

کون سا نقش قدم جاذبِ تصویر نہین
اُس صنم کو روش خامۂ مو آتی ہے

سازکی طرح رہا کرتے ہیں عاشق نالان
چھیڑ طرفہ تجھے اے عربدہ جو آتی ہے

خون دل آنکھوں میں اسطرح سے بھر جاتا ہے
جام میں جیسے کہ صہبائے سبو آتی ہے

قدمیں اُس حور کے طوبا کا ہے سارا انداز
زلف سے سنبل فردوس کی بو آتی ہے

کمریار کی قمری ہے مگر دیوانی
غیب سے پہنے ہوے طوق گلو آتی ہے

دور پہونچا ہے کمال اُس کی صفا کا شہرہ
دیکھنے حور وہ آئینۂ رو آتی ہے

کرم حق سے ہے گلزار تو گل سر سبز
کنگلے دریا سے مر سے باغ میں جو آتی ہے

خوش قماشی وہ نہیں جامہ عریانی کی
اس میں کب نوبت پیوند و رفو آتی ہے

یار جانی کا ذرا بھیس بدل لے اے موت
قبض کرنے کو مری روح جو تو آتی ہے

مے سے کرتا نہیں لبریز ارے تو ساقی
قالب جام میں یہ روح سبو آتی ہے

سرو قد کا ترے سودا جو سُنا ہے قمری
سیر سے سر مارنے کو طوق گلو آتی ہے

حلقۂ ناف سے یہ عقدہ کھلا اے آتش
کمر یار کو بھی پیچش مو آتی ہے

تمام ہوا دیوان اوّل

خواجہ حیدر علی متخلص بہ آتش



دیوان دوم



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشقِ شیدا علی مرتضےٰ کا ہو گیا
دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہو گیا

قربِ حق حاصل ہوا اُسکو مرد عارف ہو وہی
یا علی پیر و جو تجھے پیشوا کا ہو گیا

ساختہ پر داختہ تیری ہے ساری کائنات
حکم حضرت سے وجود ارض و سما کا ہو گیا

وقت مشکل مین کہا جو وقت یا مشکلکشا
سہل چھٹکارا گرفتارِ بلا کا ہو گیا

کون تجھ سا ہے ولی اللہ اے مولا مرے
کعبہ پیدائش سے تیری گھر خدا کا ہو گیا

وہ رنگ سرخ ہے کیف شراب سے ہوتا
ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا

غرور حسن نے نازان کیا انھیں ورنہ
نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا

نزاکتِ بدنِ نازنینِ یار نہ پوچھ
کمر مین درد رہا پیچ و تاب سے ہوتا

شراب تھوڑی سی پینا مناسب اُنکو ہے
ستم بہت ہے تمھارے حجاب سے ہوتا

ترے پسینہ کا دھوکا ہی دے دیا کرتے
عرق عرق ہوں مین بوئے گلاب سے ہوتا

یہ کیسے تالے ہین سودائے چشم مین اپنے
کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا

نظارہ بازی بحرِ جہان ہے شغل اپنا
وہ ہم بھی کرتے ہین جو حباب سے ہوتا

تمھارے کشتہ رخسار کی جو خاک اُڑتی
ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا

دلِ برشتہ کو وہ ترک یاد آتا ہے
جگر کباب ہے بوئے کباب سے ہوتا

چکور ہوتے ہیں رخسارِ یار کے صدقے
کمال ماہ ہے حسنِ شباب سے ہوتا

کھلا یہ روئے مخطط سے یار کے ہم کو
یہ مدعا نہین حاصل کتاب سے ہوتا

قریب ہے کہ کرے آفتاب حشر طلوع
کمال تنگ ہے یوسف نقاب سے ہوتا

وہ گلعذار منڈاتا ہے خط نورس کو
چمن کا سبزہ ہے خارج حساب سے ہوتا

کمی محال ہے تیرے کرم مین اے محبوب
کنارہ کش نہین دریا حباب سے ہوتا

چھپاؤن بجلئے سے مین خاک داغ سودا کو
درشت رو نہین یوسف نقاب سے ہوتا

غبار بن کے لپٹتا مین دامن زین سے
جدا جو ہاتھ تمھاری رکاب سے ہوتا

پھندایا یار کے گھر مین ترکیا کیا۔ کم تھا
جو کچھ کہ ہمت عالی جناب سے ہوتا

شراب خواری رندان سمجھ نہ سہل آتش
شناورون کا گزارا ہے آب سے ہوتا

ہزار طرح سے ثابت ہے وہ وہان ہوتا
کلام کرتے ہم اُس سے جو رمز دان ہوتا

بتون کے حسن سے ہے نورِ حق عیان ہوتا
مجاز پر بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا

فغان و آہ سے ہے سوزِ دل عیان ہوتا
دلیل آگ کے ہونے کی ہے دھوان ہوتا

بنے ہوئے ہین یہ محبوب چار عنصر سے
حکیم تھا وہ جو ان کا مزاجدان ہوتا

یہی رہا ذقن یار دیکھ کر افسوس
اُچک کے گرتے ہم اُس مین اگر کنوان ہوتا

جواب رکھتا نہ گیسوئے یار کشتی مین
بلا کے پیچ یہ کرتا جو پہلوان ہوتا

یقین ہے مردِ مسلمان بھی سجدہ کرتے اُسے
تراش کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا

مہِ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہے
خدا کا بندۂ مومن ہے میہمان ہوتا

نہ پوچھ ظلم محبت سے کیا کھلا مجھ کو
یقین ہوا وہ کہ جس کا نہ تھا گمان ہوتا

وہی ہے صدر نشین بزم خاکساران مین
صفِ نعال مین جس کا کہ ہے مکان ہوتا

اُداس قالبِ خاکی مین روح رہتی ہے
مکان سے تنگ ہے مشتاق لامکان ہوتا

فراغ حال ہے دستِ خوشنوایون کو
قفس سے تنگ ہے بلبل کا آشیان ہوتا

ترے شہید کا دھوکا تھا دیکھ اے ترک — جو کربلائے معلّی میں ارغوان ہوتا
ہنساتے یار کو ہم حال زار دکھلا کر — یہ رنگ زرد تماشائے زعفران ہوتا
زیادہ چشم سے لازم ہے روشنی دل میں — خیال یار ہے اس گھر میں میہمان ہوتا
انگلوں سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھوں — زبان کا درد نہیں گوش سے بیان ہوتا
جو کرتی آتش سودائے زلف یار اُسے زرد — یقین ہے مشک سیہ فام زعفران ہوتا
یہ جوئے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی — محیط خون تری شمشیر سے روان ہوتا
لباس سرخ سے کرتا ہے یار خونریزی — حسینوں میں بھی ہے مریخ سا جوان ہوتا
گرانہ رہنے کو سودائے زلف میں لیتے — کوئی جو خانۂ زنجیر سا مکان ہوتا
خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے — نہ مُہر ہوتی ہے اُس پہ نہ ہے نشان ہوتا
جو لکھتے ہم خم ابروئے یار کی توصیف — قلم جو تیر بھی ہوتا تو پھر کمان ہوتا
نیاز مند نہ ہوتا تو پوچھتا ہوں میں — یہ ناز آپ جو کرتے ہیں پھر کہاں ہوتا
دکھاتے ہیں رقم خال وہ ابرو کو — سر حساب ہے اُن سے سیاق دان ہوتا
گلوری پان کی کھا کر جو آپ ہنس پڑتے — شگفتہ گل کی طرح غنچۂ دہان ہوتا
نگاہ ناز تمھاری ہی رخ جدھر کرتی — نشست تیر کے قابل ہے وہ مکان ہوتا
صدا جرس کی ہے غنچوں کے کھلنے سے آتی — روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا
خوشا نصیب ہوا فرط سے یہ جس دل میں — کمال ذوق سے ہے وصل جاودان ہوتا
بلند پایہ کرے گی وہ زلف شانہ کو — کمند سے بھی تو ہے کار نردبان ہوتا
تم اپنے چاند سے منھ کو نہ پھیرتے پیارے — خلاف ہم سے جو ہوتا تو آسمان ہوتا
حقیقت دہن یار عقل سے یہ کھلی — اُسی محل میں خموشی کا ہے مکان ہوتا
بقدر حوصلہ جو چاہیے لے داغ جنون — بہار گل میں یہ سودا نہیں گران ہوتا
کہیں جگہ ترے مردود کو نہیں رہتی — ہر اک طرف سے ہے اُس پہ کہاں کہاں ہوتا
نقاب اُلٹ کے وہ دیدار عام کرتے ہیں — قیامت آئی اکٹھا ہے دو جہان ہوتا
کوئی ہزار کہے کب کسی کی سنتا ہے — بہار گل میں ہے دیوانہ باغبان ہوتا

یہ ناگوار طبیعت ہے نعمتِ دنیا | نوالہ حلق مین اپنے سے استخوان ہوتا

یقین ہے آبلے پڑ پڑ کے پھوٹ بہتے تو
بیان حال جو آتش کا اے زبان ہوتا

کام رہنے کا نہین بند اپنا | بندہ پرور ہے خداوند اپنا
اپنی قسمت کا ہو وہ بوسۂ لب | ہمکو چکھوائے مزہ قند اپنا
دیکھیے کہتے ہین کب تک وہ ہمین | امتحان ہوتا ہے تا چند اپنا
اے پری رو ہون ترے دیوانے | دیکھین سودا جو خردمند اپنا
کیا ملائے گا ذقن سے تیرے | زرد رو سیب سمرقند اپنا
کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز | کس کو پیارا نہین فرزند اپنا
سیر رکھتا ہے وہ گل ہنس ہنس کر | رزق ہے شہد شکرخند اپنا
سر کو سودا ہے کسی کاکل کا | دل ہے زنجیر کا پابند اپنا
شجر قدس ہین ہم عالم مین | اس چمن مین نہین پیوند اپنا
تیغ قاتل سے اُڑینگے ٹکڑے | بند سے ہوگا جدا بند اپنا
ناصحا چپ نہ بس اب بکبک کر | سر پھراتی ہے تری پند اپنا
دوڑ بھاگین گے نہ ہم آپ کی طرح | پاس تم کو نہ ہو ہر چند اپنا
سر ترا ہم کو ہے مصحف کی جگہ | ہے یہ ایمان تری سوگند اپنا

دولت فقر سے رکھتا ہے غنی،
ہم کو آتش دل خرسند اپنا،

پامال کیجیے اُنھین رفتار ناز کا | طاؤس و کبک رکھتے ہین دعوی نیاز کا
لکھتا ہون وصف اُن مژہائے دراز کا | لیتا قلم سے کام ہون مین نیزہ باز کا
ساقی سمائے اُس مین ہزارون خم شراب | کشتیِ مے کو ظرف خدا دے جہاز کا
اللہ رے صفائے بیان حدیث دوست | دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا
ہوتا ہے شعبدون سے ترے آسمان سفید | اُڑتا ہے رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا

کیونکر وہ نازنین نہ کرے بے نیازیان
اندازسے بھی حوصلہ عالی ہے ناز کا

ظاہر ہے گرم جوشیِ پروانہ کا اثر
روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا

ساقی زلال و دُرد جو توفیق ہو سو دے
مستون کو تیرے ہوش کہان امتیاز کا

ہو جائے حسنِ معنی بے صورت آشکار
روئے حقیقت اُٹھے جو پردہ مجاز کا

آنکھین ہین ہجر یار مین لبریز اشک سُرخ
سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا

ہر جبہ کو ظہور کا رہتا ہون منتظر
مشتاق ہون امام کے پیچھے نماز کا

ہجرانِ یار مین تنِ خاکی سے تنگ ہُون
ایذائے مُرغ روح کو چنگل ہے باز کا

سودائے عشق مین نہ رہی شانِ خواجگی
محمود بندہ ہو گیا حُسنِ ایاز کا

پتلون سے خاک کے یہ گڑھے بھر چکین کہین
ڈھلاملے زمین کے نشیب و فراز کا

ساحل سمجھتے ہین تہِ دریائے عشق کو
طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا

حُسن و جمال نور جو اسلام کا دکھائے
دیوانہ پری ہو معتقد نماز کا

عمر خضر سے اُس کی زیادہ ہو زندگی
دھو دن پیئے جو یار کی زلف دراز کا

اللہ کے فقیر کا دل کیون نہ ہو غنی
تکیہ ہے کیسے خسروِ مسکین نواز کا

نیرنگ حُسن و عشق کی اللہ رے بہار
بے کار کوئی فعل نہین کارساز کا

عشق نہفتہ ہووے گا اشکون سے آشکار
یہ طفل کھیل کھیلین گے افشائے راز کا

بیمار عشق کے لئے ممکن نہین شفا
پرہیز سے مقام ہے یہ احتراز کا

چھپکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا

مجھ رند کو حلال ہے گو مے حرام ہو
پیر مغان کا حکم ہے اُس مین جواز کا

آتش جگہ نہ دل مین ہوا و ہوس کو ہو
کم زہر سے اثر نہین اس شہد آز کا

حُسن سے دنیا مین دل کو عشق پیدا ہو گیا
آکے اِس بازار مین یوسف کا سودا ہو گیا

بوسہ لینے نے کیا ثابت دہانِ یار کو
جس کو ناپیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہو گیا

موسمِ گل کی ہوا کر نے لگی تازہ پری
سکّہ بازارِ جنون کا داغ سودا ہو گیا

ہوش اُڑائے صورت آبادجہان کی دیکھ   پتلیون کو دیکھکر محو تماشا ہو گیا
دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحر حُسن   بند جذبِ عشق سے کوزے مین دریا ہوگیا
جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین   تونے جس جامہ کو پہنا تجکو زیبا ہوگیا
سچ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش   عشق کو بدنام کرکے حُسن رسوا ہوگیا
اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو   کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہوگیا
فی الحقیقہ صرف روشن آئینہ کو کرتا ہے غبار   خاکساری سے ہمارا دل مُصفّا ہو گیا
تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشک حور   گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہوگیا
آنکھین دکھلانے غزال آئے جو مجنون کو ترے   ایک تختہ نرگسِ شہلا کا صحرا ہوگیا
آگ پر رکھوا کے جلوانا نہ تھا مرخون کو   پنجشاخے سے بھی روشن دستہوسی ہوگیا
جھگڑے مین عالم طفلی کی کیفیت ملی   شیرِ دایہ بیکسون کو خون پینا ہوگیا
تیغ سے وہ ابر دجھزار ہے خونریز تر   جوہر اودراک سے حل یہ معمّا ہوگیا
گوش زد کی اُس صنم کے داستانِ شرحِ شوق   دل مرا نالون سے ناقوس کلیسا ہوگیا
کر ما ورزا دبینا اپنے جلوہ سے کئے   حُسن روئے یار یوسف سے مسیحا ہوگیا
عشق کرتے ہی ہوئے خواہان جان سوز و گداز   قرض خواہان محبت کا تقاضا ہوگیا
مرچکے تھے یاس کے مارے ترے مشتاق یار   زندگانی وعدۂ دیدارِ فردا ہوگیا
تونے لٹکایا جو گچھا موتیون کا کان مین   آسمانِ حُسن پر طالع ثریا ہوگیا

ہو سکا ممکن نہ دام فکرِ آتش سے شکار
مرغِ مضمونِ دہانِ یار عنقا ہوگیا

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا   قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا
بہار گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین   بھلا مین کشتیِ مے سے کنارہ کیا کرتا
نقاب اُلٹ کے جو مُنھ عاشقون کو دکھلاتے   تمھین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا
سُنا جو حالِ دلِ زار یار نے تو کہا   طبیب مرتے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا
ہلال عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق   تمھاری ابروؤن کا سا اشارہ کیا کرتا

حقیقت دہن یار کھولتا کیونکر
نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا

قدم کو پیچھے رہ خوفناک عشق مین رکھ
یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا

خم شراب سے مجھ مست نے نہ منھ پھیرا
کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا

بہار تھی جو وہ گل چہرہ یار بھی ہوتا
اکیلے جا کے چمن کا نظارہ کیا کرتا

پڑی ہے خال رخ یار پر نظر دیکھین
اثر ہے اپنا یہ مشکین ستارہ کیا کرتا

گداز موم سے ہر استخوان کو پاتا ہون
پھر اور سوزش دل کا حرارہ کیا کرتا

بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشن الفت
مری طرح کوئی اس مین اجارہ کیا کرتا

شراب خلد کی خاطر دہن ہے رکھتا صاف
وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا

شکستہ دل نہ ہوا اس بت کے ناز سے کیونکر
سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا

بہار گل مین پیالہ لگا لیا منھ سے
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا

فقیر کو نہین درکار شان امیرون کی
سر برہنہ سپر گوشوارہ کیا کرتا

بہار گل مین تھا جامہ سے باہر اے آتش
نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون قیس روزے مشتاق دید کا
دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اس رخ روشن کی دید کا
افسانہ ہی سنائے ہم صبح عید کا

افسانہ سنئے یار کا ذکر اس کا کیجئے
مقصود ہے یہی مری گفت و شنید کا

شیدائے حسن یار کس اقلیم مین نہین
محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعید کا

حاضر ہے چاہے جو کوئی نعمت فقیر کی
شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا

مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین
پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا

حجت دہان یار مین کیونکر نہ کیجئے
منظور ہے ثبوت نہین ناپدید کا

لیتا ہے بوسہ دیکھ وہ مشکین عذار دل
یہ حال عاشقون کا ہے جو زرخرید کا

آرایش ان کی قتل کرے ہم کو بیگناہ
درکار مہندی گندھنے کو ہو خون شہید کا

بند قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا

دل بیچتے ہین عاشق بیتاب لیجئے
قیمت وہ ہے جو مول ہو مال مزید کا

اپنی طرف اُن ابروؤن کے رُخ کو پھیر لے
اللہ زور دے جو کمان کی کشید کا

سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین
داغ جنون ہر ایک نگین ہے حدید کا

اُس رُخ پہ ابروؤن سے سو نکو سمجھ نہ کم
ہر آیہ ہے فصیح کلام مجید کا

کنج قفس مین پہونچی صبا لیکے بوئے گل
خط آگیا بہار چمن کی رسید کا

شادی بے محل سے بھی ہوتا ہے دلکو غم
اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہے عید کا

قاتل رہا کرے گی شب جمعہ روشنی
کوچہ مین تیرے ڈھیر ہو تیرے شہید کا

موسیٰ کی طرح ہم کو بھی دیدار کا ہے شوق
آنکھون کو حوصلہ ہے تجلی کی دید کا

صورت کو تیری دیکھنے آتے ہین تیرہ بین
رُخ پر یقین ہے اُنھین شکل سعید کا

چیان بدن سے یار کے ہو کر قبائے ناز
حیران کار رکھتی ہے قطع و برید کا

بے جرم تیغ عشق سے دل ہو گیا ہے قتل
سینہ مرا مقام ہے مرد شہید کا

دیوانہ زلفِ یار کی زنجیر کا ہے دل
رہتا ہے صدمہ روح کو قید شدید کا

خونریز جس قدر کہ ہو اُس سے عجب نہین
آتش فراق یار پدر ہے یزید کا

عشق مژگان کا مزہ بھی کوئی دم بھر ملتا
کاٹتے اپنے گلے ہم کو جو خنجر ملتا

عشق کا آئینۂ دل کو ہے جوہر ملتا
تن کو سودے کے لئے یار کے ہے سر ملتا

تیرے ستانون کو جنت مین کہین گھر ملتا
ہاتھ سے حور کے جام مے کوثر ملتا

دہن یار نہ آنکھون کو دکھائی دے گا
زندگی مین ہے کسے چشمۂ کوثر ملتا

ہاتھ پر بیٹھ کے اُس ترک کو دیتا خط شوق
کوئی ایسا نہین شاہین کبوتر ملتا

وحشتِ دل کبھی صحرا کو جو لیجاتی ہے
ہر بگولا ہے گلے سے مرے اُٹھکر ملتا

فی الحقیقت تری زلفون کی جو ہوتی خوشبو
مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا

واہ ری پست و بلندرہِ اُلفت اُس مین
کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا

خلعتِ بالِ ہما دیکھے روا نہ کرتے
نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا

نقش بر نقش محبت سا نہ ہوگا کوئی — سیکڑوں مہرۂ گل ہے مجھے ششدر ملتا
سامنا آنکھ اُٹھا کر نہیں نرگس کرتی — جھک کے اُس سرو رواں سے ہے صنوبر ملتا
دل بہت سینہ میں بیتاب ہے جا سپر رکھتے — صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا
عید کا روزہ ہے مسکین ہیں فطرہ لیتے — حیز خم ہم کو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا
لب شیریں سے وہ دشنام دیا کرتے ہیں — زہر ہو کر ہے مجھے قند مکرر ملتا
بادشہِ حسن نے اے یار بنایا ہے تجھے — خطبہ پڑھتا ہوں ترا میں جو ہے منبر ملتا
ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے — سیمبر یار جو کوئی عوض زر ملتا
نہ کیا تو نے تعین ہی مکان کا ورنہ — دل مومن میں سمجھتا جو ترا گھر ملتا
ابر نیسان کا کرم رہتا ہے ہر سال سپر — تیرے دندان سا صدف کو نہیں گوہر ملتا
کیا سمجھ کر اُسے اخوان نے کنوئیں میں پھینکا — خوبصورت نہیں یوسفؑ سا برادر ملتا
نالۂ بلبل کا نہ سنتا یہ غرور آجاتا — گوش گل کو جو ترے کان کا زیور ملتا
وحشت دل کا تقاضا ہے نکل چلنے کا — تنگ ہوں گنبد گردوں کا نہیں در ملتا
اے پری شیفتہ ہوتے ترے جن و انسان — عشقبازوں سے سلیمان کا لشکر ملتا
تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آتش حسن — آئینہ کو بھی ہے اقبال سکندر ملتا
بیٹھ جاتا نہ کھڑے رہنے کی طاقت رہتی — چرخ کو میری طرح سے کبھی چکر ملتا
کیا عجب عاشق بے صبر کو بوسہ جو وہ دیں — بتواضع بھی ہے مفلس سے تونگر ملتا

دھجیان خوب ہی لیتا مین بہار گل مین
مجکو آتش جو گریبان رفوگر ملتا،

دل کو فزوں چمن کی مٹی سے سرد پایا — گیندے سے مین نے اپنے چہرے کو زرد پایا
حسن و جمال پہ ہے زیبا غرور تجکو — بے مثل بے نظیر و یکتا و فرد پایا
پارس کا کام سنگ در سے عجب نہین ہے — اکسیر کو تمھارے کوچے کی گرد پایا
ہر چند حالتِ دلِ ناگفتنی تھی لیکن — رو کر کہا کچھ اُس سے جو اہل درد پایا
اندھیر ہے جو تیری چشم سیہ سے کم ہے — گردش کا اُس کے سرمہ دنبالہ گرد پایا

باغ جہان مین حق انصاف سے نگذرے
شربت بنایا بہرِ بلبل جو ورد پایا

سودے مین گیسوؤن کی زنجیر کے جنون نے
مجنون سے مجکو ذرہ صحرا نورد پایا

جمالِ رخ صنم نے گولی کی کی نہ گرمی
کافور کی طرح سے یہ مشک سرد پایا

ہونے لگی ہویدا نیرنگ سازی عشق
گاہے سفید گاہے رنگ اپنا زرد پایا

کس کس ستارہ سے شب اے مہ لقا لڑی ہین
آنکھون کو تیری ہم نے مرد نبرد پایا

کرتے مصور اُس کو تصویرِ خضر مین صرف
ہوتا جو تیرے خط سا کچھ لاجورد پایا

مین بھاگتا ہون دنیا آگے سے ہے لپٹتی
آتش مجھی کو اُسنے شاید کہ مرد پایا

خدا نے برق تجلی سمجھے جمال دیا
ہماری آنکھون کو دیدار کا خیال دیا

کسی کو ملک دیا ہے کسی کو مال دیا
فقیر ہون مجھے اللہ نے ہے حال دیا

فریب حسن نے سکھلائی اُن کو عیاری
شکار کھیلنے کو گیسوؤن کا جال دیا

چلا تو بتکدے کی سیر کو مؤذن ہے
ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ڈال دیا

یقین ہے صورتِ عاشق سے انکو وحشت ہو
فسون سرمہ نے ہے دیدۂ غزال دیا

لبون تک آئی ہوئی بات پی گئے سو بار
زبان کو دل نے نہ اذن بیان حال دیا

دکھا کے حسن زنخدان یار کا عالم
ہماری آنکھون نے دل کو کنوئین مین ڈالدیا

شراب ابر مین کیونکر پئین نہ اے ساقی
ترے کرم سا ہے ہمکو شفیق حال دیا

گلے مین ڈالتے ہی پوست کی طرح لپٹی
قبا نے سانچے مین اندام یار ڈھال دیا

بنایا جب ترے پتلے کو دستِ قدرت نے
ہر ایک عضوِ بدن اُس کو بے مثال دیا

مرید کر کے مجھے پیرِ عشق نے اپنا
مشاہدے کو اک آئینۂ جمال دیا

ہوا ہون اہل دول سکہ ہائے داغ سے مین
جنون نے صدقۂ حسن پری ہے مال دیا

چلین گے باغ اگر ہم کو بھی مقدر نے
رفیق سیر چمن کوئی نونہال دیا

چکھا کے خوان کا اپنے نمک توکل نے
زبان کو مزۂ نعمتِ حلال دیا

نظر پڑا کئی دن سے نہین وہ ابروئے کج
چھپا ہے جب سے دکھائی نہین ہلال دیا

ہوا ہے سامنے جب تیرے روئے رنگین کے
صبا نے گل کو ہے آزار گوشمال دیا

جو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے چودھوین کا چاند
شباب حُسن نے ہے یار کو کمال دیا

بہت مرے دل صدچاک سے الجھتی تھی
تمھاری زلف کا شانہ نے بل نکال دیا

تپ فراق سے جان اپنی جا چکی ہوتی
صنم نے راہ خدا شربت وصال دیا

صفا مین تیرے سے چکے ہوئے بنائے دانت
لبون کو رنگ ترے لعل سے بھی لال دیا

ہوئی بخالِ رُخ یار پر ملاحت ختم
نمک یہ حسن نے زنگی کو خال خال دیا

جلائے آئینۂ رُخ سے نشۂ مے نے
جمال یار کو ہے خلعت جلال دیا

غرور حُسن سے بیجا جو ناز کرنے لگے
بتون کو کعبہ سے اللہ نے نکال دیا

ادا ہو شکر ترے فیض عام کا کس سے
ہر ایک ذرہ کو خورشید لازوال دیا

صفائے رُخ کا ملا لطف خط کے بوسے سے
قضا نے دردمین ہے نشۂ زلال دیا

شرف سے دستخط یار کے پھرا محروم
جواب صاف ملا لکھ کے جب سوال دیا

سرور یار سے حاصل ہوا سرور تجھے
ملال دوست نے دل کو مرے ملال دیا

شب وصال مین اُس چہرۂ منور سے
ہٹا کے زلف کو آتش بلا کو ٹال دیا

غزل جو ہم سے وہ محبوب نکتہ وان سنتا
زمین شعر کا افسانہ آسمان سنتا

فراق رنج سے ہے بعد مرگ بھی دشوار
زمین کے نیچے بھی ہوتین تو آسمان سنتا

کھلے نہ حالتِ دل کو زبان کا احوال
سُنا کرے ہے اگر گوش بے زبان سنتا

خوشی سے جامہ مین پھولا نہین سماتا ہے
بہار گل کی جو آمد ہے باغبان سنتا

زبان کون سی مشغول ذکر خیر نہین
کہان کہان نہین مین تیری داستان سنتا

قریب ہے یہ کہ حاصل کرون حضور رسی
پتا لگایا ہے دل ہون ترا مکان سنتا

خوشی کے مارے زمین پر قدم نہین پڑتے
جرس سے مژدۂ منزل ہے کاروان سنتا

نہ پوچھ کان مین کیا کیا کہا ہے کس کس نے
پھرا ہون تیری خبر مین کہان کہان سنتا

فسانۂ رُخ رنگین یار کیا کہتے
چمن کو آگ لگاتا جو باغبان سنتا

زبان سے مرے وصف نہین کہا جاتا
تمھارے حسن کے سودے کو ہون گمان سنتا

نکلتا ہے جو وہ خونخوار ادبچی بن کر
ہر اک طرف سے ہون آوازالامان سنتا

کچھ احتیاج نہین مجکو حرز بازو کی
اجل کو اپنی ہون اپنا نگاہبان سنتا

مری فغان سے ہے گیسوئے یار بل کھاتا
ملال ہوتا ہے کافر ہے جب اذان سنتا

بہار آئینہ دکھلا رہی ہے حیران ہے
ہزار کہئیے نہین ایک باغبان سنتا

کیا ہے زرد یہ سودلئے خال مشکین نے
وہ رنگ ہے کہ جو تھا رنگ زعفران سنتا

چمن کو کوچہ قاتل مگر ہے سمجھا تو
شہید تجکو ہون اے نخل ارغوان سنتا

یہ شوق بوسہ ہے منھ اُس کا چوم لیتا ہون
زبان ہے جسکی ترے رخ مین ہون وہان سنتا

مجھے وہ روشنی حنا نہ یاد آتا ہے
کسی کے گھر مین جو ہون دوست میہمان سنتا

جواب اُلٹ کے نہ کیونکر مین اُسکے بدلے دون
لڑائی مری لئے ہے گوش بے زبان سنتا

رسائی دیر مین ہوتی جو برہمن کی طرح
بتون کو چھیڑ کے دو چار گالیان سنتا

اُن ابروؤنکو مین شاعر بھی کہہ رہے کچھ کچھ
کسی سے تیغ کسی سے ہون مین کمان سنتا

کہون مین بال جو اُس کو تو بال شیشہ کا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا

فراق یار کو اے صبر زور تو نہ جتا
پچھاڑتا ہے یہ جس کو ہے پہلوان سنتا

قضا کے تیر کو دے کر نشانہ بنتا مین
کوئی جو ابروئے خمدار سی کمان سنتا

قصور مجھ سے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
خفا مزاج تمھارا ہون مہربان سنتا

جفا و جور و ستم مین مقابلہ کرتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا

یہ چل رہی ہے ہوا باغ دہر مین کیسی
نہ گل سا رخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا

نہال قد کے ہو سودے مین جب سے زرد آتش
تمھارا نام ہون مین شاخ زعفران سنتا

لباس سرخ پہن کر جو وہ جوان نکلا
پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا

خراب پھرتے تھے عالم مین دلکو بھولے ہوئے
مکان یار کا دیوار درمیان نکلا

وہ زلف ہو گئی زنجیر اپنے سودے کو
کہان سے جا کے ہے یہ سلسلہ کہان نکلا

ملاحتِ ذقن یار کا ہے ہر سو شور
عجیب لطف کا کھاری ہے یہ کنوان نکلا

بندھے دہان و کمر کے ہزارہا مضمون
زمین شعر سے گنجینۂ نہان نکلا

کھلا نہ آتش سودائے عشق کا پردہ
وہ مو ہوا جو مرے مغز سے دھوان نکلا

تلاش ہم نے ہزارون ہی لشکر دہن کی
قد بلند سا تیرے نہ اک نشان نکلا

سنینگے قصۂ یوسف زبان سے اُسکی
کوئی ہماری طرف سے جو کاروان نکلا

شباب کھو کے گئی جان رنج پیری سے
بہار لوٹ کے گلشن سے باغبان نکلا

کہا جو شاعرون نے اُس کو چشمۂ شیرین
کھلا ہمین کہ اب اُن سے ترا دہان نکلا

دیا نہ تم نے کبھی بوسۂ لب شیرین
مزہ نہ مہر و محبت کا مہربان نکلا

سنا ہے شور سگ کوئے یار جب ہم نے
خوشی سے پوست کے باہر ہے استخوان نکلا

جنون عشق مین کی کوچۂ بتان کی جو سیر
بلند کعبہ سے ہر گھر کا آستان نکلا

دکھائی دیتی ہین آنکھون کو صورتین ہر سو
یہ گنبدِ فلک آئینہ کا مکان نکلا

مقام شکر ہے دے آسمان جو خرقۂ فقر
کفن پہن کے ہے اِس گھر سے میہمان نکلا

شب فراق مین بے چہرۂ منور یار
ہوا ہے داغ مجھے چاند ہے جہان نکلا

کرے گا کیا کوئی دنیا مین سرکشی آتش
یہ وہ مقام ہے جھک کر ہے آسمان نکلا

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا
بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا

تو روشنیِ عالم ایجاد ہو گیا
ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا

سختیِ ہجر یار سے دل مین ہوا جو درد
موم ہماری آہ سے فولاد ہو گیا

حافظ رُخ کتابیِ محبوب کے ہین ہم
یہ احسن القصص ہے ہمین یاد ہو گیا

اللہ کے سوا نہ کسی نے کبھی سُنا
نالہ مرا غریب کی فریاد ہو گیا

پھر آئے رنگ رفتہ جو رُخ پر عجب نہین
اکثر ہے چہرۂ نظری صاد ہو گیا

وہ شب ہے کون سی کہ نہین لطف نو شہی
فکر سخن عروس مین داماد ہو گیا

زلفون کو رکھ کے مانگ سودا ہوا وہ شوخ
و دیر لگا کے یار پری زاد ہو گیا

ساقی ماہرو نے پلائی شراب عشق
تفریح روح کو ہوئی دل شاد ہو گیا

دکھلایا آب جو نے چمن مین جو آئینہ
گلچین باغ حسن وہ صیاد ہو گیا

سایہ کی طرح سے مرے پھرتا ہے ساتھ ساتھ
عشق اُس پری جمال کا ہمزاد ہو گیا

کم حکم شرع سے نہیں ایمائے حسن بھی
بے جرم بے قصور وہ جلاد ہو گیا

کپڑے رنگے جو خون احبا سے یار نے
مریخ چرخ کشتہ بیداد ہو گیا

سرمہ سے چشم یار بنی مفسدون کی جڑ
لب رنگ پان سے ظلم کی بنیاد ہو گیا

رنگوایا بلبلون کے جو خون سے بہار مین
گلزار رشکِ خانۂ صیاد ہو گیا

خورشید سے زیادہ ہوئی اسمین روشنی
جو ذرہ تیری راہ مین برباد ہو گیا

اے سوز عشق نرم دلِ سخت یار کر
اکسیر ہے جو کشتہ یہ فولاد ہو گیا

ہجر صنم مین پھوڑ کے سر دل نے جان دی
فارغ پہاڑ کاٹ کے فرہاد ہو گیا

نقش اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے
دل صاف ہو کے چہرۂ آزاد ہو گیا

قدِ بلند یار کو شمشاد جو کہا ہے
گیسو لٹک کے طرۂ شمشاد ہو گیا

غیرت کے مارے یار ہوا غیر سے خلاف
یہ اتفاق بھی ہے خداداد ہو گیا

سو قوت سخت روئی ہوئی خط سے یار کے
بوٹی سے کشتہ بیضۂ فولاد ہو گیا

پھرتے ہین ڈھونڈھتے نظر آتا نہین کہین
کوئے بتان بھی گلشن شداد ہو گیا

زنجیر اس بہار مین ہلکی اگر گھڑی
ہاتھ اپنا طوقِ گردنِ حداد ہو گیا

مژگان کی طرح گردش چشمان یار سے
زیر و زبر ہی عالم ایجاد ہو گیا

تحصیل علم روح کی شائق ہوئی جو روح
شاگرد کر کے مجکو دل استاد ہو گیا

بلبل کے نالے لے اُڑے فصلِ بہار مین
دیوانہ کپڑے پھاڑ کے صیاد ہو گیا

دیوانگی نے دام خرد سے نجات دی
عشق پری کے صدقے سے آزاد ہو گیا

کرتا ہے یار دست حنائی سے قتل عام
مہندی کا خون کر کے ہے جلاد ہو گیا

ساقی حدیث اُس کو سمجھتے ہین تیرے مست
پیر مغان کے منہ سے جو ارشاد ہو گیا

رسوا ہوا مین پردہ کھلا تیرے عشق کا
اشکون سے رنج کا خلعت اولاد ہو گیا

بوسون کے بدلے ملتی ہین آتش کو گالیان
شایان لطف جور و بیداد ہو گیا

سامنے جو پڑ گیا دیوانہ بیباک تھا
پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا

عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا

یون تو تیرے تیر کے نخچیر تھے سب خوش نصیب
وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا

بے ترے شب کو چھری چلتی تھی اے خورشید حسن
جو ستارہ تھا سوا مریخ سے سفاک تھا

لعل لب کے جس سے مضمون ڈھل گئے فکر اُسکی ہے
اِن نگینون کو ترا شا جس نے وہ حکاک تھا

جامہ زیبی مین نہ دی تشبیہ مین نے یار سے
وہ خوش اندامی نہ تھی گل لاکھ خوش پوشاک تھا

اینڈتا تھا تیرے ستون کی طرح سے باغ مین
صاحب کیفیت اپنے سلسلہ مین تاک تھا

بوئے گل کیطرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
یار کا گلگون نسیم صبح سے چالاک تھا

مردم دیدہ ترا رو رو کے جب کرتے تھے ذکر
اشک جو تھا دانۂ تسبیح خاک پاک تھا

یار اترا صاف بحر بیکنار عشق سے
روتے روتے مر گیا جو بحر مین تیراک تھا

دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
مظہر نور الٰہی جسم مشت خاک تھا

چشم نامحرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا

ساتھ دے سکتے نہ تھے صحرا نوردی مین مرا
جوش وحشت مین غزالون سے بھی مین چالاک تھا

تیرے کوچہ کا چمن پر دل کو آجاتا تھا شک
سنبل و گل اپنی آنکھون مین خس و خاشاک تھا

صید بندی کا تجھے جب شوق تھا اے شہسوار
حلقۂ دام محبت رشتۂ فتراک تھا

جسم گل کھائے ہوئے ساعد ترے چھلونکے تھے
غیرت صبح بہار اُس آستین کا چاک تھا

جائے آب اُس مست کو ملتی ہے انگوری شراب
اعتقاد پاک سے جو خوشہ چین تاک تھا

جب رُلاتا تھا تصور لالہ رویون کا ہمین
طفل اشک ایک ایک مست نشۂ تریاک تھا

عالم تشبیہ مین کہتا صنوبر کس کو مین ؟
یار کا بوٹا سا قد موزون تھا وہ کاواک تھا

رات بھر تھا چشم غول آنکھون مین اپنے ہر چراغ
شہر بھی بے یار اک صحرائے وحشتناک تھا

کر گئی جب روح مسیح کیطرف اپنے رجوع
خاک مین وہ مل گیا جو جسم آتش خاک تھا

ساقی شراب سے رہے قصر فلک بھرا
شیشہ کی طرح مے سے شکم حلق تک بھرا

صحبت برار ہونے کی صورت نہین کوئی
مین بدگمان ہون اور مرا یار شک بھرا

حسن ملیح پر نہ کرو اس قدر گھمنڈ
کان نمک مین لاکھون ہی من ہے نمک بھرا

دورو کے مین نے دل نہین خالی کیا ہنوز
پانی ابھی سمائے کہان تا سمک بھرا

صحرا مین جا کے لائے حرارت جو آبلے
پاؤن نے اُن مین پیس کے خار خسک بھرا

آئی بہار رکھدے مرے آگے ساقیا
لبریز بادہ جام پیالہ گزک بھرا

رات انتظار یار مین جھپکین جو نیند سے
آنکھون کو اپنی چیر کے مین نے نمک بھرا

قتل ہو فراق یار مین کس کس کا دیکھیے
تارون کے نقل سے ہے خوان فلک بھرا

آتش ہمیشہ سیر ہوا خوان حسن سے
نیت کو رکھے بوسۂ لب کی چسک بھرا

عشق کے سودے سے پہلے درد سر کوئی نہ تھا
داغ دل خندان زن زخم جگر کوئی نہ تھا

غیر یار آنکھون مین اپنی جلوہ گر کوئی نہ تھا
مردمان چشم سا اہل نظر کوئی نہ تھا

روئے رنگین سا ہو گل جبین شجر کوئی نہ تھا
باغ مین سیب زنخدان سا ثمر کوئی نہ تھا

جوہری کی آنکھ سے دیکھے جواہر بیشتر
لعل لب سا لعل دندان سا گہر کوئی نہ تھا

خوبصورت یون تو بہتیرے تھے لیکن یار سا
نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہ تھا

رہگئی دل ہی مین اپنے حسرت اظہار شوق
لکھ کے خط جب ہم نے ڈھونڈھا نامہ بر کوئی نہ تھا

میرے نالون نے جو شب کی تھی قیامت آشکار
جاگتا تھا فتنہ جو تھا بیخبر کوئی نہ تھا

دوست دشمن یار رکھتا خاطر اپنی کیا عزیز
عیب الفت کے سوا ہم مین ہنر کوئی نہ تھا

کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبۂ دل یار کو
نالہ و افغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا

کون سے حلقہ مین اُن زلفون کے تھے اک دو نہ دل
خانۂ زنجیر سا آباد گھر کوئی نہ تھا

تیغ کے جوہر دکھاتی تھی وہ ابرو جن دنون
آشنا گردن سے اپنی سر کوئی نہ تھا

دیدہ و دل تھے منور تیرے نور حسن سے
جلوہ فرما ہو نہ تو جس مین وہ گھر کوئی نہ تھا

رکھتی تھی زلف رسائے یار ہر اک مو دراز
کون سے قصہ کو کرتا مختصر کوئی نہ تھا

عہد پیری میں جوانی تھی نہ اُس کے دولے
محفل شب میں سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا

بلبل تصویر تھا باغ جہان میں تیری طرح
باوجود بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا

سر کہ میں عشق کے سر ہاتھ پر رکھے ہوئے
واپسین دم تک تو مجھ سے پیشتر کوئی نہ تھا

یار آنکلا تو تھا صورت دکھاتا میں کسے
چھٹ پٹے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا

عشق کس کو حسن دلکش سے نہ تھا اے جان جان
فکر سے غافل تری جن و بشر کوئی نہ تھا

چاشنی دونوں کی چکھی ہے جو حق حق پوچھیے
اُن لب شیرین سے شیرین نیشکر کوئی نہ تھا

لے چلے ہستی سے داغ عشق آتش شکر ہے
منزل ملک عدم کا ہم سفر کوئی نہ تھا

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا
مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہے پری کا

انداز کہاں یہ روش حور و پری کا
دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا

ہنگامہ گل و لالہ کی ہے جیب دری کا
دیوانہ ہوا چاہیے شیشہ کی پری کا

ساقی کی نگاہوں نے مرے ہوش اُڑائے
آنکھوں سے دیا جام مے بے خبری کا

ایک بوٹے سے قد کا ہے زلیس نقش جو بیٹھا
دل تنگ دکھاتا ہے عقیق شجری کا

پیری میں رخ اُن ابروؤں کا اپنی طرف چاہ
سیفی کا سا ہے حال دعائے سحری کا

تلوار کے مقتولوں میں محسوب ہے وہ بھی
کشتہ ہے جو اے ترک تری کج نظری کا

آئینہ نہیں دیکھتے زلفیں نہیں بنتیں
کمسن ہیں وہ عالم ہے ابھی بیخبری کا

سبزہ مری تربت کا ہرا خوب ہوا ہے
ایسے میں ہرن آئیں تو موقع ہے چری کا

کیا جائے ادب ہے ترے کوچہ کی زمین پر
پایا نہ کہیں نقش قدم رہ گذری کا

اک گل کی جدائی ہے شب و روز رُلاتی
مژگان نہیں گرد آنکھ کے سبزہ ہے پری کا

لکھتا ہوں جو میں شرح تری خوش سخنی کی
بنتا ہے سر خامہ قدم کبک دری کا

کرتا ہوں جو میں حسرت پرواز میں نالے
صیاد کو غم ہے مری بے بال و پری کا

بیوجہ لباس اپنا نہیں سرخ یہ رکھتا
مریخ ہے پیرو تری بیدادگری کا

کس مار سیہ تن نہیں اُس زلف کی لہرین
کس مور کو دعوی نہیں نازک کمری کا

گل پھولے سماتے نہین ہین جامے مین اپنے
اُڑتے یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا

اک کان ملاحت کے ہین پامال نہین ہم بھی
چکھا ہے مزا ہمنے بھی شوریدہ سری کا

دم لاکھ محبت کا تری غیر بھرین یار
باور نہ کیا چاہیے کھوٹون کی کھری کا

اورنگ نشین ملک جنون مین نہو کیونکر
افسر سر دیوانہ کو سایہ ہے پری کا

طے مرحلۂ عشق خدا چاہے تو ہووے
اُس راہ مین توشہ ہے توکل سفری کا

پیری مین رہا روشنی فکر سے عالم
خورشید لب بام چراغ سحری کا

دیوانہ ہے کس چاند سے رخسار کا آتش
زنجیر کا غل قہقہہ ہے کبک دری کا

اک سال مین دس دن بھی جسے غم نہین ہوتا
وہ شہر ہے جس مین کہ محرم نہین ہوتا

سنبل مین تری زلف کا عالم نہین ہوتا
یہ پیچ نہین ہوتے ہین یہ خم نہین ہوتا

کعبہ مین رخ یار کا عالم نہین ہوتا
محراب مین اُن ابروؤن کا خم نہین ہوتا

اک جام مین کھلتا ہے طلسمات جہان کا
مستی مین کسے مرتبۂ جم نہین ہوتا

نشتر کیطرح چھیڑتی رہتی ہین وہ مژگان
کس چاہنے والے کا لہو کم نہین ہوتا

تلوار کی موت اسکے نصیبون مین نہین ہے
ابرو کے اشارے سے جو بیدم نہین ہوتا

بے عشق سے زنہار نہ کر تذکرۂ حسن
کہتے نہین راز اُس سے جو محرم نہین ہوتا

اک رشک مسیحا کے تصور مین ہے یہ حال
آنکھون مین ہے جان اور فنا دم نہین ہوتا

فرقت مین تری کونسی شب کو نہین روتا
کب سینہ زنی سے مری ماتم نہین ہوتا

پیدا کرے گو موم کی وہ جسم گدازی
زخم دل احباب کا مرہم نہین ہوتا

آتی ہے یہی معرکۂ عشق سے آواز
ہان کشتہ نہو جو وہ مسلم نہین ہوتا

کم موت کے آنے سے نہین یار کا جانا
قالب مین جو ڈھونڈھو تو کہین دم نہین ہوتا

اُس زلف کی بو سونگھی ہو جسنے وہی جلنے
افعی سیہ رنگ مین یہ سم نہین ہوتا

مقبول ہے جو ذرہ کہ درگاہ کو تیرے
وہ ملتفت نیر اعظم نہین ہوتا

شیشے مین جو ہے روشنی بادۂ گلگون
فانوس مین یہ شمع کا عالم نہین ہوتا

بیصرفہ لٹے دولت دیدار شب و روز
معشوقون مین ایساکوئی عالم نہین ہوتا

زنجیر کا اُس زلف کے سودا نہ ہو کیونکر
یہ سلسلہ درہم و برہم نہین ہوتا

افسوس ہے انسان نہ ہو علم کا جویا
وہ مال ہے یہ صرف سے جو کم نہین ہوتا

ولادسے اب تک ہے خصومت وہی باقی
ابلیس سا بھی دشمنِ آدم نہین ہوتا

اُس باغ کے ناظر نگہ پاک سے ہین ہم
گل جس مین کہ آلودۂ شبنم نہین ہوتا

ثابت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط
بے دیو کے مارے ہوے رستم نہین ہوتا

یہ نکتہ ہمارا ہے سخن چین کو نصیحت،
الزام جو دیتا نہین ملزم نہین ہوتا

تا چند بہار آئی نہین دیکھیے آتش
کب تک شرف نیّر اعظم نہین ہوتا

وصف کیجیے جو تیری قامت کا
کہیے اُس کو الف قیامت کا

نیم جان چھوڑنا نہ اے قاتل
فعل ہے یہ بڑی ندامت کا

نعمت عشق بٹتی ہے لے لے
مستحق ہو جو اس کرامت کا

پیروی پیشوا کی لازم ہے
روسیہ منکر امامت کا

مرد میدان کا حال کیا جانے
راہ رو کوچۂ سلامت کا

حُسن سے عشق ہے ہمین ازلی
ہم بھی دم بھرتے ہین قدامت کا

واہ ری عاشقون کی دلجوئی
کس سے وعدہ نہین قیامت کا

وصل مین ہجر کی خبر تھی کسے
تھا نہ معلوم روز شامت کا،

گھر بناتے اگر یقین ہوتا
اس خرابہ مین استقامت کا

حسب دلخواہ دے تجھے آتش
وہ جو ہے خاتمہ امامت کا

تیری جو یاد اے دلخواہ بھولا
باللہ بھولا واللہ بھولا

فرقت کی شب مین جانسوز دل نے
اُف اُف کیا جو آہ آہ بھولا

کج رو نہ پا کو جادل سے غافل
پھیر اُس نے کھایا جو راہ بھولا

زنار ڈالا تسبیح پھینکی
عشق صنم مین اللہ بھولا

غور نے گرایا اُس کو نظر سے
جو ذرہ تیری درگاہ بھولا

زلف رسا کو سمجھا جو افعی
چوکا وہ قصہ کوتاہ بھولا

دیکھے سے تیرا روئے منور
ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا

محروم رکھا ساقی نے ہم کو
اپنے گدا کو جم جاہ بھولا

بت خانہ چھوڑا باز آئے بت سے
وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا

شرط وفا کی کس بیوفا سے
آتش سا عارف آگاہ بھولا

مشتاق اسقدر ہون خدا کے حضور کا
سجدہ کرون جو بت بھی ملے سنگ طور کا

دکھلا کے جلوہ آنکھون سے اک شمع نور کا
گل کر دیا چراغ ہمارے شعور کا

موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا
آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا

سب کو خیال رہتا ہے اک رشک طور کا
ظلمت مین دل مرا متلاشی ہے نور کا

منھ کو چھپایئے نہ مرے قتل کے لئے
شمشیر بے نیام ہے پردہ حضور کا

کرتا ہے نغمہ صورت داؤد عندلیب
عالم ہوا ہے دفتر گل پر زبور کا

گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہین ہنوز
کیا شکوہ اُن کی زلف رسا کے قصور کا

کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپ نے
کشتہ ہے کون کون تمھارے غرور کا

دکھلا کے ساق پا جسے مارا ہے یار نے
گنبد بنا ہے قبر پہ اُس کے بلور کا

کس ترک کی کلاہ کو زینت ہوئی پسند
کھنچا گیا ہے پوست ہزارون سمور کا

لپٹا مین دوڑ کر جو پری پر نظر پڑا
دیوانہ بن کے کام کیا ذی شعور کا

قبرون کو عاشقون کی نہ کھدوا ستم نگر
بیدرد یون عمل نہین کشف قبور کا

یمن قدم سے یار کے فردوس باغ ہوا
نرگس کے پھول کام کرین چشم حور کا

اُس ہمائے حسن کا عنقا مقابل ہو گیا
حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہو گیا

عاشقون کو رتبہ پروانون کا حاصل ہو گیا
تو فروغ حسن سے جو شمع محفل ہو گیا

دلبرون کی انجمن مین حال بسمل ہو گیا
تیغ سی ابرو کو دیکھا جسکی قائل ہو گیا

ہوش اُڑ ے ایسے بہار رنگ گل کو دیکھکر
بلبلون کی نغمے سے صیاد غافل ہو گیا

عہدِ طفلی سے جوانی مین ہوا وہ چند حُسن
جب وہ خوشرو تھا ہلال اب ماہ کامل ہو گیا

گرمیان تیری طرح سے آتش گل نے جو کین
پانو ن رکھنا باغ مین بلبل کو مشکل ہو گیا

گرد دیوانہ کے رہنے سے ہوا یہ آشکار
چشم طفلان مین کھلونا مہرہٴ گل ہو گیا

کون سا کونا نہ جھانکا کی نہ کس گھر مین تلاش
جستجو مین تیری ششدر مہرہٴ گل ہو گیا

چار عنصر چار رہ ہین منتشر ہوش و حواس
اُٹھ گئے تم کیا دگرگون رنگ محفل ہو گیا

صورت پروانہ مجنون نے کبھی ڈالی جو آنکھ
شمع لیلی ہو گئی فانوس محمل ہو گیا

حسن معنی نے کیا صورت سے آدم کے ظہور
سجدہ گاہ قدسیان یہ کعبہ گل ہو گیا

نقش صورت کو مٹا کر آشنا معنی کا ہو
قطرہ بھی دریا ہے جو دریا سے واصل ہو گیا

قطع ہو جاوے گی گام چند مین سختی راہ
خضر ہے جب آگے آگے شوق منزل ہو گیا

نکہت زلف اُس پری کی جو کبھی لائی صبا
حاصل تاتار دیوانون کو حاصل ہو گیا

کردیا تیری توجہ کے کرم نے بے نیاز
دولتِ حاتم سے مالا مال سائل ہو گیا

شب کو دم دیدیکے لیجاتا ہے کوے یار مین
مین تو تھا ہی مجھ سے بھی مرشد مراول ہو گیا

جنبش ابرو نے رکھ لی آبروے تیغ یار
نیم بسمل رہ گیا تھا جو وہ بسمل ہو گیا

شاعرون مین کوئی آتش سا نہو گا حسن دوست
خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا

قوی دماغ رہے بلبل خوش الحان کا
قفس مین بھی ہے وہی چہچہا گلستان کا

پھرا ہے ہم سے رخ اُس بادشاہ خوبان کا
کچھ اعتماد نہین ہے مزاج سلطان کا

اُن ابروؤن سے اشارہ یہی ہے مژگان کا
کمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا

ہنسا وہ گل تو یقین ہے چمک گئی بجلی
لبون کے کھلتے ہی پردہ کھلیگا دندان کا

دکھائیگا اگر چہرہ کتابی آپ
ثواب بخشئے گا ہمکو ختم قرآن کا

جگہ ہے دل مین ترے داغ عشق کی خالی
جو سرفراز کرے تو یہ گھر ہے مہمان کا

قفس مین نالۂ بلبل سے یہ صدا ہے بلند ‏ بہشت ہے جو تصور رہے گلستان کا
دکھائی دے مرے یوسف کی شکل آنکھوں کو ‏ حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا
نقاب الٹ کے دکھا یار چہرۂ رنگین ‏ کبھی تو کھول دے دروازہ اس گلستان کا
وہ اپنی زلفوں مین گھڑیوں ہی کرتے ہین کنگھی ‏ خیال جو کبھی آتا ہے مجھ پریشان کا
لباس ہی نہین اُس گل کا قتل کرتا ہے ‏ برہنگی مین بھی عالم ہے تیغ عریان کا
جنون کے جوش مین روتا جو ہون دیوانہ ‏ ارادہ کرتا ہے ہر طفل اشک طوفان کا
سنا ہے اپنا جو دیوانہ اُس صنم نے مجھے ‏ اشارہ رہتا ہے لڑکون کو سنگباران کا

چھڑکنے سے رُخ پر نور پر ترے اے ماہ
ستارہ بن گیا ہر ایک ذرہ افشان کا

کعبہ و دیر مین ہے کس کے لئے دل جاتا ‏ یار ملتا ہے تو پہلو ہی مین ہے مل جاتا
خدمت یار مین جبکہ ہون سائل جاتا ‏ کچھ نہ کچھ بوسۂ و دشنام سے ہے مل جاتا
ترے دانتون سے جو ہونے کو مقابل جاتا ‏ صورت اشک گہر خاک مین مل جاتا
پھل ملا ہے یہ تری تیغ سے ہمکو اے ترک ‏ پھوٹ کی طرح ہر ایک زخم ہے کھل کھل جاتا
رُخ کے ہوتے ہوے ڈھونڈھا نہ دہن کا مضمون ‏ سہل کو چھوڑ کے کیون جانب مشکل جاتا
پرتو کرتے ہین یقین ہے کہ چھری بھی پھیرے ‏ زمزمون سے مرے صیاد ہے ہل ہل جاتا
زخم کاری کی تری تیغ سے اللہ ری خوشی ‏ رقص کرتا ہوا دنیا سے ہے بسمل جاتا
راہ بھولے ہوے حاجی ہے بھٹکتا ناحق ‏ کعبۃ اللہ جو جاتا تو سوئے دل جاتا
طرفہ رکھتی ہے خرابات مغان کیفیت ‏ ہوشیار آکے ہے اس بزم سے غافل جاتا
راہ مین شان کریمی ہے تری بھر دیتی ‏ پھر کے خالی کسی در سے جو ہے سائل جاتا
اے صبا تو ہی اُڑا کر رُخ لیلی دکھلا ‏ دشت مجنون نہین تا پردۂ محمل جاتا
کون سی راحت جان کی ہین یہ آنکھین مشتاق ‏ گھر کے اندھیر ہے وہ رونق محفل جاتا

آمد یار کی کانون سے سنی ہے جو خبر
چھپکے پہلو سے ہے آنکھون کیطرف دل جاتا

باران کی طرح لطف و کرم عام کیے جا
آیا ہے جو دنیا مین تو کچھ نام کیے جا

غمزے نئے اے سرو گل اندام کیے جا
جو کام ہے معشوق کا وہ کام کیے جا

اے نرگس خود کام ملے خاک مین کوئی
تو پھیر دی گردش ایام کیے جا

کاکل کا اشارہ یہی اُس رُخ سے ہے رہتا
مشتاق سے اپنے سحر و شام کیے جا

مُرغ دل احباب خود اُڑ اُڑ کے پھنسے ہین
اے زلف سیہ کشمکش دام کیے جا

مژگان یہی اس چشم سیہ کو ہین سوجھاتین
چشمک طرفِ نرگس و بادام کیے جا

رکھتا ہے اثر شوق کا اظہار بھی غافل
یار آئے ہی گا نامہ و پیغام کیے جا

عاشق کا جنازہ ہے ملا راہ مین پیارے
تو بھی تو مشیت کوئی دو گام کیے جا

شفتالوئے لب کو کبھی تاکا تو وہ بولے
ملنے کا نہین کچھ طمع خام کیے جا

اُلٹی ہے بہت اُنکی تجھے بوسہ ہی ملے گا
آتش حرکت قابل دشنام کیے جا

صحرائے مغیلان کا مگر مرحلہ آیا
پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا

استادہ کمر باندھے ہوئے راہ مین ہین ہم
لوٹا اُسے یوسف کا اگر قافلہ آیا

سودا ہی رہا گیسوئے پیچان کا ہمارے
شانہ کیطرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا

یاقوتی لب کی تری اللہ ری تفریح
پیری مین جوانی کا مجھے ولولہ آیا

ہر چند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار
دانتون سے ہی کاٹا جو زبان پر گلہ آیا

اک دم نہ جدا ہوتے تھے یا پہرون ہون غائب
کیا اس کا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا

فرہاد کو میری نہ سمجھ لے اثر اے بت
کہسار کو ان نالون سے ہے زلزلہ آیا

بے آہ کیے جان نہین بچتی اب اے دل
بیتابی سے ہے تنگ مرا حوصلہ آیا

تھا شوق ز بس منزل مقصود کا آتش
طے اُس کو کیا سامنے جو مرحلہ آیا

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
یہی وہ راہ ہے جس مین ہے جان کا کھٹکا

سزا ہے اپنی جو دے یار ہجر کا جھٹکا
شب وصال کی گستاخیون کا ہے کھٹکا

علاج ہی نہیں کچھ تیرے نام کی رٹ کا
چھڑائے سے نہیں چھٹتا زبان کا چٹکا

کسی کے سر میں ہوا در د جھ مرا چھٹکا
کسی کے پاؤں میں موچ آئی مینے سر پٹکا

کیا ہے باد بہاری نے بلبلوں کو مست
ہوا ہے پھول کے ہر گل شراب کا مٹکا

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کئے چھپرکھٹ کا

شب فراق میں اس غیرت مسیح بغیر
اُٹھا اُٹھا کے مجھے درد دل نے دے پٹکا

کہوں جو عرش بریں بھی تو کہہ نہیں سکتا
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپرکھٹ کا

خدا نے دی ہے تجھے اے صنم فضیلت حسن
زیادہ طرۂ گیسو سے شملہ کو لٹکا

شب وصال میں کھولے قبائے یار کے بند
کمر سے کھینچ کے پٹکے کو ہم نے دے پٹکا

پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنیں دکھلائے
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا

مطیع نفس نہ اللہ نے کیا مجکو
نہ میں نے پیروی غول کی نہ میں بھٹکا

شراب پینے کا کیا ذکر یار بے تیرے
پیا جو پانی بھی ہم نے تو حلق میں اٹکا

چمن کی سیر میں سنبل سے بہلوانی کی
جھلکے پیچ پر ان گیسوؤں نے دے ٹپکا

شراب صاف نہ باقی رہی تو اے ساقی
لوٹائیگا مجھے تلچھٹ میں نشہ تلچھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو میں
کبھی تو قصد کرے گا زمانہ کروٹ کا

بس اپنی مستی کو گردش ہے چشم ساقی کی
ہمارا پیٹ نہیں ہے شراب کا مٹکا

خدا کو حشر کے دن منھ دکھائے گا تو کیا
بھی جو شرم پر اُسے بت ہے طرہ گھونگھٹ کا

سرائے یار میں پہنچیں گے ہم لگا کے کمند
بلند بام سے رتبہ ہے اُس کی چوکھٹ کا

کلاہ کج کا ہے طرہ قبائے چسپاں پر
جوان آج نہیں ہے تری سجاوٹ کا

لئے تیغ عشق کے منھ چڑھ دلا حذر سے ڈرا
اُسی گڑھے میں تو بچی چھوٹتا ہے جھٹکا

اُڑائی ہے تری رنگین اداؤں نے نیند
عسس کے دل کو ہے مہندی کے چور کا کھٹکا

نہ پھول بیٹھ کے بالائے سرو لے قمری
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہے نٹ کا

پری سے چہرے کے اوپر نہیں ہیں لہراتے
یہ منھ چڑھاتے ہیں گیسوئے یار گھونگھٹ کا

یہ جانتے تو تمھیں ہم نہ باندھنے دیتے
کمر کے ساتھ لپیٹے گا ناف کو ٹپکا

عجب بھول بھلیاں ہے غفلت ہستی
جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی بھٹکا

عجب نہین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چٹکا

عزیز روح کے دم تک ہے کالبد گل کا
خراب حال ہے بے مغز جب ہوا چھلکا

لہو سے سرخ رہے رنگ تیغ قاتل کا
وہ ترک اور تماشا ہو رقص بسمل کا

بہار آئی ہے دیوانے وجد کرتے ہین
سرود کی ہے صدا غلغلہ سلاسل کا

رخ ملیح کے خالون سے یہ ہوا ظاہر
نمک کے ساتھ مزا ہے سیاہ فلفل کا

عجب نہین شرف خواجگی مری خاطر
ذلیل بندہ ہون کیسے عزیز ہر دل کا

کہا جو مین نے مجھے ذبح کیجیے تو کہا
یہ کام ہے ملک الموت نام قاتل کا

فراق یار مین ممکن نہین تحمل و صبر
نہو سکے گا یہ ہم سے ہے کام مشکل کا

ہمیشہ یار رہے پیش چشم عالم مین
نہ منھ دکھائے خدا بے چراغ محفل کا

پھرا ہون گرد مین سودائے خال مین گھڑیون
نظر پڑا ہے کہین پیڑ جو کوئی تل کا

کہے جو یوسف اُنھین کوئی تو یہ کہتے ہین
ہمین بھی سمجھے ہو تم بیچنے کے قابل کا

خیال زلف ہے اُس رخ کے شوق مین آتا
دکھائی دینے لگا ہے سواد منزل کا

گئی ہے روح بدن مین سے وجد کرتی ہوئی
عجیب حال ہوا ہے تمھارے بسمل کا

نظارہ رخ لیلی کر میان مجنون
بٹھا کے ناقہ کو پردہ اُٹھاؤ محمل کا

کھلا یہ ہم کو دم نزع کے تنفس سے
کشان کشان لیے جاتا ہے شوق منزل کا

خدا سے مانگ جو کچھ مانگتا ہے اے آتش
کریم رد نہین کرتا سوال سائل کا

رعد کا شور ہو مورد کی صدا سے پیدا
جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا

اے جنون خار ہون صحرا کی ہوا سے پیدا
آبلے ہوتے ہین اپنے کف پا سے پیدا

نہ تو بھوکے ہوسے تھے ہم نہ تو پیاسے پیدا
ہوگئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا

چاہیے اشک بھی ہون نالہ کے پیچھے پیچھے
آمد قافلہ ہے بانگ درا سے پیدا

لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پہ ہے شفق — رنگ کیا کیا ہوئے خون شہدا سے پیدا
قد کشی آج وہ سرو دون سے ہین کرتے جا کے — کل کی ہے بات ہوے تھے جو ذرا سے پیدا
تخت پریون کے اُڑا لائے جو دیوانون تک — یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا
دھوپ مین تو جو نکلتا ہے کبھی اے سر حسن — سایہ ہوتا ہے پر و بال ہُما سے پیدا
شک بو زلف کا ہے لطف رُخ رنگین پر — سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا
شاہد گل کو ہے مقصود شکارِ بلبل — تتلیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا
پا برہنہ سر عریان و تن گرد آلود — ہے کراماتِ گدا حال گدا سے پیدا
حسن بت سے جو بنی جان پہ اپنی تو کھلا — حال ہوتا ہے یہی عشق خدا سے پیدا
فی الحقیقت ہے اگر چشمۂ حیوان وہ دہن — سیکڑون خضر سے ہو جائینگے پیاسے پیدا
بوسہ بازی سے مری ہوتی ہے ایذا انکو — منھ چھپاتے ہین جو ہوتے ہین حیا سے پیدا
عہد پیری مین جوانی ہے بہت یاد آتی — کیجے زور کمان پشت دوتا سے پیدا
اب نقاب اُلٹے ہوا بھی تو نہین کچھ ہوتا — تم نے کر لی ہے بڑی آڑ صبا سے پیدا
مجکو ڈر ہے کہین طوق کمر یار نہون — حلقے ہوتے ہین بہت زلف رسا سے پیدا
بند کر دے گی تری برق جمال آنکھون کو — ہونے دے شربت دیدار کے پیاسے پیدا
دیکھکر آئینہ بیزار نہ ہو صورت سے — ہوتے ہین جوش جوانی مین حیا سے پیدا
بندہ عالم نہین ہو سکتے کالے دل جوئی — بتِ گمراہ کرین راہ خدا سے پیدا
لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن نہوئی — رس سے شکر ہوئی شکر سے بتاسے پیدا
اے شہ حسن ترے عشق مین مرنے کیلئے — لڑکے ہوتے ہین فقیرون کی دعا سے پیدا

عود ہو موسم سرما ہے قریب اے آتش
کیجئے ربط کسی ماہ لقا سے پیدا

ردیف بائے موحدہ

ہر حال مین ہے اپنے مرا یار دلفریب — گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب
مژگان کی طرح گرد ہون دیکھین اگر طبیب — اتنی تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کرون
جانکاہ جان خراش دل آزار دلفریب

انداز حسن یار ہین اک اک سے خوشنما
رکھتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے رہین اے ترک کشتنی
ابروسے تیرے ہو تری تلوار دلفریب

دیوانے گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کے
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آ کے جی نہین جانے کو چاہتا
دلکش ہر ایک دکان ہے بازار دلفریب

سودا ہے عشق کے لئے ہے خوشجمال سطر
یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب

عالم مین محکمہ قاتل خوشرو کی ہے تلاش
جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب

دیوان حسن مین سے ہے اک بیت انتخاب
کیونکر نہ ہو وہ ابروِ خمدار دلفریب

اُس گل نے گوش دل سے سنا ایکدن نہ حیف
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
یا کون کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

منھ پر نقاب ڈالا ہے جیسے کہ یار نے
آنکھون مین اپنے بند ہے بازار آفتاب

پیکر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اس طفل مہجبین نے رکھی کلاہ کج
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب

زیر زمین ہے گاہ گہے آسمان پر
عقل حکیم سے ہے نہین رفتار آفتاب

البتہ روئے یار کا ہم کو ہوا اشتباہ
لب لعل سے دکھائے جو رخسار آفتاب

جھلائیے نہ دھوپ مین ہو کر خفا مجھے
مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب

اللہ نے دیا ہے رُخ آتشین تمھین
وہ گرمیان ہون ہون جو سزاوار آفتاب

پلکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہائے خام
ظاہر ہین رُخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہون عشق رُخ یار کے لئے
دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

کھلتا ہے حال رخ لب جان بخش یار سے
سُن لیتے ہین مسیح سے اخبار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین
شب کو ہمارے گھر مین ہوا قرار آفتاب

گرمی حسن کا ہے اشارہ یہی ہمین
وہ کام کیجئے کہ جو ہو کار آفتاب

بندھتی ہین یار ٹکٹکیاں اب تری طرف
آتے ہین دیکھنے تجھے نظارِ آفتاب

چوتھے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ
ہے آفتاب ساغرِ سرشارِ آفتاب

ایسا کھرا ہے سکہ ترے داغِ عشق کا
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینارِ آفتاب

ہنگام صبح تم بھی جو بالائے بام ہو
آنکھون مین رہرو کی ہو تکرارِ آفتاب

رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لئے
خواہان ماہ ہون نہ طلب گارِ آفتاب

اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہے روشنی
بے روئے یار داغ ہے رخسارِ آفتاب

روشنی اُس رُخ کی کر جاتی ہے کار آفتاب
حسن سے پیدا کیا ہے اعتبارِ آفتاب

سامنا اُس آتشین رخسار کا اندھیر ہے
ہم کہے رکھتے ہین آ کے اختیار آفتاب

ہجر کی شب مین زبس ہے اشتیاق روئے گل
رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظارِ آفتاب

نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے
کونسا گھر ہے نہین جس مین گذارِ آفتاب

منھ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پرنور سے
کیجئے اپنی کفِ پا کو دوچارِ آفتاب

حسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے
بیحساب اُن عارضون مین ہے شمارِ آفتاب

یہ دعا کرتے ہین اُس رُخ کو ترقی خواہ حسن
روشنی طور دے پروردگارِ آفتاب

کیفِ مے سے سُرخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا
ہم بہار باغ لوٹی ہم بہارِ آفتاب

خانۂ دل مین جگہ دیجے خیال یار کو
دیکھیے برجِ شرف مین اقتدارِ آفتاب

دم فنا اُس روئے روشن کے نظارہ نے کیا
طائر جان ہو گیا اپنا شکارِ آفتاب

روتے روتے پہلوئے گُل مین گذر جاتی ہے رات
یاد آتا ہے جو شبنم کو کنارِ آفتاب

صبح محشر کا ہے آنکھون کو اُنھون کے اشتیاق
ہجر کی شب مین ہین جو امیدوارِ آفتاب

چور رہتے ہین تصور سے شب سرما مین گرم
روئے روشن یار کا ہے یادگارِ آفتاب

مر گئے پر بھی نہ بھولے گا رُخ زیبا سے یار
ذرّے اپنی خاک کے ہون گے نثارِ آفتاب

پانو ن تیرے اُس مین اے محبوب دھوئیے یا کیجئے
ہاتھ آجائے جو طشت زر نگارِ آفتاب

دل جلا ہے گرمیون سے اسکی بے یار اسقدر بھاگ جاؤن وان نہ جس جا ہو گذار آفتاب

روئے یار اپنی طرف سے پھرنے لے آتش نہین
ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

ردیف بائے فارسی

دکھلاتی ہے رنگینی رخسار عجب روپ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ

کہتا ہے گل و لالہ کوئی کوئی مہ و مہر لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ

نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک بدلے ہوئے ہے مصر کا بازار عجب روپ

مشتاق نہ کیونکر ہون تری دید کی آنکھین دیکھا نہین سنتے ہین مگر یار عجب روپ

لالونکی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو پاتے ہین ترا تیرے خریدار عجب روپ

اُس رشک مسیحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر ہوتا ہے طرح صورت بیمار عجب روپ

جب دیکھیے کچھ اور ہی عالم ہے تمھارا ہر بار عجب رنگ ہے ہر بار عجب روپ

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹھکھیلی کی چالین ہر گام دکھا دیتی ہے رفتار عجب روپ

کھل جائین تجھے معنی توحید اگر آتش
پھر دیکھے تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

دل کھا سکے نہ صورت گیسوئے یار سانپ توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ

احول کی آنکھ سے ہون مین سودائی دیکھتا دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ

کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھیکون مین پیرہن سودائے زلف یار مین ہے تار تار سانپ

افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ

موذی بھی متعق اثر حسن سے ہوئے کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ

ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہے بال بال کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ

دھو دن کے زلف یار کی پائے نہ ہمیت کف لا کے زہر اگل کے ہوئے شرمسار سانپ

اُس زلف مین ہے جیسے مرا داغدار دل طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ

سودائے زلف مین ہے جو کچھ حال کیا کہین رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

روئے صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف — ہوا کے یاسمین کی ہے بے اختیار سانپ
ہو ذی کو چاہتا ہے تو ہی آسمان دون — ہو جا بنا یا کرتا ہے یہ بد شعار سانپ

آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہے
رخسار کنج ہین نہ تو گیسوئے یار سانپ

ردیف تاے قرشت

قامت سے دکھایا ر تماشائے قیامت — ہو آج ہی ہونا ہے جو فردائے قیامت
واعظ سے تری جلوہ نمائی جو سنی ہے — دیدار کے بھوکون کو ہے سودائے قیامت
دونون سے علاقہ نہ رہا چاہ کے تم کو — جنت سے کے نہ دوزخ کے ہوئے دائے قیامت
اس مرحلہ مین خون جگر کھانا پڑے گا — بے دانہ و بے آب ہے صحرائے قیامت
شاعر ہون یہی عرصۂ محشر مین کہونگا — کیا مصرعۂ برجستہ ہے بالائے قیامت
رحمت سے تری ڈر نہین ہرچند کہ ہوئے — فردائے قیامت پس فردائے قیامت
کشتے تری خلخال کی آواز کے ہین ہم — ہم سے نہ سنا جائے گا غوغائے قیامت
دو گام جو محشر مین چلے تم روش ناز — پامال ہوئے فتنۂ صحرائے قیامت
اُس قد کشیدہ کا نہ مشتاق ہوئے دل — اللہ نہ دکھلائے تماشائے قیامت
فریاد بتون کی نہین اللہ سے کرتے — ہو یا نہ ہو ہم کو نہین پروائے قیامت
ہمراہ میرے یہ بھی جہنم مین پڑین گے — اعضا جو کرین گے مجھے رسوائے قیامت
اے داغ جنون حشر کا خورشید ہے تو بھی — گرمی سے تری ہوتی ہے ایذائے قیامت
کشتے ہین محبت کے ترے زندۂ جاوید — مردون کو مبارک ہو تمنائے قیامت

آتش نہین بچ رہنے کے تم کو بھی کرے گا
صحبت کا شریک انجمن آرائے قیامت

محجب تیری ہے اے محبوب صورت — نظر سے گر گئے سب خوبصورت
صفائے قلب سے ہوتا ہے روشن — اس آئینہ کو ہے مطلوب صورت
نقاب الٹو رخ زیبا سے بسمہ — نہین بھاتی ہمین محجوب صورت

جبین پر سے کرو چین و شکن صاف ۔ حسینون کو ہے یہ معیوب صورت
پری و حور بھی رستے نہ ہون گے ۔ تمھاری شکل سی محبوب صورت
وہ عاشق ہون مرے آگے ہے آتا ۔ بنا کر حسن خوش اسلوب صورت
مبدل صبر بیتابی سے ہو جائے ۔ اگر دیکھین تری ایوب صورت
اُڑے گا شوق سے پیدا کرے گا ۔ کبوتر کی مرا مکتوب صورت
سر بازار تم سے جبکہ جا سے ہے ۔ ملا لے یوسف یعقوب صورت

ہلا دین دل نہ کیونکر شعر آتش
صفا بندش ہے معنی خوبصورت

لب شیرین تک اُنکے آئی بات ۔ بن کھی قند کی مٹھائی بات
دہن یار مین نہ آئی بات ۔ شاعرون نے بہت بنائی بات
دامن اُس گل کا کیا چھوئیگی صبا ۔ یہ کسی نے ہے جھوٹ اُڑائی بات
قصّہ کوتہ وہان یار کا تھا ۔ تہمتون نے مری بڑھائی بات
کھیل زلفون کو ہے اُلجھ پڑنا ۔ اُنکی آنکھون کو ہے لڑائی بات
نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے ۔ نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات
دہن تنگ یار مین کیا کیا ۔ تنگ ہو ہو کے ہے سمائی بات
درد دل کہنے مین ہے کیا پس و پیش ۔ کہی جاتی ہے منھ تک آئی بات
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی ۔ جب سنائی نئی سنائی بات
دم ہے چین جبین یار سے بند ۔ کرنے دیتی نہین رکھائی بات
چشم پوشی ہے قہر اُن آنکھون کو ۔ سرمہ نے بھی نہ یہ سجھائی بات
کہہ گئے تم کنایہ مین کیا کیا ۔ نہ کسی نے تمھاری پائی بات
تم جو گویا ہوئے تو پھول جھڑے ۔ غنچہ سے منھ مین رنگ لائی بات
یہ صدا آتی ہے خموشی سے ۔ منھ سے نکلی ہوئی پرائی بات
تیرے شیرین کلام کو سنکر ۔ پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات

مہندی سے لال لال ہوئے دست و پائے دوست
خون شہید ناز ہوا ہے حنائے دوست

حصہ میں دوستوں کے ہے جور و جفائے دوست
دشمن خدانخواستہ ہوں خاکپائے دوست

دل کو ہوئے ہیں معنی توحید منکشف
آنکھوں کو کچھ نظر نہیں آتا سوائے دوست

لاتیں چلیں گی سینہ پر اپنے شب وصال
کیا کیا نہ غل مچائے گی خلخال پائے دوست

کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو
ہم بھی ہیں سائل در دولتسرائے دوست

زندہ تھے تو مردہ ہو ہو جائے دم فنا
مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پائے دوست

ردیف تائے ہندی

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ
آنکھوں کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ

پھل رہی ہے دلا ہوائے بہار
لالہ پھولا ہے داغ سودا لوٹ

سامنے تیرے جو پڑے اے ترک
اس میں کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ

چار دن ہے بہار اے بلبل
زر گل کا ہزار تو ڑا لوٹ

صف مژگاں سے کہہ رہی ہے وہ چشم
دل میں جتنے ہیں بے تحاشا لوٹ

صرف لللہ مال دنیا کر
مرد ہے کچھ تو بہر عقبا لوٹ

صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار
آئینہ ہو تو ہو تماشا لوٹ

نعمت خوان حسن جو مل جائے
یہ سمجھ لے ہے من و سلوا لوٹ

گھر آبلہ ہوئے تو چلے
لیں گے دیوانو خار صحرا لوٹ

کیا عجب جو وہ گیسو سر ہنگ
لیں متاع دل احبا لوٹ

جانتے ہیں کہ فوج جنگی سے
نہیں سر دار پھیر لیتا لوٹ

کام مردوں کا ہے یہ اے آتش
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

وصل کی شب نہیں عاشق سے سزاوار لپیٹ
نیند کا حیلہ نہ کر منہ کو نہ اے یار لپیٹ

مثل گل تو نے جو پہنی ہے قبا اے محبوب
لالہ کی طرح سے بھی لیٹی دستار لپیٹ

جان پر بنتی ہے ہو جاتا ہے اک سودا سا
دل کو لیتے ہیں ترے گیسو خم دار لپیٹ

فلک پر سیرے اُٹھایا ہے جو بیڑا تو نے — خوب کسکر کمرِ اے ترک جفا کار لپیٹ

داغ عشق آپ ہی کھا اُسکو نہ کھلواللہ — ساتھ اپنے نہ جگر کو بھی دل زار لپیٹ

چاند سے منہ کو دکھا ابر سیہ سی زلفین — کبک و طاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ

بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پر — رکھے کس کس کو ترے قصر کی دیوار لپیٹ

خط مشکین سے رُخ یار کے اوپر یہ کھلا — روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ

شان مریخ بھی دکھلا چکے قاتل مجھ کو — اُس خوش اندام کو اے جامۂ گلنار لپیٹ

آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر — منہ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ

کافی ابرو کا اشارہ ہے مجھے اے قاتل — خون ناحق مین مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ

یہی بازار جہان مین ہے تمنا آتش
جنس دل لے کوئی خوش رو سا خریدار لپیٹ

ردیف جیم تازی

بنین گے کس کا زیور چاند سورج — گھڑا کرتے ہین زرگر چاند سورج

چڑھین کیا تیرے منہ پر چاند سورج — جوان ہے تو ہے معمر چاند سورج

قسم تیرے ہی سر کی اے رُخ یار — نہین تیرے برابر چاند سورج

جبین سا ہوتے ہین جب دیکھتے ہین — سرائے یار کا در چاند سورج

وہ رخسار سے جو ہوتے ہین مقابل — نکل جاتے ہین دب کر چاند سورج

ترے جویا ہین اے محبوب یہ بھی — پھرا کرتے ہین گھر گھر چاند سورج

چراغون مین ہین تیرے راستے کے — رہین روشن نہ کیونکر چاند سورج

وہ رُخ ہوتے تو پھر اندھیر کرتے — چھپاتے منہ معقر چاند سورج

تمھارے روبرو ہو کر ہوے ہین — سفید و زرد اکثر چاند سورج

وہ اُبکا نور کا ہے تو جو دیکھین — رہین حیران و ششدر چاند سورج

صفا بتلا کے چار ابرو کو اپنے — ہوئے تیرے قلندر چاند سورج

چڑھے میری طرح سے جو تپ عشق — ہلال آسا ہون لاغر چاند سورج

وہ بالون مین اگر کھین نہ باندھین
اُڑین پیدا کرین پر چاند سورج

ہم اُس مے خانے کے ہین مست آتش
کہ جس کے ہین دو ساغر چاند سورج

ردیف جیم فارسی

بلا اُس زُلف پیچان کا ہے ہر پیچ
خم اندر خم ہے ہر مو پیچ در پیچ

تری دستار پر عاشق کشی کو
ستم ہے گوشوارہ قہر سر پیچ

الٰہی خیر کیجیو کھا رہی ہے
اُدھر وہ زلف اِدھر نازک کمر پیچ

ہوئے ہین زلف پیچان سے بھی طرّہ
تری دستار کے بیداد گر پیچ

اُٹھائے عشق پیچان کی طرح سے
گلستانِ جہان مین پیچ پر پیچ

ہوا اُس زلف پیچان کا جو سودا
سمجھ لے اپنی قسمت کا بستر پیچ

جواب خط خبر داری سے لاتا
نہ پڑنے پائے کچھ اے نامہ بر پیچ

تری زلفون کا دھوکا ہم کو دے گا
سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ

نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے
کرے جو پیچ اے یار اُس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑا چل گیا آتش اگر پیچ

رہِ الفت مین نقد عمر کر خرچ
نہین ہر چند ممسک تجکو ڈر خرچ

کہان اب طاقت صبر و تحمل
یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ

وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے
تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ

نہین یہ بار گیسو سی لچکتی
نزاکت کرتی ہے اُن کی کمر خرچ

خدا دے دولت قارون تو کیجے
نہ حاتم نے کیا ہو اس قدر خرچ

وہی دے گا لب شیرین کا بوسہ
سخن کرتا ہے جو رازق شکر خرچ

ہم اپنے نقد جان پر کھیلتے ہین
ترا ہوتا ہے کیا اے سیم بر خرچ

جنون عشق سے غارت گر ہوش
کرے کیا عقل مندی یان بشر خرچ

رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی — کیا کرتے ہیں ہم خون جگر خرج
چلے دنیا سے داغ عشق لے کر — یہ توشہ ہے یہ ہے بہر سفر خرج
ملا جو اُس کو سمجھے من و سلویٰ — توکل پر رہا شام و سحر خرج

حسینوں نے بھی خوب آتش کو لوٹا
رہا فرمایشون سے خرج پر خرج

ردیف حاے حطی

بہار آئی چمن میں چلی ہواے قدح — پڑھے وہ مست جسے یاد ہو دعاے قدح
دکھا رہی ہے عجب آئینہ صفاے قدح — سرور اُسے ہے جو ہے صورت آشناے قدح
نکالے دل سے کدورت اگر صفاے قدح — نثار شیشہ کے ہو محتسب فداے قدح
زمانہ میں نہیں مجھ سا کوئی ہے دریا نوش — حباب دار ہے سر میں بھری ہواے قدح
شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو — دکھائے گی لب بیگانہ آشناے قدح
صراحی وار ہی گردن نہیں فقط اُن کی — وہ چشم مست کی گردش بھی ہے اداے قدح
مزے کے ساتھ ہو غم ہو کہ اس میں شادی ہو — مثال گریہ مینا وہ خندہاے قدح
شراب خانہ میں کرتا ہوں سیر دریا کی — دکھایا کرتا ہے لہر آب باصفاے قدح
بلند بعد فنا ہوگی قدر ستون کی — بنے گی خشت سر خم کی خاک پاے قدح
سبو و شیشہ و خم کس کی کی نہ پابوسی — کسی نے منھ نہ لگایا مجھے سواے قدح
عوض طبیب کے میکش ہے ڈھونڈھتا ساقی — ہوا ہے خون صراحی سے امتلاے قدح
جہان کی سیر دکھاتا ہے نشۂ صہبا — دماغ رکھتے ہیں جمشید کا گداے قدح
اُن انکھڑیوں میں جو کندن سی سُرخ ہوینگی — کمون گانشہ کے ڈورے وہ نکومین طلاے قدح
حجاب دور کیا کیف مے نے اُس بت کا — جزاے خیر دے ساقی تجھے خداے قدح
وہ چشم مست کا ساقی کے وصف ہے مقصود — کنایہ ہے جو یہ کرتے ہیں ہم ثناے قدح
شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اُڑے ایسے — کہ ابتدا میں ہوا حال انتہاے قدح
فراق یار میں دوران سر ہے دور شراب — لڑا کے شیشہ سے توڑوں یہ ہے سزاے قدح

یہ جلوہ مہ و خورشید سے کھلا آتش
ہنوز باقی ہے دور فلک میں جائے قدح

ردیف خائے معجمہ

لگا دے پھر وہی اے گنج زر شاخ
ہوا ہے دست خالی بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو مے پی کے چلیے
بہار آئی لدی پھولوں سے ہر شاخ

یہ خوش چشموں کے سودے میں ہوں سوکھا
ہرن کی بھی نہ سوکھے اس قدر شاخ

قدم سے تیرے اے ابر کرامت
پھلے پھولے برابر خشک و تر شاخ

قمریوں کی جدائی کے الم سے
ہوا ہوں سوکھ کر بے برگ و بر شاخ

کھڑے سایہ تلے جھکے ہوئے تم
نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ

تماشا نخل ہے نخلِ توکل
ہر اک میوہ ہے رکھتی اُس کی ہر شاخ

جوانی کو غنیمت جان غافل
ہری ہوتی نہیں پھر سوکھ کر شاخ

نہالِ حسن جو ہم نے کہا ہے
لگائی جاتی ہے واں شاخ پر شاخ

سرائے یار کی منقل میں جلتی
درخت عود کی ہوتی اگر شاخ

وہ نخل خشک ہوں ہر ایک جھکے
ہرے پن سے ہے مشتاق تبر شاخ

مقدر میں اگر ہے میوہ چکھنا
ملیگی جھک کے آتش بارور شاخ

ہوا ہے حسن سے خال سیاہ جانان سُرخ
نکھر سکا رُخ کافر کو نور ایمان سُرخ

حلال ہو نیکو سب سے ہیں پہلے ہم موجود
وہ پان کھا کے کریں تو لب اور دندان سُرخ

یہ اشتیاق شہادت میں خون روتا ہوں
بریدہ حلق سے ہے حلقۂ گریبان سُرخ

ہوئی ہیں غصہ سے کیا لال لال وہ آنکھیں
نظر پڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سُرخ

عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہیں
کرے جو خون سے یوسف کے گرگ دامان سُرخ

ترا وصال ہے اے سیم بر عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہے کندن سے رنگ انسان سُرخ

ہمیشہ کرتی ہے اُس بحر حسن سے پنجہ
حنا کا رنگ ہو کیونکر مثل مرجان سُرخ

ترے شہید و نکے آگے نہ رنگ بگڑیگا
ہزار رنگ سے ہو لالۂ گلستان سرخ

سفید کپڑے نہین پہنتا وہ خسرو خوبان
سنی ہے جب سے کہ تاج قبائے سلطان سرخ

چمن مین لالہ و گل رہتے ہین گریبان چاک
دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ

شراب دینے مین وقفہ نکیجیو ساقی
ہوا نہین ابھی رخسار یار چندان سرخ

اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہے آتش
نہ کیف مے سے ہون آنکھو نکیطرح مژگان سرخ

کرتا ہے زندگی کو تمھارا حجاب تلخ
الٹو نہین تو ہم سے گھٹنے کا نقاب تلخ

آغاز سیر عشق کا انجام ہے بخیر
کیفیت شراب ہے شیرین شراب تلخ

شربت کے گھونٹ کا مزہ ہے لیکے پیجیے
ہرچند تیغ کا ہو تمھارے لعاب تلخ

سائل ہون بوسۂ لب شیرین کا یاد ہے
شان کریم ہے نہ اگر دے جواب تلخ

عاشق ہی ہین جو سنتے ہین اے نونہال حسن
تحمل سے ہین ترے سخن ناصواب تلخ

بیمار کا مذاق ہون مین ہجر یار مین
سم ہے طعام میرے لیے اور آب تلخ

سودائے زلف یار سے نیند اڑگئی مری
اس دردسر نے کر دیا آنکھون کو خواب تلخ

شیرین لبونکی کیون نہ گوارا ہون گالیان
ملنے سے قند کے نہین رہتا گلاب تلخ

بھنتا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا
ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ

شیرین ادائیون سے جو محفوظ تو کرے
شکر کو مور شہد کو سمجھے ذباب تلخ

وصلت کی شب مین ہوتا ہے ہر بات پر ترش
عیش و نشاط کرتا ہے انکا عتاب تلخ

غافل نہ ہو مزے سے محبت کے آشنا
یہ چاشنی ہے آتش خانہ خراب تلخ

ردیف دال مہملہ

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے سے اسکے ہووے سارا چاند

تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
اتر یے بام سے تم چلیے اور ہارا چاند

نقاب الٹ کے رخ رشک ماہ دکھلا دو
اندھیری رات مین ہے ایک یک تارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا عزّہ
نشاط و عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

وہی ہے خوب جسے جو پسند خاطر ہے
نگاہ کبک مین سورج سے ہے پیارا چاند

ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہر چند
نہ سکا ترے ابرو کا یارا اشارا چاند

شراب پی کے کروگے رخ صبیح کو سرخ
حرارہ لائے گا خورشید کا اُتارا چاند

فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا
گران ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اُڑ جائے بنکے پارا چاند

تری غلامی کا دعویٰ ہے یار اسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیّر اعظم ہوا سدھارا چاند

ہمارے دل مین نہین نقش روئے روشن یار
پری کے بدلے ہے اُس شیشہ مین اُتارا چاند

ملاؤن گا تری پاپوش کے ستارون سے
کبھی ادھر سے کرے گا نہ کیا گذرا چاند

رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

وہ آستان ہے ترا اے ملک جناب بلند
کہ جسکے ذرے ہین مانند آفتاب بلند

اسیر زلف دل داغدار ہے اپنا
ہوا ہے اُڑکے یہ طاؤس تا سحاب بلند

خیال نے قد بالا کے جب جنون لایا ہے
کیا ہے سر سے مرے ایک نیزہ آب بلند

نگہ نہ پہونچی اُٹھا کر جو آنکھ کو دیکھا
ہماری آنکھون سے اُڑکر ہوا یہ خواب بلند

یہ تیرے عشق سے جوش و خروش دریا ہے
تری ہوا نے کئے ہین سر حباب بلند

شب فراق مین گھبرا کے کھو نہ جان اے دل
قریب صبح ہی ہوتا ہے آفتاب بلند

یہ اپنے خط کے کبوتر کو ہے دعا اپنی
نہ اُڑ کے ہو سکے تیرے لئے عقاب بلند

کیا ہے جس نے کمر مین ترے سوال اے دوست
ہوا ہے غیب سے آوازہ جواب بلند

خدا کے آگے ہے سرکش سے خاکسار عزیز
ابولہب سے ہے قدر ابوتراب بلند

کھنچی ہے دور تشبیہ قد بالا سے
ہوئے ہین تاڑ سے بھی سرو بیحساب بلند

شرف ہے زین کو تری نشست سے اے ترک
ترے قدم نے کیا پایۂ رکاب بلند

قدکشیدہ کا مضمون ہر ایک شعر مین ہے
مطالب اپنے ہے رکھتی مری کتاب بلند

رہین حجاب وحیا کی یہ پست فطرتیان
نگاہ یار کرے نشۂ شراب بلند

مری طرف سے یہ اے خواجہ کہدو آتش سے
جناب عشق ہے اے خانمان خراب بلند

بری پسند طبیعت نہ ہے نہ حور پسند
تمھارے بندے ہین ہم ہمکو ہین حضور پسند

ہر ایک شہر خریدار ہے دل وجان سے
وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند

اُتارے پرنے اُڑا اگر بہار مین انکی
برہنگی کی قبا ہے جنون حور پسند

نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سودے مین
ثمرون کی کچھ اس مین نہین ضرور پسند

نگہ مین اپنے سماتا نہین ہر ایک حسین
پری سے چہرہ کے اوپر ہے چشم حور پسند

ہوا ہے جب سے کہ ساقین یار کا سودا
زیادہ تر مجھے ہیرے سے ہے بلور پسند

ہوئی ہے خانۂ دل مین جو روشنی منظور
کیا ہے آنکھون نے اپنی چراغ طور پسند

گناہ عشق کا جب سے کہ مرتکب دل ہے
زبان کو ہے مری ذکر یا عفور پسند

نہ دور کھینچ کے ملا ہمکو خاک مین اے بت
سنا نہین ہے خدا کو نہین غرور پسند

خیال یار کا رہنے لگا ہے اُسمین بھی
ہوا ہے دل کو بھی آنکھون کی طرح نور پسند

نہ طفل ہین نہ دلا مو حسن صورت ہو
کھلونے مٹی کے کرتے ہین بے شعور پسند

دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیچتا آتش
کرین جو آپ اِسے بیصرف پہ قصور پسند

مرتبہ رکھتے ہین ترے ابروے خمدار بلند
طاق کعبہ سے ہین یہ طاق خوش آثار بلند

کیا کہون کہتے ہین مضمون قد یار بلند
سرو شمشاد سے ہین مصرعۂ اشعار بلند

دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا
رکھتے ہین دست دعا کافر و دیندار بلند

گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی کیسی
تری آواز ہوا اے مرغ گرفتار بلند

ایک سر جنگ مین مین زندے ڈھاونگا
محتسب لاکھ کرے گنبد دستار بلند

تری درگاہ کی اللہ رے رفعت اید دست
آستان سے کسی گھر کی نہین دیوار بلند

گوش عارف سے سنے تو ہر اک تکبیر ہے
نعرۂ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند

سیکڑوں مصر محبت میں مہ کنعان سے
چاہیئے اختر اقبال خریدار بلند

تخت پر بیٹھ کے گر سیر چمن اے محبوب
پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند

شمع رخسار شب ہجر میں جو یاد آیا
شعلہ کی طرح ہوئی آہ شرربار بلند

تشنۂ زخم ہے دل دیکھیے کب کرتی ہے
پانی اپنا مرے سر سے تری تلوار بلند

رو کے آب اشک سے کر نامۂ عصیاں سفید
رو سیاہی کو جو کرتا ہے تو یہ باران سفید

ان لب و دندان کی کچھ تعریف ہو سکتی نہیں
لعل ہے لب سرخ تر الماس سے دندان سفید

خوش سیہ خانہ ہی میں اپنے ترے دیوانہ ہیں
ہوں مبارک بادشاہوں کیلئے ایوان سفید

حسن روئے یار کی ممکن نہیں ہے دلکشی
سرخ ہو مہر درخشان یا مہ تابان سفید

دست نازک میں ترے دیکھے جو شوخی حنا
رنگ اڑے ایسا کہ ہوتی ہے ابھی ہو جائے سفید

پان مسی کا جو لب پر اپنے تو دکھلائے رنگ
یاسمین سے لالہ ہو شبو سے نافرمان سفید

دل صفا ہو پہلے پیچھے جلوہ گاہ یار ہو
فرش یوسف کے لئے پیدا کرے زندان سفید

عہد پیری تک جوانی سے رہا عشق جمال
کیں ہیں آنکھوں نے ترے نظارہ میں مژگان سفید

جام بلوری صراحی نقرئی پیری میں ہو
چاندنی میں چاہیئے سب عیش کا سامان سفید

خانۂ شادی کا شک ہوتا ہے مجھکو گور پر
جاتے ہیں اس گھر میں کپڑے پہن کر مہمان سفید

تازہ رکھیئے سونگھکر سیب ذقن اپنا دماغ
خواب غفلت میں نہ موئے سر کرے انسان سفید

قتل آرائش کرے کیونکر نہ آتش یار کی
سرخ رنگ روغضب اسپر ہے قہر افشان سفید

ہوں اک نگاہ ہے جو ہو دل یار کی پسند
بڑھ کر جو لے تو آئے خریدار کی پسند

اے قصر یار خوب ہے پشتے کے واسطے
مٹی مری جو ہو تری دیوار کی پسند

عالم فریب حسن دلا دینہ یار ہے
سکہ کھرا ہے کیوں نہ ہو بازار کی پسند

ہوتا ہے صبر فرقت جانان میں ناگوار
کڑوی دوا نہیں دل بیمار کی پسند

حسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہے
افشاں ہوا ہے یار کے رخسار کی پسند

قاضی نے حکمِ قتل دیا تو کہوں گا میں
جلاد خوب رو ہے گنہگار کی پسند

سودے میں اُس کے شیخ و برہمن ہیں ایک سے
وہ دلربا ہے کافر و دیندار کی پسند

مردود نیک و بد جہاں ہو سر میں رہے
مقبول گل ہوئے نہ تو ہم خار کی پسند

چن چن کے عاشقوں کو ملاتی ہے خاک میں
چل یار دیکھ لی تری رفتار کی پسند

دل خانۂ خدا جو سُنا تو یقین ہوا
وہ گھر بنا کہ ہو گیا معمار کی پسند

محو تصورِ رُخِ رنگین یار ہیں
آنکھوں کو اپنی سیر ہے گلزار کی پسند

اے جامہ زیب سیرِ چمن کو گیا جو تو
گل نے قبا تو لالہ نے دستار کی پسند

کس کو یہ عشق حُسن خداداد سے ہوا
یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی پسند

ذرے ہماری خاک کے برباد تو رہیں
ہوں گے کسی تو روزن دیوار کی پسند

یوسف کا مول دیکھے ابھی لے جو ہاتھ اٹھائے
جنت العنب ہے آتش میخوار کی پسند

ردیف دال ہندی

نہ دے سکے گی زمستاں میں مجکو ایذا ٹھنڈ
لپٹ کے سوئیگا وہ گل رہے گا بتا ٹھنڈ

پڑا ہے جب سے دم سرد سے مجھے پالا
بدن کو دیتی ہے لرزے کی تپ کی ایذا ٹھنڈ

ہمیشہ پھرتے ہیں جاڑے میں تیرے دیوانے
پھٹکنے دیتی نہیں گرد داغ سودا ٹھنڈ

دکھاتی ہے ہے گلرنگ سبزۂ مینا
شراب خوار کو ہے باعث تماشا ٹھنڈ

فراق یار میں لی ہے جو میں نے ٹھنڈی سانس
ہوئی ہے گرمی میں جاڑے کیطرح پیدا ٹھنڈ

غضب خدا کا صنم تیری سرد مہری ہے
نہ کر سکے گا گزند ایسی گر کے پالا ٹھنڈ

کروں گا سوز دروں سے جو آہ میں ہر جا
پھرے گی ڈھونڈھتی آتش کنارہ دریا ٹھنڈ

ردیف دال معجمہ

مرغوب طبع کیوں نہ ہو ایسی چشنک لذیذ
چھپا دو حسن کا ہے تمھارے نمک لذیذ

اے حور اپنے سیب ذقن کا مزہ نہ پوچھ
جنت کا میوہ مغز سے ہے پوست تک لذیذ

مستی میں بوسے اُس لب لعلیں کے لیجیے
کیفیت شراب میں ہے یہ گزک لذیذ

کس کس طرح کے ذائقہ دلپذیر ہیں
کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

شیریں کلام کا بھی مزہ بھولتا نہیں
شیر و شکر کے ہے یہ بلا شبہ و شک لذیذ

شیریں وہ لب ہو یا نمکیں جو ہو خوب ہے
شکر نمک سے ہے تو شکر سے نمک لذیذ

بریاں ہو سوزِ غم سے محبت کے ساتھ دل
آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذیذ

ردیف رائے مہملہ

بیت ہیں دو ابروے زیبائے یار
مصرعہ برجستہ ہے بالائے یار

محو کر دیتا ہے سرتاپائے یار
کیا مناسب تن کے ہیں اعضائے یار

دونوں ہیں اپنے لئے ایذا دہند
عشقِ بے خود حسن بے پروائے یار

آج کل سے کچھ میں دیوانہ نہیں
سر نہ تھا جب سے کہ ہے سودائے یار

مصلحت ہے واسطے اپنے وہی
جو رضائے یار ہے جو رائے یار

شہر خوباں میں ہیں دو میرے خطاب
عاشق دلدادہ و شیدائے یار

عشق شور انگیز پیدا کیجئے
جلوہ گر ہے حُسن شوق افزائے یار

ساقی و مے شیشہ و ساغر ہیں سب
خالی ہے یادش بخیر ایک جائے یار

میرے گھر میں جو قدم رنجہ کرے
اپنی آنکھوں سے لگاؤں پائے یار

آئینہ سے یہ ہمیں روشن ہوا
محو حیرت رہتے ہیں بینائے یار

وصفِ چشم سرمگیں کیا کیجئے
دیکھتی ہے نرگس شہلائے یار

حُسن میں کچھ ماہ کو نسبت نہیں
بے کلف بے داغ ہے سیمائے یار

باندھیے مضموں تو مضمون دہن
کیجئے پیدا تو ناپیدائے یار

خود نمی بیجہ آتش کی نہیں
یہ بھی ہے میری طرح جویائے یار

دکھائے حسن کی اپنے جبے کہ یار بہار
یہ عشق ہو کہ پکارا کرے بہار بہار

ظہور داغ محبت ہے یون مرے دلسے
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار

فراق یار مبدل وصال سے ہووے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار

چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہے یاد
دکھا کے آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب کا ترے اے یار رنگ لا کے ہوئی
بلائے عالم آشوب روزگار بہار

شگفت غنچہ سے اُس گل کو آتی ہے یہ صدا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار

پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
جنون کو رکھتی ہے سر پہ مرے سوار بہار

نمود کی خط مشکین نے لالہ رو رُخ پہ
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار

کنار جوئے چمن جھومتے ہین مست ترے
بط شراب کا کھلواتی ہے شکار بہار

وہ رنگ و بو بدن یار مین ہے سو کہان
شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار

کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام
ترا دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار

تصور رُخ رنگین مین بند رکھتا ہون
بہار فصل مین آنکھون سے ہے دوچار بہار

شگفتہ ہوکے نسیم سحر سے غنچہ ہون گل
اُٹھائے پردہ رُوئے نقاب دار بہار

نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجئے اب کی
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

پڑ گئی آنکھ جو اُن چاند سے رخسارون پر
لوٹتے کبک نظر آگئے انگارون پر

ابروئے یار کا سر مین ہے جنھون کے سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہین تلوارون پر

روز و شب رہتے ہین بلبل کی طرح سے نالان
ٹوٹی پھولون کی چھڑی ہم سے گنہگارون پر

باد کے جھونکے کے لگنے سے ہین میلے ہوتے
نازکی ختم ہے اُن پھول سے رخسارون پر

موسم گل مین جو ہوتا ہے زیادہ سودا
دوڑتے پھرتے ہین ہم باغ کی دیوارون پر

جگر و دل ہین کبابون کی طرح سے بھنتے
کثرت داغ جنون رکھتے ہین انگارون پر

عشق بازون کو دکھا رخ رنگین تم بھی
مست بلبل ہوئے ہین رنگ سے رخسارون پر

حُسن جو پائین ہین تری ابر سیہ سی زلفین
رقص طاؤس کیا کرتے ہین کہسارون پر

کر رہی ہے شب ہجران کی سیاہی اندھیر
چاند پر ہے نہ وہ رونق نہ چمک تارون پر

بزم خوبان مین تکلف نہین کسکو ہے پسند
طرے ہی طرے نظر آتے ہین دستارون پر

مُردنی چھائی ہوئی دیکھین گے منھ پر جو طبیب
خشمگین ہون گے تری چشم کے بیمارون پر

جا نکلتا ہے جو بازار مین وہ شوخ مزاج
پھبتیان ہوتی ہین یوسف کے خریدارون پر

خاک چھنوائی ہے سودائے گلستان نے بہت
ایڑیان برسون ہی رگڑا کیے ہین خارون پر

دل احباب کا دم بند ہے اُن زلفون مین
کیا تعدی ہے شکنجے کے گرفتارون پر

شور نالے کا مرے جب سے سُنا ہے آتش
قفل مرغان چمن رکھتے ہین منقارون پر

ردیف زائے معجمہ

دکھلائینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز
ایجاد ہوئے ہین شام و سحر انداز

موسی کو غش آجائیگا جلوے سے تمھارے
دم دو گے مسیحا کو یہی ہے اگر انداز

دیوانہ ہوا جسنے رُخ یار کو دیکھا
رکھتا ہے پری کا بھی جمال بشر انداز

دل صید گہ عشق مین کب سے ہے نشانہ
اللہ اُڑا دے اسے کوئی قدر انداز

پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر مین
ٹپکا کیے سر کو پس دیوار و در انداز

منھ پھیر نہ بوسے کے طلبگار سے ظالم
دل توڑ کے کعبہ کو نہ ڈھا خانہ بر انداز

دکھلائی ہے دانتون کی صفا یار نے جلسے
سوتی مری آنکھون کے کیے ہین نظر انداز

جانبر کوئی ہو دیگا نہ دل تمسے لگا کر
جو ناز ہے آفت ہے قیامت ہے ہر انداز

واپس دل احباب کو لیلے کے ہو کرتے
یہ غمزہ نیا ہے یہ نہ تھا پیشتر انداز

گل سننے کو نالے ہمہ تن گوش ہین آتش
بلبل نے اُڑایا ہے تمھارا اگر انداز

ردیف کاف فارسی

ایک سے ایک ہے تماشا رنگ
دیدنی ہے جہان رنگارنگ

سامنے تیرے روئے رنگین کے
لالۂ گل نے بھی نہ بگڑا رنگ

آنکھیں ہیں اور زلفِ یار کا دھیان / کچھ نہ کچھ لائے گا یہ سودا رنگ
تم جو خمخانہ میں نہیں آئے / شیشۂ گلرنگ کا ہے پتلا رنگ
زلف و رخ سے ترے کھلا کہ نہیں / ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ
دست تیرے نہ لیں جو نذر بھی دے / ہے سرخ آسمان مینا رنگ
حسن نے گیسوؤں کو تیرے دیا / مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ

فکرِ رنگین نے تیری اے آتش
کیسے کیسے کئے ہیں پیدا رنگ

ردیف لام

کانوں میں ترے دیکھ لے سو نکلے کرن پھول / اے سرو رواں پھول گئے مرغِ چمن پھول
پیدا کرے سو رنگ کے گو خاکِ چمن پھول / ممکن نہیں رخسار ترے اک غنچہ دہن پھول
ساقی یہ بہارِ چمنستان ہے دو ہفتہ / پانی بھی جو مانگوں تو پلا شفق سن پھول
دل سادگیِ یار کے اوپر ہے نکلتا / جھمکا ہے نہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول
زلفوں کی لٹک دیکھ کے سودائی ہو سنبل / نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول
سنتے ہیں جو شہرت تری نازک بدنی کی / ہوتی ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہیں ہرن پھول
دکھلائے گی کیا شامِ غریبان کے شگوفے / ہر چند کہ غنچوں کو کرے صبحِ وطن پھول
عشرت کدۂ عاشق و معشوق نہیں باغ / دولہا بنی بلبل نہ تو اک شب نہ دلھن پھول
تلووں کے تلے رکھ کے ملے یار نے سمجھا / سونگھے ہوے بلبل کے جو وہ غنچہ دہن پھول
بلبل سے جو کی ہے کبھی اس شوخ نے گرمی / جھکولے گئے رخسار ہیں میں سیکڑوں من پھول
معاندہ قمری کا ہے یہ دردِ سرِ عشق / پھل ہی نہ تو رکھتے ہیں نہ کچھ سروِ چمن پھول
جو دیکھے بہارِ چمنستان کو وہ رو دے / ٹھیک آئیں تو پہنیں ترے کشتوں کے کفن پھول
آنکھوں کو نہ دکھلائیں ترے غصہ کی صورت / صاف اپنی جبیں پہ کریں چین و شکن پھول
ہو جو یہ انکار ہم آغوشی کا کیسا / کانٹا نہ تن اپنا ہے نہ انکا ہے بدن پھول
قرآن کے عوض چلکے پڑھو مطلع رنگین / آتش سے سخن گو کے ہیں لائے اہل سخن پھول

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول
بنی آدم نہ لے یہ درد سر مول

پسند دل ہوا ہے حسن صورت
فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول

تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے
اگر ہوا ژدہے کا گنج زر مول

ہوا صف بندی مژگان سے ظاہر
لڑائی لین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول

لب و دندان تمھارے بے بہا ہین
نہین رکھتے ہین یہ لعل و گہر مول

وہ سودا ہے تری زلفونکا جس کو
سپاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول

بہادر تیغ چہرے پر ہین کھاتے
کرے کالا جو منہ وہ ہے سپر مول

اُٹھائی آنکھ تم نے مر گئے ہم
ہماری جان کی تھی ایک نظر مول

لین گی گالیان قیمت کے بدلے
نہ دے گا لیکے دل وہ مفت بر مول

لب شیرین سا اک میٹھا نہ نکلا
لئے ہم نے ہزارون نیشکر مول

عجب دولت ہے یہ احسان اس سے
ہنر کو بھی ہے لے لیتا ہنر مول

سونگھا زلفون کو پیچھے پہلے دے دے
جو کچھ ہو مشک کا اے سیمبر مول

عوض مین دلکے بوسہ دیکے ہمکو
خدا کا لے لیا اُس بت نے گھر مول

یہ حسن یار نے قیمت بڑھائی
نہ تھا یوسف کا ورنہ اسقدر مول -

بھروسا زندگانی کا نہین کچھ
کفن لے رکھے اے آتش بسر مول

درگاہ مین کریم کے ہے التجا قبول
دست دعا بلند تو کر ہے دعا قبول

باندھے گرہ مین اپنے مرے دلکو زلف یار
حاضر یہ گنج ہے جو کرے اژدہا قبول

شب کو کہا جو آؤ تو بولا وہ مہروش
ہوتی نہین محال طلب کی دعا قبول

داغ فراق دے کے تجا قبل صبح کے
سب کچھ قبول ہے یہ نہین سرنگا قبول

یہ وقت لہو و لعب مین کھو دے نہ آدمی
کرتا ہے بندگی کو جو مانگی خدا قبول

ایسا اثر زبان مین مری اے کریم دے
جو کچھ کہون کہے وہ مرا دلربا قبول

وہ لوگ ہین جو درد محبت سے آشنا
کرتی نہین ہے انکی طبیعت دوا قبول

عالم سے کچھ غرض نہین اے جانِ جان ہمین / دل کو نہین ہے کوئی تمہارے سوا قبول
کہنے کو میرے یار جو مانے تو کیا عجب / کرتے ہین آشنا سخن آشنا قبول کو

ردیف میم

ڈھلتی ہے عاشقانہ ہماری غزل تمام / چھائے ہوئے ہین کوئے فرنگی محل تمام
وہ پھول کونسا ہے کہ سونگھا نہین جسے / کھلے ہوئے ہین باغ جہان کے پھل تمام
زیب کنار عطر وہ ملکر ہوئے تھے شب / ابتک مہک رہی ہے ہماری بغل تمام
دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا نہین اثر / اپنے کئے ہوئے ہین یہ حب کے عمل تمام
اہل جہان برادر مومن نہین ہزار / یوسف کے واسطے ہین یہ گرگ بغل تمام
ڈھونڈھا ہے جس جگہ وہین پایا ہے آپکو / اس شش جہت مین ہین یہ تمہارے محل تمام
مضمون بستہ آئین سراپائے یار کے / ہوجائے اس علاقہ مین اپنا عمل تمام
داغونسے بھر چکا نہین سینہ مرا ہنوز / روشن نہین ہوے ہین ابھی یہ کنول تمام
ایذائے ہجر یار سے اتنی ہے آرزو / آنے نہ پائے تو کہ ہو نہین اے اجل تمام
آتش قدم وہ ہون مری ٹھوکر جو کھائے کوہ / پتھر ہون نرم ہوکے روئی کے پہل تمام
شیرین شکر سی جان گئی سو دلئے خال مین / مکھی کے چاٹنے نے کیا یہ عسل تمام
شانہ کا کام لیجئے گستاخ ہاتھ سے / ناخن سے زلف یار کے عقدے ہون حل تمام
کیونکر کرین نہ ناز وہ حسن و جمال پر / کبر و غرور رکھتے ہین اہل دول تمام
عالم کے دل لبھاتے ہین خال رخ حبیب / سمجھے ہین اپنے حصہ مین بھونرے کنول تمام
آنکھون مین جان حسرت دیدار لائی ہے / آئی نہ اب اجل تو ہوے بے اجل تمام
کہتا ہے سُنکے حالت دل روز وصل یار / فرقت کی شب مین ہو گی تمہاری غزل تمام
دوڑا کے راہ سخت محبت مین پانو کو / ایسا تھکائیے کہ بدن ہووے شل تمام
ہر عضو ہے مناسب اندام نازنین / سر سے ہے تا قدم وہ صنم بے بدل تمام
دل کو لگا ہے روگ محبت کا بسطرح / جان آج بچ گئی تو یقین ہے کہ کل تمام
حیلہ سے کام لیتا ہے وہ ترک تیغ کا / کرتی ہے عشقباز کو بیت و لعل تمام

سیب ذقن سونگھائے جسے وہ مسیح وقت
صورت سے اُس کی بھاگین وہمی خلل تمام

آتش کی فکر کھودتی ہے اے زمین شعر
گنج نہان ہین جتنے کہ تجھ مین اُگل تمام

ہوتا ہے سوزِ عشق سے جل جلکے دل تمام
کرتی ہے روح مرحلۂ آب و گل تمام

بھاکے عشق رکھتے ہین تجھ سے حسین دہر
دم بھرتے ہین ترا بت چین و چگل تمام

ٹپکاتے زخم ہجر پہ اے ترک کیا کرین
خالی ہین تیل سے ترے چہرے کے تل تمام

دیکھا ہے جب تجھے عرق آگیا ہے یار
غیرت سے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام

عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے
ٹھکوا کے خون کرتا ہے آزار سل تمام

قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے کہتا ہے بند بند
اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام

ساری عدالت الفت صادق کی ہے گواہ
مہرو نے ہے لکھی ہوئی اپنی سجل تمام

کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال
الفت سے ہو گئے ہین موافق مخل تمام

تیر نگاہِ ناز کا رہتا ہے سامنا
چھلنی ہوا ہے سینہ مشبک ہے دل تمام

ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدہ کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام

خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا تمھین
ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

ردیف نون

رہا کرتا ہے درد اک رات دن بے یار پہلو مین
دل نالان ہوا ہے خانۂ بیمار پہلو مین

تپ ہجران کی گھڑی دور ہی سے پھونکے دیتی ہے
ٹھہر سکتا نہین دم بھر کوئی غمخوار پہلو مین

کسی کروٹ سے نیند آئی نہ اُس ابرو کے سودے مین
نہ رکھی مین نے جب تک کھینچکر تلوار پہلو مین

عجب کیا ہے خط نورس کا گرد اُس روئے رنگین کے
وہ گل ہے کونسا رکھتا نہین جو خار پہلو مین

شب مہتاب ہو ہر چند شمعین لاکھ روشن ہون
اندھیرا ہے نہ ہو جو چاند سا رخسار پہلو مین

کھڑا رہکر جو مین حسرت سے دروازے کو تکتا ہون
بٹھا لیتی ہے قصر یار کی دیوار پہلو مین

دعائین مانگ کر اللہ سے تجھکو جگایا ہے
سلا دے یار کو اے طالع بیدار پہلو مین

قبائے یار کو دستے کے ٹکنے نے ہے چمکایا
جگہ طرہ کو بھی دے پٹلی دستار پہلو مین

پھولا وین شاخ گل پہ چھپون کو تیرے اے بلبل
ہمارے بھی جو ہو وہ غیرت گلزار پہلو مین

پری سی شکل انھون نے آئینہ مین جبسے دیکھی ہے
لگائے رکھتے ہین دیوانے بھی دو چار پہلو مین

اڑا دیتا ہے بیتابی دل سے تکیہ پہلو
فراق یار بن بیٹھا ہے کیا مختار پہلو مین

بازی عشق جز اندوہ و غم و رنج نہین
کھیل لے ہر کوئی جسکو یہ وہ شطرنج نہین

پھیر کر منھ کو دکھاتے ہین وہ زلفین یعنی
سانپ پالو تو ہین موجود مگر گنج نہین

ہاتھ ملتا ہون جو مین دیکھ کے سینہ کا ابھار
کہتے ہین توڑ لے جسکو یہ وہ نارنج نہین

تم خفا ہم سے ہو ہم تم سے نہین آزردہ
ہم سے ہے رنج تمھین تجسے ہمین رنج نہین

دل سے آتی ہے محبت کے مجوسی مین صلا
جان پہ کھیلنے والون کو شش و پنج نہین

غزل خواجہ ہے مطلب کو پہنچ لے آتش
نالۂ بے اثر مرغ نوا سنج نہین

باہر نہ پائینچے سے ہون اس گلبدن کے پاؤن
پھیرین چھری نہ پنجۂ قصاب بنکے پاؤن

ہستی سے جاؤن بے سر و پا جانب عدم
اندر کفن کے سر ہو نہ اندر کفن کے پاؤن

یک سالہ راہ سے ہے چلی آئی باغ مین
شبنم دھو لا رہی ہے بہار چمن کے پاؤن

بے اختیار ضعف تپ ہجر سے ہون مین
کہنے مین ہاتھ ہین نہ تو مجھ خستہ تن کے پاؤن

کوشش سے راہ عشق کے باز آئینگے نہ ہم
ہر چند سوج سوج کے ہون لاکھ من کے پاؤن

جوش جنون مین پھٹ کے نہ رہجاتا ساتھ سے
ہوتے مری طرح جو مرے پیرہن کے پاؤن

سارا یہ شعبدہ ہے ترا اے حنائے یار
مرجان کے ہاتھ ہین نہ عقیق یمن کے پاؤن

حاصل ہو لطف رقص بھی ہرچہ کرہ کے ساتھ
سونیکے گھونگھروؤن کے ہین قابل ہرن کے پاؤن

کوئی جو پوچھتا ہو کہ کیا حال ہے ترا
خلوت مین چلیے پوچھیے اس انجمن کے پاؤن

صحرا مین خاک چھانتا پھرتا ہون ہر طرف
چھلنی ہوئے ہین خار مغیلان سے چھنکے پاؤن

مرجع کو اپنے کسکی نہین ہوتی بازگشت
غربت سے جب پھرے تو ہین اندر وطن کے پاؤن

پھر جائے سوئے کعبہ جو منھ اُس گناہ پر
کونچون سے کاٹتا ہے وہ بت برہمن کے پاؤن

دنیا کو ٹھوکتے نہین مردان راہ عشق
نامرد رکھین آنکھون پہ اُس پیرزن کے پاؤن

آتش زمین شعر ہو ہر چند سنگلاخ
لغزش سے آشنا نہین اہل سخن کے پاؤن

آرزو ہے مجھے سجدے سحر و شام کرین
ہمہ تن ہو کے زبان ورد ترا نام کرین

میرے ماتم مین وہ کپڑے نہ سیہ فام کرین
خود بھی رسوا نہ ہون مجکو بھی بدنام کرین

گریۂ شادی مینا سے ہے ظاہر ہوتا
حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین

کوچۂ یار کا ہین پاؤن ارادہ رکھتے
کعبۃ اللہ کے چلنے کا سرانجام کرین

منھ پسارے ہوے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو
پختگی تو کہین پیدا ثمر خام کرین

مست رکھتی ہے تری گردش چشم اے ساقی
وہ نہین ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کرین

رُخ روشن مین ہے خورشید قیامت کی چمک
حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کرین

ولین جو یاد خدا کعز بتون کا ہے خیال
خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین

اک نظر حسن رُخ و زلف جو چشمین تو دکھلائے
نشہ عشق سے مستی سحر و شام کرین

شب کو جاتا ہون تو منھ پھیر کے وہ کہتے ہین
نیند آئی ہے ہمین آپ بھی آرام کرین

بیٹھ کر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جھوٹھ
قصد کھیٹ پڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

عید نوروز ہے عشرت کا سرانجام کرین
شیشے لبریز مے ہوش ربا جام کرین

باغبان خیر چمن کا بھی کوئی کام کرین
سرو و قمری کو عنادل کو گل انعام کرین

مہرکن دیکھ کے کہتے ہین تجھے اے محبوب
وہ نگینے ہین کہ پیدا جو ترا نام کرین

ہم فقیرون کو ہے دیوار کا سایہ کافی
خوش رہین وہ جو کہ خسخانہ مین آرام کرین

گاہ بیگاہ تو دیدار سے بھوکے بھی ہون سیر
کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بت کام کرین

بیوفا ہوتی ہے معشوق کی ذات اے محبوب
چاہ کر تجھ سے وفا کیا طمع خام کرین

شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو
تپ ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کرین

وہ بھر گرمیون کی لطف سے گذرے گر آپ
ساتھ لیکر مین خسخانہ مین آرام کرین

نرگس یار وہ آشوب زمانہ تو ہے
آنکھ پھوٹے جو ترا سامنا بادام کرین

دلکو پھندے مین تہ اُن گیسوؤنکے پھنسنا تھا
جسقدر چاہین وہ اب کشمکش دام کرین

کیونکر اُن گیسوؤن سے جان بچے گا اے دل
جھٹکے زنجیر کے دین کشمکش دام کرین

یہی اے کعبۂ مقصود تمنا ہے ہمین
سجدۂ شکر تری راہ مین ہر گام کرین

حسن نے چودھوین کے چاند سی صورت دیکھی
کیا تماشہ ہو جو وہ سیر لب بام کرین

غیرت آتی ہے ہمین بوسہ کا سائل ہوتے
حرکت یار سے کیا قابل دشنام کرین

کشش دل عمل حب کا اثر رکھتی ہے
چاہیے خود وہ ملاقات کا پیغام کرین

ہم تو کہتے ہین وہ ہوگا جو خدا نے چاہا
وہ بھی سنتے ہین منجم جو کچھ احکام کرین

آتش آغاز محبت کا ہو انجام بخیر
خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کرین

خورشید حشر سے ہے سینہ کا داغ روشن
اندھیر ہے جو کیجئے اس کو چراغ روشن

دن کو تو سیر گلشن کرتے ہو فصل گل مین
شب باش بھی جو ہو تو ہو جائے باغ روشن

بلبل ہزار ہا ہین جبتک بہار گل ہے
پروانے بھی ہین حاضر تا ہے چراغ روشن

پروانے بنکے مضمون آتے ہین عرش پر سے
رہتی ہے شمع فکر عالی دماغ روشن

اے سوز عشق تجھ سے اتنی ہی التجا ہے
دے مجھکو داغ دست موسیٰ سے داغ روشن

کوئے حبیب مین ہے چلتی ہوائے جنت
مردے ہین زندہ ہوتے کشتے چراغ روشن

طرز نگہ ہمیشہ دکھلائین موج مے سے
شیشہ مدام رکھین چشم ایاغ روشن

مرنے سے اپنے پہلے جو مر گئے ہین اُن کو
قید حیات مین ہے حال فراغ روشن

آتش کے استخوان کو کھایا تو دیکھ لینا
مشعل کی طرح ہوگی منقار زاغ روشن

موسم گل ہے جنون ہے شور زنجیران ونون
جن چڑھا رہتا ہے دیوانون کے سر پر اندنون

روئے روشن یار کا پیش نظر ہے روز و شب
آنکھ کسکی پڑتی ہے شمس و قمر پر ان دنون

بوسۂ لب ہائے شیرین کا ہے دل کو اشتیاق
رال ٹپکی پڑتی ہے شہد و شکر پر ان دنون

پہلوؤن مین درد رہتا ہے فراق یار سے
گاہ دل پر ہاتھ ہے گاہے جگر پر ان دنون

بادشاہِ وقت ہے حسن جوانی نے کیا
لال پردہ ہے لٹکتا اُنکے در پر اِن دنون

دیکھتے ہین ہنس کے دانتون کی چمک وہ آجکل
کوندتی بجلی ہنین کس کس کے گھر پر ان دنون

رُخ سے پہلے کار عاشق کرتے ہین گیسوئے یار
شام کا وقفہ ہنین رہتا سحر پر ان دنون

پاس لگو آتا ہے اکڑ جاکے وہ بالا بلند
سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پر ان دنون

سُرخ کندن سے ہے رکھتا فتنۂ مسنگ یار
زر طلب مرجاتے ہین اس سیمبر پر ان دنون

عشق دندان نے نہایت کر دیا ہے ناتوان
دوڑتی نیت ہے معجون گھر پر ان دنون

کوٹ کر ہی زور سودائے پری نے بھر دیا
دیو بھی چڑھتا نہین اپنی نظر پر ان دنون

متصل عاشق روانہ ہوتے ہین سوئے عدم
ہاتھ رکھے پھرتے ہین وہ بھی کمر پر ان دنون

کون اُس محبوب کو لکھتا نہین حالات شوق
بار رہتی ہے خطون کی نامہ بر پر ان دنون

موم آہن کرتے تھے یا دل پگھل سکتا نہین
آہ کیا پتھر پڑے تیرے اثر پر ان دنون

کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
بھیڑ سی ہے بھیڑ میخانہ کے در پر ان دنون

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

چلے تو سیر کو ہین آپ مستی ملکے گلشن مین
اشارے کیسے کیسے ہونگے زعفران و سوسن مین

حنا ہین بلبلون سے رکھیے بحث نالہ گلشن مین
شراکت کیجیے ماتم زدون کی چلکے شیون مین

لگائی آگ بجلی کی چمک سے خانۂ تن مین
برستا مینھ نہین بے یار خاک اُڑتی ہے ساون مین

یہ سودائے شہادت ہے ہمارے سر کو اے قاتل
تری تلوار کا دم بھرتی ہے جو رگ ہے گردن مین

سُنا ہے عاشقون سے برق وش بھی نام جو اپنا
تماشا دیکھتے ہین وہ لگا کر آگ خرمن مین

زبان و چشم کا اُس گل کے دھوکا کھا چکے عاشق
نہ بینائی ہے نرگس مین نہ گویائی ہے سوسن مین

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہِ شوخ رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم سنبھالہ گذریگا
گریبان نہین بچتی ہے جب لگی ہے آگ دامن مین

ملا تا ہے نہین ہون دوستی سے اُس ستمگر کو
چھری دیتا ہون اپنے ذبح مین دست دشمن مین

پریشان عاشقونکی خاک کے ذرے تہین دیکھین
جگہ کس کس کو دے دیوار قصر یار روزن مین

جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آتا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندونکو نہ مردونکو ہے مدفن مین

ملا کرتے ہین آنکھین اپنی دیوانے رکابون سے
پری کی شوخیان ہین اُس پری پیکر کے توسن مین

کھلا زلفون کے لہرانے سے اُس رخسار رنگین پر
زر گل کی نگہبانی کو دو کالے ہین گلشن مین

گوارا ناگوارا بھی ہو بدگروی دوران سے
بالی پر قناعت کرتے ہین سب فحار خرمن مین

شرف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش
بتونکے گھور نیکو جاتے ہین دیر برہمن مین

ردیف واو

رخ ہو خط رخسار سے کیا کام ہے ہم کو
گل سے ہے غرض خار سے کیا کام ہے ہمکو

مطلب ہے رخ صاف سے خط سے نہین مطلب
آئینہ ہو زنگار سے کیا کام ہے ہم کو

گلزار ترا تجکو مبارک رہے بلبل
بلبل ترے گلزار سے کیا کام ہے ہم کو

دیوانے ہین صحرا کے جنون خیز محل ہے
بام و در و دیوار سے کیا کام ہے ہم کو

خواہان سے ترے رشک ہے اے غیرت یوسف
یوسف کی خریداری سے کیا کام ہے ہم کو

کافی ہے ہمارے لئے دل ہی کا اشارہ
قاتل سے جفاکار سے کیا کام ہے ہم کو

جب جوش جنون نے ہمین گھر ہی سے نکالا
پھر سایہ دیوار سے کیا کام ہے ہم کو

اللہ ہے مشکل مین مددگار ہمارا
اعوان سے انصار سے کیا کام ہے ہم کو

مرتا ہون جو کہتا ہون تو ہنستے ہین وہ ہنسکر
عیسیٰ نہین بیمار سے کیا کام ہے ہم کو

حسرت شادی نہین جان غم آلود کو
لالہ سمجھتا ہے دل داغ نمک سود کو

داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجئے
ڈھونڈھیے لیکر چراغ شاہد مقصود کو

لعل شکر باز کے بوسہ مین کیونکر نہ لون — کوئی نہین چھوڑتا حلوہ بیدود کو
پردۂ غفلت اٹھا پیش نظر یار ہے — دیر و حرم مین نجا ڈھونڈھنے موجود کو
سجدہ کے انکار سے فرق نہ ہو جائیگا — خاکی مقبول پہ ناری مردود کو
صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی — ایک شرارہ ہے بس تودۂ بارود کو
سینۂ بے معرفت حلقہ مین اپنے نہین — رہ نہین اس بزم مین مجمر بے عود کو
صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا — آنکھ خدا نے ہے دی کوکب مسعود کو
طائر دل ہوگیا بستۂ زلف ایاز — بندہ کیا حسن کا عشق نے محمود کو
خاک سے بھریے اُسے چاہ جو بے آب ہو — آگ لگا دیجئے مطبخ بے دود کو
پھاڑ دئے مغز سے کبر کے کیڑے جو تھے — خاک برابر کیا پشے نے نمرود کو
یاد الٰہی مین جو نعرہ یا ہو کیا — بھول گئے وحش و طیر نغمۂ داؤد کو
ہجر کی ایذا سے چھٹ دلکو جلا ہر وصل — داغ لگے اچھا کر اس زخم نمک سود کو

راہ کی آفات کا کیجیو آتش بیان
سامنے آنے تو دے منزل مقصود کو

ردیف ہائے ہوز

ظاہر کسی کے دل کا ہو کیا خار خار کچھ — سنتا نہین وہ گل کہے کوئی ہزار کچھ
توفیق خیر رکھتی ہے جو تیغ یار کچھ — زخم اتنے کھاوے گا نہ رہیگا شمار کچھ
پوچھی کسی نے محکمۂ حشر مین نہ بات — ٹھہرے نہ ہم حساب مین سوز شمار کچھ

ردیف یائے تحتانی

گل کی قبا نہ لالے کی دستار لیجئے — عریان بدن وہ لائے جو تھے خار لیجئے
سر مین ہوائے کوچۂ دلدار لیجئے — باغ جہان سے حسرت گلزار لیجئے
نیت کو عاشقون کی کیا سیر حسن نے — آنکھون کے جام شربت دیدار لیجئے
کرتے ہین سیر چشم خریدار سے مدام — یوسف ملا تو لوٹ کے بازار لیجئے
سودا اپنا نہ یار کے حسن و جمال کا — اس لالہ رو کا داغ خریدار لیجئے

مقصود دل ہے قلزم خون مین شناوری
جس گھاٹ چاہے یار کی تلوار لے چلے

اے نونہال حسن جو اُنکی نظر پڑے
عناب لب کو توڑ کے بیمار لے چلے

بولی یہ روح پھینک کے پشتارہ جسم کا
بھاری ہے بوجھ کون یہ بیگار لے چلے

آجائے جوش پر تو ابھی قصر یار مین
سیلاب اشک توڑ کے دیوار لے چلے

جامہ سے باہر اپنے مرا شوق وصل ہے
تشریف اب تو پیرہن یار لے چلے

کیف شراب سے دو جہان کا ہو غم غلط
بحرین سے یہ کشتی مے پار لے چلے

دوڑا ہے اُن کے پیچھے کس انداز سے وہ شوخ
طاؤس و کبک اُڑا کے جو رفتار لے چلے

دار السرور مین بھی کرون سجدہ ہائے خم
مسجد سے شوق خانۂ خمار لے چلے

شمشیر سے بلا کا ہو ہر چند سامنا
چلیے جدھر وہ ابروے خمدار لے چلے

ایسی رسائی کیجیے پیدا کہ کھینچ کر
خلوت مین انجمن سے ہمین یار لے چلے

سایہ نے دی ڈھئی جو تیرے آستان پہ
در سے اُٹھا کے ہم پس دیوار لے چلے

داغ فراق و حسرت دیدار و شوق وصل
دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لے چلے

بازار دہر مین نہ رہی جنس دل پسند
سودا جو تھا وہ تیرے خریدار لے چلے

نالون نے اپنے آنکھ جھپکنے نہ دی کبھی
سودائے خواب فتنۂ بیدار لے چلے

انصاف ہو تو محکمۂ عدل و داد مین
جلاد اپنے ساتھ گنہگار لے چلے

تم سیر کر کے کیا پھرے اندھیر ہو گیا
بازار آ کے رونق بازار لے چلے

حاصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی نزع سے
دل مین غبار کافر و دیندار لے چلے

آتش جرس کے نالون کی پھر ہو نہ احتیاج
ہم کو جو ساتھ قافلہ سالار لے چلے

اسیر لطف و کرم کی رہائی مشکل ہے
نگین کو نام سے تیرے جدائی مشکل ہے

ہزار دعوے باطل کیا کرین یارب
بتون کو تیری طرح سے خدائی مشکل ہے

پھرایا سر کو ترے زمزمون نے اے بلبل
خفا نہ ہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہے

بہت سی دیکھین ہین خم دار ہم نے تلوارین
تمھاری ابروؤن کی کج ادائی مشکل ہے

وہ اتحاد نہیں ہے کہ جس میں فرق پڑے
ہماری اور تمھاری جدائی مشکل ہے

کمر سے بڑھ چلے گیسوئے یار قہر کیا
عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہے

ولایتی بھی حسینوں کو ہم نے دیکھ لیا
منش تری سی کہاں میرزائی مشکل ہے

پھریں گے ہم نہ ہزار آپ ہم سے منھ پھیریں
تمھیں ہے سہل ہمیں بیوفائی مشکل ہے

بلا کیا کریں آئینہ ساز آئینے
صفائے رخ کی تمھارے صفائی مشکل ہے

حیائے یار نے بدلا جو کیفیت میں رنگ
یقین ہوا یہ ہمیں پارسائی مشکل ہے

عنایت اُس کو ہو جو مانگے بدلۂ حسن
فقیر مست کو تیرے گدائی مشکل ہے

ہزار پنجۂ مرجان کا چھپا ہو رنگ
وہ دلربائی دست حنائی مشکل ہے

کنارہ کش نہ ہوا بحر حسن عاشق سے
نہیں تو کہتے ہیں ہم آشنائی مشکل ہے

خلیل کا ہے کعبہ بجا ہے آتش
خدا کا گھر ہے یہ دل تک رسائی مشکل ہے

وردِ زبان جناب محمد کا نام ہے
قابل درود پڑھنے کے اپنا کلام ہے

مومن پسند یار کا شیریں کلام ہے
کیا چاشنی ہے کیا مزہ ہے کیا قوام ہے

حق ہے جو موشگاف کا اس میں کلام ہے
دیکھا کمر کو یار کی نازک مقام ہے

اک حال پر کبھی نہیں اسکو قیام ہے
دنیا کا کارخانہ طلسمی مقام ہے

عاشق کا نالہ سنکے یہ اُن کا کلام ہے
باقی دھواں ہے عود میں جبتک کہ خام ہے

زنجیر ہے وہ طرۂ مشکیں نہ دام ہے
شاعر کہا کریں انھیں سودائے خام ہے

آزاد کردہ سرو اک اُس کا غلام ہے
قدِ بلند یار کا عالی مقام ہے

مطلب ہے دفتر گل و لالہ میں مختصر
دو دن کی سیر میں یہ گلستان تمام ہے

صبح بہار ہے مجھے ساقی پلا شراب
سب جانتے ہیں عید کا روزہ حرام ہے

اُس شاہ حسن کو یہ سجھاتی ہے تمکنت
وہ کام اشارے سے ہو زبان کا جو کام ہے

حسن و جمال یار کی شہرت کہاں نہیں
روشن تر آفتاب سے اُس مہ کا نام ہے

عاشق نواز حسن کی تعریف کیا کروں
یوسف سے بھی عزیز اُسے اپنا غلام ہے

دکھلا رہی ہے سیر چمن گفتگوئے یار / جھڑتے ہین پھول منھ سے یہ رنگین کلام ہے
کس کشتنی کو عشق تری تیغ سے نہین / مشتاق جوئے آب ہے جو تشنہ کام ہے
زیبندہ چشم یار مین سُرخی ہے نشہ کی / کیفیت شراب کے قابل یہ جام ہے
ایک سجدۂ نیاز مین ہے فرض عشق ادا / مین مقتدی ہون اور مرا دل امام ہے
ہم چشم تر کو سامنے کرتے ہین ابر کے / تم ہنس پڑو تو برق کا قصہ تمام ہے
رہتے ہین جبہ سا جو ترے آستان پر / آنکھون مین اُنکی پست بلندی بام ہے
خونریزی نقاب رُخ یار سے کھلا / جوہر ہین جسمین تیغ کے یہ وہ نیام ہے
بے معنی ہے وہ عشق کہ جسمین کشش نہین / دلچسپ ہو نہ حسن تو صورت حرام ہے
نکلے بخار دل جو زبان سے عجب نہین / چھلکے تو کیا بعید ہے لبریز جام ہے
سودائی زلف یار کا جبسے ہوا ہے دل / قالب مین مرغ روح کو ایذائے دام ہے
جبتک حلال کرلے نہ مجھ بیگناہ کو / قاتل کو اپنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے
رکھتے ہین وہ قدم تنِ بیجان مین حکم روح / پاپوش یار کبک سے بھی خوش خرام ہے
کیا کیا شگوفے پھولتے رہتے ہین رات بھر / صبح بہار یار کے کوچہ کی شام ہے
دولت کے سامنے نہین کچھ قدر حسن بھی / محمود کا ایاز سا خوشرو غلام ہے
اکدن حضور قلب سے ہوتی نہین ادا / زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے
مہندی ہمارے قتل کی خاطر سے لگ رہی / خون حنا کا ہم سے انھین انتقام ہے
معشوق ہی نہین جو نہ وعدہ خلاف ہو / چاہے جو تجھسے پختگی عہدِ خام ہے
خلخال پائے یار سے آتی ہے یہ صدا / مُردے سے کیجئے وہ جو زندہ کا کام ہے
بتخانہ کھود ڈالئے مسجد کو ڈھائیے پر / دل کو نہ توڑیے یہ خدا کا مقام ہے
جس مسئلہ مین شک ہو جسے آکے پوچھ لے / مسجد ہے وقت صبح ہے موجود امام ہے
ہوتا ہے خوشنوائی بلبل سے آشکار / بہشت پر بھی شاعرون کا احتلام ہے
انگشتری ہنوز نہین دست یار مین / ناآشنا نگینہ کی صورت سے نام ہے
بیباکی زبان سے نہین کون خوفناک / ہر عضو اُٹھکے صبح کو کرتا سلام ہے

آتش برا نہ مانیو حق جو پوچھیے
شاعر ہیں ہم در رغ ہمارا کلام ہے

باغبان انصاف پر بلبل سے آیا چاہیے
یہ بھی اُسکو زر گل کی بہا یا چاہیے

فرش گل بلبل کی نیت سے بچھایا چاہیے
شمع پر والون کی خاطر سے جلایا چاہیے

پان بھی کھا و بجائی ہے جو مستی کی دھڑی
شام تو دیکھی شفق کو بھی دکھایا چاہیے

آئینہ مین خط نورس کا نظارہ کیجیے
آہو ان چشم کو ریحان چرایا چاہیے

بوسہ اُس لب کا ہے قوت بخش روح تلویان
ایسی یاقوتی میسر ہو تو کھایا چاہیے

عشق مین حد ادب سے آگے رکھتا ہے قدم
شاخ گلبن پر سے بلبل کو اڑایا چاہیے

دیکھیے کرتا ہے کیونکر یار سے گستاخیان
شوق کے بھی حوصلہ کو آزمایا چاہیے

ہو گیا ہے ایک مدت سے دل نالان خموش
باغ مین چل کر اسے بلبل سنایا چاہیے

فصل گل ہے چار دن ساقی تکلف چھوڑ دو
پیر جا ہر کے بط مے کو لگایا چاہیے

خم مین جوش مے سے مجکو یہ صدا ہے آتی
ظرف مستی ہو تو کیفیت اُٹھایا چاہیے

حال دل کچھ کچھ کہا مین نے تو بولا نکلے یار
بس عبارت ہو چکی مطلب پر آیا چاہیے

شیر سے خالی نہین رہتا نیستان زینہار
بوریائے فقر بچھا چھوڑ جایا چاہیے

رنگ زرد و چشم تر سے کیجیے دعوائے عشق
دو گواہ حال اس قصہ کے لایا چاہیے

رام ہوتے ہی نہین وحشی مزاجی ہے سو ہے
اُن سیہ چشمون کو چوبہرہ جگایا چاہیے

دیکھکر خلوت سرائے یار کہتے ہین فقیر
عود کے مانند یان دھونی لگایا چاہیے

خاطر آتش سے گئیے چند جز شعراد بھی
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے
رنگ بے رنگ رہا کرتا ہے

حُسن مین تیرے کوئی عیب نہین
قبح مین دنگ رہا کرتا ہے

صلح کی دل سے ہین یان مصلحتین
وان سر جنگ رہا کرتا ہے

محتسب کو ترے مستانون سے
خوف سر چنگ رہا کرتا ہے

دل مراہی کے محبت کی شراب
نشہ مین بھنگ رہا کرتا ہے

عارسی عار ہے مجھ مجنون کو
ننگ سے ننگ رہا کرتا ہے

جوہر تیغ دکھاتا ہے حسن
عشق جو رنگ رہا کرتا ہے

گفتنی حال ہنین ہے اپنا
کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہے

حلب رخ مین ترے خالون سے
لشکر زنگ رہا کرتا ہے

منزل گور کے دیوانون کے
سینہ پہ سنگ رہا کرتا ہے

عالم وجد ترے مستون کو
بے دف و چنگ رہا کرتا ہے

فندق دست صنم سے نادم
گل اورنگ رہا کرتا ہے

تیرے گوش شنوا کا مشتاق
ہر خوش آہنگ رہا کرتا ہے

بندش چست سے تیری آتش
قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

زخم دل مین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہے
ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہے

رخ ترا بیداغ ہے روئے قمر مین داغ ہے
دیکھ لے جو چاہے آنکھون کی نظر مین داغ ہے

عشق کی دل سوزیونسے بحر و بر مین داغ ہے
یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہے

دیدۂ احباب سے بوجہ پوشیدہ ہنین
لالہ رو شاید کوئی تیری کمر مین داغ ہے

آج کل ہوتا ہے ہم آغوش وہ رشک بہار
بوئے گل دیتا ہے جو جو اپنے بر مین داغ ہے

اشک کے پانی سے نہلا دے مجھے اے چشم تر
گرمیون سے سوزش دل کی جگر مین داغ ہے

ناکسون سے اہل عزت کو ہے لازم احتراز
سیل تانبے کا ہوا جس سیم و زر مین داغ ہے

گل ترے چھلے کا سینے پر ہنین اے تیغ زن
چار پھولون کے عوض اک اس سپر مین داغ ہے

اشتیاق گور مین دیتی ہے ایذا طول عمر
منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہے

کوتہی کرتے ہین راہ دشت وحشت مین قدم
آبلہ پائی کے ہاتھون مغز سر مین داغ ہے

زلف و خال یار پر جب سے پڑی ہے اپنی آنکھ
مشک چین عنبر سارا نظر مین داغ ہے

دان تلاش ایذا ہے دیتی اور بیان شوق ہے حال
زخم باہر اپنی قسمت کا ہے گھر مین داغ ہے

ناگوار اپنے سوا ہے یار دل کو دخل غیر
سایہ کا بھی ساتھ تیرے رہ گذر مین داغ ہے

دیتے ہین تشبیہ روئے روشن محبوب سے
داغ ہے اُس کا ہمین وہ جو قمر مین داغ ہے

زاہد سالوس کے ماتھے کے گھٹے سے کھلا
لگ ہی رہتا ہے جو تقدیر بشر مین داغ ہے

کوئی گردن پر ترے زیبندہ ہے خال سیاہ
خوش نما خورشید سے بھی اس سحر مین داغ ہے

[illegible]انے نے مزا ایسا دیا ہے عشق مین
دوڑتی ہے روح اُس پر جس ثمر مین داغ ہے

عیب شاعر کو لگا دیتا ہے آتش نقص شعر
داغ جب پھل مین لگا عین شجر مین داغ ہے

جمستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہے
رت بدلتی ہے کوئی دین ہوا پھرتی ہے

خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے

خاک چھنوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے

کج نگہ تو نے تو کی ہم سے کیے رکھتے ہین
آنکھ اپنی بھی صنم سوئے خدا پھرتی ہے

ملتجی جو تری درگاہ کے ہین اے محبوب
پہنے تشریف قبول اُنکی دعا پھرتی ہے

نشۂ مے نے نقاب رُخ زیبا اُلٹا
ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہے

قتل کسکس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہے

پانون تک یار کے پہونچیگی لٹک کر سر سے
پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے

وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے وہ زلف
دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے

اپنے جامہ سے ہوئے ہین میکش مفلس باہر
[illegible]رین ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

آتی ہے عید قربان خنجر کو لال کرتے
دنبہ کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے

نالہ کا بت کدہ مین ہم کیا خیال کرتے
سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

ہنس کر کلام ہم سے یوسف جمال کرتے
کانون کو آشنائے فرخندہ فال کرتے

حسن شباب اُن کا موسم بہار کا ہے — پڑ مردہ دکھاتے جس کو نہال کرتے
حیران کار ہوتے معنی تلاش شاعر — صورت جو تم دکھا کر محو جمال کرتے
باہر بساط سے تھے ہم عشق کے جو یین — دل ہارتے تو جان سے گوہر کو مال کرتے
ماہ چہاردہ ہے رخسارۂ منور — ایک دم نقاب اُٹھتے تو تم کمال کرتے
آزردہ دل سے جان ہے دل جانسے کدر — تم درمیان پڑ کر رفع ملال کرتے
منظور ہوتی ہمکو حجت جو اُس دہن مین — اندیشہ کو نہ سوجھین وہ احتمال کرتے
لٹکاتے دوش سے بھی تھوڑا سا اُنکو صاحب — بازو کی مچھلیون کا زلفون کو جال کرتے
ہمچشمی آہوؤن سے زیبا نہ تھی وہ کیونکر — چشم سیہ کو تم کیف مے سے زلال کرتے
سودا زدہ جو تیرے خالو نکا جا نکلتا — قربان مشک نافے اُسیر غزال کرتے
رخ یار کا نہ ہوتا تو چاند چودھوین کا — اندھیر ابروؤن کے دونون ہلال کرتے
سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ آنکھین — مجنونسے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے
ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے ہمکو روشن — ناقص ہین آشکارا اپنے کمال کرتے
ہمسایہ ہے دوخالی بندوق سے وہ بینی — چھرون کا کام روئے قاتل کے خال کرتے
لاشہ پڑا ہے میرا صحرا مین زخم کھا کر — حصے پلنگ و شیر و گرگ و شغال کرتے
بوسے کے مانگنے پر مُنھ کو نہ پھیرنا تھا — حاتم تھے تم نہ رد جو میرا سوال کرتے
فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا — ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے
ہٹتا نہین ہے اک دم آئینہ سامنے سے — اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرتے
کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی — دیتا جو دُرد بھی تو شکر زلال کرتے
فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل لگی کی — یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے
تربت پر اپنی مشق رفتار چاہیئے تھی — ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے

خم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش
مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہے — گل و سنبل سے یان خار و خس دیوار بہتر ہے

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہے | قمر کیہ کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہے
یہی آواز آتی ہے درِ مہر محبت سے | علاقہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہے
طبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین | بہم پہونچے تو اُسکو شربت دیدار بہتر ہے
کہا کرتے ہین عاشق لوگ اکثر پیارے یوسف | تمھارے حُسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے
صباحت سے ہے رشکِ صبح نوروزی وہ پیشانی | ہلال عید سے وہ ابروئے خمدار بہتر ہے
سُنا ہے شاعرون سے بشیر قندِ مکرر بھی | لب شیرین کے بوسہ لینے مین تکرار بہتر ہے
نگاہین مردم دیدہ کو ہردم یہ سمجھاتی ہین | ملے لوٹنے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہے
بہار بے خزان ایسی نہین کوئی چمن رکھتا | خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہے
اسیر عشق کو ہے وق آزادان عالم پر | جہان کے تندرستون سے ترا بیمار بہتر ہے
رہے جاتے ہین عاشق نیمجان کیا قہر کرتے ہو | قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہے
چلیگا کبک کیا طوطی کریگا کیا سخن سازی | تری گفتار بہتر ہے تری رفتار بہتر ہے
بہار باغ ہے نظارہ محبوب دکھلا تا | وہ قامت سرو سے وہ گل سے وہ رخسار بہتر ہے
کہان نظارہ روزن رہا پردہ عجب باقی | تمھارے اور میرے درمیان دیوار بہتر ہے

سوال بوسہ پر سنکر وہ بت کہتا ہے اے آتش
خیال بد اگر گذرے تو استغفار بہتر ہے

عتاب لب کا اپنے مزا کچھ نہ پوچھیے | کس درد کے ہین آپ دوا کچھ نہ پوچھیے
ناز و نیاز عاشق و معشوق کیا کہون | عجز و غرور شاہ و گدا کچھ نہ پوچھیے
خوشبو سے ہو رہا ہے معطر دماغ جان | چلتی ہے کسطرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے
کیا کیا نگہ پھسلتی ہے رخسار یار پر | کیسا یہ آئینہ ہے صفا کچھ نہ پوچھیے
جامہ سے باہر اپنے جو ہو ہین عجب نہین | کھولے ہین کسکے بند قبا کچھ نہ پوچھیے
آئینہ لیکے کیجیے اپنا مشاہدہ | ہے سلوک شرم و حیا کچھ نہ پوچھیے
اعشنہ نے کیا ہے غمسے بادشاہ حُسن | سر پر ہے کس کے ظل ہما کچھ نہ پوچھیے
رنگین کیے ہین یار نے جیسے کہ دست و پا | کیا رنگ لا رہی ہے حنا کچھ نہ پوچھیے

ناگفتنی ہے عشق بتان کا معاملہ ۔ ہر حال مین ہے شکر خدا کچھ نہ پوچھیے
کیا شے ہے وہ کمر جو گذرتا ہے یہ خیال ۔ آتی ہے غیب سے یہ صدا کچھ نہ پوچھیے
کوتاہ خال روئے سوز ہے کس قدر ۔ کتنی ہے زلف یار رسا کچھ نہ پوچھیے
آتش گناہ عشق کی تعزیر کیا کہون ۔ مستحق جو کچھ ہے اُس کی سزا کچھ نہ پوچھیے

باز آئینگے نہ بازی عیش و نشاط سے ۔ باہر ہین اس جوے مین ہم اپنی بساط سے
حیران اُن ابروؤن کو ہین معمار دیکھکر ۔ دو طاق ہین بلند فلک کے رباط سے
حلقہ مین آہوؤن کے ہین دیوانے جسطرح ۔ حائل حصار مین نہ ہون اس احتیاط سے
جور و جفا ہزار کرے ہم خفا نہ ہون ۔ خوش روے خوش جمال سے خوش اختلاط سے
کھا کھا کے زخم کرتے ہین مستونکی طرح رقص ۔ بسمل تمھاری تیغ کے کس کس نشاط سے
خواہان مرگ دل ہے جدائی مین یار کی ۔ بیزار روح جسم کے ہے ارتباط سے
انجام ہو بخیر قیامت کا آتشا ۔ داخل بہشت مین ہو گذر کر صراط سے

زندے وہی ہین جو کہ ہین تم پر مرے ہوے ۔ باقی جو ہین سو قبر مین مردے بھرے ہوے
مست الست قلزم ہستی مین آئے ہین ۔ مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوئے
اللہ رے صفائے تن نازنین یار ۔ موتی ہین کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوئے
دو دن سے پاؤن جو نہین دبوائے یار نے ۔ بیٹھے ہین ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوئے
اُن ابروؤنکے حلقہ مین وہ انکھڑیان نہین ۔ دو طاق پر ہین دو گل نرگس دھرے ہوے
بعد فنا بھی آئے گی مجھ مست کو نہ نیند ۔ بے خشت خم لحد مین سرھانے دھرے ہوے
نکلین جو اشک بے اثر آنکھو نے کیا عجب ۔ پیدا ہوئے ہین طفل ہزار دن مرے ہوے
لکھے گئے بیاضون مین اشعار انتخاب ۔ رائج رہے وہی کہ جو سکے کھرے ہوے
اُلٹا صفون کو تیغ نے ابروئے یار کی ۔ تیر مژہ سے درہم و برہم پڑے ہوے
آتش خدا نے چاہا تو دریائے عشق مین ۔ کو دے جو ابکی ہم تو درے سے پرے ہوے

دو دن کی زندگی مین رہے ہم ہرے ہوے
جوش جنون نے زرد کیا جب ہرے ہوے

ناقوس مین سے آئی صدائے ہو الغفور
ہم بتکدے گئے جو خدا سے ڈرے ہوے

خط پر جو آئینہ مین پڑی ہے نگاہ یار
آہوے چشم مست ہین سبزے چرے ہوے

شوق شکار مجکو جو اے ترک ہے سُنا
چر چر کے سبزہ آہو ہین کیا کیا ہرے ہوے

مہندی لگانے کا جو خیال آیا آپ کو
سوکھے ہوئے درخت حنا کے ہرے ہوے

آرایش انکے حسن کی موقوف کب ہوئی
نوچے گئے درخت حنا جب ہرے ہوے

کیا ہونگے لیکے خط کو مرے راہ مین تباہ
کوچے مین یار کے ہین کبوتر چرے ہوے

وہ صید سخت جان ہون مین جسپر ہزار بار
خالی ہوئے ہین تیر دنئے ترکش بھرے ہوے

دینے مین جام کے ہے تامل کا کیا سبب
ساقی شراب سے ہین قرابے بھرے ہوے

بعد فنا بھی عشق کا آتش اثر رہا
تربت سے اپنی بید مولد ہرے ہوے

کہتے ہین ذکر لیلی و مجنون جو چھیڑ دیے
چپ رہیے بس نہ گور کے مردے اکھیڑ لیے

خوشحال ہین مٹا گئے مجھے ہفت آسمان
یوسف کو کھا کے ہو گئے ہین شیر بھیڑیے

ساقی ہے مے ہے یار ہے بزم نشاط ہے
بھیڑے جواب نہ ساز تو مطرب کو چھیڑیے

تدبیر ہے تو کام نہ تقدیر کا ہوا
تکیہ خدا پہ کیجئے دروازہ بھیڑ دیے

آئی بہار گل نے قبا اپنی چاک کی
بخیہ جو پیرہن مین ہے اُسکو اُدھیڑیے

آتش قمار عشق مین تیرے حضور یار
چالون کو اپنی بھول گئے ہین بکھیڑیے

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی
شگفتہ غنچہ ہوے بوے گل صبا نے دی

دکھائے روئے مخطط نے یار کے اعجاز
گلیم پوش کو پیغمبری خدا نے دی

گئی ہے دیر سے اب تک نہین پھری شاید
در قبول کے اوپر ڈھئی دعا نے دی

کفن کی فکر ہمارے لئے بھی واجب ہے
نقاب کی جو تمہین مشورت حیا نے دی

دم اخیر تصور بندھا ترے رُخ کا
طرف کو کعبہ کی کروٹ مجھے قضا نے دی

رلانے آئے تھے آنکھیں غزال چین ختن
شکست آنکو تری چشم سرمہ سانے دی

جہان سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا
تمھاری راہ مین جان ایک شکستہ پانے دی

مجال کیا کوئی سودازدہ جو دم مارے
گلومین پھانسی ہے اُس کاکل رسانے دی

یہ چاہ دیکھیے دونون مین چھپا ہے کون
ہمارے خون کی رغبت انھین حنانے دی

فقیر ہوکے جو پھیرا ہے اے شہ حسن
جگہ ہے سایہ مین اپنے اُسے ہمانے دی

کیا ہے عشق نے بالائے یار کے بیخود
پری کے سایہ کی ایذا ہے اُس بلانے دی

رہ عدم مین سب آواز اپنی بھول گئے
صدا نہ قافلہ اشک مین درانے دی

وہ بحر حسن ہے کس لہر مین رہا کرتا
خبر کچھ اُسکی نہ لاکر اک آشنانے دی

مریض عشق کو ہے مرگ زیست سے اولیٰ
گلے کو کاٹیے صحت اگر دوانے دی

ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شاکر
دعا یہ اُس شہ خوبان کو کس گدانے دی

عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی ہے کس لالہ گون قبانے دی

یا علی کہکر بت پندار توڑا چاہیے
نفس امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے

تنگ آکر جسم کو اے روح چھوڑا چاہیے
طفل طبعون کے لئے مٹی کا گھوڑا چاہیے

زلف کے سودے مین اپنے سر کو پھوڑا چاہیے
جب بلا کا سامنا ہو منھ نہ موڑا چاہیے

گھورتی ہے تم کو نرگس آنکھ پھوڑا چاہیے
گل بہت ہنستے ہین کان اُنکے مروڑا چاہیے

آج کل ہوتا ہے اپنا عشق پنہان آشکار
پک چکا ہے خوب اب پھوٹے یہ پھوڑا چاہیے

مانگتا ہون مین خدا سے اپنے دل سے داغ عشق
بادشاہ حسن کے سکے کا توڑا چاہیے

اُن لبون کے عشق نے ہے جب سے دیوانہ کیا
رہ بھی اپنی ہے ایک لالون کا جوڑا چاہیے

ہو رہا ہے گیسوئے مشکین سودے کو جگہ
کسکے آگے جاکے اپنے سر کو پھوڑا چاہیے

بادہ گلگون کے شیشہ کا ہون سائل ساقیا
ساتھ کیفیت کے اُڑتا مجکو گھوڑا چاہیے

یہ صدا آتی ہے رفتار سمند عمر سے
وہ بھی گھوڑا ہے کوئی جسکو کوڑا چاہیے

قطع مقراض خموشی سے زبان کو کیجیے
قفل دیکر گنج پر مفتاح توڑا چاہیے

اپنے دیوانہ کا دل لیکر یہ کہتا ہے وہ طفل
یہ کھلونا ہے اسی قابل کہ توڑا چاہیے

زلفین روئے یار پر بیوجہ لہراتی نہین
کچھ نہ کچھ زہر اگلے یہ کالے کا جوڑا چاہیے

باغبان سے چھپ کے گل چینی جو کی تو کیا کیا
آنکھ بلبل کی بچا کر پھول توڑا چاہیے

فصل گل مین بیڑیان کاٹی ہین میرے پانؤن کی
ہاتھ مین حداد کے سونیکا توڑا چاہیے

باغ عالم مین یہی میری دعا ہے روز و شب
خار خار عشق گلرخسار یو توڑا چاہیے

عشق کی مشکل پسندی سے ہوا یہ آشکار
خوبصورت کو غرور حسن بھی توڑا چاہیے

زمزمے سنکر مرے صیاد گلرو نے کہا
ذبح کیجے ایسے بلبل کو نہ چھوڑا چاہیے

پیر ہو آتش کفن کا سامنا ہے عنقریب
توبہ کیجے دامن تر کو نچوڑا چاہیے

مگر اس کو فریب نرگس مستانہ آتا ہے
الٹتی ہین صفین گردش مین جب پیمانہ آتا ہے

نہایت دل کو ہے مرغوب بوسہ خال مشکین کا
دہن تک اپنے کب تک دیکھیے یہ دانہ آتا ہے

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی
گریبان پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے

فراق یار مین دل پر نہین معلوم کیا گذری
جو اشک آنکھون مین آتا ہے سو بیتابانہ آتا ہے

بگولے کیطرح کس کس خوشی سے خاک اڑاتا ہون
تلاش گنج مین جو سامنے ویرانہ آتا ہے

سمجھتے ہین مرے دل کی وہ کیا نافہم نادان ہین
حضور شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہے

طلب دنیا کو کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی
خیال آبروئے ہمت مردانہ آتا ہے

ہمیشہ فکر سے یان عاشقانہ شعر ڈھلتے ہین
زبان کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہے

تماشاگاہ ہستی مین عدم کا دھیان ہے کسکو
کسے اس انجمن مین یاد خلوت خانہ آتا ہے

صبا کیطرح ہر اک غیرت گل سے ہین لگ چلتے
محبت ہے سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہے

زیارت ہوگی کعبہ کی یہی تعبیر ہے اسکی
کئی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہے

خیال آیا ہے آئینہ کا منہ اٹھین وہ پھینکنگے
اب الجھے بال سکھلانے کی خاطر شانہ آتا ہے

پھنسا دیتا ہے مرغ دل کو دام زلف پیچان مین
تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہے

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہین
شکایت سے نہین واقف ہمین شکرانہ آتا ہے

خدا کا گھر ہے بتخانہ ہمارا دل نہین آتش / مقام آشنا ہے یان نہین بیگانہ آتا ہے

جان بخش لب کے عشق مین ایذا اُٹھائیے / بیمار ہو کے ناز مسیحا اُٹھائیے
قدسی نگاہ لطف کے امیدوار ہین / آنکھین تو سوئے عالم بالا اُٹھائیے
اب کی بہار مین جو ہمین لیچلے جنون / چُن چُن کے داغ لالۂ صحرا اُٹھائیے
خامہ سے کام لیجئے ہنگام فکر شعر / میدان کارزار مین گھوڑا اُٹھائیے
دکھلائے حسن یار کا جلوہ ہمین جو عشق / کسطرح سے لطف تماشا اُٹھائیے
تجھ سا حسین ہو یار تو کیونکر نہ اُسکے پھر / ناز بجا و غمزۂ بیجا اُٹھائیے
مفلس ہون لاکھ پر یہی دلکو بندھی ہے دھن / یوسف کو قرض لیکے تقاضا اُٹھائیے
سختی راہ کھینچئے منزل کے شوق مین / آرام کی تلاش مین ایذا اُٹھائیے
فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب / بس ہو چکی نماز مصلا اُٹھائیے
جام شراب ناب ہے ساقی لئے کھڑا / گردن تو مثل گردن مینا اُٹھائیے
آواز کو سُنا کے کرے کان مستفیض / رحم آنکھون پر بھی کیجئے پردہ اُٹھائیے
جوش جنون مین دیکھیے پیچھے نہ مڑکے پھر / منہ جسطرف کو صورت دریا اُٹھائیے

شمشیر زن ہو یار بہادر جوان ہو / آتش جہاد عشق پر بیڑا اُٹھائیے

دہن پر ہین اُن کے گمان کیسے کیسے / کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا / بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے
تمھارے شہیدون مین داخل ہوئے ہین / گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
بہار آئی ہے نشہ مین جھومتے ہین / مریدان پیر مغان کیسے کیسے
عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن / لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے
تپ ہجر کی کاہشون نے کئے ہین / جدا پوست سے استخوان کیسے کیسے
نہ مڑکر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا / تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

بہار گلستان کی ہے آمد آمد
خوشی پھرتے ہین باغبان کیسے کیسے

توجہ نے تیری ہمارے مسیحا
توانا کئے ناتوان کیسے کیسے

دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہے
تمھارے لئے ہین مکان کیسے کیسے

غم و غصۂ و رنج و اندوہ و حرمان
ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

تری کلکِ قدرت کے قربان آنکھین
دکھائے ہین خوشرو جوان کیسے کیسے

کرے جس قدر شکر نعمت وہ کم ہے
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

چپ ہو کیون کچھ منھ سے فرماؤ خدا کیواسطے
آدمی سے بت نہ نبجاؤ خدا کے واسطے

کب کی آنکھون نے نظارہ کو عاشق آئے ہین
چاند سی صورت کو دکھلاؤ خدا کیواسطے

درد دل سے دم فنا ہوتا ہے جائے رحم ہے
جان جاتی ہے مری آؤ خدا کیواسطے

جھومتی زلفین تو ہین کالی گھٹا کیطرح سے
ہنس پڑو بجلی بھی چمکاؤ خدا کیواسطے

پاس رسوائی کا دونون جانبون سے شرط ہے
مین بھین تم مجکو سمجھاؤ خدا کیواسطے

چلا وہ راہ جو سالک کے پیش پا آئی
ٹھہر گیا جو کہین بوئے آشنا آئی

بہار گل مین ہین دیوانے جامہ سے باہر
پری کا بھیس ہے بدلے ہوے بلا آئی

لیا جو بوسہ تو ہنسکر یہ اُس صنم نے کہا
خدا سے شرم نہ اے بندۂ خدا آئی

شراب اُن کو پلا کر ہوئی پشیمانی
وہ بے حجاب ہوئے تو مجھے حیا آئی

لباس کعبہ کا حاصل کیا شرف اُس نے
جو کوئے یار مین کالی کوئی گھٹا آئی

سر وہیان ہین نہین دونون ابرو خمدار
وہ منھ چڑھے ترے جسکی کہ ہو قضا آئی

ہماری خاک رہی کوئے یار کی مشتاق
پہونچتی اُڑ کے نہ ایسی کوئی ہوا آئی

نہ روز حشر بھی فریاد ہو سکی مجھ سے
جفائے یار کے آڑے مری وفا آئی

مریض عشق کیا حسن یار نے جب سے
مزاج سے نہ موافق کوئی دوا آئی

سانپ کا زہر وہ گیسو ہیں اگلنے والے
آہوئے چشم چھلاوے کو ہیں چھلنے والے

کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کیطرح رنگ بدلنے والے

کشش عشق میں بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوتے ہیں منھ پھیر کے چلنے والے

حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہے
شب کو باہر نہیں وہ گھر سے نکلنے والے

آئینہ رکھ لے کیا ہے جو کبھی تم نے بناؤ
خاک میں ملگئے ہیں دیکھ کے جلنے والے

پاؤں تک تیرے جو پہونچے نہیں اے مایۂ ناز
کف افسوس وہی ہاتھ ہیں ملنے والے

گوش زد ہو تو کہیں کوس سفر کی آواز
چل کھڑے ہوں گے کمر باندھ کے چلنے والے

یہی سوزش یہی گرمی ہے اگر نالوں کی
صورت موم ہیں فولاد پگھلنے والے

باغ عالم میں یہی اپنی دعا ہے ہر صبح
رہیں سرسبز شجر پھولنے پھلنے والے

ان سے کہدو نہیں آہستہ جو رکھتے دو گام
گر بھی پڑتے ہیں بہت دوڑ کے چلنے والے

نعمت عشق کا راغب نہیں کوئی پاتا
مرگئے کیا غم و غصہ کے نگلنے والے

اشک باقی جو آنکھوں میں رہے تو نہ رہے
جگر و دل ہیں لہو ہو کے نکلنے والے

بس قلم صفحۂ ہستی سے اٹھا اے آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اٹھتے ہی تیرے بزم سے سب اٹھ کھڑے ہوئے
وہ یار رہ گئے کہ جو تھے غش پڑے ہوئے

نالوں سے میرے ملگئے رنگین ادائے دہر
بلبل کو سنکے کان گلوں کے کھڑے ہوئے

بے نشۂ شراب محبت نہ جائینگے
ساقی کے در پر اب تو ہیں ہم بھی اڑے ہوئے

ٹھیک آئی تن پہ اپنے قبائے برہنگی
بانی لباس چھوٹے ہوئے یا بڑے ہوئے

جو بچ گئے ہیں جنبش مژگان یار سے
آرہ کے بیچ حشر میں ہونگے کھڑے ہوئے

دیوانگان عشق جو زینت پسند ہوں
سونے کی بیڑیوں میں ہوں ہیرے جڑے ہوئے

بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہو سکا
پھوٹے نہ تھے جو دل میں پھپھولے پڑے ہوئے

کشتوں کی طرح زیست میں تیرے نیاز مند
شمشیر ناز سے رہے بے دم پڑے ہوئے

آئینہ نے کیا ہے جو صورت سے آشنا
گردن میں اُن کی ہاتھ ہیں اپنے پڑے ہوئے

باتون مین اُن کی ہو گئے عاشق غریب قتل
تلوار کی طرح جو وہ منہ کے کڑے ہوئے

روز وصال آنکھ نکو اپنی دکھائے گا
روز شب فراق کے پچھن جھڑے ہوئے

ساقی کی بندگی سے کیا خاتمہ بخیر
خم کے تلے ہین میکدے مین ہم گڑے ہوئے

اب پاؤن رکھنے وہ نہین چلتے زمین پر
اک اک کڑے کے ساتھ ہین دو دو چھڑے ہوئے

بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا
اس تل کا تیل پیکے ہو چکنے گھڑے ہوئے

نہ فکر شعر ہے نہ وہ مضمون تلاشیان
آتش سے تو نہین کہین خواجہ لڑے ہوئے

طاق ابرو ہین پسند طبع اک دلخواہ کے
عمر ہوتی ہے بسر گنبد مین بسم اللہ کے

جاؤن کیونکر بن بلائے اُس بت دلخواہ کے
بے طلب کوئی نہین پہونچا حضور اللہ کے

روئے نورانی کا تیرے ہو گیا ہے شک جسے یار
رات بھر دوڑا ہون کیا کیا پیچھے پیچھے ماہ کے

شام وصل آئی ادھر موجود تھی صبح فراق
کم گھڑی سے بھی پہر ہین اس شب کوتاہ کے

داغ عشق حسن کا لقمہ نوالہ ہے کڑا
سیر دل ہین کھانے والے اس غم جانکاہ کے

کہتے ہین شاعر قیامت ہوگی قد یار سے
مرد عاشق ہین مقر ہین ہم تو اس افواہ کے

ناتوانی سے ہے حالت غیر ہجر یار مین
دم نکلجاتا ہے اپنا ساتھ ہر اک آہ کے

عشق بت مین کوہ پر جا جا کے سر ٹکا کئے
پاؤن کو صدمے رہے پست و بلند راہ کے

سالہا عشق زنخدان نے لہو پانی کیا
مدتون روئے ہین جا جا کر کنارے چاہ کے

حشر تک یون ہی رہینگے غمزہ و انداز و ناز
عشق عالی منزلت ہے حسن والا جاہ کے

جا نکلتا ہے جو مجھ سا تشنۂ دیدار حسن
ذکر یوسف کرنے لگتے ہین کبوتر چاہ کے

منزل مقصود مین چلکر نکالونگا انھین
آبلون مین یہ جو ہین پیوست کانٹے راہ کے

اُس بت بے دین کی زلفونکا اشارہ ہے یہی
اس بلا مین وہ پھنسین عاشق ہین جو اللہ کے

کب سمائی ہے نظر مین روشنی آفتاب
چشم بینا رکھتے ہین ذرے تری درگاہ کے

ہوائے دور مے خوشگوار راہ مین ہے
خزان چمن سے ہے جاتی بہار راہ مین ہے

گداز از کوئی شہسوار راہ مین ہے — بلند آج نہایت غبار راہ مین ہے

شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی — ہنوز حسن جوانی بار راہ مین ہے

عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ہستی مین — نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہے

طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہے شرط — کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہے

طریق عشق کا سالک ہے واعظون کی نہ سن — ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہے

جگہ ہے رحم کی یار ایک ٹھوکر اُس کو بھی — شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہے

سمند عمر کو اللہ رے شوق آسایش — عنان گستہ و بے اختیار راہ مین ہے

نہ بدرقہ ہے نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے — فقط عنایت پروردگار راہ مین ہے

نجائین آپ ابھی دوپہر ہے گرمی کی — بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہے

تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ — ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہے

جنون مین خاک اُڑاتا ہے ساتھ ساتھ اپنے — شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہے

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے — ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہے

کوئی تو دوش سے بار سفر اُتارے گا — ہزار راہ زن امیدوار راہ مین ہے

مقام تک بھی ہم اپنے پہونچ ہی جائینگے — خدا تو دوست ہے دشمن ہزار راہ مین ہے

بہت سی ٹھوکرین کھلوائے گا یہ حسن اُنکا — بتون کا عشق نہین کوہسار راہ مین ہے

بلائے جان مسافر ہے خواب شیرین بھی — یہی وہ شہد ہے جو زہر مار راہ مین ہے

بتا یہ کوچۂ قاتل کا سُن رکھ اے قاصد — بجائے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہے

پیادہ پا ہون روان سوئے کوچۂ قاتل — اجل مری مرے سر پر سوار راہ مین ہے

چلا ہے تیر و کمان لیکے صید گاہ وہ ترک — خوشا نصیب وہ جو جو شکار راہ مین ہے

ٹھکین جو پاؤن تو چل سر کے بل نہ ٹھہر آتش
گل مراد ہے منزل مین خار راہ مین ہے

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے — ہوائے گل مین ہم کس وادیٔ پرخار مین آئے

نہ چین اے ترک بے رحم ابروئے خمدار مین آئے — لگا خامی کا دھبا بل جہان تلوار مین آئے

اُٹھائے بارِ عشق اس عالمِ غدار میں آ کے
کہاں سے ہم کہاں پکڑے ہوئے بیگار میں آئے

اشارہ ہے یہی اُٹھے لبِ شیریں کے خالونکا
ملانیکو نمک ہم شربتِ دیدار میں آئے

ندی بو ایک نے اے گلبدن تیرے پسینے کی
ہزاروں عطر کھینچکر طبلۂ عطار میں آئے

کمندوں سے نہیں کم سبحۂ زنّار کے حلقے
پھنسے وہ جو فریبِ کافر و دیندار میں آئے

خریداروں میں عاشق اپنے ناموں کو ہیں لکھواتے
تماشا ہے وہ یوسف بنکے ہیں بازار میں آئے

نموئے سبزہ نورس نہیں اُس روئے رنگیں پر
جنابِ خضر بہرِ سیر ہیں گلزار میں آئے

ہر اک حلقہ میں اُن زلفوں کے ہیں سو سو دلِ عاشق
بہت سے مشتری مشک ہیں تاتار میں آئے

بہارِ حسن دکھلائی نہ مشتاقوں کی آنکھوں کو
نہ نکلے گھر سے تم گل باغ سے بازار میں آئے

رہا اے بادشاہِ حسن تو جس قصرِ عالی میں
ہما بہرِ سعادت سایۂ دیوار میں آئے

لگے جس بزم میں روشن چراغِ حسن سے کرنے
بہارِ تازہ آئی تم اگر گلزار میں آئے

وضو ہوتے ہیں مے سے خشتِ خم پر شکر کے سجدے
نمازی لوگ بھی ہیں خانۂ خمار میں آئے

کیا ہے حسن نے سلطانِ خوباں چاہئے تم کو
لیے داد اپنی فریادی جو ہیں سرکار میں آئے

اُڑے ہوش اپنے نظارہ میں اے گل تیری صورت کے
غش آیا جب مقامِ نرگسِ بیمار میں آئے

جوانی ہے کہاں اب یار کی وہ صورتِ طفلی
ہوئے ڈھنگ اور ہی رنگ اور ہی رخسار میں آئے

مشقت کر کے دیوانے نہ تھے جو بے سبب آ کے
پری کو ڈھونڈھنے اس قصرِ مینا کار میں آئے

بجا کرتے ہیں کیونکی احتمالِ صدق و کذب آتش
بہت سے مختلف احوال بھی اخبار میں آئے

معرفت میں تیری ذاتِ پاک کے
اُڑ گئے ہیں ہوش و حواس ادراک کے

گل کھلے پرزے اُڑا پوشاک کے
پاؤں پھیلاتا بدامن چاک کے

نام لے سکتے نہیں محبوب سے
کیا کہیں کشتے ہیں کس سفاک کے

وہ گریباں آگ میں رکھ دیجئے
موسمِ گل میں جو ہوں بے چاک کے

خوشنویسوں سے میں لکھواتا ہوں وصف
لام کے کاکل الف سے ناک کے

قید رکھتے موسمِ گل کی نہیں
دو لے تیرے گریباں چاک کے

صید گاہ عشق مین مردار ہے ۔ صید جو قابل نہین فتراک کے
مست ہو کر جا نکلے اے منیچو ، آئے ہین بنت العنب کو تاک کے
تیرے دیوانونسے بننے کی نہین ۔ آگ کی پریان ہین انسان خاک کے
توڑنے والے گل زنبق کے ہین ۔ کاٹنے والے چمن کی ناک کے
بحر الفت مین بہار باغ ہے ۔ پھولتے ہین دست و پا تیراک کے
نیشکر کی پوراے شیرین دہن ۔ پھیکی ہے آگے تری مسواک کے
آفرین صد آفرین دست جنون ۔ خوب ہی لتے لئے پوشاک کے

عشق مین رہتے ہین آتش سامنے
بے مروت بے وفا بے باک کے



الحمد للہ والمنة کے اس زمان میمنت اقتران مین کلام افصح الفصحا خواجہ حیدر علی متخلص بہ آتش مرحوم لکھنوی نہایت سعی اور اہتمام سے شایع ہوا اور اُس پر نظر ثانی کر کے ایک بہت قدیم نسخہ سے اس کا مقابلہ کر کے بہت سی غلطیون کو درست کیا اور بعض اون شعرون کا جو اس نسخہ مین نہ تھے اور اُس مین موجود تھے اضافہ کیا اب یہ **کلیات آتش** مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب ایماے جناب منشی بشن نرائن صاحب مالک مطبع و باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ ستمبر ۱۹۲۹ء بحسن و خوبی طبع ہو کر شائع ہوا۔

ابوالحسن الرحیم

قطعہ تاریخ طبع سابق

چھپا کیا کلیات شاعر معجز بیان اچھا

طلب میں طالبوں کی نام آگیں درخواستیں صدہا

مرحوم الجنت مطبع ہذا

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل

اگر عاقل کوئی پوچھے یہ سال نو تاریخ اشاعت کا

تو دیوان بیساختہ کہنا کہ ہے نظم طرب افزا

١٣٠٥

١٥ اپریل ١٨٨٨ء